الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب

احسن المسائل

یعنی

ترجمہ کنز الدقائق

بزبان اردو

مترجمہ ماہر علوم عقلی و نقلی کاشف اسرار خفی و جلی مقبول زمن
حضرت مولنا مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر لہ اللہ القوی

بہ تصحیح تام و تنقیح مالا کلام
باہتمام احقر انام محمد عبد الاحد عفا اللہ عنہ الصمد
بماہ شوال ۱۳۲۷ ہجری
در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب
بحسن توفیق الٰہی مجموعۂ احکامِ فقہیہ کاشفِ اوامر و نواہی ہادیِ مفتی و سائل اعنی
احسن المسائل
١٣٢٧ھ
بعد اخذ حقوق تالیف و ترجمہ کتاب ہذا بتصحیح تام باہتمام احقر انام محمد عبد الاحد غفر اللہ الصمد ١٩٠٩ع
دہلی مطبع مجتبائی واقع میں مطبوع شد

فہرست مضامین احسن المسائل

جلد اول

جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر خلقہ محمد المصطفے وآلہ المجتبی واصحابہ ائمۃ الھدی بعد حمد وصلوۃ کے احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ و لوالدیہ برادران دینی کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب کنز الدقائق کہ فقہی مسائل مین ایک متن متین ہے اور اُسکی اکثر روایتین مستند علماء دین ہین بنظر تسہیل زبان فارسی مین ترجمہ کیا تھا اس ترجمہ مین کئی خوبیان شاہ صاحب مغفور نے رکھی تھین۔ اول یہ کہ اکثر جگہ فرعیات مین امام شافعی رح کے خلاف کو نقل فرمایا اور امام اعظم رح کے قول کا ماخذ حدیث شریف سے بیان کر دیا دوم یہ کہ جو لفظ عبارت کنز مین ایسا تھا کہ اُسکے معنی علحدہ لکھے جاتے اُسکے صرف ترجمہ پر کفایت نہ کی بلکہ علحدہ اُسکے معانی تشریح کے ساتھ لکھدیئے۔ سوم یہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر طور پر تھا کہ بدون مثال اُسکے معنے سمجھ مین نہ آتے تھے اُسکی مثال بھی مندرج فرمائی غرضکہ یہ ترجمہ ایسا تھا کہ گویا کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہے اب چونکہ ہمتین اس ملک کے لوگونکی باسباب

چند در چند عربی اور فارسی سے قاصر ہین اور نیز زبان اردو مین فوائد عام کے حق مین وافر
اسیلئے اس احقر نے اس کتاب کا ترجمہ زبان اُردو مین مناسب جانا اور امر عزیز از جان مولوی
محمد منیر کا اس باب مین زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بعون اللہ و حسن توفیقہ
عرصہ قلیل مین اس کا ترجمہ سلیس و بامحاورہ اردو مین کیا اور نام اس ترجمہ کا احسن المسائل رکھا
اس ترجمہ مین مین نے التزام کیا ہے کہ حتے الوسع اردو کا محاورہ ہاتھ سے نہ جاوے اور
عبارت فارسی شاہ صاحب مرحوم کا مطلب بھی چھوٹنے نہ پاوے۔ مگر شاہ صاحب کا
ترجمہ حال المتن تھا اس ترجمہ مین متن کنز کو لکھنا زائد جان کر صرف ترجمے پر اکتفا کیا اور عبارت
شرح کو دو خط مقوس اس شکل ( ) مین لکھدیا ہے دوسرے یہ کہ جسقدر عبارت فارسی شاہ
صاحب نے لکھی تھی اُسیقدر پر مین نے کفایت کی ہان جسقدر کچھ مضمون زائد درکار تھا
اُس کو خود اپنی طرف منسوب کرکے یا تو داخل کتاب کردیا ہے یا حاشیے پر معانی الفاظ
مشکلہ و حل اصطلاح فقہا کو لکھدیا ہے لیکن فرائض مین کسیقدر توضیح نفس عبارت مین
اپنی طرف سے کردی ہے کہ اسکے مسائل دیکھنے کی اکثر حاجت رہتی ہے اور اختصار اس باب
مین مناسب نہین اور بعض جا کچھ مثالین جو شاہ صاحب نے بخیال وضوح مسائل قلم انداز فرمادی تھین مین نے
بڑھادی ہین اور جن مسائل کی صورتین ایک سی تھین اور احکام مختلف اُن کے دلائل بھی ہدایہ
و شرح وقایہ اور دوسری معتبر کتابون سے حاشیے پر لکھدیے ہین حاصل یہ کہ مین نے
اپنی دانست مین نفس کتاب کی توضیح و تشریح مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اللہ تعالیٰ اسکو
قبول فرماوے اور میرے لئے باقیات صالحات مین سے کرے امید ناظرین با انصاف سے
یہ ہے کہ دعاء خیر سے یاد فرمادین اور اگر اس خود غلط کی غلطی اب بھی نظر سے گذرے تو اُسکی اصلاح فرمادین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰی وَّالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ مولنا شاہ اہل اللہ قدس اللہ سرہ

سپاس بےقیاس نثار بارگاہ رب العزت کے ہے جو عالم اور عالم والونکا پروردگار ہی اور درود بیحد اُس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور بنی آدم سے بڑھکر ہی اور اُسکا نام پاک محمد مختار ہے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ بعد حمد وصلوۃ کے بندۂ درگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبد الرحیم مغفرت کرے اللہ اُسکو اور اُسکے مان باپ کو اور سلوک کرے اُسپر اور اُنپر یہ کہتا ہے کہ عقائد اسلام کے درست کرنیکے بعد سب سے زیادہ ضروری سیکھنا علم فقہ کا ہے اور اس باب مین سب کتابون اور متنون سے مشہور معروف تر کنز الدقائق مولفہ امام ہمام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد محمود نسفی کی ہی مگر چونکہ اُسکی عبارت مشکل تھی اور مبتدیون کو مسائل کا سمجھنا اُس سے دشوار تھا اس لیے اُسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد ضروری کے ساتھ کیا جاتا ہی کہ طلبہ کو اُسکا پڑھنا آسانی اور سہولیت سے میسر ہو توفیق اللہ ہی سے ہے اور وہی رفیق ہر ایک امر مین ہی

کتاب الطہارت

(اس کتاب مین پاک ہونیکے مسائل ہین **فصل ۱** وضو کے بیان مین۔ جاننا چاہیئے کہ وضو نماز
کے درست ہونے کی شرط ہے یعنے جب تک وضو نہو گا نماز جائز نہوگی اور نماز اسلام
کے پانچ رکنون مین سے ایک رکن ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہے اسلیئے وضو
کا جاننا ضروری ہوا) وضو کے فرض (یعنی ایسی چیزین جنکے نہونے سے وضو درست
نہین ہوتا یہ ہین اول) نمازی کو اپنا منہ (ایکبار) دھونا یعنے پیشانی کے بالون سے
ٹھوڑی کے نیچے تک (طول مین) دونون کانون کی لَو تک (عرض مین دوم) دونون ہاتھونکا
دونون کہنیون کے ساتھ (ایکدفعہ دھونا سوم) دونون پانون دونون ٹخنون تک (ایکمرتبہ
دھونا چہارم) چوتھائی سر اور ڈاڑھی پر مسح کرنا (یعنی بھیگا ہاتھ پھیرنا **تنبیہ** سر کے مسح
مین مقدار فرض امام مالک رح کے نزدیک تمام سر ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسح کا لفظ
جسپر بولا جاسکے گو دو ہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی رح
کے نزدیک مقدار فرض چوتھائی سر ہے اس لیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور یہ مقدار چوتھائی سر
کے قریب ہے اور اگر اس سے کم درست ہوتا تو آپ اپنی امت کیواسطے کبھی تو دو ایک دفعہ
کرتے حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور ڈاڑھی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہی
فائدہ۔ شریعت مین فرض ایسے حکم کو کہتے ہین جو ایسے یقین سے ثابت ہو کہ اسمین شبہہ نہو
ایسے فرض کا چھوڑنے والا فاسق ہوتا ہی۔ اور انکار کرنے والا کافر۔ اور کبھی فرض ایسی بات کو
کہتے ہین جس کے بدون عمل درست نہو اسطرح کا فرض عمل کے رکن کی مانند
ہے) اور سنتین وضو مین (یہ چیزین ہین اول یہ معلوم کرنا چاہیے کہ سنت دین اصلاً

اُس طریق جاری کو کہتے ہین جسکا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا بدون واجب
کرنیکے یا آپ نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نہ کیا ہو۔ پس اسطرح کی چیزون مین سے وضو مین
اول) دونون ہاتھونکا پہنچون تک ابتداء وضو مین دہونا ہے۔ جیسے (وضو کے شروع مین
بسم اللہ کہنا بھی سنت ہے یہ دو سنتین ہوئین) تیسرے مسواک کرنا۔ چوتھی کلی کرنا۔ پانچوین
ناک مین پانی دینا۔ چھٹے ڈاڑھی اور انگلیونمین خلال کرنا ساتوین ہر عضو کا تین بار دہونا
آٹھوین وضو کا دل سے ارادہ کرنا۔ نوین سارے سر پر ایک دفعہ مسح کرنا دسوین دونون کانونکا
مسح کرنا سر کے مسح کے بچے ہوئے پانی سے۔ گیارہوین اُس ترتیب کی رعایت رکھنی جو
قرآن مجید مین مذکور ہے۔ بارہوین اعضا کا لگاتار دہونا فائدہ۔ دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب
اور پے درپے دہونا امام شافعی رح کے نزدیک فرض ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رح کے
نزدیک سنت ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ وضو کی آیت مین سوائے تین اعضا کے دہونیکے اور سر کے
مسح کرنیکے اور کوئی بات مذکور نہین اور کلام مجید پر آحاد حدیثون سے کچھ بڑہا لینا درست نہین۔
اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یہان مراد عملونکا ثواب ہے نہ انکی
درستی اور اگر درستی اعمال ہی مراد ہوتی تو چاہیے تھا کہ بدن اور کپڑے اور مکان کو پاک کرنا اور
برہنگی کو چھپانا اور قبلہ کیطرف منہ کرنا بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہ چیزین بدون نیت بھی درست
ہین اور یہ بات ٹھیری ہوئی ہے کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا۔ بخلاف
عمل کی صحت کے کہ وہ بدون نیت بھی ہو جاتی ہے اور حرف ف کہ فَاغْسِلُوْا مین ہے
وہ اس واسطے ہے کہ نماز پر کھڑے ہونیکے ارادے سے پیچھے سب اعضاء کو دہونا چاہیے
اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ بعض اعضاء کو پہلے اور بعض کو پیچھے دہووین اسیطرح لگاتار دہونا
بھی آیت سے نہین نکلتا ایک زائد بات ہے اور نہ متواتر اور مشہور حدیثون سے ثابت ہے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل فرمانا اُسکے مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہے) اور وضو کے مستحب (یہ ہین کہ اعضاء کے دہونے مین) دہنے سے شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا (اور مستحب اُس فعل کو کہتے ہین جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو) اور وضو کو توڑتا ہے کسی ناپاک چیز کا مصلی کے بدن سے نکلنا (جاننا چاہیے کہ جو چیز بدن سے نکلتی ہے اُسکی دو قسمین ہین ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب سے نکلے وہ تو بلا خلاف تھوڑی ہو یا بہت وضو کو توڑتی ہے۔ دوسرے وہ کہ اُن دونون مقامونکے سوا کسی اور جگہ سے نکلے جیسے قے اور خون اور پیپ تو قے مین بہت ہونا شرط ہے اور خون اور پیپ مین زخم کے مُنہ سے بہجانا شرط ہے اس دوسری قسم مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین قے کرے یا اُسکی نکسیر بہے تو اُسکو چاہیے کہ نماز سے ہٹے اور وضو کرکے پھر اُسی نماز کو پورا کر لے) اور منہ بھر قے کا ہونا بھی وضو کو توڑتا ہے اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون یا کھانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون ایسا ہو جسپر تھوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑے گا (یعنے اگر تھوک ملنے سے خون زردی مائل ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ خون غالب ہے) اور قے کا متلانا (جو قے کا سبب ہوتا ہے) کئی بار کی قے کو جمع کر دیتا ہے (یعنے اگر قے تھوڑی تھوڑی چند بار ہووے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جُدا جُدا قے کو ایک جاننا چاہیے ورنہ جُدا جُدا ہر قے مین وضو توڑنے کے لیے بھر منہ ہونا شرط ہے) اور لیٹے ہوئے سونا اور دونون سُرین زمین پر ٹکا کر اور پاؤن دہنی طرف کو نکالکر سونا۔ (بھی وضو کو توڑتا ہے حتی کہ اگر کھڑا ہوا یا رکوع مین سو یگا وضو نہ ٹوٹیگا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا (وضو کو ہر حال مین توڑتا ہے مخصوص پالتی مارنیوالے اور لیٹنے والے سے نہین) اور بالغ نمازی کا

سے ہنسنا اگرچہ سلام پھیرنے کے وقت ہو (وضو کو توڑتا ہے۔ واضح ہو کہ آواز سے ہنسنے
کے باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہے اس بات پر کہ نمازی بالغ ہو نہ لڑکا اور نماز بھی
رکوع اور سجدہ والی ہو جنازہ کی نماز نہ ہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلکھلانے سے ظاہر
قیاس کے خلاف ہے تو جس جگہ نص مین آیا ہے اُسی پر موقوف رکھین گے اُسکے سوا مین
اُسکا حکم نہ لین گے اور روایت حدیث مین یون وارد ہی کہ ایک اندھا شخص نماز جماعت
کی صف کے سامنے گر پڑا لوگ اُسپر آواز سے ہنسے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے
ہنسا ہو چاہیئے کہ وضو اور نماز کو پھر سے ادا کرے) اور مباشرت فاحشہ (بھی وضو کو توڑتی ہے
یعنی مرد و عورت بدون آڑ اور حجاب کے ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ
سے ملجاوے) اور زخم مین سے کیڑے نکلنا وضو کو نہین توڑتا اور نہ ذکر کو اور عورت کو ہاتھ
لگانا (اسلیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ ذکر تجھ مین سے
ایک گوشت کا ٹکڑا ہی یعنی جیسے اور بدن کو ہاتھ لگانے سے وضو نہین جاتا ایسے ہی ذکر کے چھونے سے
نہین جاتا اور نیز ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج طاہرات کا وضو مین بوسہ
لیتے تھے اور وضو نماز کے لیے دوبارہ نکرتے تھے اور اس مسئلہ مین امام شافعی رح کا خلاف ہے

فصل غسل کے بیان مین غسل مین فرض منہ کا دھونا اندر سے اور ناک مین پانی لینا
اور تمام بدن کا دھونا ہی اور بدن کو ملنا اور جسکے ختنہ نہوئی ہو اُسکو اپنے زائد چمڑے مین پانی کا
ڈالنا فرض نہین اور غسل مین سنت یہ ہی کہ اول اپنے دونون ہاتھ تین بار دھووے پھر اپنی
شرمگاہ کو اور نجاست ظاہری کو دھووے پھر وضو کرے (اور پانؤن کے دھونے کو بعد پر رکھے)
پھر اپنے تمام بدن پر تین بار پانی بہاوے (جاننا چاہیئے کہ اگر غسل تختہ خواہ پتھر پر کرے تو
ضرور نہین کہ پانؤن کا دھونا پیچھے پر رکھے اسواسطے کہ پانؤن پھر خراب نہونگا اور انکا اسکے بعد دھونا

اِسی مصلحت کے لیے ہے) اور عورت کے بالون کی جڑ اگر تر ہو جاوے تو گندھے ہوئے بالون کا
کھولنا ضرور نہین - اور غسل فرض ہے اُس منی کے نکلنے پر جو کود کر نکلے اور اپنی جگہ سے جدا ہونے
کے وقت لذت کے ساتھ جدا ہو (یعنی لذت اور شہوت اپنی جگہ سے جدا ہونیکے وقت شرط ہی
نہ ذکر سے باہر نکلنے کے وقت) اور (نیز غسل فرض ہی) جبکہ ذکر کا سر پیشابگاہ یا مقام پاخانہ مین
غائب ہو جاوے (اور اس صورت مین) فاعل اور مفعول دونون پر واجب ہے (واضح ہو کہ ذکر کا
داخل کرنا مقام پاخانہ مرد و عورت مین حرام و ناجائز ہی لیکن اگر اس امر ناشائستہ کے مرتکب
ہو جاوین تو غسل دونون پر واجب ہوتا ہے) اور فرض ہے حیض کے موقوف ہونے پر (جو خون معمولی عورت
کا ہوتا ہے) اور نفاس کے بند ہونے پر (جو بچہ ہونیکے بعد خون ظاہر ہوتا ہے اور) واجب نہین
مذی کے نکلنے کے وقت (جو پتلا پانی ہوتا ہے اور عورت کے چھیڑنے کے وقت ذکر سے
تیزی کے بعد نکلتا ہے) اور نہ وَدی کے نکلنے کے وقت (جو پیشاب کرنیکے بعد گاڑھا پیشاب
نکلتا ہی) اور نہ خواب مین صحبت کرنے سے بدون تری نکلنے کے - اور غسل کرنا جمعہ اور دونون
عیدون کے لیے اور احرام باندھنے کے واسطے اور عرفہ کے روز سنت ہے اور واجب ہے
غسل دینا مردے کو اور اُس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو اور اگر ناپاک نہ تھا تو (صرف
مسلمان ہونے کے لیے غسل مستحب ہے (جاننا چاہیئے کہ شریعت مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت
ہوا ہو کسی ایسی دلیل سے جسمین شبہہ ہو اُسکے ترک کرنے والے کو فاسق شمار کرتے ہین اور اُسکے
منکر کو کافر نہین جانتے **(پانی کے مسئلے)** مینھ کے پانی اور چشمہ اور دریا کے
پانی سے وضو کیا جاوے - اگرچہ کوئی پاک چیز اُسکی تین صفتون مین سے (جو رنگ اور بو اور
مزہ ہین) ایک کو بدل دے - خواہ بہت دنون رہنے کے باعث بدبودار ہو جاوے مگر جو
پانی کہ پتونکے گرنے سے بدل گیا ہو یا اُسمین کوئی چیز پکانے سے متغیر ہوا ہو یا کسی درخت خواہ

میوے سے نکالا گیا ہو (جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی (یا دوسری چیز کے اجزاء پانی پر غالب ہو جاوین (جیسے ستو) تو (ایسے پانی سے) وضو نہین ہو گا۔ اور نہ اُس ٹھیرے ہوئے پانی سے جسمین ناپاکی ہو اور دہ در دہ نہو اور دہ در دہ ہونے کی صورت مین وہ پانی ایسا ہے جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کی تعریف یہ ہے) کہ تنکا بہا لیجاوے (واضح ہو کہ اصل اس مسئلے کی یہ ہے کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سب کے نزدیک پاک ہین اور سلف کے اماموں نے انکے طول و عرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراؤ کو اسقدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھل جاوے۔ ٹھیرایا ہی یعنی چارون طرف اسکے کپڑے کے گز سے جو چھ مٹھی یا چوبیس انگل کا ہوتا ہے دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار کیا ہے جو سات مٹھی اور ایک کھڑی انگلی کا ہوتا ہے پس جس صورت مین کہ پانی کا طول زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم۔ مگر پیمایش کے حساب سے اگر ضرب کیا جاوے تو مکسر دہ در دہ ہو جاتا ہے تو بعض روایات مین ایسے پانی پر دہ در دہ کا حکم لگایا ہے اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک نہین ہوتا جبتک اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اسمین ظاہر نہو۔ اور امام شافعی رح کے نزدیک پانی کا ناپاک نہونا قلتین کی مقدار پر مخصوص ہے جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی ہین اور امام اعظم رح نے دلیلونکا خلاف ملاحظہ فرماکر دہ در دہ اختیار کیا ہی جس مین سب مذہبون سے زیادہ تر احتیاط ہے اور حدیثون اور آثار سب کی رو سے طاہر اور پاک ہی) پس دہ در دہ پانی سے وضو کیا جاوے بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اسمین معلوم نہو۔ اور پانی مین اگر ایسا جانور مر جاوے جسمین خون جاری نہو جیسے مچھر اور مکھی اور بِر اور بچھو اور مچھلی اور مینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا۔ اور جو پانی کہ ثواب کیلیے یعنی بغیر حاجت استعمال

کیا گیا ہو (مثلاً اس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے مین خرچ کیا ہو (مثلاً
بے وضو ہو جانے پر اُس سے وضو کیا ہو) اور یہ پانی کسی جگہ مین (مثلاً زمین پر یا کسی برتن
مین) ٹھیر جاوے تو وہ خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہین (یعنی بدن یا کپڑا ایسے پانی
مستعمل مین بھر جاوے تو اُسکا دھونا ضرور نہین الا دوبارہ اس سے وضو کرنا درست
نہین اس لیے کہ وہ پاک کرنے والا نہین لیکن اگر اُس مستعمل پانی سے حقیقی نجاست کو
دھو ڈالین تو پاک ہو جاوے گی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنے مین یہی شرط ہے
کہ بہنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنے والی ہو اور یہ سب باتین مستعمل پانی
مین موجود ہین گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی) اور کنوئین کے مسئلے مین تین
مذہب ہین ج ح ط (جیم علامت نجاست کی ہے اور حا علامت بحال خود رہنے
کی۔ اور طا علامت طہارت کی اختصار کے لیے حرف کو رکھ لیا ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر
کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نہ رکھتا ہو کنوئین مین گر جاوے یا ڈول
نکالنے کو اُس مین غوطہ مارے تو امام اعظمؒ کے نزدیک کنوئین کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور
آدمی بھی ناپاک رہتا ہے۔ اور امام ابو یوسف رحؒ کے نزدیک کنوان بحال خود پاک ہے اور
آدمی بدستور ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک کنوان اور آدمی دونون پاک ہین) اور جو چمڑا کہ
دباغت دیا جاوے وہ پاک ہو جاتا ہے مگر سور اور آدمی کا چمڑا (پاک نہین ہوتا۔ دباغت
یہ ہے کہ چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اسکا سڑ جانا دوا سے خواہ مٹی ملنے سے خواہ آفتاب
مین سوکھانے سے دور کر دیا جاوے۔ اور معلوم رہے کہ یہ حکم مرے ہوئے جانور کے
چمڑے کا ہے ورنہ ذبح کیے ہوئے جانور کا چمڑا بدون دباغت کے بھی پاک ہے)
اور آدمی اور مردہ جانور کے بال و ہڈیان پاک ہین (اسلیے کہ انمین جان نہین کیونکہ

اُن کو بذات خود ورد معلوم نہین ہوتا تو مرجانا باعث نجاست نہین ہونیکا۔

(**کنوئین کے مسائل** ۔) کنوئین مین اگر ناپاکی گر پڑے تو اُسکا پانی کھینچا جاوے الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیون اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی نہ نکالا جاوے (اور تین مینگنیون مین اختلاف ہے) اور جو جانور کھائے جاتے ہین اُنکا پیشاب نجس ہی ہرگز پینا نہ چاہیئے (اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دوا کے واسطے اسکا پینا جائز ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ناجائز ہی) اور جو چیز باعث بے وضو ہو جانے کا نہو وہ ناپاک نہین (یعنے تھوڑی سی قے یا خون اور پیپ کہ بہی نہون اگر پانی مین گر جاوین یا کپڑا اور بدن اُن مین بھر جاوے تو ناپاک نہین ہوتا) اور چوہے کے مانند جانور کے مرجانے سے بیس ڈول بیچ کی راس کے نکالنے چاہئین اور چالیس ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے جانور کے مرنے یا کسی جانور کے پھول جانے اور پھٹ جانے سے (خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا) تمام پانی کا کھینچنا چاہیئے اور اگر تمام پانی کا نکالنا نہو سکے (مثلاً کنوان چشمہ دار ہو کہ اُسکا پانی ٹوٹتا نہو) تو دو سو ڈول نکالے جاوین۔ اور اگر چوہا پھول جاوے یا پھٹ جاوے اور اُسکے گرنے کا وقت معلوم نہو تو کنوئین کو تین دن رات سے ناپاک کر دیتا ہی۔ اور اگر پھولا نہو تو ایک دن رات سے (مترجم کہتا ہے کہ فتوی امام محمد رح کے قول پہ ہے کہ جسوقت جانور کو کنوئین مین دیکھین اُسوقت سے ناپاک متصور ہوگا خواہ پھولا ہو یا نہو) اور پسینے کا حال مثل جھوٹے کے ہے اور آدمی اور گھوڑے اور اُن جانورونکا جھوٹا جنکا گوشت کھایا جاتا ہے پاک ہے۔ اور کتے اور سور اور درندہ چوپایونکا جھوٹا مثلاً شیر اور چیتے اور بھیڑیئے کا جھوٹا ناپاک ہے اور بلی اور گلیون مین بھرنے والی مرغی کا اور درندہ

پرندون کا (مثل باز اور جرّہ کے) اور گھر کے رہنے والے جانورونکا (جھوٹا مثل چوہے
اور سانپ کے) مکروہ ہے (کہ طہارت مین نقصان رکھتا ہے۔ مگر نقصان بہت نہین) اور
گدھے اور خچر کے جھوٹے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے) مین شک ہے (یعنی بعض
دلیلین اُسکی پاکی کو چاہتی ہین اور بعض اُسکی ناپاکی کو پس) اُس سے وضو کرکے تیمم بھی کرے
اگر پاک پانی میسر نہو اور وضو اور تیمم مین سے جسکو اول کرے درست ہے بخلاف اُس پانی
کے جسمین خرما تر کیے ہون (اس مین علماء کا اختلاف ہے بعض اُس سے وضو جائز کہتے
ہین اور بعض ناجائز اور یہ اختلاف اُسی صورت مین ہو کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہو اور
کھٹا اور نشہ آور اور گاڑھا نہو ورنہ سب کے نزدیک اُس سے وضو کرنا جائز نہین

باب تیمم کے بیان مین ۔ جس صورت مین کہ نمازی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض
یا سردی سے ضرر رکھتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا (مثل ڈول
اور رسّی کے) نرکھتا ہو (ایسی صورت مین) تیمم کرے (واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز
ہے چوبیس انگل کے گز سے) اور تیمم کی صورت یہ ہے کہ جنس زمین پر جو پاک ہو گو غبار
نہ رکھتی ہو نیت تیمم کرکے دو ضرب لگاوے اول ضرب کے بعد اپنے تمام منھ پر ہاتھ پھیرے اور دوم
ضرب کے بعد دونون ہاتھو پر کہنیون تک ہاتھ پھیرے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی عورت ہو (یعنی
انکو بھی دو ضرب چاہئین) اور اگر باوجود میسر ہونے جنس زمین کے غبار سے تیمم کرلے
تب بھی درست ہے اور بدون نیت کے تیمم جائز نہین (مخفی نرہے کہ جنس زمین اُن
چیزون سے مراد ہی جو نہ جلین نہ گلین جیسے خاک اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور جو انکے مثل ہین)
پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہے نہ وضو کرنا۔ (اسلیے کہ تیمم مین نیت شرط ہے نہ وضو مین اور کافر اپنے کفر
کی جہت سے نیت کا اہل نہین) اور تیمم کو اسلام سے مرتد ہونا نہین توڑتا (اسواسطے کہ تیمم کے وقت

باب تیمم کے بیان مین

ایسا نہ تھا کہ اُسکی نیت درست تھی) بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہی اور نمازی کا قدرت پانا اسپے پانی پر جو اُسکی حاجت ضروری سے بچ رہے ابتدا تیمم کرنیکو منع کرتا ہی اور پہلے اگر تیمم کیا ہو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے۔ اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت تک نماز نہ پڑھے اور تیمم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضون کے لیے اور نماز جنازہ اور عیدین کے جاتے رہنے کے خوف سے درست ہے اگرچہ بناہی کے طور پر ہو (یعنی نماز تو وضو سے شروع کی تھی الا نماز مین ملے وضو ہو گیا تو ہو سکتا ہی کہ تیمم کر کے اُسی نماز کو پورا کر لے) اور جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے تیمم درست نہین (اسلئے کہ اُن دونون نمازون کا بدلا موجود ہے کہ جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت کی نماز کا بدلہ اُسکی قضا اور جنازہ اور عیدین کی نمازونکا کچھ بدلا نہین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہی یعنی ضرورت کیواسطے مشروع ہوا ہی پس وقت سے پہلے اور دو فرضون کے واسطے اسکی کچھ ضرورت نہین اسلئے اُنکے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضونکے واسطے جائز نہو گا اور امام اعظمؒ کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہے مگر اسمین پانی کا نہونا یا نہ ملنا شرط ہی پس شرط کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے مین ایک حکم رکھتی ہی خواہ وقت سے پہلے ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلعم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہی اگرچہ دس برس تک استعمال کرے ظاہر مین تائید اُسی بات کو کرتی ہی جو امام اعظمؒ فرماتے ہین) اور اگر نمازی اپنے خیمہ مین پانی بھول جاوے اور (اسیوجہ سے) تیمم کر کے نماز ادا کرے (اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تھا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار ایک تیر کی تلاش کرے۔ اگر یہ گمان ہو کہ پانی نزدیک ہے، ورنہ تلاش نکرے۔ اور اگر رفیق کے پاس پانی

ظہر اور عصر کے لیے ایک ہی تیمم کرے

ہو تو اُس سے طلب کرے اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے۔ اور اگر بدون دام واجبی کے نہ دے اور اُسکے پاس دام ہون تو تیمم نکرے ورنہ تیمم کرے (یعنی اگر وہ دام زیادہ مانگے یا نمازی کے پاس واجبی دام نہون تو تیمم جائز ہوگا) اور اگر نمازی کے اکثر اعضاء (جنکو دھونا چاہیئے) زخمی ہون تو تیمم کرے۔ اور اگر اکثر درست ہون تو اُنکو دھووے اور دھونے اور تیمم مین جمع نہ کرے (مثلاً اسطرح نکرے کہ مُنہ پر تیمم کرے اور ہاتھون کو دھولے یا ہاتھون پر تیمم کرلے اور مُنہ کو دھولے۔

باب۔ دو موزون پر مسح کرنیکے بیان مین۔ مسح کرنا موزون پر اگرچہ عورت ہو درست ہے مگر ناپاک کے لیے درست نہین۔ اور شرط مسح کرنے کی یہ ہے کہ دونون موزون کو ایسی طرح پہنا ہووے کہ حدث کے وقت وضو کامل ہو (گو موزہ پہننے کے وقت کامل نہو مثلاً ایک شخص نے پاؤن دھوکر موزے پہنے بعد اسکے باقی وضو تمام کیا پھر بے وضو ہوا تو اس صورت مین یہ شخص بے وضو ہونیکے وقت وضو کامل رکھتا تھا اگرچہ موزہ پہننے کے وقت وضو ناقص تھا اب اُسکو اُن موزون پر مسح کرنا درست ہے) اور مدت مسح کی مقیم کیواسطے ایکدن رات اور مسافر کیواسطے تین دن رات حدث کے شروع سے ہے۔ اور صورت موزون پر مسح کرنے کی یہ ہے کہ بھیگے ہوئے ہاتھ کی تین اُنگلیان موزونکے اوپر کیجانب پاؤنکی اُنگلیونپر رکھکر ایکبار پنڈلیون تک کھینچدے اور بہت پھٹن مسح کی مانع ہے اور وہ بقدر پاؤنکے تین چھوٹی اُنگلیونکے ہے اور اس سے کمتر پھٹن مانع نہین اور اگر ایک موزہ مین کئی جگہ پھٹن ہو تو اُسکو ایک جا کیا جائیگا (یعنی اگر سب ملکر مقدار تین اُنگلیونکے ہوجاویگی تو مسح کی مانع ہوگی اور اس سے کمتر مانع نہوگی) اور دونون موزون مین (اگر تھوڑی تھوڑی پھٹن ہوگی) تو ایکجا نہ کیجاویگی لیکن (اگر) نجاست (دونون موزون مین تھوڑی تھوڑی ہو تو وہ) جمع کیجاویگی (یعنے اگر دونون

باب دو موزون پر مسح کرنیکے بیان مین

موزون کی نجاست مقدار ایک درم کے ہوجاویگی تو اُنپر بدون پاک کیے مسح درست
نہوگا) اسیطرح برہنگی کا حال ہی (کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہہ سے کھلتی ہو تو اُسکو
جمع کرکے حساب کرنا چاہیئے۔ اگر چوتھائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ نماز درست
ہوگی) اور جو چیز وضو کو توڑتی ہے وہ مسح کو توڑتی ہے اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور مدت
مسح کا پورا ہوجانا بھی توڑتا ہے بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پاؤنکے
جاتے رہنے کا خوف نہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا) اور موزے کو نکالنے
اور مدت مسح پورا ہوجانے کے بعد صرف دونون پاؤن دھوڈالے (یعنے اگر وضو
اُسوقت موجود ہو تو سارے وضو کا پھر سے کرنا ضرور نہین) اور بہت سے پاؤنکا موزے
باہر چلا آنا بھی نکالنا ہی (یعنی موزے کے نکالنے مین سارے پاؤنکا نکلنا معتبر نہین اگر اکثر حصہ
نکل آویگا تب بھی مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور ہنوز ایکدن رات نہوا تھا کہ
وہ مسافر ہوگیا تو اسصورت مین وہ تین دن رات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تھا اور ایکدن
رات کے بعد مقیم ہوگیا تو وہ موزے کو نکالکر پاؤن دھووے۔ اور اگر ایک دن رات پورا نہوا
تھا کہ مقیم ہوگیا تو ایک دن رات پورا کرلے۔ اور مسح کرنا موزے کے اوپر کے موزے پر اور چمڑے
کے جرابون پر جنہین جوتے کی شکل کا چمڑا لگا ہو یا ایسے سخت ہون کہ بغیر باندھے پنڈلی پر
ٹھیر جاوین درست ہے۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر درست
نہین اور ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی یا اسیطرح کی اور چیز پر (مثل فصد کی پٹی
کے) مسح کرنا دہونے کے حکم مین ہے یعنے اُسکے لیے کوئی وقت معین نہین اور غسل کے مسح
جمع ہوسکتا ہی (اسطرح کہ بعض اعضا کو دھولین اور بعض پر مسح کرین) اور یہ مسح
درست ہے اگرچہ پٹی کو بے وضو باندھا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر کرے خواہ اُسکے نیچے زخم ہو یا نہو

پس اگر (پٹی یا پھاہا جسپر مسح کیا تھا) بباعث زخم کے اچھے ہوجانے کے گر پڑے تو مسح باطل ہوجاوے گا۔ اور بدون اچھا ہوئے گرے تو مسح نہ جاوے گا۔ اور موزے کے مسح کرنے اور سر پر مسح کرنے مین نیت کی احتیاج نہین (یعنی مسح تیمم کی طرح نہین ہے کہ بدون نیت کے جائز نہووے۔

باب حیض کے بیان مین حیض اس خون کو کہتے ہین جو ایسی عورت کے رحم مین سے بہے جو مرض اور لڑکپن سے سلامت ہو (اس سے معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا لڑکپن مین نکلے گا اسکو حیض نہ کہین گے بلکہ اسکا نام استحاضہ ہے) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دن رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات۔ اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے۔ اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہے اور حیض نماز اور روزہ کا مانع ہے مگر عورت روزہ کی قضا کرے نماز کی قضا نکرے (یعنی ان ایام کی نماز معاف ہے) اور اس حالت مین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور ناف سے لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن پڑہنا اور اسکو ہاتھ لگانا ممنوع ہے مگر غلاف کے ساتھ (ہاتھ لگانا منع نہین) اور بے وضو ہونا بھی ہاتھ لگانے کا مانع ہی (مگر قرآن پڑہنے کا مانع نہین) اور ناپاکی اور نفاس دونو کا مانع ہے (یعنی ناپاکی اور حیض اور نفاس کی حالت مین قرآن کا پڑہنا اور اسکو ہاتھ لگانا دونون ممنوع ہی اور بے وضو ہونے کی حالت مین چھونا ممنوع ہے اور پڑہنا جائز) اور عورت سے صحبت کیجاوے بدون غسل کے جس صورت مین کہ خون حیض اکثر مدت (یعنی دس روز) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورت مین کہ کمتر مدت کے بعد (یعنی تین روز سے لیکر نو روز تک کے بیچ) بند ہوا ہو تو صحبت نکیجائے یہانتک کہ عورت غسل کرے یا خون بند ہوکر وقت نماز کا گذر جاوے

احسن کے بیان مین

(یعنے اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہے۔ اگرچہ عورت
نے غسل نہ کیا ہو۔ اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہے تو صحبت کرنی جائز
نہین جبتک کہ غسل نکرلے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اسمین نہانا او نماز کی نیت ہوسکے) اور پاک
ہوجانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس ہی ہے (یعنی اگر عورت
مدت حیض و نفاس مین کچھ دنون کو پاک ہوجاوے اور خون بند ہوجاوے تو اُسکو
حکم پاک ہونے کا نہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا) اور کمتر مدت پاک رہنے کی پندرہ
دن ہین اور زیادہ مدت کی کچھ انتہا نہین مگر جس صورت مین کہ خون ہمیشہ جاری رہے
اور اُس عورت کی کوئی عادت مقرر ہووے (یعنے پاک رہنے کے لیے زیادہ مدت
کی کچھ حد مقرر نہین حتے کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتی ہین لیکن اگر کسیکو خون استحاضہ
جاری ہوجائے اور پاک رہنے کے لیے اُسکی کچھ عادت مقرر تھی تو ایسی صورت مین اُسکی
عادت کی عدت رہنے کی مدت کہین گے) اور خون استحاضہ مانند دوام کی نکسیر کے ہے
نماز اور روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھ جاوے
تو جسقدر اُسکی عادت قدیم سے بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو پہلے ہی پہل استحاضہ
ہوجاوے تو اُسکا حیض دس دن کا ہوگا اور نفاس چالیس دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ
رکھتی ہو اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند
نہوتی ہو یا زخم کا خون نہ تھمتا ہو ایسے شخص ہر فرض کے وقت نیا وضو کرین اور اس وضو سے
نماز فرض اور نفل ادا کرین اور یہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہے (یعنی دوسری
نماز کے وقت آنے پر نہین جاتا جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے اور نہ وضو کے بعد وہی عذر
واقع ہونے سے جاوے) اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ ان عذر والونپر کوئی فرض کا

وقت ایسا نہ گذرے جسمین عذر مذکور انکو نہو (ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور ان کا وضو عذر
مذکور سے جاتا رہے گا) اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد آیا کرتا ہے
اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہوتا ہے۔ اور جو پیٹ گر پڑتا ہے اگر اسمین
بعض اعضاء موجود ہون تو اُسکا حکم بچہ کا ہے (اسکے بعد کا خون نفاس ہوگا۔ اور اگر محض
گوشت کا لوتھڑا ہو تو بچہ نہین اور نہ اُسکے بعد کا خون نفاس ہے) اور کمتر مدت نفاس
کی کچھ حد نہین (یہان تک کہ بعض عورتون کو ایک گھنٹہ بھی نہین ہوتا) اور اُسکی
زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہے (اور چالیس سے بھی اگر بڑھ جاوے تو
جسقدر بڑھے گا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور جڑوان بچون کے ہونے مین مدت نفاس
کی اول سے ہوتی ہے (دوسرے بچے سے نہین ہوتی)

باب نجاستون کے بیان

باب نجاستونکے بیان مین۔ بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست
کی دور کرنے والی سے پاک ہوجاتا ہی مثلاً سرکے اور گلاب سے (اگر دہووین تو پاک
ہوجاتا ہے) مگر تیل سے پاک نہین ہوتا۔ اور موزے پر اگر نجاست گاڑہی لگی ہو تو خاک پر رگڑنے
سے پاک ہوجاتا ہی۔ اور اگر گاڑہی نہو (مثلاً شراب یا پیشاب لگجاوے) تو (موزے کو) دہونا
چاہیئے۔ اور خشک منی رگڑنے سے پاک ہوتی ہے اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دہوئی جاوے
(واضح ہو کہ امام شافعی رح کے نزدیک منی پاک ہی دہونے اور رگڑنے کی حاجت نہین رکھتی
الا طبیعت کی لطافت کی جہت سے دہوڈالنا مضائقہ نہین اور امام مالک رح کے نزدیک
ناپاک ہے بدون دہونے کے صرف رگڑنے سے پاک نہین ہوتی اور امام اعظم رح کے نزدیک
بھی ناپاک ہے اگر تر ہو تو دہونا چاہیئے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سے بھی پاک ہوجاتی ہی اور
یہ مذہب سب مذہبون سے بہتر ہے اسلیئے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتین کہ غسل کا باعث ہے

اور پیشابگاہ سے نکلتی ہے آثار اور قیاس سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے اور منی خشک
کا رگڑنے سے پاک ہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کے ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہوئی ہین چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین منی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی کپڑے پر سے اگر تر ہوتی تھی تو دھو دیا کرتی تھی اور خشک ہوتی تو رگڑ ڈالا
کرتی تھی اور آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا) اور تلوار جیسی
چیزین (مثلاً چھری اور خنجر اور آئینہ اسقدر) پونچھنے سے پاک ہو جاتے ہین (کہ نجاست کا
اثر دور ہو جائے) اور زمین خشک ہونے اور نجاست کے اثر دور ہو جانے سے نماز کے لیے پاک ہو جاتی
ہے مگر تیمم کے لیے پاک نہین ہوتی (اسلیے کہ تیمم مین زمین کا پاک ہونا قرآن سے ثابت ہے
اور خشک ہونیسے زمین کی طہارت حدیثونسے ثابت ہے قرآن سے ثابت نہین اور ایک وجہ یہ ہے
کہ خاک اپنی طبیعت سے پاک کرنیوالی چیز نہین تو ضرور ہوا کہ طہارت کی رعایت اسمین خوب طرح
کرنی چاہیے) اور مقدار ایک درم کی اور مقدار چوڑائی ہتھیلی کی بڑی نجاست مین سے معاف ہے
جیسے خون اور شراب اور مرغی کی بیٹ اور ایسے جانورونکا پیشاب جو کھائے نہین جاتے اور لید
اور گوبر (یعنی بڑی نجاست اگر جسم دار ہو تو وزن ایک درم کہ ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے معاف
ہے اور اگر پتلی ہو جیسے شراب اور پیشاب ہے تو ہتھیلی کی چوڑائی کی برابر معاف ہے اور اگر ان دونون
مقدارون سے بڑھ کر ہو تو دھونا فرض ہے ورنہ مستحب) اور چوتھائی کپڑے سے کم بھر نا ہلکی نجاست مین
مثلاً ایسے جانورونکے پیشاب مین جو کھائے جاتے ہین یا گھوڑے کے پیشاب مین اور ایسے پرندونکی بیٹ
مین جو کھائے نہین جاتے اور مچھلی[1] کے خون مین خچر اور گدھے کے لعاب مین معاف ہے اور نیز آدمی کا
پیشاب کہ سوئی کے ناکے کے برابر چھینٹین پڑ جاوین معاف ہے (یعنی ہلکی نجاست مین اگر چوتھائی
سے کم کپڑا بھر جاوے معاف ہے اور چوتھائی بھرے تو دھونا چاہیے ۔ مگر چوتھائی مین علماء کا

[1] مچھلی خون والا جانور نہین کیونکہ خون کا جوان پانی مین زندہ نہین رہتا مگر لال پانی جو اُس مین سے نکلتا ہے باعتبار عرف کے اُسکو خون کہدیا ۱۲

اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ چہارم اُس قدر کپڑے کا مراد ہے جس سے ستر عورت کم سے کم
مین ہوجاوے اور بعضے کہتے ہین کہ جو کپڑا ابھرا ہو اُسکی چوتھائی مراد ہے جیسے دامن اور
آستین اور پردہ اور پیچھا اور کلی کہ ہر ایک جدا کپڑا ہے جو انین بھرے اُسی کی چوتھائی لینی
چاہیئے اور بعضے چوتھائی کو ایک بالشت لمبا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہین اور اُسکو سب سے
زیادہ مناسب جانتے ہین) اور جو نجاست کہ سوجھتی ہو وہ اسقدر دہونے سے کہ اُسکا جسم جاتا رہے
پاک ہوجاتی ہے مگر جسکا اثر دور ہونا مشکل ہو (مثلاً رنگ اور بو نہ جا سکتی ہو) تو وہ تین بار
دہونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہوجاتی ہے اسی طرح وہ نجاست جو سوجھتی نہو
اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو (مثلاً بوریا اور بچھونا اور پتھر تو ایسی چیزین) تین بار دہو کر خشک
کرنے سے پاک ہوتی ہین (یعنی ہر دفعہ دہو کر اتنا چھوڑ دے کہ اسمین سے پانی ٹپکنا موقوف
ہوجاوے) اور مسنون ہی بعد پاخانہ پھرنے کے استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتھر (اور اینٹ
اور ڈھیلے وغیرہ کے کرنا) اور اسکے لیے کوئی شمار مسنون نہین اور بعد استنجے کے اُس جگہ کا
دہونا مستحب ہے (جاننا چاہیئے کہ استنجے مین طاق عدد امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہے
کہ تین یا پانچ یا سات ڈھیلے ہون اور امام اعظم رہ کے نزدیک پاک ہونا ضروری ہے
نہ شمار اور لفظ وتر کہ بعض حدیثون مین آیا ہے وہ ایک پر بھی بولا جاتا ہے اور یہ جو حدیث
طاق ۱۲
مین آیا ہے کہ جو کوئی ڈھیلے لے اُسکو چاہیئے طاق لے جس نے یہ کیا اُس نے اچھا کیا اور
جسنے نہ کیا تو اُسپر کچھ حرج نہین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طاق شمار مسنون نہین بلکہ
مستحب ہے) اور مقام پاخانہ کا دہونا واجب ہے جس صورت مین کہ نجاست مقام پاخانہ
سے بڑھ جاوے اور بڑھنے مین وہی مقدار معتبر ہے جو پاکی کی مانع ہے (یعنی مقدار
ایک درم یا ہتھیلی کے عرض کے برابر) مقام پاخانہ سے زائد (ہوجاوے اسلیے کہ اُس مقام کا

بھرنا معاف ہے اسی لیے ڈھیلون وغیرہ پر اکتفا ممکن ہے مگر جب اُس مقام سے زیادہ
ایک درم کے برابر بھر جاوے تو دھونا واجب ہے اور کمی کی صورت مین مستحب) مگر ہڈی اور
لید اور کھانے کی چیز سے استنجا ممنوع ہے اور دہنے ہاتھ سے بھی بدون عذر کے نہ کرنا
چاہیئے (بلکہ مخصوص اس کام کے واسطے بایان ہاتھ ہے) وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

کتابُ الصَّلوٰۃ

یعنی اسمین نماز کا ذکر ہے۔ (جاننا چاہیئے کہ بعد ادا کرنے کلمہ طیبہ کے سب سے بڑا اسلام
کے حکمون مین اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے احکام مین نماز ہے جسکے لیے اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ اور فرمایا وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلوٰۃِ
وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص چھوڑ دے نماز
کو جان بوجھ کر وہ کافر ہے یہانتک کہ بعض علماء نے نماز کے چھوڑنیوالے کو مار ڈالنا
جائز رکھا ہے) **باب نماز کے وقتونکے بیان مین**۔ فجر کا وقت صبح صادق سے
لیکر آفتاب کے نکلنے تک ہے۔ اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے اُسوقت تک ہے کہ ہر چیز کا
سوائے سایۂ اصلی کے جو ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس چیز سے دونا ہو جاوے (جاننا
چاہیئے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے اور اکثر حدیثین اسی
کی تقویت کرتی ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعیؒ کے
ہے اور ظاہر روایت مین دو مثل تک ہے۔ اسوجہ سے کہ حدیثون مین حکم ظہر کو ٹھنڈا کر کے
پڑھنے کا ہے اور عرب کی زمین مین دو مثل سے پیشتر ٹھنڈا کرنا متصور نہین تو جب شک
واقع ہوا تو دوسرے وقت کا آجانا یقینا ثابت نہوا) اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے
غروب تک ہے اور مغرب کا وقت آفتاب کے ڈوبنے تک ہے۔ (اور شفق وہ سپیدی ہے جو سرخی

کے بعد پیدا ہوتی ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اسی سرخی کا نام ہے جو غروب کے بعد
ہوتی ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ حدیثون مین وارد ہوا ہے کہ نماز عشا پڑہے ایسے وقت
مین کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہو جاوین اور یہ صورت شفق سفید کے
جانے کے پہلے متصور نہین ہوتی) اور عشا اور وتر کا وقت شفق کے جاتے
رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہے - اور وتر کو نماز عشا سے
پہلے نہ پڑہنا چاہیئے اس لیے کہ ان دونون مین ترتیب ضروری ہے (اگرچہ دونونکا
وقت ایک ہے) اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نہ ملے یہ دونون اُسپر واجب نہین
ہوتے (مثلاً بعض زمین کے حصون مین صبح صادق شفق کے غروب ہوتے ہی ہو جاتی
ہے تو ایسی جگہ کے رہنے والون پر عشا اور وتر واجب نہین) اور مستحب ہے نماز فجر کو
اور گرمیون کی ظہر کو دیر تک پڑھنا اور عصر کو دیر سے پڑہنا بشرطیکہ آفتاب کا رنگ
زردی مائل نہو اور عشاء کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک دیر کرنا ایسے
شخص کے لیے جسکو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ - امام شافعیؒ کے نزدیک سب نمازون
مین جلدی کرنی مستحب ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ صبح کی نماز
روشنی مین پڑہو اور ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت مین) اور جاڑون کی ظہر کو اور مغرب کو اول
وقت پڑہنا اور جن نمازونکے شروع مین عین ہے (یعنی عصر اور عشا کو) ابر کے
دن جلد پڑھنا اور ابر کے دن مین ان دونونکے سوا اور نمازون کو دیر کر پڑھنا (یعنے
فجر اور ظہر اور مغرب کے لیے ابر وغبار مین تاخیر کرنی مستحب ہے) اور آفتاب کے نکلنے کے وقت
اور ٹھیک دوپہر مین (جب آفتاب سر پر ہو) اور اسکے ڈوبنے کے وقت نماز اور سجدہ تلاوت
اور نماز جنازہ ممنوع ہے مگر اُسی روز کی عصر (عین غروب کے وقت پڑہنی درست ہے) اور

بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پڑہنی ممنوع ہے مگر نماز قضا اور سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ
ان دونوں وقتوں مین درست ہے اور سوائے دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جانے پر
نفل پڑہنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے خطبہ پڑہنے کی حالت مین جمعے کے روز نفل پڑہنے
ممنوع ہی (اور شافعیؒ کے نزدیک جمعے کی سنتین خطبے کے وقت درست ہین اور
دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے ساتھی کو کہے
کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا ہے تو تو حرکت لغو کرتا ہے۔ پس جس صورت مین کہ اچھی
بات کے امر کرنے مین جو واجب ہے آپنے لغو کا حکم فرمایا تو نفل کے باب مین کیا
تصور کرنا چاہیئے علاوہ اسکے نماز خطبہ سُننے سے روکتی بھی ہی۔ اور دو نمازوں کا ایک وقت
مین اکٹھا پڑہنا عذر کے ساتھ ممنوع ہے (یعنے بوجہ سفر اور مینہ کے دو نمازون کو
ایک ساتھ نہ پڑہے اور امام شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک جمع کرنا درست ہے اسلیئے کہ
حدیث شریف مین دو نمازون کا جمع کرنا وارد ہوا ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ
ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اُس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بجز اُسکے وقت کے اور کسی وقت مین نہین پڑھی
مگر دو نمازین جمع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات مین اور مغرب و عشا کو مزدلفہ مین اور جو
روایتین کہ دو نمازون کے جمع کرنے مین وارد ہوئی ہین وہ اکٹھا پڑہنا ظاہر کی
رو سے تھا نہ وقت کے اعتبار سے یعنے آپنے آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑھی
اور اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسیطرح مغرب اور عشا مین کہ اول کو آخر وقت
مین پڑھا اور دوم کو اول وقت مین تو ظاہر کی رو سے اکٹھی ہو گئین اور
حقیقت مین ہر ایک اپنے وقت مین ہوئی واللہ اعلم)

اذان کے بیان میں

باب۔ اذان کے بیان مین۔ اذان کہنا واسطے فرض نمازونکے بدون دوبار کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ترجیع مسنون ہے اور وہ اسطرح ہے کہ اول شہادتین یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ دوبار آہستہ آہستہ کہکے پھر دوبار بلند آواز سے کہے (اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی محذورہ کو اسیطرح سکھلایا تھا اور امام اعظمؒ کے نزدیک ترجیع سنت نہین اسلیئے کہ عبداللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہے اور ابی محذورہ کو سکھلانے کی وجہ یہ تھی کہ شروع اسلام مین انہوں نے شہادتین کے ظاہر کہنے سے شرم کرکے خود آہستہ ادا کیے تھے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ارشاد فرمایا کہ بلند آواز سے کہو پس اُن کا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نتھا واللہ اعلم) اور موذن صبح کی اذان مین حی علے الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم دوبا زیادہ کرے اور تکبیر مثل اذان کے ہے اور اسکے حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ دوبار زیادہ کرے اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہے (یعنی ہر کلمہ کے بعد کچھ وقفہ کرے) اور تکبیر کے کلمات جلد جلد کہے (بدون بیچ مین وقفہ کرنے کے) اور دونون مین قبلے کیطرف کو منھ رکھے اور اذان وتکبیر کے درمیان مین کلام نکرے اور جب حی علی الصلوٰۃ حیّ علے الفلاح کہے تو اپنا مُنہ داہنے اور بائین پھراوے اور اذان کے منارہ مین گھوم کر اذان کہے (تاکہ اسکی کھڑکیون مین سے لوگونکو آواز پہونچے) اور اپنی انگلیان کانون مین رکھلے (تاکہ آواز خوب اونچی نکلے) اور تثویب کرے اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین ٹھہر جاوے لیکن مغرب کی اذان کے بعد نہ ٹھہرے (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہے لازم نہ آوے (واضح ہو کہ تثویب اسکو کہتے ہین کہ اذان کے بعد لوگونکی تاکید کے لیے دوسری

آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسے الصلوة پکار کر کہا کرتے ہین۔ اور دُرِ مختار مین
تثویب صرف اذان صبح مین لکھی ہے مگر عنایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی کہ تثویب سب
نمازون مین مکروہ ہی کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ سے مروی ہی کہ آپ نے کسی مؤذن کو نماز
عشا مین تثویب کہتے سُنا تو فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکالدو اور اسیطرح مجاہد نے
حضرت ابن عمرؓ سے اسکا بدعت ہونا نقل کیا ہے) اور قضا نماز کے لیے اذان اور
تکبیر دونون کہے اور اسیطرح (بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے) تو سب سے پہلی کے لیئے
اذان اور تکبیر دونون کہے اور باقی نمازونمین اذان کے لیے اُسکو اختیار ہے (یعنی چاہے
تو اذان اور تکبیر دونون کہے چاہے صرف تکبیر پر بس کرے) اور وقت سے پہلے اذان
نہ دی جاوے اور اگر ایسا ہو جاوے تو وقت پر دوبارہ کہی جاوے (اور اس مسئلے
مین امام شافعی رحؒ کا خلاف ہے اور امام اعظم رحؒ کی دلیل ہے کہ اذان اس لیے ہے
کہ لوگون کو وقت نماز ہو جانے کی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے مین یہ مضمون نہین
رہتا) اور مکروہ ہی ناپاک آدمی کا اذان اور تکبیر کہنا اور بے وضو کا تکبیر کہنا اور عورت
اور بدکار شخص کا (جو فسق مین مشہور ہو) اور بیٹھے ہوئے مرد کا اور متوالے کا اذان کہنا
مکروہ ہے مگر غلام اور لڑکے اور حرامزادے اور اندھے اور گنوار کا کہنا مکروہ نہین اور
مسافر کو اذان اور تکبیر دونون کا چھوڑ دینا مکروہ ہے اور جو شخص اپنے گھر مین شہر کے
اندر نماز پڑھے اُسکو دونون کا چھوڑ دینا مکروہ نہین اور اذان اور تکبیر ان دونون کے
لیے مستحب ہین عورتون کے واسطے مستحب نہین (یعنے اگر عورتین جماعت کی
نماز پڑھین اور اذان اور تکبیر نہ کہین تو مکروہ نہین۔)

باب نماز کی شرطونکے بیان مین (جاننا چاہیئے کہ شرط اُسکو کہتے ہین جو کام سے

خارج ہو اور وہ کام اُسپر موقوف ہو اسطرح کہ جب تک شرط نہولے وہ کام درست نہو
نماز کی شرطین یہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست حکمی اور نجاست حقیقی سے پاک ہونا
اور کپڑے اور نماز کی جگہ کا طاہر ہونا اور برہنگی کو ڈھانکنا اور برہنگی مرد کے لیے ناف کے
نیچے سے لیکر گھٹنونکے نیچے تک ہے ۔ اور آزاد عورت کے لیے سوائے چہرے اور
دونون ہتھیلیون اور دونون پائونکے تمام بدن برہنگی ہے سبکا ڈھانکنا واجب ہے
اور نماز مین عورت کی چوتھائی پنڈلی کا کھلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہے اسیطرح سر کے
بال اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ کا حال ہے (کہ اگر انمین سے چوتھائی کسیکی کھلجاویگی
نماز درست نہوگی) اور لونڈی برہنگی کے ڈھانکنے مین مثل مرد کے ہے (فرق اتنا ہے) کہ
لونڈی کا پیٹ اور پیٹھ بھی برہنگی مین داخل ہے (مرد کا نہین) اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا
جسکا چوتھائی پاک ہے اور اُسنے نماز ننگے بدن پڑھ لی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتھائی سے
کم پاک ہے تو نمازی کو اختیار ہے (چاہے ننگے بدن نماز پڑھے خواہ اس کپڑے کو
پہن کر پڑھ لے) اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہیے کہ نماز بیٹھکر پڑھے اور رکوع اور سجدہ
اشارہ سے ادا کرے اور بیٹھکر اشارہ سے پڑہنا اس سے بہتر ہے کہ کھڑے ہوکر مع رکوع
اور سجدے کے پڑہے اور نماز کی شرط نیت ہے بے فصل (یعنے نماز کے ساتھ ہی نیت
کرنی چاہیئے) اور نیت مین ضروری یہ ہے کہ اپنے دل سے یہ بات جانے کہ کونسی نماز پڑہتا ہے
(یعنے یہ لازم نہین کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہے) اور سنتون اور نفلون اور
تراویح کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے اور فرضونکے لیے فرضون کا معین کرنا مثلاً
عصر کے فرض (یا ظہر کے فرض کو دل مین جان لینا) ضروری ہے اور مقتدی امام کے پیچھے
پڑہنے کی بھی نیت کرے اور نماز جنازہ مین نماز کی نیت خدا کیواسطے اور دعا کی مردہ کے لیے کرے

اور نماز کی شرط قبلہ کی طرف مُنھ کرنا ہے تو جو شخص مکہ کا رہنے والا ہو اسکو ٹھیک کعبہ کی
عمارت کیطرف مُنہ کرنا فرض ہے اور جو مکہ مین نہ رہتا ہو وہ اُسکی طرف مُنہ کرلے (یعنی اُسکے
لیے ضرور نہین کہ ایسی طرح کھڑا ہو کہ خاص عمارت کعبہ کی سمت مین اُسکا مُنہ ہو بلکہ
کعبہ کی سمت کو منہ کرلینا کافی ہے) اور جو شخص دشمن یا درندہ کا خوف رکھتا ہو وہ (جس طرف
کو ہوسکے نماز پڑھ لے) اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اُسیطرف کو کھڑا
ہوجاوے اور اگر اٹکل مین غلطی ہوجاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر غلطی عین نماز
مین معلوم ہو تو نماز ہی مین قبلہ کیطرف کو پھر جاوے اور اگر چند مقتدیون نے مختلف
سمتین قبلے کے لیے اٹکل لین اور امام کا حال کسیکو معلوم نہین (کہ اُسکا منہ کس طرف
کو ہے) تو اُنکے لیے کافی ہے (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہو اور
اُس کے خلاف مُنہ کیے ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔)

باب نماز کی صفت کے بیان مین۔ (یعنی خود نماز اور اُسکے اندر کے احوال مین) نماز کے
فرض یہ ہین۔ اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہونا اور کھڑا ہونا اور قرآن پڑھنا اور رکوع کرنا
اور سجدہ کرنا۔ اور آخر کو التحیات پڑہنے کی قدر بیٹھنا۔ اور نماز مین سے اپنے فعل سے
باہر آنا۔ اور نماز کے واجبات یہ ہین۔ سورہ الحمد کا پڑہنا۔ اور دوسری سورت (خواہ
ایک آیت لمبی یا تین چھوٹی آیتونکا الحمد کے ساتھ) ملانا۔ اور پہلی دو رکعتونکو قرآن
پڑھنے کے لیے معین کرنا۔ اور جو فعل ایک رکعت مین مکرر ہین ان مین ترتیب کا لحاظ
رکھنا (جیسے سجدہ ہے کہ اگر دوسرا سجدہ کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے
لیے اُٹھ کھڑا ہو تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہوجاویگی مگر ترتیب بغیر مکرر افعال مین
مثلاً رکوع اور قیام مین فرض ہے اسکے چھوڑنے سے نماز نہین ہوتی) اور ارکان کو درستی

باب نماز کی صفت کے بیان مین

سے کرنا (یعنے رکوع اور سجدے مین اچھی طرح ٹھیرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور التحیات پڑہنا اور لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ (آخر نماز مین) کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور دونون عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکار کر پڑہنا جن نمازون مین کہ آہستہ اور پکار کر پڑھا جاتا ہی۔ اور نماز کی سنتین یہ ہین کہ تکبیر تحرمیہ کے لیے دونون ہاتھون کا اُٹھانا اور اپنی اُنگلیونکا کُھلا رکھنا اور امام کو پکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللھم آخر تک پڑہنا اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور (آخر الحمد مین) آمین کہنا اور ان سب کو پوشیدہ کہنا اور اپنے دہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا اور رکوع مین جانے کو اور اس سے سر اُٹھانے کو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار سبحان ربی العظیم کہنا اور رکوع مین اپنے دونون گھٹنون کو دونون ہاتھون سے پکڑنا اور انکی انگلیون کو کھلا رکھنا اور سجدے کے لیے (اور اُس سے اُٹھنے کے واسطے) اللہ اکبر کہنا اور اُس مین تین بار سبحان ربی الاعلی کہنا اور دونون ہاتھون اور دونون گھٹنون کو سجدے کے وقت زمین پر رکھنا (اور التحیات مین) بائین پاؤن کو بچھانا اور داہنے کو کھڑا رکھنا اور رکوع اور سجدے کے درمیان مین کھڑا ہونا۔ اور دونون سجدون کے بیچ مین بیٹھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور (اللہ تعالےٰ سے) دعا مانگنا۔ اور نماز کے مستحبات یہ ہین کہ سجدے کی جگہ کیطرف کو تاکتے رہنا اور جمائی کے وقت اپنا مُنہ بند کر لینا اور اللہ اکبر کہنے کیوقت آستینون مین سے اپنے دونون ہاتھونکو نکالنا اور جسقدر ہو سکے کھانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علی الفلاح کہا جاوے اُسوقت کھڑا ہونا اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہا جاوے اُسوقت امام کو نماز کا شروع کرنا

فصل اور جب نماز مین آیا چاہے تو نمازی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہے اور دونون ہاتھ اپنے کانون کے برابر تک اُٹھاوے۔ اور اگر نماز کے شروع مین (اللہ اکبر کی جگہہ) سبحان اللہ

یا لا الٰہ الا اللہ کہا یا فارسی مین کہا (کہ اللہ بزرگتر است) تو نماز درست (ہوگی) اور یہی
حال ہی اگر قرآن کو فارسی مین پڑہے اُس صورت مین کہ (عربی مین پڑہنے سے) عاجز ہو یا جانور
ذبح کرے اور بسم اللہ فارسی مین کہے۔ اور اگر شروع نماز مین اللہم اغفرلی کہے گا تو نماز
درست نہوگی۔ اور پھر اپنے دہنے ہاتھ کو بائین پر ناف کے نیچے رکھے (فائدہ۔ مترجم کہتا ہی
کہ یہ صورت مردون کے لیے ہے اور عورت ہاتھون کو مونڈھون تک اُٹھاوے اور
ہاتھ سینے پر رکھے) اور دعاے استفتاح (یعنی سبحانک اللہم آخر تک آہستہ پڑھے) اور قرآن پڑہنے
کے لیے اعوذ باللہ بھی آہستہ کہے (یعنی اعوذ باللہ قرآن پڑہنے کے تابع ہے) اس سے
یہ نکلا کہ مسبوق (یعنے جسکو ایک دو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی ہووے پیچھے آکے ملا ہو)
اعوذ پڑہے (اسواسطے کہ جو نماز اُسکو رہ گئی ہے اُسمین قرارت قرآن کریگا) اور مقتدی
اعوذ نہ پڑھے (جسنے امام کے ساتھ نماز شروع کی ہے اسواسطے کہ اُسکو قرآن پڑہنا نہین)
اور عید کی تکبیرونکے پیچھے اعوذ پڑھے (اسلیے کہ پہلی رکعت مین قرآن پڑہنا تکبیرون کے
بعد ہے) اور ہر رکعت مین آہستہ سے بسم اللہ کہے اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت
ہے سورتونکے جدا کرنے کے لیے اُتری ہے نہ تو الحمد کا ٹکڑا ہے نہ کسی اور سورت
کا (اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے وہ اُسکو الحمد کا جز فرماتے ہین اور دلیل
امام اعظم کی یہ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین
کہ مین نے نماز پڑھی آنحضرت صلعم کے پیچھے اور حضرت ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ کے
پیچھے مگر مینے انمین سے کسیکو نہ سُنا کہ بسم اللہ پڑہتے ہون بلکہ الحمد سے قرارت شروع کیا
کرتے تھے اور اس جیسی روایتین بہت مروی ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جزو ہوتی تو پکارکے پڑہنے کی نمازون
مین الحمد کیطرح اُسکو بھی پکار کر پڑہتے اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ نماز بٹ گئی ہی خداتعالیٰ اور

اور بندے مین جب بندہ کہتا ہی الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالی فرماتا ہے میرے بندہ نے
میری تعریف کی روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ
الحمد سے شروع ہوتی ہے نہ بسم اللہ سے) پھر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتین پڑھے
اور امام اور مقتدی الحمد کے بعد آہستہ سے آمین کہین اور اللہ اکبر (دونون) بے مد کے
کہین (یعنے اللہ کے الف کو نہ کھینچین اسلیے کہ مشابہ ہمزہ استفہام کے ہوجاویگا اور
درست نہین اور نہ اکبر کی ب کو بڑھادین) اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونون
ہاتھ زانو پر رکھے اور انگلیان ہاتھونکی کھلی رکھے اور پیٹھ کو برابر رکھے اور سر کو سُرین کے
ساتھ ہموار رکھے اور رکوع مین تین بار سبحان ربی العظیم کہکر سر اُٹھاوے اور امام سر اٹھاتے ہوئے
سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
کہہ لین پھر اللہ اکبر کہے اور اپنے دونون زانو زمین پر رکھے پھر دونون ہاتھ پھر مُنہ کو دونون
ہتھیلیونکے درمیان رکھے اور اُٹھنے مین اُسکا اُلٹا کرے (یعنی جب سجدہ سے سر اٹھاوے
تو اول سر اُٹھاوے پھر دونون ہاتھ پھر دونون زانو اٹھاوے) اور سجدہ مین ناک اور
ماتھا دونون زمین کو لگین اور انمین سے ایک پر کفایت کرنا یا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ
ہی اور سجدہ مین اپنے دونون پہلو کو ظاہر رکھے (یعنے بازوؤنکو پہلو سے علیحدہ رکھے اور اپنے
پیٹ کو زانون سے دور رکھے اور اپنے دونون پاؤنکی انگلیان قبلے رُخ رکھے) اور سجدہ
مین تین بار سبحان ربی الاعلی کہے اور عورت اونچی نہ اُبھرے بلکہ پیٹ کو اپنی دونون رانوں سے
ملا ہوا رکھے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اپنا سر اُٹھاوے اور آرام سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام
کیساتھ کرے اور کھڑے ہونیکے لیے اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون
بیٹھنے کے (دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو یعنی اُٹھنے مین ہاتھ پر زور نہ دے اور دوسرے سجدے کے

بعد جلسہ استراحت نہ کرے یعنی آرام کے لیے نہ بیٹھے) اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت
کے ہے اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت مین سبحانک اللہم اور اعوذ نہ پڑہے اور اپنے ہاتھ
سوائے فقعس صمعج (یعنے آٹھ جگہ) کے اور جگہ نہ اُٹھاوے (ف سے مراد افتتاح
نماز یعنی شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کے وقت ق قنوت وتر کے وقت ع عیدین
کی تکبیرات مین س استلام یعنے بوسہ دینے کے وقت حجر اسود کو ص صفا پر اللہ اکبر کہنے کے
کے وقت م مروہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ع عرفات مین ج جمرون کو پتھر مارتے مین
جاننا چاہیئے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دونون ہاتھونکا اُٹھانا ہر کھڑا ہونے اور رکوع
کے لیے اللہ اکبر کہنے کے وقت ہر رکعت مین مسنون ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شروع
کی تکبیر مین ہاتھ اُٹھائین نہ اُسکے سوا دوسری تکبیر مین بدلیل قول پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہاتھ نہ اُٹھائے جاوین مگر آٹھ جگہ جو مذکور ہوئین روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی نے
طبرانی نے اور عبد اللہ ابن مسعودؓ ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے مگر شروع نماز مین اللہ اکبر کے
وقت روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے) پھر جب دوسری رکعت کے دوسرے
سجدے سے فارغ ہوا اپنا بایان پاؤن بچھا کر اُسپر بیٹھے اور دہنے پاؤنکو کھڑا رکھے اور
پاؤن کی اُنگلیان قبلے کیطرف رکھے اور اپنے دونون ہاتھ دونون رانون پر رکھے اور
ہاتھونکی انگلیان کھلی رکھے اور عورت دونون پاؤن داہنی طرف کو نکالکر چوتڑون پر
بیٹھے اور التحیات (وہ پڑہے جو عبد اللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے) (واضح ہو کہ اشارہ
شہادت کی اُنگلی سے اشہد ان لا الہ الا اللہ آخر تک پڑہنے کے وقت التحیات مین بہت سی
حدیثون مین مروی ہے اور اکثر علماء کا عمل ہے چنانچہ علماء حنفیہ نے بھی اسکو اختیار کیا ہے اور اُس اشارے
کی کیفیت حدیث کی کتابون مین چند طور پر ثابت ہوئی ہے اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظمؒ کے خلاف

نہین یعنی اُنکے ظاہر مذہب مین اُنگلیونکو کھولنا پایا جاتا ہی تو جو طور اشارے کا اُسکے خلاف نہین یہ ہی کہ شہادت کے وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرے اور اور ونکو بند نہ کرے اور بعد اشارہ کے کھولدے اور یہ طور حدیث سے زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم) اور بعد پہلی دو رکعتونکے اور رکعتون مین صرف الحمد پر کفایت کرے (سورت نہ ملاوے) اور آخر کا بیٹھنا مثل اول بیٹھنے کے ہے (اور شافعیؒ کے نزدیک دوسرے قعدے مین چوتڑون پر بیٹھے جیسے عورتین بیٹھتی ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ حضرت انسؓ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز مین کُتے کیطرح بیٹھنے اور چوتڑون پر بیٹھنے سے منع فرمایا اس روایت کو احمدؒ نے بیان کیا ہے اور رفاعہ بن رافع سے منقول ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھے نماز مین اپنے بائین پاؤن پر بیٹھ اسکو بھی احمدؒ نے روایت کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت دونون قعدون مین مسنون ہے واللہ اعلم) اور التحیات پڑھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور ایسی دعا مانگے جو مشابہ قرآن وحدیث کے ہو نہ لوگون کے کلام سے اور (بعد دعا کے) امام کے ساتھ سلام پھیرے مثل تحریمہ کے (یعنی جسطرح تحریمہ اپنے امام کے ساتھ کرے اسیطرح سلام بھی امام ہی کیساتھ پھیرے اور دہنے بائین سلام پھیرنین لوگونکی اور کراماً کاتبین کی نیت کرلے (یعنی فرشتے اعمال لکھنے والے ۱۲) (کہ انپر سلام کہتا ہون اور جسطرف امام ہو دہنے خواہ بائین اسطرف اسکی بھی نیت کرے اور اگر ٹھیک سامنے ہو تو اسکی نیت دونون طرف کرے اور امام اپنے دونو نطرفکے سلام مین لوگونکی اور کراماً کاتبین کی نیت کرے۔ اور قرارت فجر کی نماز مین اور پہلی دو رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر پڑھے گو قضا ہی پڑھتا ہو اور جمعہ اور دونون عیدونکی نماز مین (بھی پکار کر پڑھے اور اُنکے سوا اور نمازونمین قرارت آہستہ پڑھے جیسے دن کو نفل پڑھنے والا (کہ وہ بھی قرارت

آہستہ پڑہے) اور جو شخص ایسی نماز جسمین پکار کر پڑہنا چاہیئے اکیلا پڑہے اُسکو اختیار
ہے (چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ پڑہے) جیسے رات کو نفلین پڑہنے والا (مختار ہے
چاہے پکار کر پڑہے چاہے آہستہ) اور اگر عشاء کی نماز مین پہلی دو رکعتونمین سورت چھوڑ دے
تو اُسکو دو رکعتون پچھلی مین الحمد کے ساتھ پکار کر پڑھ لے اور اگر (پہلی دونون رکعتونمین)
الحمد نہ پڑھی ہو تو (الحمد کی) قضا (پچھلی دو رکعتون مین) نکرے (اسلیے کہ الحمد کو دو دفعہ
پچھلی دو رکعتون مین پڑھنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑہنا ہے (اور امام شافعی رح
وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور اُنکی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد ہے کہ اُس شخص کی نماز نہین جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اور امام اعظم رح کی دلیل قول
خداوندی ہے فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنے پڑھو جسقدر ہو سکے قرآن اور کلام الٰہی
پر احادیث سے زیادتی کرنی درست نہین الا حدیث آحاد پر عمل کرنا لازم ہے اسلیے الحمد کے
پڑھنے کو واجب ٹھیرایا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑھ
جو کچھ تیرے پاس ہے قرآن شریف سے یعنی جو کچھ تجھے یاد ہے یہ حدیث بھی الحمد کے فرض
نہونے پر دلالت کرتی ہے اسلیے کہ اس حدیث کے آخر مین وارد ہوا ہی کہ پھر تیری نماز تمام
ہوئی) اور قرات کی سنت سفر مین سورہ الحمد اور ایک سورت ہی جون سی چاہے اور حضر مین
(یعنے ٹھیرے رہنے کی صورت مین) اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو اُنمین دراز مفصل سورتین (مسنون
ہین اور اگر عصر اور عشا ہو تو میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چھوٹی سورتین (پڑہنی
سنت ہین۔ مخفی نرہے کہ سورۂ حجرات سے آخر کلام مجید تک جتنی سورتین ہین اُنکو مفصل کہتے ہین
انمین سے حجرات سے لیکر سورۂ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہین اور وہانسے لیکر
لم یکن تک میانہ اور وہان سے سورۂ ناس تک چھوٹی) اور نماز فجر مین صرف اول رکعت کو

دراز کیا جاوے (نہ اسکے سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین اول رکعت کو دوسری
کی نسبت زیادہ بڑھانا چاہیئے اور نمازون مین ایسا نکرنا چاہیئے بلکہ دونون رکعتین مساوی
پڑھین) اور کسی نماز کے لیے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہین ہوئی (یعنی ایسا نہ چاہیئے
کہ کسی نماز کے لیے کوئی خاص سورت مقرر کرلین اور اسکے سوا دوسری سورت کبھی
نہ پڑھین) اور مقتدی قرات نکرے بلکہ چپکا سُنے جاوے اگرچہ امام آیت رغبت یا آیت
خوف کی پڑھے یا خطبہ پڑھنے والا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجے۔ ان سب صورتون مین چپکا سُننا چاہیئے لیکن کہتے ہین کہ جب خطیب پڑھے
یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو سُننے والے کو چاہیئے کہ آہستہ
درود بھیجے اور (امام اور خطیب سے) دور کا شخص اور پاس کا (اس حکم مین) برابر ہین
(یعنی خواہ امام کا پڑھنا اور خطبہ پاس ہونے کی جہت سے سُنتا ہو خواہ دور ہونے کے
سبب سے نہ سُنتا ہو دونون حالون مین کچھ نہ پڑھے اور چُپ رہے۔ جاننا چاہیئے کہ
امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی پر قرات الحمد کی واجب ہے بدلیل ارشاد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور اس باب مین بہت سی حدیثین
وارد ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ
اَنْصِتُوْا تو اس آیت کی رو سے مقتدی کو سُننا اور چُپ رہنا لازم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہین جس کسی کا امام ہو تو امام کی قرات اُسکی قرات ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی
سے الحمد کا پڑھنا حکماً ثابت ہے اور حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑھتا ہے
وہ فطرت سلیم کو چوکتا ہے یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے
اپنی کتابون مین روایت کیا ہے اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا

اے ایمان والو درود بھیجو اسپر اور سلام بھیجو
نماز مین جب قرآن پڑھا جاوے الحمد سے ۱۲
جب قرآن پڑھا جاوے سنو اور چپ رہو

امام کے پیچھے مت پڑھ گو وہ پکار کر پڑھے یا آہستہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے۔

باب۔ امامت کے بیان مین۔ جماعت سنت مؤکدہ ہی۔ امامت کے لیے لائق تر وہ ہے جو سب مین زیادہ عالم ہو اُسکے بعد وہ ہے جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اُسکے بعد جو زیادہ پرہیزگار ہو اُسکے بعد جو سب مین عمر زیادہ رکھتا ہو (اور امام شافعیؒ کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑھنے والا عالم پر مقدم ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم امامت کا فرمایا اس لیے کہ آپ علم زیادہ رکھتے تھے قرآن کے قاری سب سے زیادہ نہ تھے کیونکہ صحابہ مین قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی ابن کعب پڑھتے تھے اور یہ امر آنحضرتؐ کے آخر عہد مبارک مین ہوا تھا اور اسی سے لوگون نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا استحقاق ثابت کیا ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت مین قرآن کے عمدہ پڑھنے والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سے آنحضرتؐ نے زیادہ علم والے کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سے قاری جاہل تر ہوتے ہین علاوہ ازین قراءت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہی اور علم پر نماز کے سب ارکان منحصر ہین) اور بندہ اور گنوار اور فاسق معلن (جو بدکاری مین مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب سنت و جماعت کے خلاف رکھتا ہو) اور اندھا اور حرامزادہ (جو اس عیب مین مشہور ہو گیا ہو) ان سب کا امام ہونا مکروہ ہے۔ اور نماز کو اتنا لمبا کرنا (جس سے لوگ گھبرا جائین) اور جماعت صرف عورتون کی مکروہ ہے اور اگر (عورتین) جماعت کرین تو امام صف کے اندر کھڑا ہو ننگون کی جماعت کی طرح (کہ ان کا امام بھی صف مین رہے آگے نہ بڑھے) اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دہنی طرف کھڑا ہو اور دو (خواہ زیادہ ہون) تو اُسکے پیچھے کھڑے ہون۔ اور اول مرد صف باندھین پھر دوسری صف مین لڑکے (کھڑے ہین

ہون) انکے پیچھے عورتین (صف کوین) اور اگر جس نماز مین رکوع اور سجدہ ہوتا ہے
مرد کے برابر ایک ہی جگہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کھڑی ہوجاوے اور نیت
اسکی برابر کرے اور ادا بھی اسکے ساتھ کرے اور امام نے اس عورت کے امام ہونیکی
نیت کرلی ہو تو اس صورت مین مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جنازہ مین یہ حکم نہین
اسمین دونون کی نماز ہوجاویگی۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورت مین نماز
نہین جاتی اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ عورتون کو پیچھے کرو جہان کہ اللہ تعالیٰ نے انکو موخر کیا ہے اس حکم کے مخاطب مرد
ہین پس صورت مذکورہ بالا مین جو مرد برابر عورت کے کھڑا ہوا ہے اس نے فرض مقام کو
چھوڑا ہے نہ عورت نے اسلیے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہ سب شرطین کہ مذکور ہوئین ہین
اسیواسطے ہین کہ مرد اور عورت کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہوجاوے) اور عورتین جماعتون
مین حاضر نہووین (یعنے خوف فتنے کی جہت سے) اور ناجائز ہے اقتدا کرنا مرد کو عورت
یا لڑکے کے پیچھے اور پاک کو عذر والے کا (مثلاً جسکو سلسلبول ہو یا ریح نہ تھمتی ہو یا پیٹ
چلتا ہو اچھے شخص کو ایسے لوگونکے پیچھے نماز پڑہنا ناجائز ہے) اور پڑہے ہوے کو ایسے کا
اقتدا جو قدرت پڑہنے کی نرکھتا ہو اور کپڑے پہنے ہوئے کو ننگے کا جو ستر نرکھتا ہو اور تندرست
کو ایسے شخص کا جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑہنے والیکا یا اس شخص کا
کہ دوسرے فرض پڑہتا ہو (اسلیے کہ یہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت عمدہ حال رکھتے
ہین پس امامت الٹی طرح ہوجاویگی) اور اقتدا وضو والے کا تیمم والے کے پیچھے اور دہونے والے
کا مسح کرنیوالے کے پیچھے اور کھڑا ہونے والے کا بیٹھنے والے کے پیچھے یا کبڑے کے پیچھے
اور اشارہ کرنیوالے کا اپنے جیسے شخص کے پیچھے اور نفل پڑہنے والے کے پیچھے نماز کو خراب

نہین کرتا (یعنے جائز ہے) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معلوم ہوا کہ امام بے وضو تھا
تو (اپنی) نماز کو پھر سے پڑھ لے۔ اور اگر ایک ان پڑھ اور ایک پڑھا ہوا ہو کسی اَن پڑھ
کے پیچھے نماز پڑھین یا امام پڑھا ہوا پچھلی دو رکعتون مین کسی اَن پڑھ آدمی کو خلیفہ کر دے
تو سب کی نماز جاتی رہیگی (اس لیے کہ پڑھے ہوئے کے ہوتے اَن پڑھ کی امامت جائز نہین
ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑھا شخص اَن پڑھ کو پڑھے ہوؤن پر خلیفہ کر دے اور پچھلی
رکعتونکی قید اس لیے لگا دی ہے کہ اس حکم مین مبالغہ ہو جاوے یعنی باوجودیکہ پچھلی رکعتون
مین قرارت نہین ان مین اگر خلیفہ کرے گا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دو رکعتون
مین کہ قرارت فرض ہے خلیفہ کر دے گا تو بطریق اولے نماز فاسد ہو جاویگی)

باب نماز مین بے وضو ہو جانیکے بیان مین جس شخص کا وضو (نماز مین) ٹوٹ جاوے
وہ وضو کرے اور جس جگہ سے نماز چھوڑی ہے وہانسے شروع کرے اور اگر امام ہو تو
اپنا خلیفہ کسی کو کر دے اور یہی حال ہے اگر قرارت سے رک جاوے (یعنی اُسکو بھی
چاہیے کہ خلیفہ کر دے تاکہ لوگون کو قرارت سے نماز پڑھاوے اور اس مسئلے مین
امام شافعیؒ کا خلاف ہے انکے نزدیک جتنی پہلی پڑھی ہی وہ جاتی رہی نئے سر سے
پڑھے اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جس کسیکو آجاوے قے یا نکسیر تو
چاہیے کہ نماز سے ہٹے اور وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑھ لی
ہے اسمین اور ملا کر پوری کر دے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اسی طرحکا مضمون حضرت ابوبکر اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے
بیان کیا ہے) اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد سے باہر نکلجاوے یا دیوانہ ہو جاوے
یا خواب مین انزال ہو جاوے یا بیہوش ہو جاوے تو ان صورتون مین نماز از سر نو پڑھے (پہلے کی نماز کو

باب نماز مین بے وضو ہو جانیکے بیان مین

پورا نکرے اسلیے کہ یہ باتین بہت کمتر ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور قیاس نکرنا چاہیئے) اور اگر التحیات پڑہنے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کرکے سلام پھیرے (اسلیے کہ لفظ سلام واجب تھا اسکے ذمہ پر باقی ہے) اور اگر وضو وانستہ توڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اپنے فعل سے نماز سے باہر آنا فرض تھا وہ ادا ہوگیا) اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکھ لے یا مسح کرنے والے کی مدت مسح پوری ہوجاوے یا موزے کو تھوڑے سے عمل سے نکال دے (تو نماز باطل ہوجاویگی اور تھوڑے عمل کی شرط اسلیے ہے کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی سے نماز باطل ہوجاویگی طہارت قدم کے دھونے پر منحصر نرہیگی) یا ان پڑھ نماز مین کوئی سورت سیکھ لے یا ننگے کو کپڑا ملجاوے یا اشارہ سے پڑہنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہو یا صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوے یا پڑہنے والا کسی ان پڑھ کو نائب کردے یا صبح کی نماز مین آفتاب نکل آوے یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت آجاوے یا زخم اچھا ہوکر پٹی گر پڑے یا عذر والے کا عذر (مثل سلسلبول اور پیٹ چلنے کے) دور ہوجاوے تو (ان سب صورتون مین) نماز باطل ہوجاویگی۔ اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کا (اور مسبوق وہ ہی کہ جسکو امام کے ساتھ کچھ نماز نہ ملی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کر چکے وہ ایسے شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو (اسکو مدرک کہتے ہین) یہ مدرک مقتدیون کے ساتھ سلام پھیرے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے خلاف کریگا (مثلاً بے وضو ہوجاوے یا کھلکھلا اوے یا اور ایسا ہی کام کرے) تو اس (مسبوق) کی نماز جاتی رہیگی نہ اور لوگونکی (اسلیے کہ جب اسنے مدرک کو اپنا نائب کردیا تو امام مدرک ہوگا نہ یہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اُس سے صرف مسبوق کی نماز جاویگی نہ اور لوگون کی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام

کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو اس صورت مین بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی (اسلیے کہ یہ فعل
نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز کے بیچ مین ہوا ہے گو امام کی نماز کے ختم کے
وقت ہوا ہے) اور اگر امام مسجد مین سے نکلجاوے اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جائیگی
(یعنی ان دونون صورتون مین امام کی نماز تمام ہوگئی اسلیے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا
کوئی رکن اُسکے ذمہ باقی نہین رہا اسلیے مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین
کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف پکار کر کہنے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق مین
بھی اور مدرک اور مسبوق کے حق مین بھی) اور اگر رکوع مین خواہ سجدے مین بے وضو
ہوا ہو تو وضو کرکے پہلی نماز پر بنا کرے اور جس رکوع خواہ سجدے مین بے وضو ہوا ہووے
اُسکو دوبارہ کرے (اس لیے کہ اسکا کچھ اعتبار نہین اسیوجہ سے اُسکو دوبارہ ادا کرنا چاہیے)
اور اگر نمازی کو حالت رکوع خواہ سجدے مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہے اور اُس رہے
ہوئے سجدے کو ادا کیا تو جس رکوع و سجدے مین وہ یاد آیا ہو اُسکو دوبارہ ادا کرے
اور اگر مقتدی ایک ہی ہو تو نائب ہونیکے لیے وہی متعین ہو جاتا ہے بدون نیت کے
(یعنی اگر امام کے پیچھے صرف ایک ہی مقتدی ہو اور امام بے وضو ہوجائے تو وہ مقتدی خود
امام ہوجاتا ہے بدون نیت کے اور بدون خلیفہ بنانے کے۔

باب۔ اُن چیزونکے بیان مین جو نماز کو فاسد کردیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین

بیان مکروہات اور مفسدات نماز

(نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگونکی باتونکے مشابہ ہو اور بار یا آواز سے
رونا اور آہ آہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد بیماری سے نماز کا مفسد ہے اور بہشت
اور دوزخ کو یاد کرکے رونا مفسد نہین اور بدون عذر کے کھانسنا (یعنی بدون اس
بات کے کہ گلے یا چھاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہو احین احین کرنا) اور چھینک کے

جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور اپنے امام کے سوا غیر کو پڑہنے مین لقمہ دینا اور کسیکے جواب مین لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اُسکا جواب دینا اور شروع کرنا نماز عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خود ظہر کا (یہ سب بھی مفسد نماز ہین یعنی ایک نماز کی ایک رکعت پڑہ لی پھر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر پہلے ہی نماز کی نیت نئے سرسے کی تو فاسد نہوگی) اور نمازی کا پڑھنا قرآن دیکھکر اور کھانا۔ اور پینا (یہ بھی مفسد نماز ہین) اور اگر کسی لکھی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکھا اور اسکو سمجھ گیا یا اپنے دانتون کے درمیان کی چیز کھائی یا کوئی شخص اُسکی سجدہ گاہ مین کو گذر گیا تو ان باتون سے نماز نہین جاتی اگرچہ گذرنے والے پر گناہ ہوتا ہے اور

مکروہات نماز کے یہ ہین نمازی کا[1] اپنے بدن اور کپڑے سے کھیلنا۔ اور[2] ایک دفعہ سے زیادہ سجدہ کے لیے کنکرون کو ہٹانا اور[3] اُنگلیان چٹخانا اور[4] ہاتھ کولہے پر رکھنا اور[5] بائین دہنے دیکھنا اور[6] کُتے کی طرح چوتڑون پر بیٹھنا اور[7] دونون ہاتھونکو سجدے مین کہنیون تک بچھانا اور[8] سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا اور[9] بدون عذر پالتی مار کر بیٹھنا اور[10] سر کے بالون مین گرہ دینا اور[11] کپڑے کو زمین پر گرنے سے بچانا اور[12] اُسکو بدون باندھے یا آنچل مارے لٹکا رہنا اور[13] جمائی لینی اور[14] آنکھین بند کرنی اور[15] مسجد کی محراب مین کھڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور[16] صرف امام کا چبوترے پر کھڑا ہونا اور[17] اسکا اُلٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی سب چبوترے پر ہون اور[18] ایسا کپڑا پہننا جس مین تصویرین ہون یا[19] ایسی طرح کھڑا ہونا کہ سر کے اوپر خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر بہت چھوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی یا بیجان چیز کی ہو مثلاً درخت اور پھول وغیرہ کی تو مکروہ نہین اور[20] آیتون اور تسبیحون کو ہاتھ پر گننا اور مکروہ نہین سانپ اور بچھو کا (تھوڑے عمل سے) مار ڈالنا اور ایسے شخص کی پشت کیطرف نماز پڑہنا جو باتین کرتا ہو یا قرآن مجید کیطرف کو یا لٹکی ہوئی تلوار

کیطرف نماز پڑہنی (اور بے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکھتی ہے) یا شمع یا چراغ کیطرف کو نماز پڑہنی اور ایسے فرش پر نماز پڑہنی جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ سجدہ تصویرون پر نہو۔

فصل۔ پاخانہ پھرنے مین قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا (مکانات مین) مکروہ ہے (پس جنگل مین بطریق اولی مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور اسکی چھت پر صحبت کرنی اور بول وبراز کرنا مکروہ ہے نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو (اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے کے پانی سے منقش کرنا۔)

فصل

باب وتر اور نوافل کے بیان مین

باب وتر اور نوافل کے بیان مین۔ وتر نماز واجب ہے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے) اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وتر حق واجب ہے ہر مسلمان پر روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے) اور وتر تین رکعتین ہین ایک سلام کے ساتھ اور دعا قنوت تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑھے اور اول ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ لے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑھے مگر نصف اخیر رمضان کے وتر مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے اور اُنکے یہان قنوت رکوع کے بعد پڑھے نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت پڑہتے تھے وتر مین رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دار قطنی اور طبرانی اور ابونعیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر مین تین رکعتین پڑہتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑہتے تھے) اور وتر کی تینوں رکعتو مین الحمد اور ایک سورت پڑھے اور سوائے وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑھے (جیسے امام شافعیؒ کے تابعین فجر مین پڑہتے ہین) اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑہتا ہو مقتدی اُسکی متابعت کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑھے اُسکی متابعت نکرین (یعنی

امام اگر وتر مین قنوت پڑھے تو مقتدی بھی اسکے ساتھ پڑھین اور اگر امام مذہب شافعی ہو
اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے تو مقتدی چپ رہین کچھ نہ پڑھین اور دعاء قنوت یہ ہی
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ
وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ
وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ
بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور حدیث مین یہ دعا بھی آئی ہی اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ
وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی
عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَ
نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ) اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب
اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعتین سنت ہین اور ظہر سے پہلے اور جمعہ کے پیشتر اور جمعہ کے
بعد چار رکعتین سنت ہین اور عصر اور عشا کے پیشتر اور عشا کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور
مغرب کے بعد چھہ مستحب ہین اور دن کے نفلون مین ایک سلام سے چار رکعتون سے زیادہ
پڑھنی اور رات کی نفلون مین آٹھ سے زیادہ ایک سلام سے ادا کرنی مکروہ ہی اور دن اور
رات مین چار چار رکعتین ایک سلام سے ادا کرنی بہتر ہین اور دیر تک کھڑا رہنا اچھا ہی
بہ نسبت بہت سجدہ کرنیکے (یعنی اس بات سے بہتر ہے کہ تھوڑا کھڑا ہو اور رکعتیں بہت سی
ادا کرے مگر یہ حکم نفل پڑھنے والے اور اکیلے پڑھنے والے کا ہے ورنہ جماعت مین اسقدر رکعت
کا زیادہ کرنا جس سے لوگ گھبرا جاوین مکروہ ہے) اور قرآن کا پڑھنا فرضونکی دو رکعتون
مین اور نفلون اور وترونکی سب رکعتون مین فرض ہی۔ اور نماز نفل شروع کرنے سے
لازم ہو جاتی ہی اگرچہ آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونے کے وقت (کہ اوقات

ممنوع مین شروع کی) ہو (اور امام شافعی رح کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین لازم نہین تو
شروع کے بعد بھی لازم نہین یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کردیگا تو اسکی قضا اُنکے نزدیک
لازم نہوگی اور دلیل امام اعظم رح کی قول خدا تعالی کا ہے لَا تُبْطِلُوا اَعْمَالَكُمْ یعنی مت
بیکار کرو اپنے عملون کو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہے اور حضرت عائشہ رض
اور حفصہ رض سے منقول ہے کہ ہم روزے سے تھے کہ ہمارے سامنے ایک کھانا آیا جسکو ہمارا
دل چاہتا تھا ہم نے اسکو کھالیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی قضا
دوسرے دن کرلینا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین
یہ بھی ہے کہ آپنے فرمایا پھر ایسا کام مت کرنا) اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور بعد پہلے
قاعدے کے توڑدی یا قاعدہ اولے سے پیشتر فاسد کردی یا چارون مین کچھ نہ پڑہا
یا صرف اول دو رکعتونمین پڑھا یا صرف پچھلی دو رکعتون مین پڑھا یا دو رکعتونمین
اول کی اور ایک پچھلی مین قرارت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچھلی رکعتون مین پڑھا
(ان سب صورتون مین) دو رکعتین قضا کرے۔ اور اگر اول کی دو رکعتونمین سے
ایک مین اور پیچھے کی دو رکعتون مین سے بھی ایک مین قرارت کی یا ایک رکعت مین صرف
پہلی دو مین سے پڑھا یا پچھلی دو مین سے تو (ان صورتون مین) چارون رکعتین قضا
پڑھے۔ اور ایک نماز پڑھ کے پھر اُس جیسی دوسری نہ پڑھی جاوے (جاننا چاہیئے کہ
سلف سے یہ مضمون اسی طرح چلا آتا ہے اور بعض علماء نے اس کو حدیث خیال کیا ہے
اور اُسکے معنے چند طور پر بیان کیے ہین اول یہ کہ جو فرض چار ہین اُنکے بعد اور چار رکعتین
اسطرح نہ پڑھے کہ دو رکعتون مین قرارت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑھتے ہین اس فعل
کے موجب یہ مضمون نفل کی کل رکعتونمین قرارت کے فرض ہونیکا بیان ہے اور اسی توجیہ کو

ایک نماز پڑھکر پھر اُس جیسی دوسری نماز نہ پڑھے ۱۲

امام محمد رح نے پسند فرمایا ہے دوسرے یہ کہ مسجدون مین جماعتون کے مکرر کرنے کو منع کیا ہی
تیسرے یہ کہ نماز مین وسوسہ جاتے رہنے کا ہووے تو اسکو از سر نو پڑہنے کو منع کیا ہی)
اور باوجود قدرت کھڑا ہونے کے نفل پڑہنے والا شروع سے بیٹھکر پڑھے اور کھڑا ہوکر
شروع کی ہو تو بیٹھ کر تمام کرے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارے
سے پڑھے اور مُنہ اسطرف کو کرے جدہر اسکی سواری جاتی ہو اور اُترکر جتنی باقی ہو اُتنی پڑھے
اور اگر زمین پر پڑہتا ہو تو سواری پر اسکو تمام کرنا درست نہین (یعنی اگر سواری پر نماز اشارے
سے پڑھتا ہے اور اُسی حال مین اُترا تو پہلی نماز پر بنا کرسکتا ہے اور اگر زمین پر پڑہتا تھا
اور اُسی حال مین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سر سے نماز پڑہے -)

فصل تراویح کے بیان مین - رمضان کے مہینہ مین نماز عشاء کے بعد بیس رکعتین
دس سلام سے وترون سے بیشتر مسنون ہین اور وتر کے بعد بھی آئی ہین اور سنت
ہے انمین جماعت اور قرآن کا پورا ایکبار سُننا اور چار رکعتونکے بعد بقدر چار رکعتونکے
بیٹھنا - اور نماز وتر صرف رمضان مین جماعت سے پڑھے (غیر رمضان مین جماعت سے نہ پڑھے)

باب فرض نماز مین ملنے کے بیان مین - فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ چکا تھا کہ تکبیر
ہوگئی تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھ شامل ہوجاوے اور اگر تین پڑہنے پر تکبیر
ہوئی تو نماز کو پورا کرے اور امام کے ساتھ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر یا مغرب کی
ایک رکعت پڑہنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو توڑ کر شامل جماعت ہوجاوے - اور جس مسجد
مین اذان ہوگئی ہو اُس مین سے نکلنا مکروہ ہے جبتک کہ نماز نہ پڑھ لے اور اگر اذان سے
بیشتر نماز پڑھ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین (کہ باوجود نماز پڑھ چکنے کے
مسجد سے نکلنا مکروہ ہے) جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو اور جو شخص کہ اس بات کا خوف کرے

فصل

باب فرض نماز مین ملنے کے بیان مین

کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض نہ ملین گے تو اُسکو چاہیے کہ سنتون کو ترک کرکے جماعت مین ملجاوے اور اگر فرضون کے نہ ملنے کا خوف نہو تو سنتون کو ترک نکرے۔ اور فجر کی سنتین قضا نہ کی جاوین مگر فرضون کے ساتھ مین (یعنی اگر سنتین صرف قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوئے ہون تو سنتون کو قضا نہ پڑھے ہان اگر سنت و فرض دونون قضا ہوگئے ہون تو اُسوقت قضا فرض کے ساتھ مین سنتین بھی پڑھ لے) اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر ہی کے وقت مین بعد کی دو رکعت سنت سے پیشتر ادا کیجاوین (یعنی اگر چار سنتین ظہر سے پہلے نہ ملی ہون تو انکو فرضون کے بعد ہی دو سنتون سے پیشتر ادا کرلے اگر وقت ظہر ہو) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت کے ساتھ نہو گی بلکہ ثواب جماعت کا ملے گا (یعنے اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین ظہر کو جماعت کے ساتھ پڑھونگا اور اُسکو ایک رکعت ہاتھ آئی تو اُسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا) اور نماز فرض سے پہلے نفلین اس صورت مین پڑھے کہ وقت کی نماز کے جاتے رہنے کا خوف نہو ورنہ نفل نہ پڑھے (فرضون پر کفایت کرنا چاہیے۔ بعض علما نے ان نفلون سے مراد سنت لی ہے یعنی حکم سُنتین پڑہنے کا اُس وقت ہے کہ وقت کی نماز کے جانے کا خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی مراد لی ہین یعنی جب کوئی مسجد مین آوے اور جماعت مین دیر ہو تو نفلین پڑھے یہانتک کہ خوف اس بات کا نہووے کہ وقتی نماز جماعت سے نہ ملیگی) اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکر کھڑا رہا یہانتک کہ امام نے سر اپنا رکوع سے اُٹھا لیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہوگئی (یعنے شرط رکعت کے ملنے کی یہ ہے کہ امام کے ساتھ رکوع مین شامل ہوجاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھ نہ ملا تو ساری رکعت نہ ملی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی مین امام نے اُسکو جالیا تو درست ہی (اور اگر امام کے رکوع سے

پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اُٹھالیا تو نماز اُسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین مگر تاہم مقتدی کو نہ چاہیے کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے۔

باب۔ قضا نمازون کے ادا کرنیکے بیان مین۔ ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی مین اور خود قضا نمازون مین واجب ہی اور (ترتیب تین باتون سے) ساقط ہوجاتی ہے (اول) وقت کی تنگی سے (جس مین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو) دوم (قضا نماز کے) یاد نرہنے سے سوم۔ قضا نمازون کا شمار پانچ سے زیادہ ہوجانے سے اور ترتیب نہین پھر آتی بہت سی قضا نمازون کے کمہوجانے سے (یعنے اگر اُسکے ذمے بہت سی نمازین تھین اور اُس نے اُن مین سے ادا کین یہانتک کہ پانچ سے کم رہگئین تو اس سے صاحب ترتیب نہو جاویگا جب تک کہ سب ادا نہ کرچکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت پڑھے حالانکہ اُسکو یاد ہو کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ قضا نماز وتر ہی ہو تو اُس شخص کے فرض فاسد ہوویںگے مگر اُن کا فساد موقوف (ایک شرط پر) رہیگا (وہ یہ ہے کہ ان فرضون کے بعد اگر قضا نماز کو ادا کرلیگا تو یہ فرض فاسد ہوجاوینگے اُنکو بھی دوبارہ پڑھے اور اگر اس قضا نماز کو ادا نہ کیا یہانتک کہ چھہ وقتی نمازین ادا کرلین تو سب نمازین صحیح ہوجاوینگی اسلیے کہ کثرت کی حد مین داخل ہوگئین اور کثرت ترتیب کو دور کرتی ہی جیسے بھولنا۔ اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کردیتا ہی۔ مثلاً اگر بھولے سے وقتی نماز پڑھ لے تو جائز ہوجاتی ہے اسیطرح اگر وقت تنگ ہو کہ قضا کو پڑھیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا تو اس صورتین بھی قضا کو ملتوی کرکے وقتی کو پڑھے اور ترتیب کے واجب ہونے مین شافعیؒ کا خلاف ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص کوئی نماز نہ پڑھے اور بھول جاوے اور اُس وقت یاد کرے کہ امام کے ساتھ

باب قضا نمازونکے ادا کرنیکے بیان مین

نماز پڑھتا ہو پس اُسکو چاہیئے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اس کو چھوڑ دے پھر وہ نماز پڑھے جو اُس کو یاد آئی ہے یعنے قضا کو پڑھے پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہونا قضا نماز اور وقتی نماز مین معلوم ہوتا ہے اور اس حدیث کو مالک اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی نمازین فوت ہوگئین توآپ نے اُنکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسی طرح ادا کرو جس طرح مجھے ادا کرتے دیکھا اس حدیث سے قضا نمازون مین ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہے (واللہ اعلم)

باب سہو (یعنی بھول کے سجدونکے بیان مین) جو فعل کہ نماز مین واجب ہے اُسکے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب ہوتے ہین اگرچہ ترک واجب مکرر ہو جاوے (یعنے چند سہو کے لیے دو ہی سجدے کفایت کرتے ہین اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہے) امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے (یعنی اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بہ سبب امام کی متابعت کے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سے سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے واجب نہین اور سلام سے پہلے ہے نہ بعد اُسکے اور دلیل امام اعظم رح کی ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ہر سہو کے واسطے دو سجدے ہین بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے) پس اگر نمازی پہلا قاعدہ بھول کر اُٹھے مگر قعدے سے نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور (آخر مین قعدے کی بھول کے واسطے) سجدہ سہو کرے (**فائدہ**۔ کہتے ہین کہ دوری اور نزدیکی قعدے سے باعتبار

نمازی کے نیچے کے دھڑ کے ہے یعنی اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا نہین ہوا تو قعدہ کے
نزدیک ہے ورنہ قیام کے نزدیک) اور اگر قعدہ اخیر کو بھولکر اُٹھ کھڑا ہو تو جبتک
پانچوین رکعت کا سجدہ نہ کرے بیٹھ جاوے اور سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچوین رکعت
کا سجدہ کیا تو سجدہ سے سر اُٹھاتے ہی فرض باطل ہوگئے اور وہ نماز نفل ہوگئی اِس
صورت مین چاہیئے کہ پانچوین رکعت کے ساتھ چھٹی ملالیوے اور اگر قعدہ اخیر کرکے
اُٹھ کھڑا ہو تو پھر بیٹھ جاوے اور سلام پھیرے اور اگر (اس صورت مین بھی) پانچوین رکعت
کے لیے سجدہ کرلیا تو فرض تو پورے ہوگئے مگر اس پانچوین کے ساتھ ایک رکعت چھٹی
ملاوے تاکہ یہ دونون رکعتین (کہ چار کے بعد ہوئین) نفل ہوجاوین اور سجدہ سہو کرے
اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجدۂ سہو کرے تو اُن رکعتون پر اور دو رکعتین بنا
نکرے (اس لیے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہیئے نہ بیچ مین) اور اگر سہو والے
نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سے کہ اُسپر سجدہ سہو باقی ہی) اُسکا
اقتدا کیا تو اگر یہ سہو والا سجدہ سہو کریگا تو مقتدی کا اقتدا صحیح ہی ورنہ درست نہوگا
(اسلیے کہ اقتدا بعد سلام کے یعنی نماز سے خارج ہونیکے بعد درست نہین اور سجدہ کرنیکی صورت
مین صحت اقتدا کی وجہ یہ ہے کہ اقتدا نماز کے اندر واقع ہوجاتا ہی) اور سجدۂ سہو (اگر
ذمہ ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے پھیرا ہو اور اگر مصلی شک کرے کہ
کتنی رکعتین ادا کی ہین اور یہ شک اول ہی دفعہ ہوا ہو تو نماز نئے سر سے پڑھے اور اگر
شک اکثر پڑا کرتا ہو تو اٹکل (سے اپنے دلمین قیاس) کرے کہ (کتنی پڑھ چکا ہون) اور اگر
(دل کی شہادت سے کسی طرف کو) ظن غالب نہو تو کمتر رکعتین اختیار کرے (یعنے
اگر شک تین اور چار مین تھا تو تین کو اختیار کرکے ایک رکعت اور پڑھے) ظہر کی نماز پڑھنے والے

کو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑھ چکا اور (اسی دھوکہ مین) سلام پھیر دیا بعد اسکے
جانا کہ دو رکعتین پڑھی ہین (چار نہین ہوئین) تو دو اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو کر لے
(لیکن یہ حکم جب تک ہے کہ اُسنے سلام کے بعد کوئی کام نماز کا مفسد نہ کیا ہو اور
اگر کوئی امر خلاف نماز کے واقع ہوا ہو تو نماز پھر سے پڑھے)

باب بیمار کی نماز کے بیان مین - جس شخص کو نماز مین کھڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی
کا خوف ہو تو (وہ شخص) نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ
بھی مشکل ہو تو اشارے سے پڑھے اور سجدے کو رکوع کی نسبت زیادہ پست
کرے اور کوئی چیز اُسکے مُنہ کے سامنے اس لیے نہ اُٹھائی جاوے کہ اُسپر سجدہ کرے
(مثلاً تکیہ خواہ لکڑی سجدے کے لیے نہ اُبھاری جاوے) اور اگر ایسا بھی ہو مگر سجدے
مین سر رکوع سے پست تر کرتا ہو تو جائز ہے اور اگر سر پست نہ کرتا ہو تو درست نہین
اور اگر بیٹھا بھی نہ جاوے تو نماز چت لیٹ کر یا کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھے
اور اگر یہ بھی نہو سکے تو نماز ملتوی کیجاوے (یعنے بعد شفا کے قضا کرے) اور اشارہ دونوں
آنکھون اور دل اور بھوون سے نکرے (اور بعض علماء کے نزدیک جسطرح پر ہو سکے
ادا کرے اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہ قول احتیاط کے قریب ہے اور دلیل امام
اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نماز پڑھ کھڑا ہو کر اور اگر نہو سکے
تو بیٹھکر اور اگر نہو سکے تو چت لیٹ کر اور ایک روایت مین آیا ہو کہ اگر نہو سکے تو اللہ
سبحانہ تعالےٰ عذر ماننے کے واسطے سزاوار تر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ
آنکھ اور دل اور ابرو کا لازم نہین واللہ اعلم) اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کھڑا ہونا
دشوار نہو تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اسکو

باب بیمار کی نماز کے بیان مین

۲۹۰۲

پورا کرے جس طور پر کہ ہو سکے (خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ سے) اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدے کے ساتھ پڑہتا تھا اور (نماز ہی مین) تندرست ہو گیا تو کھڑا ہو کر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع و سجدہ اشارے سے کرتا تھا (اور صحت پائی) تو (اس صورت مین) اس نماز پر بنا نہ کرے (بلکہ کھڑا ہو کر نئے سر سے نماز پڑھے) اور نفل والے کو تکیہ کرنا کسی چیز (مثل دیوار اور لاٹھی) پر درست ہے بشرطیکہ تھک گیا ہو۔ اور اگر کشتی مین بدون عذر نماز بیٹھکر پڑھے تو درست ہے (اور عذر کشتی کا سر گھومنا اور قے کا آنا وغیرہ ہی) اور شروع نماز کے وقت قبلے کیطرف مُنھ کر لینا لازم ہے اور بعد اسکے جسطرف کو قبلہ پھرے اسی طرف کو نماز کے اندر مُنھ کر لے) اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے پانچ نمازون کے وقت تک وہ نمازون کو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازون سے) زیادہ ہو جاوین تو قضا کرنا لازم نہین۔

باب۔ تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیان مین۔ سجدہ واجب ہوتا ہے ایک آیت کے پڑہنے سے چودہ آیات (سجدہ مین) سے (اور نزدیک امام شافعی رح کے سجدۂ تلاوت سنت ہے اور دلیل امام اعظم رح کی یہ حدیث ہے کہ سجدہ لازم ہی سُننے والے اور پڑہنے والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ اس حدیث کے واجب ہونے کو مقتضی ہین) اُن آیتون مین سے پہلی آیت سجدے کی سورہ حج مین ہی اور ایک آیت سورہ صٓ مین (اور نزدیک امام شافعی رح کے سورہ حج کے آخر آیت سجدہ ہے اور سورہ صٓ مین اُنکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظم رح کی یہ ہے کہ مصحف عثمانی مین کہ معتمد علیہ اس باب مین ہے ان آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہی۔ فائدہ سجدہ کی آیتین ان سورتون مین ہین۔ سورہ اعراف کے آخر مین۔ سورہ رعد مین۔ سورہ نحل مین

باب۔ تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیان مین۔

ف

سورۂ بنی اسرائیل مین ۔ سورۂ مریم مین ۔ سورۂ حج مین اول کی آیت ۔ سورۂ فرقان مین
سورۂ نمل مین ۔ سورۂ الم تنزیل مین ۔ سورۂ حم سجدہ مین ۔ سورۂ ص مین ۔ سورۂ والنجم مین
سورہ اذا السماء انشقت مین ۔ سورۂ اقرا مین) سجدہ واجب ہوتا ہے اُس شخص پر کہ آیت سجدہ
کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اُس شخص پر جو اُسکو سُنے اگرچہ بے ارادہ سُنا ہووے
یا مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنی اگر مقتدی نے آیت
سجدہ نماز مین پڑھی ہو تو اُسپر یا امام پر سجدہ لازم نہوگا) اور اگر آیت سجدہ نمازی نے
اپنے سوا کسی اور سے سنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو بعد نماز
کے پھر سے سجدہ کرے نماز کو نہ دوہراوے ۔ اور اگر امام سے آیت سجدہ سُنی پھر اُسکا
اقتدا کیا پیشتر اس سے کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتھ سجدہ کرلے اور اگر
اقتدا بعد سجدۂ امام کے کیا تو اس کو سجدہ نہ کرنا چاہیئے اور اگر اس امام کا اقتدا نکرے
تو سجدۂ تلاوت خود کرلے ۔ اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر
قضا نہ کیا جاوے اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی اور سجدہ کرلیا پھر نماز مین اُسی
آیت کو دوبارہ پڑھا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تھا تو ایک
سجدہ کفایت کرتا ہے جیسے وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے
نہ کہ دو مجلسون مین (یعنی اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھا تو ایک سجدہ واجب
ہوگا اور کئی مجلسون مین پڑھا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا) اور کیفیت
سجدہ کی یہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھ بدون ہاتھ اُٹھانے کے اللہ اکبر کہکر
سجدہ کرے اور پھر اللہ اکبر کہکر سر اُٹھاوے ۔ التحیات اور سلام پھیرنا اس مین کچھ نہین
اور مکروہ ہے کہ کسی سورت کو پوری پڑھے اور آیت سجدہ کو چھوڑ دے اور اسکا

اُلٹا (یعنی آیت سجدہ کو صرف پڑہنا اور سورت کو نہ پڑہنا) مکروہ نہین۔

باب مسافر کی نماز کے بیان مین - جو شخص بارادۂ سفر میانہ تین دن رات کے اپنے شہر کے گھرون سے باہر نکل جاوے جنگل مین خواہ دریا مین خواہ پہاڑ مین تو وہ چار رکعت فرضون کو دو رکعت پڑھے (جاننا چاہیے کہ نماز کے قصر کرنے کے لیے میانہ چال سے سفر تین دن یا تین رات کا شرط ہے یعنے ایسی چال سے کہ قافلہ بھی پہونچ سکے پس جنگل اور دریا اور پہاڑ مین اُسکا فاصلہ مختلف ہوگا اس لیے ہر جگہ مین اُسی کے موافق تین دن رات کے سفر کی نیت کرنی چاہیے اور امام شافعی رح کے نزدیک دو دن رات کا سفر ہونا شرط ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مسافر موزون پر مسح کرے تین دن رات پس ہر مسافر کے لیے تین دن رات مدت مسح ہونی چاہیے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسافرت کم تین دن رات سے نہین ہوتی ہے اور نیز امام شافعی رح کے نزدیک سفر مین قصر اور پوری نماز پڑہنی دونون جائز ہین اور امام اعظم رح کے نزدیک قصر لازم ہے اور پوری پڑہنی جائز نہین اس دلیل سے کہ حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی پس سفر کی نماز تو ویسی رہی اور حالت قیام مین زائد کی گئی۔ اور نیز ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ تمہارے نبی کی زبانی اللہ تعالے نے چار چار رکعتین حالت قیام مین فرض کین اور دو دو حالت سفر مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے) پس اگر سفر مین پوری چار رکعتین پڑھین اور دو رکعت کے بعد بیٹھا تو نماز درست ہوگی اور اگر دوسری رکعت کے بعد نہین بیٹھا تو نماز جائز نہوگی (اسلیئے کہ مسافر کے حق مین اول قعدہ ہی قعدہ اخیر ہے جو فرض ہے تو اسکے ترک سے نماز نہوگی۔ اور

مسافر کی نماز کے بیان مین

یہ حکم قصر کا) جبتک (رہے کہ) مسافر اپنے شہر مین داخل ہو یا پندرہ روز کے ٹھیرنیکی
کسی شہر مین یا گانون مین نیت کرے نہ مکہ اور منٰی مین (یعنی پندرہ دن کی نیت اگر
دو جگہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور ذکر مکے اور منے کا مثال کے طور پر ہے)
اور اگر نیت ٹھیرنے کی پندرہ دن سے کم کرے خواہ کچھ نیت نکرے اور برسون
تک رہے تو سفر ہی کا حکم رہے گا نماز قصر کیے جاوے یا نیت کرے پندرہ دن کے ٹھیرنے
کی کوئی لشکر کسی دار الحرب مین گو وہان کے کسی شہر کا محاصرہ کیے ہون (یعنی لشکر
اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشون کا محاصرہ دار الاسلام مین ایسی جگہ کر رکھا
ہو جو شہر نہو (توان صورتون مین بھی حکم سفر کا ہوگا نہ اقامت کا) بخلاف اہل خیمون کے
کہ جہان کہین گھاس اور پانی پاتے ہین اپنے مواشی کے ساتھ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے
ہین اُن کا وطن وہی خیمہ ٹھیر گیا ہے اور اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین نہ مسافر
متن کنز مین لفظ اخبیہ جمع خبا کی ہے جسکے معنے خیمے کے ہین) اور اگر کوئی مسافر کسی
مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اس نماز کے وقت مین یہ اقتدا درست ہے اور (مقیم کی متابعت
سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھے اور اگر وقت نماز کا نہین (یعنی مقیم قضا پڑھتا ہو اور
مسافر بھی وہی نماز قضا پڑہنا چاہے) تو اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے
نماز پڑھے تو دونون صورتون مین اقتدا درست ہے (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے
بعد پڑہتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کر لے
فائدہ مقیم جو دو رکعتین اپنی پڑھے انکو ایسی طرح پڑھے کہ گویا امام کے پیچھے ہے
یعنے اُن مین الحمد نہ پڑہے بلکہ الحمد کی مقدار تک کھڑا رہکر رکوع و سجدہ کرے اور
یہ مسئلہ کار آمد ہے اکثر عوام اس سے غافل ہین) اور وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے

جاتا رہتا ہے سفر سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور اُس جگہ سے سفر کرنے سے اور وطن اصلی مین چلے جانے سے باطل ہوجاتا ہے (جاننا چاہیئے کہ وطن اصلی اس کو کہتے ہین کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بود وباش مقرر کرے اور وطن اقامت وہ ہے کہ جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھیرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑ کر دوسرا وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہوجاتا ہے اور اس جگہ سے چند روز کے سفر کر جانے سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑ کر اگر دوسرا وطن اقامت کرلے تب بھی باطل ہوجاتا ہے اور اگر اس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جاے تب بھی جاتا رہتا ہے) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑھی جاوین (یعنی سفر کی قضا دو رکعت ہین اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام مین معتبر وقت آخر نماز کا ہے (تو آخر وقت مین اگر نمازی مسافر ہوگا تو سفر کی پڑھنی پڑے گی اور اگر مقیم ہوگا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ مین) گنہگار دوسرون جیسا ہے (یعنے اگر بارادہ رہزنی یا سرکشی کے مثلاً سفر اختیار کرے تو اُس سفر مین بھی اجازت قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہے اس لیے کہ نافرمانی اس شخص کی دوسری بات مین ہے جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ اپنی ذات سے مباح ہے) اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہے تابع کا نہین یعنے عورت اور غلام اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے۔)

باب۔ نماز جمعہ کے بیان مین۔ نماز جمعہ کے ادا کی یہ شرطین ہین۔ اول شہر کا ہونا اور شہر وہ جگہ ہے جہان کوئی حاکم ہو۔ (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی ہو

(کہ حدود و احکام شرعی کو جاری کرتا ہو) خواہ عیدگاہ کا ہونا (کہ شہر کے کنارہ ہوا کرتی ہے وہ بھی سب باتون مین شہر مین داخل ہے۔ اور امام شافعی رح کے نزدیک شہر شرط نہین اور اُن پر قول حضرت علی رض کی حجت ہے کہ آپنے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور عید الفطر اور عید الضحےٰ سواے شہر جامع کے اور جگہ نہین روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبدالرزاق نے علاوہ ازین جب صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کیے تو شہرون کے سوا اور جگھون مین نہ
نہ جمعہ مقرر فرمایا) اور منےٰ شہر ہے عرفات شہر نہین - اور ایک شہ
چند جا ادا کیا جاوے دوسری شرط اداے جمعہ کی حاضر ہونا
نائب کا (جو قاضی ہے اور اس مین امام شافعی رح کا اختلاف ہے
کی ارشاد حسن بصری رض کا ہے کہ آپنے فرمایا کہ چار چیزین جو بادشاہ کو
مین سے جمعہ اور عید ہے) تیسری شرط وقت ظہر کا ہونا ہے پس اُسکے
سے جمعہ باطل ہو جاوے گا - چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہے اور
یہ ہے کہ امام دو خطبے طہارت کے ساتھ کھڑا ہو کر پڑھے اور دونون کے بیچ مین کچھ بیٹھے اور کفایت کرتا ہے ایک دفعہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا پانچوین شرط جماعت ہے اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہین پس اگر سجدہ کرنیسے پیشتر (جماعت کے لوگ) بھاگ جاوین تو جمعہ باطل ہو جاویگا - چھٹی شرط اذن عام ہے (یہانتک کہ جو کوئی چاہے آکر نماز مین مشغول ہو جاوے) اور جمعہ کے وجب ہونے کی شرطین یہ ہین - اول مقیم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہین) دوسرے مرد ہونا (کہ عورت پر نہین) تیسرے تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہین) چوتھے آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہین)

پانچوین آنکھونکا سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہین) چھٹے۔ پاؤن کا درست ہونا
(کہ لنگڑے اور اپاہج پر درست نہین) اور جو شخص کہ جمعہ اُسپر واجب نہین اگر وہ جمعہ کو (ان شرائط
کے ساتھ جو گذر چکین) ادا کرے تو یہ جمعہ فرض وقت (یعنے ظہر) کے بدلے مین ادا ہوجاویگا
اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ مین امام ہوجاوین اور جمعہ ان لوگون سے
بھی ہوجاتا ہے (یعنے اگر ایسے ہی لوگ ہون ان کے سوا اور نہون اور جمعہ پڑہین تو
ہوگا) اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر پڑھ لے تو
اگر (نماز پڑھکر) جمعہ کے لیے جاوے تو ظہر کی نماز اُسکی باطل ہوجاویگی اور
ازظہر جماعت کے ساتھ شہر مین پڑہنا مکروہ ہے اور جس شخص کو کہ
ت یا سجدۂ سہو امام کے ساتھ ملے تو وہ نماز جمعہ تمام کرے اور جسوقت
یے نکلے اُسوقت نہ کوئی نماز درست ہے نہ کوئی کلام اور واجب ہے جمعہ
چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھ پھر جب امام ممبر پر بیٹھے
ملے سامنے اذان دیجاوے اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر نماز کہی جاوے (واللہ اعلم)

باب۔ دونون عیدونکی نماز کے بیان مین

نماز عید کی اُس شخص پر واجب ہے
جسپر جمعہ واجب ہے اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعہ مین تھین سوا خطبے کے (کہ عید مین
شرط نہین بلکہ سنت ہے) اور عید فطر مین مستحب یہ ہے کہ کچھ کھاوے اور غسل اور
مسواک کرے اور خوشبو لگاوے اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر
عیدگاہ کو چلے اسطرح کہ تکبیر پکار کر نہ کہے اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑھے
اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچے ہونے سے لیکر اُسکے زوال تک ہے اور نماز
کی دو رکعتین پڑھے اور دعا شروع یعنے سبحانک اللّٰھم زائد تکبیرون سے پہلے پڑھے

دونون عیدونکی نماز کے بیان مین

زائد تکبیرین ہر رکعت مین تین تین ہین اور دونون رکعتون کی قرارت کو ملا دیوے
(یعنے اول رکعت مین تکبیرین قرارت سے پہلے کہے اور دوسری رکعت مین قرارت
کے بعد) اور زائد تکبیرون مین اپنے دونون ہاتھ (کانون تک) اُٹھاوے اور نماز
کے بعد خطبہ پڑھے اور خطبہ مین صدقہ فطر کے احکام بیان کرے۔ اور اگر کسی کو
امام کے ساتھ نماز عید نہ ملے تو قضا نہ پڑھے (اور مینھ وغیرہ) عذر سے دور کعت
مین کل تک کی تاخیر کرین (یعنے اگر اول روز نہ پڑھ سکین تو دوسرے روز پڑھ لین
تیسرے روز پڑھنا جائز نہین) اور یہی احکام عید الضحے کے ہین مگر (اتنا فرق
ہے کہ) اس عید مین کھانا بعد نماز کے کھاوے اور راستے مین پکار کر تکبیر کہے
اور خطبے مین قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے۔ اور یہ نماز تاخیر کیجاوے
تیسرے دن (یعنی بارہوین تاریخ تک) اور تعریف (یعنے عرفہ کرنا) کوئی (مشروع) بات
نہین۔ اور تعریف اسکو کہتے ہین کہ عرفہ کے دن احرام باندھ کر حاجیون کی طرح
ننگے سر جنگل مین لبیک کہتے ہوئے کھڑے رہین تو یہ امر مشروع نہین اسواسطے کہ
یہ عبادت ایک خاص جگہ مین مشروع ہے دوسری جگہونکو اُسپر قیاس نکرنا چاہیے)
اور مسنون ہے عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سے آٹھ نمازون تک (ہر نماز کے بعد)
ایکبار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا بشرط
مقیم ہونے اور شہر مین ہونے اور نماز فرض اور نماز جماعت مستحب کے (اور مستحب جماعت
سے غیر مردون کی جماعت مراد ہے عورتونکی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہین)
اور اقتداء کے سبب سے عورت اور مسافر پر بھی تکبیر واجب ہوجاتی ہے (جاننا چاہیے
کہ ایام تشریق کی تکبیرین واجب ہین اور کنز مین جو مسنون کا لفظ ہے تو اس جہت سے

ہے کہ ان کا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلے مین لفظ یجب اسپر دلالت
رکھتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک
آخر ایام تشریق یعنی تیرہوین تاریخ کے عصر تک واجب ہین کہ تیئیس نمازین ہوتی ہین)

باب نماز سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کے بیان مین۔ سورج گہن مین
امام جمعہ آتا ہے مین مثل نفل کے (یعنے بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ ایک ہی
رکوع۔ یعنے ہر رکعت مین) پڑہے اور قرات پکار کر اور خطبہ نہ پڑہے پھر دعا مانگے
یہان تک کہ آفتاب کھل جاوے اور اگر امام جمعہ نہو یا لوگ جمع نہون تو اکیلے نماز
پڑہین مثل چاند گہن کے اور (اسی طرح اکیلے پڑہین) سخت اندہیری اور آندھی
اور خوف (مین مثل زلزلے اور کڑک اور دشمن) کے۔

باب مینھ کی طلب کے بیان مین۔ مینھ کی طلب مین نماز تو ہے مگر جماعت کے ساتھ نہین
اور دعا مانگنا اور استغفار پڑہنا ہے۔ نہ چادر کا لوٹنا اور اہل ذمہ کا موجود ہونا بلکہ صرف
تین روز نماز کے لیے نکلین (جاننا چاہیئے کہ امام اعظم رح کے نزدیک مینھ کی نماز مین
جماعت مسنون نہین بلکہ مینھ کی طلب مین دعا مانگنا مینھ کے لیے اور اپنے گناہون
کی مغفرت چاہنی ہے اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑہین تو ہوسکتا ہے اور صاحبین رح
کے نزدیک دو رکعتین جماعت سے پڑھین جیسے عید کی نماز پڑہتے ہین اور چادر
کو لوٹین یعنے ایک مونڈھے کی دوسرے پر کرین اور نیچے کی اوپر اور چاہیئے
کہ اہل ذمہ نماز کی جگہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے تین دن نکلین۔ واللہ اعلم)

باب خوف (کے وقت) کی نماز کے بیان مین۔ جسوقت کہ دشمن خواہ درندے سے
خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کھڑا کرے

باب سورج گہن و چاند گہن کی نماز کے بیان مین

باب مینھ کی طلب کے بیان مین

باب خوف کی نماز کے بیان مین

اور دوسرے کے ساتھ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑھے۔ اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتین
پڑھے پھر یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹکر امام کے
پیچھے آوے اور امام باقی نماز ان لوگونکے ساتھ پڑھکر سلام پھیرے (امام کے سلام کے)
بعد یہ گروہ دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام
کرے (اس لیے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھ تھے اور سلام کے بعد یہ
لوگ) پھر دشمن کے سامنے جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے قرارت
کے ساتھ (اسلیے کہ یہ لوگ شروع نماز مین امام کے ساتھ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا
ہے اسکو قرارت پڑھنی چاہیئے اور جو پہلے سے شامل ہو اور بیچ مین کسی وجہ
سے شامل نہین رہا اسکو قرارت نہین چاہیئے اسلیئے قرارت پہلے گروہ پر نہ ہوئی
اور دوسرے پر ہوئی) اور نماز مغرب مین اول گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور
دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص لڑنے لگیگا اسکی نماز باطل ہوجاویگی۔
اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری مین اکیلے اکیلے اشارے سے نماز جسی
طرف کو قادر ہوں پڑھین۔ اور خوف کی نماز بدون دشمن کے موجود ہونیکے جائز نہین

باب جنازہ کے بیان مین (جنازہ جیم کے زبر سے بمعنے مردہ کے ہے اور
جیم کے کسرہ سے اُس تختے کو کہتے ہین جسپر مردہ کو رکھتے ہین) جب آدمی کی
موت قریب ہو تو اُسکا منہ قبلے کی طرف داہنی کروٹ پر پھیر دین اور اُسکو کلمۂ
شہادت سکھایا جاوے اور جب مر جاوے تو اُسکے دونون جبڑے باندھے
جاوین اور دونون آنکھین بند کیجاوین اور ایک تختہ کو طاق مرتبہ (یعنی ایک
یا تین یا پانچ یا سات بار) بساکر اُسپر اُسکو اُتارین اور اُسکی برہنگی (ناف سے

لے کر گھٹنون تک ڈھانپ کر کپڑے اتار لین اور وضو بغیر کلی اور ناک مین پانی دینے کے کراوین بعدہ اسپر وہ پانی ڈالین جسمین بیری کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اسکے سر اور ڈاڑھی کے بالون کو گل خیرو سے دہووین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دھووین کہ پانی بدن کے اُس حصہ پر پہونچ جاوے جو تختے سے ملا ہو پھر داہنی کروٹ دیکر اسیطرح نہلاوین (کہ پانی نیچے تک پہونچ جاوے) پھر اُسکو سہارا دیکر بٹھلاوین اور اُسکے پیٹ کو آہستگی اور نرمی سی سوتین اور جو کچھ اُسکے پیٹ مین سے نکلے اُسکو دھو ڈالین اور پھر دوبارہ غسل ندیوین اور اُسکے بدن کو کپڑے سے پونچھکر خشک کرین اور خوشبو مرکب اُسکے سر اور ڈاڑھی مین لگاوین اور سجدہ کی جگہون (یعنے پیشانی اور ناک اور ہتھیلیون اور گھٹنون اور تلوون) پر کافور ملین اور اُسکے بالون مین اور ڈاڑھی مین کنگھی نکرین اور نہ بال اور ناخن کترین۔ اور مرد کا کفن مسنون اندر کی چادر اور پیراہن (یعنی کفنی گردن سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک) اور لپوٹ کی چادر ہے اور کفن کفایہ اندر اور لپوٹ کی چادرین مین اور مردے کفن کو اُسکے بائین طرف سے لپیٹین پھر داہنی طرف سے اور اگر خوف کفن کے اُڑنے اور کھلنے کا ہو تو گرہ دیدین اور کفن ضرورۃ جو کچھ میسر ہو جاوے اور عورت کا کفن مسنون (پانچ کپڑے ہین) کفنی اور اندر کی چادر اور داہنی اور سینہ بند (جسکو اسکی چھاتیون پر لپیٹا جاتا ہے اور سینے سے زانو کے نیچے تک ہوتا ہے) اور لپوٹ کی چادر اور کفن کفایہ (اُسکے لیے تین کپڑے ہین) دونون چادرین اور داہنی (جسکو اوڑھنی کہتے ہین) اور عورت کو اسطرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہنا دین پھر سر کے بالون کو (دو لٹین کرکے) چھاتی پر رکھین اور داہنی پہنا دین کفنی کے اوپر

کفن سنت تین کپڑے ہین یعنی کفنی اور ازار اور لفافہ

صرف دو چادرین سکھنی نہین اسکے ... ... مسنونہ

یعنے وہ صورت ... ... جسکے ... ... مردی ... تھی جاوے یا ... پاجامہ بہ ... اور ...

اور لوٹ کی چادر کے نیچے (پھر سینہ بند اور چادرین لپیٹین) اور کفن کے کپڑون
کو طاق مرتبہ پہننے سے پیشتر بسا لین۔

فصل

فصل جنازے کی نماز کے لیے بادشاہ لائق تر ہے اور یہ نماز فرض کفایہ ہے (یعنی اگر
کچھ لوگ ادا کرین تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہین)
اور جنازہ کی نماز کی شرط مردے کا مسلمان اور پاک ہونا ہے (پس کافر پر نماز جائز
نہین اسی طرح غسل سے پہلے نماز درست نہین) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی
اقامت کے لیے قاضی ہے اگر وہ موجود ہو پھر محلہ کا امام پس مردہ کا ولی اور ولی
کو جائز ہے کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کی اجازت دیدے پس اگر بادشاہ
اور ولی کے سوا اور کوئی نماز پڑھ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور ولی کے
سوا دوسرا شخص پھر نہین پڑھ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کر دیا جاوے تو اسکی قبر پر
نماز پڑھی جاوے جب تک کہ اسکا بدن پھٹا نہو۔ اور نماز جنازہ چار تکبیرین ہین اول
تکبیر کے بعد سُبحانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھکر اللّٰہُ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے۔ اور
تیسری بار اللّٰہُ اکبر کہے پھر دعا میت کے واسطے کرے پھر چوتھی تکبیر کہکر دونون طرف
سلام پھیرے اور اگر امام پانچوین دفعہ کہے تو مقتدی اسکی پیروی نکرین (یعنے وہ
پانچوین دفعہ اللہ اکبر نہ کہین اور دعا میت کے واسطے یون کہے اَللّٰھُمَّ اغفِر لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا
وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیرِنَا وَکَبِیرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنثَانَا اَللّٰھُمَّ مَن اَحیَیتَہٗ مِنَّا فَاَحیِہٖ عَلَی الاِسلَامِ
وَمَن تَوَفَّیتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الاِیمَانِ) اور لڑکے کے لیے استغفار نہ کہے بلکہ یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ
اجعَلہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجعَلہُ لَنَا اَجرًا وَّذُخرًا وَّاجعَلہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور مسبوق (یعنی جسکے
پہلے کوئی تکبیر ہو چکی ہو) انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہے اسکے ساتھ

مسبوق بھی کہکر ملجاوے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو (یعنے جو موجود ہے اور پہلی تکبیر امام کے ساتھ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نکرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہو جائے اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہے اور مسبوق کو جو تکبیر رہ گئی ہو نماز کے ہو چکنے کے بعد قضا کرلے) اور امام مرد و عورت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو اور اس نماز کو سوار ہوکر نہ پڑھین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین (اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسجد مین جائز ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لیے بنی ہے نہ نماز جنازہ کے لیے علاوہ اسکے احتمال مسجد کے آلودہ ہو جانیکا ہے اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازہ کی نماز مسجد مین نہ پڑہتے تھے مگر جب کوئی خاص ضرورت اُسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑہتے تھے واللہ اعلم) اور جو بچہ کہ پیدا ہوکر آواز کرے (اور مر جاوے) اُسپر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہین پڑھنا چاہیئے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی مان خواہ باپ کے ساتھ قید مین آکر مر جاوے (تو اُسپر نماز نہ پڑھین گے اس لیے کہ مان باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گنا جاوے گا لیکن جس صورت مین کہ باپ خواہ مان مسلمان ہو جاوے (تو اُسکی متابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے اور اُسپر نماز پڑھین گے) یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے (بشرطیکہ عاقل ہو) یا اُسکے ساتھ مین اسکا باپ خواہ مان قید نہوئے ہون (تو اس صورتین بھی اُسکو دارالاسلام کی متابعت سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑھینگے) اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ کو نہلاوے اور کفن دے اور دفن کردے (مگر سنت کے طور پر امور نہ کرے بلکہ اُسپر پانی ڈال کر اور کپڑے مین لپیٹ کر گڑھے مین دباوے) اور جنازہ کی چارپائی کے چارون پائے پکڑکر جلد جلد لیجاوین مگر دوڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکھنے سے بیٹھین اور نہ اُس سے آگے چلین۔ اور اُسکے سرہانے کو پہلے اپنے داہنے

کندھے پر رکھے پھر بائین پر پھر پائنتی کی طرف اول داہنے پر رکھے پھر بائین پر (یعنے
اگر اُٹھانے والے بہت سے ہون تو ہر ایک کو چاہیئے کہ نوبت بنوبت اسیطرح اُٹھاوین
اور قبر کھود کر لحد بنائی جاوے اور قبلہ کیطرف سے گور مین اُتارا جاوے اور جو گور مین اُتارے
وہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور گور مین رکھکر مُنہ قبلہ کیطرف کو کیا جاوے
اور کفن کے بند کھول دیے جاوین اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکھین پکی اینٹین اور
لکڑی نرکھین اور عورت کی قبر چھپائی جاوے نہ مرد کی پھر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ
کے کوہان کی صورت بنادین چوکھونٹی چبوترے کی شکل نہ بناوین اور قبر کو چونے کی
نہ بناوین اور نہ مردہ کو قبر سے نکالین مگر اس صورت مین کہ زمین زبردستی سے چھینی ہوئی ہو[۱]

باب شہید کے حکمونکے بیان مین ۔ شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون اور سرکشون
یا رہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اسکی نعش ملے اور زخم کا نشان اُسپر ہو
یا اُسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہو اور مارنے والے پر خون بہا لازم نہوا ہو (یعنے
دانستہ مارا ہو) تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے بدون نہلانے
کے اور خون اور کپڑون کے ساتھ دفن کیا جاوے مگر جو کپڑے کفن کی جنس سے
نہون وہ اُتار لیے جاوین اور زیادہ اور کم کیے جاوین (یعنی اگر کپڑے کفن سے کم ہون تو زیادہ
کر کے کفن پورا کر دین اور اگر زیادہ ہون تو کفن سے زیادہ کو کم کرین) اور اگر حالت ناپاکی
مین مارا گیا ہو یا لڑکپن مین یا دیر مین موا ہو اس طرح کہ زخمی ہونے کے بعد کھاوے
یا پیوے یا سووے یا علاج کیا جاوے یا اسپر ایک وقت نماز کا گذرے اور اُسکے ہوش
بجا ہون یا لڑائی کی جگہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر مین مارا جاوے
اور یہ معلوم نہو کہ وہ ہتھیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد یا رجم کے سبب سے مر گیا ہو یا دوسرے کے

باب شہید کے حکمون کے بیان مین

[۱] یعنے حق عبد کی جہت سے نکالنا جائز ہے ۱۲

مار ڈالنے کے عوض مین مارا گیا ہو (توان سب صورتون مین غسل دیا جاوے گا) اور اگر کوئی شخص باغی ہونے کی جہت سے خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو تو اُسکو نہ غسل دینا چاہیئے نہ نماز پڑھنی چاہیئے۔

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان مین ۔ کعبہ کے اندر اور اوپر نماز فرض اور نفل دونون درست ہین۔ اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف کو کریگا تو جائز ہوگا لیکن اگر پیٹھ امام کے منہ کی طرف کو کریگا تو نماز درست نہوگی اور اگر گرد کعبہ کے حلقہ کرین تو درست ہے نماز اس شخص کی کہ کعبے سے امام کی نسبت قریب تر ہووے بشرطیکہ وہ شخص امام کی طرف نہو (اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کعبے کے چارون طرف نماز کو کھڑے ہوئے تو جو شخص کہ اُس طرف مین ہی جدہر امام ہے اُسکو نہ چاہیئے کہ کعبہ کیطرف کو اپنے امام سے نزدیک ہوجاوے اسلیے کہ امام سے آگے بڑہنا لازم آوے گا اور جو شخص کہ اور تین طرف مین اُنکو جائز ہے کہ امام کی نسبت کعبے سے نزدیک زیادہ ہوجاوین

کتاب الزکوۃ

اسمین زکوۃ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد حکم سے زیادہ اسی کی تاکید ہے اسلیے کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ زکوۃ کے دینے کو نماز کے برپا رکھنے کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جب بعضے لوگ گروہ عرب کے زکوۃ دینے سے باز رہے حضرت ابوبکر صدیق رض نے اُنکے مرتد ہوجانیکا حکم فرماکر انپر جہاد کیا) زکوۃ شریعت مین مالک کرنا مال کا ہی صرف اللہ تعالےٰ کی رضامندی کے واسطے بلا عوض ایسے مسلمان فقیر کو جو ہاشمی نہو نہ ہاشمی کا غلام ہو اس شرط سے کہ مالک کی منفعت ہر طرح اس مال سے علٰحدہ ہوجاوے۔ زکوۃ کے

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان مین

کتاب الزکوۃ

واجب ہونے کی شرطین (یہ ہین) اوّل عاقل ہونا۔ دوم بالغ ہونا۔ سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا (پس باؤلے اور لڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہین) پنجم مالک ہونا ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہو اور برس دن اُسپر گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑہنے والا ہو گو فرضاً ہی بڑہے (مثلاً سونا اور چاندی کہ اگرچہ بدون بڑہے ان پر برس گذر جاوے لیکن یہ دونون چیزین بڑہنے والے مال کے حکم مین ہین اس لیے کہ اگر تجارت کرتا تو اُنکی مالیت زیادہ ہو جاتی) اور شرط زکوٰۃ کے ادا کرنے کی نیت ہے خواہ دینے کے وقت ہو خواہ مقدار واجب کے علٰحدہ کرنے کے وقت یا کل مال خیرات کر ڈالنا ہے۔

باب۔ چرنے والے جانورونکی زکوٰۃ مین۔ چرنے والے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سال مین بہت دن چرنے پر گذارہ کرین (یعنے گو بعض اوقات گھر سے انکو گھاس کھلائی جاوے مگر اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون۔

فصل۔ اونٹ کی زکوٰۃ کے ذکر مین۔ پچیس اونٹون مین ایک بنت مخاض ہے (اور وہ ایسا بوتہ ہے کہ جو ایک برس کا ہو کر دوسرا سال اسکو لگا ہو) اور اگر اونٹ پچیس سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوٰۃ ایک بکری ہے اور چھتیس ۳۶ اونٹونمین ایک بنت لبون (دینی چاہیئے وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو برس کا ہو کر تیسرے مین پاؤن دھرا ہو) اور چھیالیس ۴۶ اونٹونکی زکوٰۃ حقہ ہے (یعنے وہ بوتہ کہ چوتھے سال مین ہو) اور اکسٹھ اونٹونمین ایک جذعہ ہے (جسکو پانچوان سال ہو) اور چھہتر ۷۶ اونٹونمین نوے ۹۰ تک دو بنت لبون ہین اور اکانوے ۹۱ اونٹونمین ایکسو بیس تک دو حقے ہین پھر ایکسو بیس سے آگے ہر پانچ اونٹ پیچھے ایک بکری ہے یہانتک کہ تعداد ایکسو پینتالیس ۱۴۵ ہو جاوے اسقدر مین دو حقے اور ایک بنت مخاض

واجب ہونے کی شرطین سے لغت مین بڑہنا اور شرع مین ایک مال کا خاص اور لغت مین پاک کرنا اور اصطلاح مین بڑہنے والے جیسے واجب ہو زکوٰۃ حصہ معین مال

باب چرنے والے جانورونکی زکوٰۃ مین

فصل اونٹونکی زکوٰۃ مین

(مقدار زکوۃ) ہے اور ایکسو پچاس اونٹو نمین تین حقے ہین پھر ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری اور ایکسو پچھتر اونٹون مین تین حقے اور ایک بنت مخاض اور ایکسو چھیاسی مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہو اور ایکسو چھیانوے مین چار حقے ہین دوسو اونٹون تک پھر دوسو کے بعد نیا حساب کرے اُس طرح جیسا ڈیڑھ سو کے بعد کیا ہے (یعنے ہر پانچ پر ایک بکری اور پچیس پر بنت مخاض اور چھتیس پر بنت لبون اور چھیالیس سے پچاس تک ایک حقہ) اور بختی اونٹ مثل عرب کے اونٹون کے ہین (اُنکی زکوۃ بھی اسی طرح ہونی چاہیئے)

فصل گائے کی زکوۃ مین - تیس گایون مین ایک بچھڑا خواہ بچھڑی ایک سالہ ہو اور چالیس مین دو برس کا بچھڑا خواہ بچھڑی ہو - پھر چالیس سے اگر بڑھین تو اُنکی زکوۃ حصہ رسد حساب کے لیا جاوے (یعنی اگر اکتالیس ہون تو ایک دو برس کا بچھڑا یا اُسکی قیمت کا چالیسوان حصہ اُنکی زکوۃ ہوگی اسیطرح اگر چالیس سے دو زائد ہون تو دو چالیسوین حصے یعنی بیسوان حصہ قیمت کا بڑھا لیا جاویگا) یہانتک کہ تعداد ساٹھ ہو پس ساٹھ گایون مین برس برس کے دو بچھڑے ہونگے اور ستر مین ایک برس روز کا اور ایک دو برس کی - اور اسی مین دو بچھڑیان دو دو برس کی ہونگی پس مقدار زکوۃ ہر دہائی پر بدلتی جاویگی کہ ایک برس کے بچھڑے کی جگہ دو برس کا ہو جاویگا (یعنے ہر دہائی پر دیکھنا چاہیے کہ اسمین کتنے تیس ہین اور کتنے چالیس پس تیس کے عوض ایک برس کا بچھڑا لگالیوین اور چالیس کے عوض دو برس کا مثلاً اگر تعداد نوے ۹۰ ہو تو تیس اس مین تین دفعہ پورے ہین اسلیے اُنکی زکوۃ تین بچھڑے یکسالہ ہوینگے اور سو مین تیس دو دفعہ اور چالیس ایکدفعہ ہے تو اسکی زکوۃ دو ایکسالہ بچھڑے اور ایک دوسالہ بچھڑا ہوگا - اور علے ہذا القیاس اور ایک بھینس مثل گائے کے ہے (زکوۃ کے باب مین)

فصل بھیڑ بکری کی زکوۃ مین - چالیس بکریونمین ایک بکری ہو اور ایکسو بیس بکریونمین دو بکریان ہین اور دوسو ایک بکریونمین

فصل گائے کی زکوۃ مین

فصل بکری کی زکوۃ مین

تین بکریان ہین اور چارسو مین چار پھر ہر سو پیچھے ایک بکری دینی چاہیئے اور بھیڑ مثل
بکری کے ہے اور بکریون کی زکوٰۃ مین ایک برس کا بکرا دو دانت کا لینا چاہیئے جذع
(جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہے) نہ لینا چاہیئے ۔ اور گھوڑون اور گدھون اور
خچرون مین اور صرف بھیڑ کے بچون اور بعض لوتون اور نری بچھڑون اور کام کے
مواشی اور گھر پر کھلانے والون مین کچھ زکوٰۃ واجب نہین اور نہ اس مقدار مین جو معاف
ہے اور نہ اسمین کہ بعد زکوٰۃ کے واجب ہونے کے ہلاک ہو گئے ہون (یعنی اگر فقط بچے
ہی ہون بڑے مواشی نہون تو اُن مین زکوٰۃ نہین اسی طرح جو جانور کھیتی وغیرہ کے
کام مین لگے ہون یا انکو گھر سے گھاس دانہ دینا پڑتا ہو چرنے پر بسر نکرتے ہون انپر
بھی زکوٰۃ نہین ایسا ہی دو نصابون کے بیچ مین جو عدد معاف ہین جیسے تیس اور
چالیس گایون کے بیچ مین مثلاً پینتیس ہون تو تیس کی زکوٰۃ ہی پانچ کی کچھ نہین
اور یہی حال ہے جب مال بعد زکوٰۃ واجب ہونے کے جاتا رہے کہ مال کے جانے رہنے
سے زکوٰۃ واجب بھی جاتی رہتی ہے) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوٰۃ مین لازم
آوے اور اس عمر کا جانور زکوٰۃ کے گلے مین پایا نہ جاوے تو زکوٰۃ دینے والے کو چاہیئے
کہ (تین باتون مین سے ایک کرے) یا اس جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوٰۃ لینے
والے سے اوپر اون پھیر لے یا اس سے کم عمر کا مع اوپر اون زکوٰۃ لینے والے کے
حوالے کرے یا قیمت اس جانور کی جو لازم ہوا ہے دیدے (مخفی نرہے کہ مقدار
واجب کی قیمت دینے مین امام شافعی خلاف کرتے ہین اور انکے اوپر قول حضرت
معاذ بن جبل رض کا حجت ہے جو آنحضرت صلعم کیطرف سے یمن والون سے زکوٰۃ لیتے تھے کہ انہون
نے فرمایا کہ تم چنے اور جو کے بدلے مین کمل دیدو کہ تمپر بھی آسان ہو اور مدینہ منورہ مین

اصحابؓ کے کارآمد ہون۔ روایت کیا اُسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے زکوۃ کے اونٹون مین ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوۃ مین کیون لیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یہ دو اونٹون کی عوض مین آئی ہے آپنے فرمایا کہ خیر۔ اس روایت سے بھی مقدار واجب کا بدل لینا ثبوت ہوتا ہے واللہ اعلم) اور زکوۃ مین میانہ جانور لینا چاہیئے (نہ سب سے اچھا ہو اور نہ سب سے بُرا ہو) اور جو کچھ جنس نصاب سے سال کے بیچ مین حاصل ہو وہ نصاب مین ملا لیا جاوے (یعنی اگر سال بر کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان اور حاصل ہوئین تو یہ بھی اُسی جنس مین ملالی جاوینگی کہ گویا برس روز اُنپر پورا ہوگیا) اور اگر باغی خراج اور وہ لیکے اور زکوۃ لے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہیئے اور اگر مال والا اپنے مال کی زکوۃ کئی برسون کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سے ادا کر دے تو جائز ہے۔

باب۔ مال النقد کی زکوۃ کے بیان مین۔ چاندی اگر وزن مین دوسو درم ہو اور سونا بیس دینار تو ان مین چالیسوان حصہ زکوۃ واجب ہوتی ہے خواہ انکی ڈلیان ہون خواہ زیور خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پھر ہر پانچوین حصہ مین درم اور دینار کی تعداد سے اُسی حساب سے ہی (یعنے دوسو پر جب چالیس درم وزن بڑھیگا اور بیس دینار سونے پر جب چار دینار زائد ہونگے تو انکا بھی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور زکوۃ کے ادا کرنے اور واجب ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہی (یعنے اگر چاندی یا سونے کے برتن کی قیمت مال کی نسبت زیادہ ہو تو اُسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہے) اور درمون مین وزن سبعہ معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونیکے برابر ہونے چاہئین۔ اور جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہی نہ اُسکا اُلٹا (یعنے اگر برتن یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو تو جسمین چاندی

زیادہ ہوگی وہ ایسا ہے جیسا خالص چاندی کا اور جس مین تانبا زیادہ ہو وہ نرے تانبے کے حکم مین ہوگا) اور واجب ہے زکوٰۃ اسباب تجارت مین جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پہونچ جاوے (یعنی اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتھر یا گھوڑا یا گدھا تجارت کے واسطے لیا تو اگر اُسکی قیمت دو سو درم چاندی کے خواہ بیس دینار سونے کے برابر ہوگی تو اُس کا چالیسوان حصہ زکوٰۃ دینی پڑیگی) اور سال کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سے کم ہو جانا زکوٰۃ کے واجب ہونے کو مضر نہین بشرطیکہ مال کے دونون سرون پر پوری نصاب ہو اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے مین ملا لیجاوے اور سونے کو چاندی مین قیمت کے اعتبار سے ملا لیا جاوے نہ وزن کے اعتبار سے (یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دس دینار سونے کے جنکی قیمت سو درم ہو تو دو سو درم کی زکوٰۃ کہ پانچ درم ہوئے دیدے اور وزن کے اعتبار سے نہ ملا دین مثلاً اگر مثال مذکور مین دس دینار سو درم کے نہون بلکہ نوے درم کے ہون تو اس صورت مین گو وزن کے اعتبار سے آدھی نصاب چاندی کی اور آدھی سونے کی ہے مگر زکوٰۃ لازم نہوگی۔)

باب۔ زکوٰۃ لینے والے کے بیان مین۔ (جسکو عاشر کہتے ہین) عاشر وہ شخص ہے جسکو بادشاہ سوداگرون سے زکوٰۃ لینے کے واسطے مقرر کرے۔ پس اگر کوئی شخص سوداگرون سے کہے کہ میرے مال پر ابھی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا مین نے خود ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسرے عاشر کو حوالہ کی ہے جو اسی سال مین ہوا ہے اور ان باتون پر قسم کھاوے تو اُسکی بات مان لیجاویگی (یعنی زکوٰۃ اُس سے نہ لیوین) مگر چرنے والون کی زکوٰۃ مین اُس کا قول آپ دیدینے کا نہ مانینگے (یعنی اگر وہ کہے کہ مین نے خود ایک فقیر کو زکوٰۃ اِن چرنے والون جانورون کی دیدی ہے تو باوجود اُسکے قسم

کھانے کے نہائین گے اور دوسری دفعہ اُس سے زکوۃ لینگے) اور جس باب مین مسلمان کا قول مانا جاوے اسمین جزیہ دینے والے کا قول بھی مانا جاوے نہ کافر حربی کا لیکن ام ولد کے باب مین کافر حربی کا قول بھی مانا جاتا ہے (یعنے اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام مین سوداگری کو آوے اور اپنی لونڈی کو کہے کہ یہ میری حرم ہی سوداگری کی نہین تو اُسکے قول کو مان لین گے) اور عاشر کو چاہیئے کہ مسلمانونسے چالیسوان حصہ زکوۃ لے اور ذمی سے (یعنی جو کافر جزیہ یعنی چھٹی دیکر دارالاسلام مین رہتا ہو اُس سے) بیسوان حصہ زکوۃ لیوے اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بھی مسلمانون سے لیتے ہون (یعنی اگر کافر دارالحرب مین مسلمان سوداگرون سے راہداری لیتے ہون تو عاشر بھی کافر سوداگرون سے لیوے ورنہ نہ لیوے) اور بدون دارالحرب سے دوبارہ آنیکے ایک برس مین دوبار زکوۃ نہ لیجاوے (یعنی اگر حربی ایک برس مین دوبار دارالحرب سے دارالاسلام مین آمد و رفت کرے تو اس سے دوبارہ نہ لیوین) اور شراب کی دہ یکے لیجاوے نہ سور کی (اسلئے کہ شراب مثلی چیزون مین سے ہے یعنی ایسی چیز ہے کہ اُسکے تلف کرنے سے ویسی ہی دینی پڑے تو اُسکی قیمت خود شراب ہوگی اور سور قیمت والی چیزون مین سے ہی کہ اُسکے تلف سے قیمت دینی پڑتی ہے تو اُسکی قیمت اُسکی ذات کا حکم رکھتی ہے اور ان دونون چیزونکی ذات کا لینا ممنوع ہے) اور نہ اس چیز کی زکوۃ لین جو اُسکے گھر مین ہو اور نہ اُس مال کی لین جو کسی نے اُسکو تجارت کیلیے دیا ہو اور نہ مال مضاربت کی اور نہ اس شراب کی جو اُسکے غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اُسنے تجارت کی اجازت دے رکھی ہو (یعنے اگر کوئی سوداگر ایسا گذرے جسکے گھر مین مال تجارت اتنا ہی کہ اُسپر زکوۃ واجب ہے تو اُسیقدر مال کی زکوۃ لین جو موجود ہے اور جو اُسکے گھر مین

ہے اس کی نہ لین ایسا ہی حال زکوۃ مال بضاعت اور مال مضاربت اور غلام کی کمائی
کا ہے کہ اسکو بھی نہ لینا چاہیئے) اور وہ جسکے دوبارہ لیجاوے اگر خارجیون نے راہداری
لے لی ہو (یعنے اگر باغیون نے ملک بادشاہ پر غالب ہو کر حربی سوداگرون سے
راہداری لے لی ہو تو ان سے دوبارہ لی جاوے۔)

باب رکاز کی زکوۃ مین

باب رکاز (یعنے زمین کی چیزین مثل کان اور خزانہ مدفون) کی زکوۃ کے ذکر مین
کان اگر نقد کی ہو (یعنے سونے اور چاندی کی) خواہ لوہے جیسی چیز کی ہو (مثل تانبے
اور سیسے کی اسطرح کی کان) اگر زمین خراجی اور وہ عشری والی مین پائی جاوے تو
اسمین سے پانچوان حصہ لیا جاوے اور اگر یہ کان پانے والے کے گھر مین یا اسکی
ملک کی زمین مین نکلے تو کچھ نہ لیا جاوے۔ اور ایسا ہی پانچوان حصہ خزانہ مدفون کا لیا
جاوے اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملین گے اور پارے مین سے بھی پانچوان حصہ
لیا جاوے اور جو نفیسہ اور کان کے دار الحرب مین نکلے خواہ فیروزہ اور موتی اور عنبر
دار الاسلام مین سے نکلے اسمین سے پانچوان حصہ نہ لیوین۔

باب عشر کے بیان مین

باب عشر (یعنے محصول زمین مین سے دسوان حصہ لینے) کے بیان مین۔ وہ
واجب ہے زمین عشری کے شہد مین سے اور اس زمین کی پیداوار سے جسکو مینہ
کا خواہ رو کا پانی پہونچا ہو۔ اور اسمین کچھ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی
نہین (یعنے ایسی چیزین خواہ تھوڑی ہون خواہ بہت ٹھہری ہون یا نہین سب
مین سے دسوان حصہ لیوین) لیکن لکڑی اور نرکل اور گھاس (اگر پیدا ہوا ہو) مین دسوان
نہین۔ اور بیسوان حصہ لیا جاوے اگر زمین کو چرس اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو
اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ دیا جاوے (یعنے دسوان اور بیسوان حصہ کل پیداوار سے

لیا جاوے یہ نکیا جاوے کہ بیلون اور کارکنون کا خرچ مجرا دے کر باقی کی دہ یکے
اور پانچوان حصہ لیا جاوے تغلبی شخص کی زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ مسلمان ہو گیا
ہو یا اُس سے کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خرید لی ہو (اور تغلبی ایک فرقہ
نصاریٰ مین کا ہے جو جزیہ کے عوض دوچند دہ یکے دیتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسیطرح ٹھیر گیا ہے) اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے
پاس سے کوئی ذمی مول لے لیوے تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اس
ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان حق شفعہ کی جہت سے لے لیوے یا وہ ذمی اُس
زمین کو بیع فاسد ہونے کی جہت سے پھر بائع کو پھیر دے جو مسلمان تھا تو اس صورت
مین دہ یکے لیجاویگی اور اگر کوئی مسلمان اپنے گھر کو باغ بنالے تو اُسکا مقدار واجب پانی
کے ساتھ بدلتا رہتا ہی (یعنے اگر پانی عشر والا دیا تو اس باغ کی پیداوار سے دہ یکے
لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا پڑیگا) بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے
(کہ وہ اگر اپنے گھر کو باغچہ کردے گا تو اس مین دونون صورتون مین خراج ہی دینا پڑیگا
اور ذمی کے گھر کی زمین آزاد ہے (یعنے اُسپر کچھ واجب نہین) مانند چشمہ قیر اور نفط
زمین عشری مین (کہ اُسپر بھی کچھ واجب نہین) اور اگر یہ دونون چشمے زمین خراجی مین
ہووین تو اُنپر خراج واجب ہوتا ہے (واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوون اور دریا
کا ہی کہ کسی کے تابع حکم نہین اور خراج کا پانی اُن نہرونکا پانی ہی جنکو عجم کے بادشاہ
نے کھدوایا ہے اور اُن چشمونکا جو زمین خراجی مین ہون اور قیر اور نفط نون کے
سے گوند کی طرح کی چیز ہے کہ آگ کے شعلے سے اُٹھتی ہے جیسے رال وغیرہ

باب۔ مال کی زکوٰۃ کے مصرف کے بیان مین۔ زکوٰۃ جسکو دیجاوے وہ فقیر

باب مال زکوٰۃ کے مصرف کے بیان مین

مسکین فقیر سے بھی خراب حال ہے (اسلیے کہ مشہور یہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو مالک
نصاب نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس ایک رات دن کی غذا نہو) اور جو شخص بادشاہ
کی طرف سے مال زکوۃ کی تحصیل کا عامل ہو۔ اور مکاتب (یعنے وہ غلام اور لونڈی کہ
اُسکے مالک نے ایک مقدار معین مال پر اُسکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شکستہ حال
غازیون مین سے (جو گھوڑا اور ہتھیار نرکھتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس نرکھتا
ہو گو وطن مین مالدار ہو) پس مالِ زکوۃ خواہ ان سب کو دیا جاوے خواہ ایک قسم کے
شخص کو۔ اور زکوۃ ذمی کو نہ دیجاوے۔ اور زکوۃ کے سوا اور صدقونکا اسکو دینا جائز
ہے۔ اور نہ مالِ زکوۃ سے مسجد بناوے اور نہ مردے کو کفن دے نہ مردے کا قرض ادا
کرے نہ آزاد کرنے کے لیے غلام خریدے۔ اور نہ اپنی اصل (یعنی مان باپ دادا دادی نانا
نانی وغیرہ کو دے) اور نہ اپنی فرع (یعنی بیٹا بیٹی اور اُنکی اولاد) کو دے نہ عورت اپنے
خاوند کو دے نہ خاوند اپنی بی بی کو نہ اپنے غلام اور مکاتب اور مدبّر اور ام ولد کو اور
اُس غلام کو جسکا کچھ حصہ آزاد ہوگیا ہے۔ اور ایسے شخص کو بھی ندے جو توانگر ہو نصاب
کے مالک ہونے سے اور نہ اُسکے لڑکے اور غلام کو دے۔ اور بنی ہاشم کی قوم کو اور
اُنکے آزاد کیے ہُوون کو بھی نہ دیوے (جاننا چاہیئے کہ بعض روایتون کے بموجب
بنی ہاشم کے فقرا کو زکوۃ نہین دے سکتے اور بعض روایتون مین یہ ہے کہ چونکہ ذوی القربےٰ
کا حصہ ان لوگون سے موقوف ہوگیا ہے تو ناچار زکوۃ کا مال اُنکو دینا جائز ہے
واللہ اعلم) اور اگر زکوۃ اٹکل سے دیدی پھر معلوم ہوا کہ جسکو دی وہ توانگر تھا یا ہاشمی
تھا یا کافر تھا یا اُس خود کا باپ یا بیٹا تھا تو جائز ہے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص اُسکا
غلام یا مکاتب تھا تو جائز نہین (دوبارہ زکوۃ دے) اور مکروہ ہے زکوۃ کا اسقدر

ف مدبر وہ غلام ہے جسکو آقانے کہا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور ام ولد وہ لونڈی ہے جسکے آقا سے اولاد ہوئی ہو۔

دینا کہ فقیر توانگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہے کہ (اُس دن کے) سوال کی اُسکو حاجت نہ رہے اور مکروہ ہے مال زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجانا بشرطیکہ دوسرے شہر مین اُسکا کوئی رشتہ دار نہین نہ اول شہر کی نسبت وہان زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہر مین اپنے رشتہ دارون کے لیے لیجاوے یا اول شہر کی نسبت دوسرے مین زیادہ محتاج کے لیے دینے کے واسطے لیجاوے تو بلا کراہت درست ہے)

اور جس شخص کے پاس ایک دن کی غذا ہو اُسکو سوال کرنا نہ چاہیئے۔

باب صدقۂ فطر کے بیان مین (یعنی اُس صدقے کے بیان مین جسکا دینا بعد رمضان کے روزون کے واجب ہوتا ہے) صدقۂ فطر واجب ہے اس شخص پر جو آزاد اور مسلمان صاحب نصاب ہو اور وہ نصاب اُسکے گھر اور کپڑون اور اسباب اور گھوڑے اور ہتھیار اور غلامون سے علاوہ ہو اور صدقۂ فطر خود اپنی طرف سے اور اپنے لڑکے کی طرف سے جو مالدار نہو اور اپنی خدمت کے غلامون کی طرف سے اور مدبر اور امّ لد کیطرف سے دیوے (اور اگر بچہ غنی ہو تو اُسکی طرف سے اُسکے ذمے واجب ہے) نہ اپنی بیوی کیطرف سے اور نہ اپنے بڑے بیٹے کیطرف سے اور نہ مکاتب کیطرف سے اور نہ ایسے غلامون کی طرف سے جو مشترک ہون دو شخصون مین اور اگر کسی غلام کو جا کر بیچ دیا ہے تو اُسکا صدقہ ملتوی رہیگا (یعنی اگر خریدار نے واپس کر دیا اور اِس شخص کی ملک مین آگیا تب اُسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی ملک مین جاویگا تو اُسپر لازم آویگا) اور (مقدار صدقہ) واجب (کی) آدھا صاع گیہون خواہ اُسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور (یعنی کشمش ہے) یا ایک صاع چھوارے یا جو (کا ہے) اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور رطل تخمیناً شاہجہانی وزن کے آدھ سیر کے برابر ہے) اور وقت (صدقے کے) واجب ہونے کا عید کے دن کی صبح ہی پس جو شخص کہ

صدقۂ فطر کے بیان

[illegible]

صبح سے پہلے مرجاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا ہو اُسپر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر صدقہ عید کی صبح سے خواہ پیچھے ادا کرے تو درست ہے۔

کتاب الصّوم

کتاب الصوم
سمین روزے
کا بیان ہے

اس مین روزے کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ روزہ اسلام کے پانچون رکن مین سے چوتھا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی امتون پر بھی فرض تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنی تمپر روزہ کو فرض کیا گیا جیسے اُن لوگون پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے بیشتر تھے) روزہ اسکو کہتے ہین کہ جو شخص روزہ کا اہل ہو (یعنے مرد مسلمان اور عورت پاک حیض و نفاس سے) وہ نیت کے ساتھ کھانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب کے ڈوبنے تک چھوڑ دے۔ اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہے (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکھونگا) اور نفل کا روزہ ان (تینون روزون کے لیے اگر نیت مع تعیین رات سے لے کر دوپہر تک کرلے خواہ مطلق نیت کرلے یعنے فرض اور واجب اور نفل کو معین نکرے) خواہ نفل ہی کی نیت کرے تو درست ہونگے اور ان تینون قسمون کے سوا اور روزے (جو رہے مثلاً قضاء رمضان اور کفارے کے اور نذر غیر معین کے جیسے یون کہے کہ خدا کے واسطے روزہ رکھون گا تو یہ روزے) درست نہین ہوتے جب تک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نکرے اور رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے تیس دن ہوجانے سے ثابت ہوجاتا ہے اور شک کے روز (یعنی تیسوین تاریخ شعبان کی اگر اُنتیسوین کو ابر و غبار مین

چاند معلوم نہوا ہو) روز نفل کی نیت کے سوا نرکھا جاوے (جاننا چاہیئے کہ روز شک کا روزہ امام شافعیؒ کے نزدیک ممنوع ہے اسلیے کہ حدیث مین آیا ہو کہ جو کوئی شک کے روز روزہ رکھیگا وہ میری نافرمانی کریگا اور برھان مین مذکور ہے کہ اس روز کا روزہ امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہو۔ اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سے روزہ رکہنا جائز ہی اور فرض رمضان کی نیت سے ناجائز اور اس نیت سے بھی ناجائز نہین کہ اگر کل رمضان ہی تو روزہ رکھونگا اور اگر نہین ہے تو روزہ نہ رکھونگا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہو کہ حدیثون مین رمضان کے مہینے سے بیشتر روزہ رکھنے سے ممانعت آئی ہے اور بعضی حدیثون مین شروع ماہ شعبان اور اُسکے آخر دن کا روزہ رکہنے کے لیے حکم آیا ہے جو امام احمد رحمہ اللہ کے لیے دلیل ہے ان دونون حدیثون کی رعایت کرنے سے روزہ نفل جائز ہوگا اور فرض رمضان کی نیت سے جائز نہوگا۔ اور ہدایہ مین ذکر کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی کہ شک کے روز روزہ نہ رکھا جاوے مگر نفل کی نیت سے اور یہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنی اسکی اسناد حضرتؐ تک پہونچی ہو یا نہ پہونچی ہو اسی مذہب کے موافق ہے۔ اور احتیاط زیادہ اسمین ہے کہ قاضی اور مفتی اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سے روزہ رکھین اور عوام کو افطار کا حکم کرین) اور جو کوئی چاند رمضان خواہ عید کا دیکھ لے اور اُسکی گواہی مانی جاوے تو اُسکو چاہیئے کہ روزہ رکھے پس اگر افطار کرلے تو صرف ایک روزہ قضا رکھے (یعنی کفارہ اُسپر لازم نہین۔ اور روزہ رمضان مین اُسپر بسبب چاند دیکھنے کے لازم ہی اور عید مین بسبب سلطانونکی پیروی کے) اور آسمان مین ابر وغبار کی جہت سے ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کے لیے مقبول ہوگی اور ماہ شوال کے لیے دو مرد ون خواہ ایک مرد اور دو عورتونکی گواہی لیجاویگی۔ اور اگر آسمان مین ابر وغبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا

عادل وہ ہے کہ جسکی نیکیان بدیون سے زیادہ ہون ۱۲

معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونون مین (اور بڑی جماعت کے لیے پچاس آدمی مقرر کیے گئے ہین) اور عید اضحیٰ مانند عید فطر کے ہے (یعنے چاند کے دیکھنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونونکا ایک حکم ہے) اور مطلعونکا مختلف ہونا معتبر نہین (یہانتک کہ اگر تمام جہان مین ایک ہی جگہ چاند دیکھین تو پورب سے پچھم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہوگا اور بعضے علماء کے نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعون کا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ہر ولایت مین اُسی کے مطلع کا حکم معتبر ہوگا۔)

باب۔ اُن چیزون کے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہوجاتاہے اور جن سے نہین ہوتا

اگر روزہ دار کھائے یا پیوے یا صحبت کرے (مگر یہ باتین) بھولکر (ہوجاوین) یا خواب مین نہلانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی سے خون نکلواوے یا سرمہ لگاوے یا بوسہ لے اور اس سے انزال نہو یا اُسکے گلے مین غبار یا مکھی چلی جاوے اور اُسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتونمین لگی ہوئی چیز کو کھاجاوے یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اُسکے حلق مین خود چلی جاوے تو اُسکا روزہ نہ ٹوٹیگا اور اگر قے خود نگلجاوے یا جان بوجھکر قے کرے یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا (یعنی جو چیز کھانے کی نہو) نگل جاوے تو ان صورتون مین صرف روزے کی قضا کرے (یعنی کفارہ لازم نہوگا) اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کھاوے یا دوا پیوے (اور یہ باتین) جان بوجھکر (ہون) تو (روزے کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنی ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکینونکو کھانا کھلائے یا دو مہینے برابر روزے رکھے) اور کفارہ لازم نہوگا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایسا ہی حال ہے رمضان کے سوا اور روزے کے توڑنے کا اور اگر حقنہ کراوے یا ناک مین

باب۔ ان چیزون کے بیان مین جن سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور جن سے نہین ہوتا

دوا ٹپکاوے یا کان مین یا زخم پیٹ یا زخم کھوپری کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا سے کرے اور وہ دوا اُسکے پیٹ یا دماغ مین پہونچ جاوے توان صورتونمین روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر سوراخ ذکر مین کوئی دوا ڈالے تو روزہ نہ جاوے گا۔ اور مکروہ ہے بدون عذر کے کسی چیز کا چکھنا اور چبانا اسیطرح علک کا چبانا (جو ایک قسم کا گوند ہے اور عذر یہ ہے کہ لڑکے کے لیے چبائے کہ بدون اس کے چارہ نہو یا کسی درد کے لیے چباوے کہ اُسکے چبانے سے آرام ہو) اور سرمہ لگانا اور موچھون پر تیل ملنا اور مسواک کرنی اور بوسہ لینا اس شرط سے کہ خوف (صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہو جانیکا) نہو مکروہ نہین (ورنہ مکروہ ہی۔ اور امام شافعی رح کے نزدیک دن ڈھلے سے غروب آفتاب تک مسواک کرنی مکروہ ہی اور اُنپر حجت ارشاد آنحضرت صلی کا ہی کہ فرمایا اگر مین اپنی امت پر محنت نہ جانتا تو مسواک کا حکم ہر نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان مین بھی مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لیے مسنون ہی اور ابراہیم نے عاصم سے پوچھا کہ آیا روزہ دار تر مسواک کرے اُنھون نے کہا البتہ اس لیے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑھکر نہین یعنی کلی ہر وضو مین کرتے ہین اور تری مُنہ مین پہونچتی ہی پھر مسواک کی تری تو اُس سے کم ہے۔ ابراہیم نے پوچھا کہ دن کے شروع مین مسواک کرے یا آخر مین عاصم نے کہا کہ دونون وقتون مین ابراہیم نے پوچھا کہ یہ بات تم کس شخص سے روایت کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ مین انس رض سے روایت کرتا ہون اور وہ نبی صلعم سے راوی ہین روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے)

فصل جو شخص بیماری کے بڑھجانیکا خوف رکھتا ہو اسکو روزے کا افطار کرنا درست ہے اور (جائز ہے افطار کرنا) مسافر کو (بھی) اور مسافر اگر روزہ رکھے تو مستحب ہے بشرطیکہ اسکو ضرر نکرے (یعنے مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی

سفر کی نہو تو باوجود افطار کے مباح ہونے کے روزہ رکھنا مستحب ہی اور اگر مشقت ہو تو افطار کرنا مستحب ہی۔ اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر مین مرجاوین تو انپر روزے کی قضا نہین یعنے بیمار اگر صحت نہ پاوے اور مسافر نہ ٹھیرے تو اُسپر لازم نہین کہ اپنے وارثون کو وصیت کرے کہ میرے ان روزونکا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دونون اپنے وارثون کو وصیت کرجاوین تو اُنکا وارث ہر روزہ کے عوض[صدقہ ۱۲] مین صدقہ دیوے مثل صدقہ عید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سے روزہ اور نماز درست نہین) اور اگر وہ دونون روزہ رکھنے پر قادر ہوجاوین تو قضا رکھین بدون شرط پے درپے رکھنے کے (یعنے رمضان کے روزون کی قضا مین یہ قید نہین کہ سب ایک ساتھ ہون۔ اگر جُدا جُدا رکھے گا تب بھی جائز ہے) پس اگر اس عرصہ مین دوسرا رمضان آجاوے اور اُنکے ذمے قضا کے روزے باقی ہون تو اُنکو چاہیئے کہ رمضان حال کے روزے اوّل رکھین اور قضائے رمضان کے پیچھے اور عورت حاملہ اور دودھ پلانیوالی کو افطار کرنا روزے کا درست ہے بشرطیکہ دونون کو بچہ کا خوف ہو یا حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہے افطار نہایت بوڑھے شخص کو (جو ناطاقتی کے باعث روزہ نرکھ سکے اور آیندہ کو بھی توقع نہ رکھتا ہو) اور صرف اسطرح کا بوڑھا اپنے روزے کی عوض مین فدیہ دیوے (یعنے پیٹ والی عورت اور دودھ پلانیوالی کو فدیہ دینا لازم نہین) اور جائز ہے نفلی روزے کو افطار کرنا (عذر کے ساتھ سب روایتون مین اور) بدون عذر کے ایک[ف] روایت مین اور اس روزے کی وہ قضا کرے (اسلیے کہ نفلی کو شروع کرکے اگر توڑ ڈالے گا تو اُسکی قضا لازم ہوجاویگی) اور اگر رمضان کے دنون مین کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اس روز امساک کرے

[ف] اور فتوے اسپر ہے کہ بدون عذر افطار نکرے ۱۲ کذا فی الکافی

(یعنے افطار کرنے والی چیزون مین سے کچھ نکرے) اور کوئی روزہ اُس دنکی عوض قضا نہ رکھے۔ اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کر کے چلے پھر اپنے شہر کو پھر آوے اور روزے کے وقت مین نیت روزے کی کرلے (یعنی دوپہر ڈھلنے سے پہلے پھر نیت کرلے) تو اُسکا روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے تو بیہوشی کے (ایام) کے روزے قضا کرے مگر جس رات مین بیہوشی ہوئی ہو اُسکے دن کے روزے کی قضا نکرے (یعنی اگر چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب دنونکی قضا کرے اسلیے کہ نیت روزے کی نہین پائی گئی مگر اُس دنکی قضا نکرے جسکی رات مین بیہوش ہوا ہو اسلیے کہ ظاہر یہی ہر کہ اس رات مین نیت اس روزہ کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزہ کو بسبب ایسے جنون کے جو مدت تک کا نہو (یعنے مہینے مین کبھی ہوگیا ہو اور کبھی نہوا ہو۔ اور اگر تمام مہینے جنون رہا ہو تو اُسپر قضا نہوگی اسلیے کہ ماہ رمضان مین اُسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط روزے کے واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یعنے پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اُسکے روزے رکھے) اور بھی قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے باز رہے (یعنی اگر کوئی کچھ نیت نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزون مین تو وہ شخص اُن روزون کی قضا رکھے اسلیے کہ روزہ بدون نیت کے جائز نہین ہوتا) اور اگر دن کو رمضان مین مسافر اپنے شہر مین پہونچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہو خواہ رات کے گمان سے سحر کھالے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہوجانیکے گمان پر افطار کرلے حالانکہ آفتاب موجود ہو ایسے لوگ دن کو افطار کی چیزون سے باز رہین اور اُس روزے کی عوض قضا رکھین اور کفارہ نہ دین اور یہی حکم ہی بھول کر کھانیکے جان بوجھکر کھا لینے کا

(یعنے اگر کسی نے بھول کر کھالیا اور نادانی سے یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا پھر دانستہ کھالیا تو اُسکو روزہ قضا رکھنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا) اسیطرح اگر سوتی ہوئی اور دیوانی عورت سے صحبت کیجاوے تو اُن دونون پر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا

فصل اور جو شخص کہ قربانی کے دن (یعنے عید الضحےٰ کے) روزہ رکھنے کی منت مانے تو وہ اس روز افطار کرے اور اسکے عوض دوسرا روزہ رکھے اور اگر اُس منت سے قسم مراد لے تو قسم کا کفارہ بھی دیوے (اسیلیے کہ اُس دن کا روزہ رکھنا جائز نہین اسی لیے افطار کرکے قضا رکھے اور قسم کی نیت مین قسم کا کفارہ بھی لازم آتا ہے اور یہی حکم اور دنونکے روزے کی نذر کا ہے جنمین روزہ رکھنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روزہ) اور اگر نذر کرے کہ اس برس کے روزے رکھونگا تو چاہیے کہ جن دنونمین روزہ ممنوع ہے یعنے دو عید دنکے دن اور تین دن تشریق کے ان پانچون روزون مین افطار کرے اور اُن کے عوض اور دن رکھے اور قضا ان روزون کی لازم نہین جس صورت مین کہ ان دنون مین روزہ شروع کرکے افطار کرلیا ہو (یعنے جس طرح اور روزون مین ہے کہ نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم آتی ہے قضا ان روزون کی لازم نہین ہوتی)

باب اعتکاف کے بیان مین

مسجد مین روزہ اور نیت اعتکاف کے ساتھ ٹھیرنا (اعتکاف کہلاتا ہے اور وہ) مسنون ہے۔ اور کمتر مدت نفل اعتکاف کی ایک ساعت ہے اور عورت اپنے گھر کی مسجد مین اعتکاف کرے۔ اور اعتکاف والا بدون حاجت شرعیہ یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے (حاجت شرعی جیسے نماز جمعہ اور نماز جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجت طبعی مثل) بول و براز (کے ہے) پس اگر بدون عذر کے ایک ساعت کو باہر نکلیگا اعتکاف جاتا رہیگا۔ اور جائز ہے اعتکاف والے کو کھانا اور پینا

اور سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد مین کہ اعتکاف کیا ہو اور مکروہ ہے
بیچنے کی چیز کو مسجد مین لانا (بلکہ صرف زبانی معاملہ داد وستد کا کرے) اور مکروہ
ہے اسکو چپ رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی۔ اور حرام ہے اسکو
صحبت کرنا اور اسکے لوازم (مثل بوسہ لینے اور گلے چمٹانے کے) اور صحبت کرنیسے
اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو ان روزونکی راتین
بھی اسپر لازم ہو جاتی ہین۔ اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی۔

کتاب الحج

اسمین حج کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنو
مین سے پانچوان رکن ہے اسلیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا یعنے اللہ کیواسطے ہے لوگون پر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت
ہو اسکی راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے مہینونمین حج کہلاتا ہے اور وہ عمر بھر مین
ایک بار الفور پائے جانے شرطونکے فرض ہے اور شرطین اسکی یہ ہین۔ اوّل آزاد ہونا
دوم بالغ ہونا۔ سوم عاقل ہونا۔ چہارم تندرستی مرض سے۔ پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ
اور سواری پر جو زائد ہو اسکے مکان اور ضروری چیزون سے۔ ششم قادر ہونا خرچ آنے
جانے اور گھر والونکے اخراجات پر۔ ہفتم راستے کا مامون ہونا۔ آٹھوین شرط عورت کے
لیے ہے کہ محرم (یعنے باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھ ہو اس صورت مین کہ اسکے اور کعبے کے
درمیان فاصلہ سفر شرعی (یا اس سے بڑھکر) ہو (اور اگر کعبے سے ایک دو منزل پر ہی
ہو تو محرم کا ہونا شرط نہین) پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندھے اور بعد احرام کے وہ
لڑکا بالغ ہو جاوے یا غلام آزاد کیا جاوے اور پھر یہ دونون باقی افعال حج کے

کتاب الحج

حج کے فرض مین احرام اور عرفات بہ ٹھیرنا اور طواف زیارہ اور واجب پانچ ہین مزدلفہ مین ٹھیرنا اور سعی اور رمی اور طواف صدر یا بال منڈوانا یا کتروانا

بجالاوین تو اُنکے ذمے سے حج فرض (یعنی حج اسلام) ادا نہوگا (اس لیے کہ احرام بالغ ہونے اور آزاد ہونے سے پیشتر باندھا تھا اور میقات یعنی وہ جگہین جہان سے احرام باندہتے ہین اور بدون احرام کے گذرنا جائز نہین - پانچ ہین - اول ذوالحلیفہ دوم ذات عرق - سوم جحفہ - چہارم قرن المنازل - پنجم یلملم (انہین سے ہر ایک جگہ) ان لوگونکے واسطے جو وہان موجود رہتے ہین اور جو اُن پر کو گذرتے ہین احرام باندہنے کا مقام ہے اور جائز ہے اُن جگہون سے پیشتر احرام کا باندھنا مگر ان سے آگے بڑھکر باندہنا جائز نہین - اور جو لوگ ان جگہون کے اندر رہتے ہین اُنکے لیے احرام باندہنے کی جگہ حل ہے (یعنے حرم کے سوا) اور مکہ کے رہنے والون کی میقات (اگر حج) کیواسطے (احرام باندھین تو) حرم ہے اور عمرے کے لیے (باندھین تو) حل ہے

باب - احرام باندھنے کے بیان مین

(حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہے افعال نماز مین) اور جب تو احرام باندہنا چاہے تو وضو کرنا اور نہانا مستحب ہے اور (وضو خواہ نہانے کے بعد) ایک تہمد اور چادر کہ دونون نئی ہون یا دھوئی پہن اور خوشبو لگا اور دو رکعتین پڑھ کر یون کہہ کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اور نماز کے بعد نیت حج سے تلبیہ کہہ (یعنی یہ الفاظ زبان پر لا) لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ اور ان الفاظ مین چاہے تو اور بڑہاوے مگر کم نکر جب تو نیت حج سے تلبیہ کہہ چکے تو اب تو احرام باندھ چکا تو اب بُری باتون اور گناہون اور لڑائی جھگڑے اور شکار کے مارنے اور اُسکی طرف اشارہ کرنے اور اُسکو بتلانے اور کرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزے پہننے سے پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹکر

باب احرام باندہنے کے بیان مین

حضرت ابن عمر کی حدیث ... (handwritten marginal notes, largely illegible)

پہن لے اور درس اور زعفران اور کُسم کا رنگا مت پہن مگر یہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہوا ہو
کہ بو نہ آتی ہو (تو اسکا مضائقہ نہین) اور سر اور چہرہ کے ڈہانپنے اور انکو گل خیرو وغیرہ
سے دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال مُنڈانے اور کترانے اور ناخن دور
کرانے سے بھی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوے کے
سایے مین ٹھیرنے اور ہمیانی کمر مین باندہنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہین۔ اور جب تو
نماز پڑھے یا اونچی جگہ چڑھے یا پستی مین اُترے یا سوارون سے ملے اور سحر کے وقت
مین تلبیہ کثرت سے پکار کے کہتا رہ۔ اور جسوقت مکہ مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین جا
اور خانہ کعبہ کو دیکھکر اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ زبان پہ لا اور پھر حجر اسود کے
سامنے جاکر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا اُسکو بوسہ دے (خواہ ہاتھ لگا کر ہاتھ کو بوسہ دے)
بدون دوسرے شخص کو تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گرد اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے
سے نکالکر بائین کندھے پر ڈالکر حطیم کو شامل کرکے سات بار پھر (اور حطیم ایک دیوار کا
ٹکڑا ہے کعبے کے ایک کنارہ کو) اور پھرنا گرد کعبہ کے اپنی داہنی طرف سے شروع کر اُسجگہ
سے جو دروازہ کعبہ کے پاس ہے اور اول کے تین پھیرون مین رمل کر (یعنے مونڈھے ہلاتا ہوا
جھپٹ کر چل) اور جب حجر اسود کے پاس کو گزرے تو اگر ہوسکے تو بوسہ دے (یا ہاتھ لگا دے)
اور ختم کر گردش حجر اسود کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین
خواہ جسجگہ مسجد مین ہوسکے ادا کر (اور یہ) طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا (ہے یعنے اسکو
طواف قدوم کہتے ہین) اور یہ طواف مکے کے رہنے والونکے سوا کے لیے سنت ہے
(کیونکہ یہ طواف اول آنیکے واسطے ہے اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہ سے
نہین آتے) پھر مسجد مین سے نکلکر صفا کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کیطرف کو منہ کرکے تکبیر اور

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد
مانگ پھر وہان سے اُترکر مروہ کیطرف چل اور سبز میلونکے درمیان مین دوڑ اور مروہ پر پہنچکر
جوکچھ صفا پر کیا تھا وہی افعال بجالا اسیطرح ان دونونکے درمیان مین سات پھیرے کر
کہ شروع پھیرونکا صفا سے اور ساتوان پھیرا تمام مروہ پر ہو بعد اسکے مکہ مین احرام باندھے
ٹھیر اور جب تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پھر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو (امام کو چاہیئے)
خطبہ پڑھے اور اُسمین افعال حج کے بیان کرے اور آٹھوین تاریخ منےٰ کو جا اور نوین کو
صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا وہان امام خطبہ پڑھے اور افعال حج کے لوگونکو تعلیم
کرے پھر دوپہر ڈھلے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیرن سے پڑھ بشرطیکہ
امام اور احرام ہو (یعنے اگر احرام نہ باندھے یا اکیلا ہو تو اس صورت مین ایک وقت مین
دو نمازونکو ساتھ نہ پڑھنا چاہیئے) پھر موقف کیطرف چل اور کوہ رحمت کے قریب
ٹھیر اور عرفات کا میدان سب ٹھیرنے کی جگہ ہے سوائے میدان عرنہ کے اور وہان تحمید
اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑھتا رہ پھر دن چھپے کے بعد مزدلفہ
کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس اوتر اور جماعت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز
ایک اذان اور ایک تکبیر سے پڑھ اور نماز مغرب کو راہ مین پڑھنا درست نہین پھر نماز فجر کی اندھیرے
مین پڑھکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑھتا ہوا توقف کر اور مزدلفہ میدان
محسّر کے سوا سب جگہ ٹھیرنے کی ہے پھر روشنی ہوجانیکے بعد منیٰ کو چل اور (وہان پہنچکر)
جمرۂ عقبے کو پست نالے کے بیچ مین کھڑا ہوکر سات کنکریان ایسی مار جنکو اُنگلی سے مار سکین
اور ہر پتھری کے ساتھ اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سے موقوف کر
پھر قربانی کر پھر سر کے بال مُنڈا یا کترا اور مُنڈانا مستحب ہے ان کاموں کے بعد سب احرام کی

ف صفا سے مروہ تک جانا ایک پھیرا ہے اور مروہ سے صفا تک آنا دوسرا اسیطرح ساتوان پھیرا ختم مروہ پر ہوگا ۱۲

ف ایک مکہ سے [illegible] ایک میدان ہے جہان حاجی لوگ ٹھیرتے ہین ۱۲

ف حاجیون کے قیام کی جگہ ۱۲

ف عرفات مین ایک جگہ کا نام ہے جو ٹھیرنے کی جا نہین ۱۲

ف ایک گانو ہے عرفات اور منیٰ کے درمیان ۱۲

ف ایک مقام ہے مزدلفہ کے قریب ۱۲

ممنوع چیزین سوا عورت سے صحبت کرنیکے جائز ہو جاوینگی پھر اسی تاریخ دسوین کو یا
گیارہوین خواہ بارہوین کو مکے مین آ اور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بھی کہتے ہین)
سات پھیرے بدون رمل اور صفا مروہ دوڑنے کے بجالا اگر یہ دونون باتین طواف قدوم
مین کرلی ہون اور اگر نہ کی ہون تو طواف رکن مین کیجاوین۔ اس طواف کے بعد تجکو عورت سے
صحبت کرنا درست ہوجاویگا اور مکروہ ہے اس طواف کو ذبح کے دنون مین (یعنی دسوین
گیارہوین بارہوین تاریخ) سے پیچھے ڈالنا۔ پھر (طواف رکن کرنیکے بعد) منے کو جا اور
قربانی کے دوسرے دن (یعنے گیارہوین کو) دوپہر ڈھلے سے پیچھے تینون جمرون کو
سات سات کنکریان مار اور شروع اس جمرے سے کر جو مسجد خیف کے قریب ہے پھر جو اسکے
قریب ہے پھر جمرۂ عقبے کو مار اور جس کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اس کے بعد
کچھ توقف کر (یعنے جمرۂ اول اور دوسرے کو کنکر مارنے کے بعد توقف کر اور جمرۂ عقبی کو
مارنے کے بعد توقف مت کر) پھر گیارہوین کو اسیطرح کر اور بارہوین کو بھی ایسا ہی کر اگر منی
مین ٹھیرا ہے اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سے پہلے کنکر مارنا درست ہے اور اول
اور دوم جمرہ کو کنکریان پیادہ ہوکر مارنی چاہئین اور تیسرے کو سوار ہوکر بھی مارنا درست ہے
اور مکروہ ہے کہ اپنا اسباب اور سامان مکے کو روانہ کردے اور خود کنکریان مارنے کو منی مین
ٹھیرا رہے۔ پھر محصب مین پہونچ (اور محصب ایک پتھریلی زمین مکہ کے کنارے پر ہے وہان
رات کو رہنا سنت ہے) پھر محصب سے مسجد حرام مین داخل ہوکر) طواف رخصت کے سات پھیرے
پھیر اور یہ طواف سوائے اہل مکہ کے اوروں پر واجب ہے (اسکو طواف صدر بھی کہتے ہین اور
مکے والون پر اسلیے نہین کہ وہ اپنے وطن کو رخصت نہین ہوتے) پھر (طواف رخصت کے
بعد) زمزم کا پانی پی اور ملتزم سے لپٹ (اور یہ جگہ حجر اسود سے لیکر دروازہ کعبہ تک ہے

فصل

اور خانہ کعبہ کے پردونکو پکڑ اور دیوار سے لگ (کر اور دعا مانگ گریہ وزاری کرتا علحدہ ہو)

فصل اور جو شخص مکہ مین نہ جاوے اور عرفات مین ٹھیرے اُسکے ذمہ سے طواف قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے روز زوال کے بعد سے دسوین کی صبح تک ایک ساعت بھی توقف کریگا تو اُسکا حج پورا ہو جاویگا گو بے جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی کی حالتمین توقف کرے اور اگر اُسکی طرف سے بیہوشی کی جہت سے اُسکا رفیق احرام باندھ لے تو جائز ہے (یعنے اُسکا حج ہو جائیگا) اور (حج کے تمام افعال مین) عورت کا حکم مثل مرد کے ہے اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا منہ کھولے مگر سر نہ کھولے اور لبیک بلند آواز سے نہ کہے اور نہ طواف مین مونڈھے ہلاوے اور نہ سبز میلون کے درمیان دوڑے اور نہ سر منڈاوے بلکہ بال تھوڑے سے کتر ڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہی کہ عورت مرد مین ایک فرق یہ بھی ہی کہ عورت کو بباعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر کرنی درست ہے) اور جو شخص کہ نفل کی بدنہ یعنے قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بدنہ کے خواہ شکار کے عوض کے بدنہ کے گلے مین خواہ اور اُسکی مانند (مثل تمتع کے بدنہ کے) کلادہ باندھے اور اُسکو حج کے ارادہ سے اپنے ساتھ لے کر کعبے کی طرف متوجہ ہو تو اُس کا احرام بندھ گیا (یعنے بدون تلبیہ کے اس عمل سے محرم ہو جاتا ہی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اور دلیل اُنپر ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپنے فرمایا جو کوئی کلادہ باندھے بدنہ کو تو وہ محرم ہو گیا) پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرے بعد اُسکے خود روانہ ہو تو محرم نہو گا جب تک راہ مین اُس سے نہ ملے۔ مگر بدنہ تمتع مین (کہ بدون ملنے کے محرم ہو جاتا ہے) پھر اگر اس بدنہ پر جھول ڈالے یا اُسکے کوہان مین زخم لگا دیا یا بکری کے گلے مین کلادہ باندھا تو محرم نہو گا

اور بدنہ شریعت مین اونٹ اور گائے کا معتبر ہے۔ (بکری کا نہین)

باب قران کے بیان مین

باب۔ قران کے بیانمین (جاننا چاہیئے کہ حج کے افعال تین قسم ہین۔ قِران اور تمتع اور اِفراد۔ قِران ایک احرام سے حج اور عمرے کے ادا کرنے کو کہتے ہین۔ اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہین۔ اور افراد اکیلا حج بدون عمرہ کے کرنے کو کہتے ہین۔ ان تینون قسمون مین سے) افضل قران ہی (اسلیے کہ اس مین دو عمل ادا کرنے ہوتے ہین اور احرام بہت دنون تک رہتا ہی جسمین سب کا مونکی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہے) قران کے بعد تمتع ہے (اس لیے کہ اُس مین دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہوجاتا ہے اس لیے اسمین محنت کم ہوتی ہی بہ نسبت قران کے) اور تمتع کے بعد افراد ہے (کہ اُسمین صرف حج کا ادا کرنا ہے نہ عمرے کا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے آل محمد احرام باندھو حج اور عمری کا ایک ساتھ اس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک قران کی نسبت تمتع بہتر ہے واللہ اعلم) اور قران کی صورت یہ ہی کہ میقات (یعنے احرام باندہنے کی جگہ) سے حج اور عمری کا احرام اکٹھا باندھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ پھر مکے مین داخل ہوکر طواف اور سعی عمرے کی کرے پھر بموجب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے۔ پس اگر حج اور عمری کے لیے دو طواف کریگا اور دو سعی کریگا یعنی صفا اور مروہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر برا کریگا (یعنی اسطرح کرنا مکروہ ہے) اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکریان مار چکے تو ایک بکری یا بدنہ کا ساتوان حصہ ذبح کرے (اس لیے کہ یہ ذبح واجب ہے) اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہووے وہ دس روزے رکھے اس طرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو

اس لیے کہ عمرہ کی سعی مین درمیان ... سعی اور ... حج کا طواف ... ہے [illegible]

رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکے ہی مین ٹھیرا رہے
اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نرکھے گا تو ذبح کرنے کے سوا اور کچھ نہین ہو سکتا
اور اگر قران والا مکے مین نہ جاوے (کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے) اور عرفات مین
توقف کرے (یعنے حج کے ارکان شروع کر دے) تو اُسپر عمرے کے چھوڑنے
کا دم دینا لازم ہوگا اور عمرے کی قضا کرے۔

باب
تمتع کے
بیان مین

باب۔ تمتع کے بیان مین۔ اُسکی صورت یہ ہے کہ میقات پر عمرے کا احرام باندھے
پھر طواف عمرے کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈاوے یا کترا وے اور احرام کھولکر
حلال ہو جاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پھیرے مین لبیک کہنا موقوف کر دے پھر
آٹھوین تاریخ ذیحجہ کی احرام حج کا حرم سے باندھے اور حج کرے اور ذبح کرے پس اگر ذبح
سے عاجز ہو تو اُسکا حکم گذر چکا (کہ دس دن روزے رکھے) اور اگر تین روزے ماہ شوال مین رکھے
(یعنے حج کے مہینون مین سے کوئی سے تین دن رکھے) اور روزونکے بعد عمرہ کرے تو
(یہ روزے) تمتع (کے تین روزون) کے عوض کافی نہونگے لیکن اگر عمرہ کا احرام
باندھکر طواف عمرہ سے پیشتر (تین روزے) رکھے گا تو (البتہ تمتع کے روزونکی عوض
مین) کافی ہونگے۔ پس اگر تمتع کرنے والا قربانی اپنے ساتھ لیجانا چاہے (کہ یہ دوسری
قسم تمتع کی ہے) تو وہ احرام باندھکر قربانی کو ہانکتا چلے اور اُسکے گلے مین توشہ دان
یا جوتی ڈالدے مگر اُسکے کوہان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنے کے بعد (احرام کی قیدین
لگی رکھے) حلال نہو جاوے اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لیے احرام باندھے اور (آٹھوین
سے) پہلے باندھنا مستحب ہے پھر جب دسوین کو بال منڈا چکے اُسوقت دونون احرامون (یعنی
عمرہ اور حج) سے حلال ہو جاوے۔ اور مکہ اور اُسکے قریب کے باشندونکو تمتع اور قران

درست نہین پس اگر تمتع کرنے والا اپنے شہر کو عمرے کے بعد لوٹ آوے اور قربانی
کو روانہ نہ کیا تو اُسکا تمتع باطل ہوجاویگا اور اگر قربانی روانہ کرچکا تھا (اور عمرے کے بعد
اپنے شہر کو واپس آیا) تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرے کے طواف مین کمتر پھیرے (یعنی
تین پھیرے یا اُن سی کم) حج کے مہینونکے پیشتر کرلے اور حج کے مہینون مین اس طواف
کے باقی پھیرے پورے کرے اور حج ادا کرے تو تمتع اُسکا باقی رہے اور اسکے برعکس
کی صورت مین (یعنی حج کے مہینون مین زیادہ پھیرے نکرے بلکہ کمتر کرے تو وہ) تمتع والا
نرہیگا اور حج کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہین اور حج کے لیے ان
مہینون سے پیشتر احرام باندھنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر کسی کوفہ کے رہنے والے
نے حج کے مہینومین عمرہ کیا اور مکہ مین خواہ بصرہ مین ٹھیر گیا (یعنے اپنے وطن کو واپس نہ گیا)
اور حج کیا تو اُسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرے کو فاسد کردیا اور مکے خواہ بصرے مین ٹھیرا
اور عمرہ فاسد کو قضا کرکے حج کیا تو (اس صورت مین) تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت سے
کہ اپنے وطن کو واپس جاوے (اور پھر آوے۔ اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینون مین قضا
کرکے حج ادا کرے اس صورت مین البتہ اسکا تمتع درست ہوگا) اور انمین سے جون سے کو
فاسد کردے چاہیئے کہ اُسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم نہوگا (اس لیے کہ حج خواہ
عمرے کے فاسد کردینے سے تمتع والا نرہا) اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہ
قربانی تمتع کے دم کے عوض نہوگی (اسلیے کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہے) اور اگر
عورت احرام باندھنے کے وقت حائض ہوگئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا
کرے اور اگر طواف رخصت کرنیکے وقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑدے اور اپنے وطن کو
چلی جاوے (یعنی اُس طواف کے چھوڑنیسے اُسپر کچھ لازم نہوگا) جیسے وہ شخص کہ مکہ مین

رہنا اختیار کرلے (یعنے حج کے بعد اگر کوئی شخص مکے کی اقامت اختیار کرے تو اس پر بھی طواف رخصت لازم نہین رہتا)

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصور ہونیکے بیان مین (ذبح کرنا) ایک بکری (کا) واجب (ہوتا ہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو (کامل) پر خوشبو لگاوے اور اگر (ایک عضو سے) کم کو لگاوے تو صدقہ دے اور اگر اپنے سر کو مہندی سے رنگین کرے یا زیتون کا تیل ملے یا کپڑا سیا ہوا پہنے یا دن بھر سر کو چھپاوے تو (ان صورتون مین) بکری ذبح کرے اور (ایک روز سے) کم (اگر سر کو) چھپاوے تو صدقہ دے اور اگر چوتھائی سر کے خواہ ڈاڑھی کے بال منڈاوے تو دم دے اور (چوتھائی سے) کم مین صدقہ دے مثل مونڈنے والے کے (یعنی اگر محرم کسی کے بال مونڈے تو اُسپر صدقہ واجب ہوتا ہے) اور اگر گردن کے بال خواہ دونون بغلونکے یا ایک کے یا پچھنے لگانے کی جگہ کے منڈاوے تو (ان سب صورتون مین) دم دے اور موچھ منڈانے مین حکم ایک مرد عادل کا ہے (کہ جو کچھ وہ کہے صدقہ دے ڈالے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی موچھین مونڈے یا ناخن کترے تو کھانا دے اور اگر یہ دونون ہاتھ پانونکے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک ہاتھ خواہ ایک پانون کے کاٹے تو دم دے اور (اگر اس سے) کم کتراوے تو صدقہ دے اور یہی حال ہو اگر پانچ ناخن متفرق (دونون ہاتھ پانون مین سے) لے ڈالے اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچھ واجب نہین ہوتا۔ اور اگر کسی عذر کی جہت سے (مثلاً بیماری کے باعث) خوشبو لگاوے یا سیا ہوا کپڑا پہنے یا سر منڈاوے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھ مسکینون کو دے یا تین روزے رکھے (اور بدون عذر کے ان چیزونکے مرتکب ہونیسے ذبح کرنیکے سوا اور کوئی چیز درست نہین)

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصور ہونے کے بیان مین

فصل - اور کچھ واجب نہین ہوتا اُس صورت مین کہ محرم کسی عورت کی شرمگاہ کیطرف شہوت سے دیکھے اور منی نکل پڑے اور اگر بوسہ دے خواہ شہوت سے اُسکو چھووے یا اپنے حج کو فاسد کرے اسطرح کہ عرفات مین ٹھیرنے سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو دم دے اور اعمال حج کے لیے چلا جاوے اور اُسکی قضا کرے اور مرد و عورت (جنہون نے ہم بستری کی ہو) قضا کرنے مین (حج کے) یہ ضرور نہین کہ جُدا جُدا ہون اور اگر عرفات پر ٹھیرنے کے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا۔ اور اگر صحبت کری (حج مین) بعد سر منڈانے کے یا عمرے مین طواف کے پھیرون (یعنے چار یا زیادہ) سے پیشتر تو دم دے۔ اور عمرہ اس صحبت سے فاسد ہو جاویگا اسکے اعمال بجالاوے اور اُسکو قضا کرے اور اگر (عمرے مین) طواف کے اکثر پھیرونکے بعد صحبت کریگا تو عمرہ فاسد نہوگا (مگر اس صورت مین دم دینا لازم ہوگا) اور بھول کر صحبت کرنی مثل جان بوجھہ کر صحبت کرنے کے ہے اور بکری ذبح کرے جس صورت مین کہ طواف رکن بے وضو کرے اور بدنہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اُس طواف کو (اس صورتین) دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بے وضو کرے تو صدقہ دے اور بکری ہے اگر طواف رکن مین کے کمتر پھیرے چھوڑدے اور اگر زیادہ (پھیرون کو اس طواف کے) چھوڑ دیگا تو محرم ہی بنا رہیگا (چاہیئے کہ اُسکو دوبارہ کرے بدون نئے احرام کے) اور بکری دے اگر طواف رخصت کے اکثر پھیرے ترک کرے یا اُسکو حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مین سے کمتر پھیرے (یعنی تین یا دو یا ایک) ترک کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رُکن بے وضو کرے اور طواف رخصت باوضو ایام تشریق کے آخر دن مین (یعنے تیرہوین تاریخ) کرے اور اگر طواف رکن کو

فصل
یعنی اگر حج مین قبل عرفات پر ٹھیرنے کے صحبت کر لیگا تو حج فاسد ہو جاویگا اور بعد وقوف عرفہ کے کریگا تو دم دینا ہوگا اور عمرے مین اکثر پھیرون سے پیشتر کرے تو دم دے اور عمرہ قضا کرے اور زیادہ پھیرون کے بعد کرے تو صرف دم دے ۱۲

حالت جنابت مین کرے تو دو دم (واجب ہوتے) ہین - اور بکری ذبح کرے - اگر
عمرے کا طواف اور سعی بے وضو کرے لیکن اس عمرے اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم
نہین اور بکری ہے اگر سعی چھوڑ دے یا عرفات پر سے امام سے پیشتر چلا آوے یا
مزدلفہ مین رہنا چھوڑ دے یا سب دنون کی کنکریان مارنے کو خواہ ایک دن کی کنکرین
مارنے کو ترک کرے یا بال بارہوین تاریخ کے بعد منڈاوے یا طواف رکن کو بارہوین
کے بعد کرے یا سر کو حرم کے باہر حل مین منڈاوے - اور اگر قران کرنے والا ذبح
سے پیشتر سر کے بال منڈاوے تو دو دم دینے لازم ہونگے -

فصل

فصل - اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے یا ایسے شخص کو شکار بتلادے جو اُسکو مار ڈالے
تو اُسپر جزا واجب ہوتی ہے اور (جزا شکار کی) وہ قیمت ہے جو دو مرد عادل اُسکے
مار ڈالنے کی جگہ مین یا اُسکے قریب ٹھیراوین (اور امام شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین
اُس شکار کی صورت کا جانور واجب ہوتا ہی اور دلیل انپر یہ ہی کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ
مثل شکار پر تم مین کے دو صاحب عدل حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سے مراد لیا جاوے
تو دو شخصونکے حکم کی کیا حاجت ہی صورت کے یکسان ہونے کو تو ہر کس و ناکس
پہچانتا ہے پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مال مین یکسان ہونا ہے اور وہ قیمت ہے
صورت نہین) پس اس قیمت سے ہدی (قربانی کا جانور ۱۲) خرید کرکے ذبح کرے اگر قیمت مین
ہدی کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اُس سے جو اور گیہون خرید کر مساکین پر
صدقہ کرے مثل صدقۂ فطر کے (یعنی ہر مسکین کو ایک صاع جَو اور نصف صاع گیہون
دے) یا ہر مسکین کے یومیہ صدقے کے عوض مین ایک روزہ رکھے (یعنی حساب کرے
کہ یہ اناج کتنے مساکین کو تقسیم ہوگا اُسیقدر روزے رکھ لے اور) اگر حساب مین مسکینونکو دیکر

نصف صاع سے کم بچ رہے تو اُسکو خیرات کردے یا اُسکے عوض ایک دن روزہ
رکھے اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اُسکا عضو کاٹ ڈالے یا بال اُکھاڑے تو (ان
افعال سے) جس قدر نقصان شکار کی قیمت مین ہوجاوے اسقدر دام لیکر صدقہ
کردے۔ اور اگر شکار کے شہپر اُکھاڑ ڈالے یا اُس کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے یا اُسکا
دودھ دوہے یا اُسکا انڈا توڑے یا اُس مین سے مردہ بچہ نکلے (تو اِن سب صورتون مین
ہر ایک کی پوری) قیمت واجب[1] ہوگی۔ اور کوّے اور چیل اور بھیڑیئے اور سانپ
اور بچھو اور چوہے اور باؤلے کتے اور مچھر اور چینٹی اور پسو اور کلنی اور کچھوے
کے مار ڈالنے سے کچھ لازم نہین ہوتا[2] اور جون اور ٹڈی کے مار ڈالنے مین جو چاہے صدقہ
دے (مثلاً ایک مٹھی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز خریدے) اور درندے کے مار ڈالنے
مین ایک بکری سے زیادہ قیمت نکیجاویگی (یعنے اگرچہ قیمت درندے کی زائد ہو
مگر بکری سے زیادہ واجب نہین ہوتی) اور اگر درندہ محرم پر حملہ کرے تو اُسکے مار ڈالنے سے
کچھ واجب نہین بخلاف بے اختیار کے (یعنے اگر محرم بھوک سے مجبور ہو کر شکار کو
کھانے کے لیے مارے تو اُسپر جزا لازم آتی ہے) اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گائے اور
اونٹ اور مرغی اور گھر کی پلی بطخ کا جائز[3] ہے۔ اور اگر پاموز کبوتر کو یا پلے ہوئے ہرن کو
ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہے۔ اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہوجاتا ہی
اور تاوان دے اگر اُسکو کھالے (یعنی ذبح کیے ہوئے کو کھالے تو قیمت اُسکی مسکین پر
صدقہ کرے) اور اگر اُس جانور کو دوسرا محرم کھالے تو اُسپر کچھ (تاوان) واجب نہین
اور محرم کو اُس شکار کا گوشت حلال ہے جسکو حلال شخص نے مار کر ذبح کیا ہو بشرطیکہ
محرم نے اُسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنیکا کیا ہو۔ اور مرد حلال اگر حرم کے

ف[1] یعنے اول اور دوم مین شکار کی اور سوم مین دودھ کی اور چہارم مین انڈے کی اور پنجم مین جوزے کی قیمت دینی ہوگی ۱۲ کذا فی شرح الوقایہ

ف[2] کیونکہ یہ پانچون جانور شکار نہین ۱۲

شکار کو ذبح کرے تو واجب ہے کہ اُسکی قیمت خیرات کرے نہ روزہ رکھنا (یعنی روزہ نرکھے جیسا شکار مارنے مین رکھتا تھا) اور جو شخص کہ حرم مین شکار ساتھ لاوے تو اُسکو چھوڑ دینا چاہیے پس اگر اُسکو بیچ لے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرانا چاہیے اور اگر شکار مرجاوے تو اُس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص احرام باندھے اور اُسکے گھر مین یا اُس کے ساتھ پنجرے مین شکار ہو تو اُسپر لازم نہین کہ اُس شکار کو چھوڑ دے۔ اگر کوئی حلال شخص زید۱۲ شکار پکڑ کر احرام باندھ لے تو جو کوئی اُسکو چھوڑ دے وہ ڈانڈ بھرے (اس لیے کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نہ تھا جو پکڑنے والا نقصان اُٹھاوے تو اُسکے چھوڑنے والے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی محرم عمرو۱۲ اُس شکار کو پکڑے تو چھوڑنے والا تاوان نہ دے (اسلیے کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام مین ممنوع ہی تو اُسکے چھوڑنے والے پر تاوان نہوگا) پھر اگر کسی دوسرے بکر۱۲ محرم نے اُسکو مار ڈالا تو دونون محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اُسکے مار ڈالنے کے سبب سے) عمرو اور بکر۱۲ اور جس نے شکار پکڑا تھا وہ اپنا تاوان مارنے والے سے بھر لے (اسلیے کہ اگر وہ نہ مارتا تو شاید پکڑنے والا اُس شکار کو خود چھوڑ دیتا تو اُسکے ذمے کچھ بھی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اُسکے مار ڈالنے کی جہت سے دینا پڑا) پس اگر محرم حرم کی گھاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہو اور نہ اُن چیزون مین سے ہو جنکو لوگ بویا کرتے ہین تو اسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گھاس اور درخت خشک ہو تو اُسمین کچھ تاوان نہین۔ اور حرام ہے حرم کی گھاس کا چرانا اور کاٹنا سوائے اذخر کے (اور وہ ایک گھاس خوشبودار ہے۔ سفید رنگ۱۲ اسکا کاٹ لینا حاجت کے واسطے درست ہے) اور جو قصور ایسے ہین کہ اُنکے باعث تنہا حج کرنیوالے پر ایکدم لازم آتا ہے تو اُنکی

جہت سے قران والے پر دو دم لازم آتے ہین (ایک حج کیواسطے اور ایک عمرے کے
لیے) مگر ایک صورت مین کہ قران والا احرام باندہنے کی جگہ سے بدون احرام کے آگے بڑھ جاوے
(تو اس صورت مین تنہا حج کرنے والے اور قران والے پر دونون پر ایک دم سے زیادہ لازم نہین)
اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑینگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار مارین
تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہو گی (اس لیے کہ یہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لیے ہے اور
وہ ایک ہی ہے اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنے کی جہت سے ہے اور وہ
دو شخصون سے سرزد ہوا ہے) اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہ خرید و فروخت
باطل ہے اور اگر کوئی شخص حرم مین سے ہرنی پکڑ لاوے اور اُسکے بچہ پیدا ہو اور
دونون مر جاوین تو اُسکو دونون کا تاوان دینا چاہیئے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان
دے چکے اُسکے بعد وہ بچہ جنے اور دونون مر جاوین تو بچے کا تاوان نہ دے۔

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑہنے کے بیان مین جو شخص
بدون احرام کے میقات سے گذر جاوے اور پھر میقات کو احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا
لوٹ آوے یا بدون احرام کے آگے بڑھ گیا تھا پھر عمرے کا احرام باندھ لیا اور عمرے کو
فاسد کرکے اُسکو قضا کیا (اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سے باندھا) تو (جو دم دینا اُسکے
ذمے میقات پر سے بدون احرام نکلجانیکے باعث لازم ہوا تھا وہ) ساقط ہو جاوے گا
اور اگر کوئی مکے کا رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے باغ مین کسی اپنے کام آوے
(اور یہ باغ حرم کے باہر میقات کے اندر واقع ہے) تو اس شخص کو مکے مین بدون احرام
داخل ہونا جائز ہے اور (حج کے واسطے) اُس شخص کی میقات وہی باغ ہے
اور جو کوئی مکہ مین بدون احرام کے داخل ہو پھر اُسی سال مین اپنی ذمے پر کے حج اسلام کو

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑہنے کے بیان مین

ادا کرے تو یہ حج عوض اُس حج کے جو اُسکے ذمے پر مکے مین بدون احرام داخل ہونے سے ہوا تھا جائز ہوگا اور اگر سال بدل جاوے (یعنی حج اسلام دوسرے برس کرے) تو (اُسکی عوض) جائز نہوگا (غرض کہ جو کوئی مکہ مین بدون احرام چلا آتا ہے اُسپر حج لازم ہوجاتا ہے اور اگر اُسی سال مین حج اسلام ادا کرے تو دوسرے حج کی ضرورت نہین ایک ہی دونون کے عوض ہوجائے گا)

باب۔ ایک احرام سے دوسرا احرام کر لینے کے بیان مین۔ ایک مکہ کے رہنے والے نے عمرے کے طواف کا ایک پھیر اکیا پھر احرام حج کا باندھ لیا تو حج کو ترک کرے اور اُسپر حج اور عمرہ دونون کی قضا اور دم لازم ہوگا واسطے ترک کرنے حج کے پھر اگر حج اور عمرے کے افعال پورے کردیے تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا (کہ مکی ہوکر دونون کو اکٹھا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پھر قربانی کے دن (یعنے دسوین تاریخ) دوسرے حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج مین اُس نے بال منڈائے ہین تو اُس کو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑے گا اور اگر بال نہ منڈائے ہون تو حج و دم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑے گا گو بال کتروائے یا نہ کتروائے (یعنے دوسرے احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندھے بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے سے مراد دور کرنا بالونکا ہے خواہ منڈانے سے ہو یا کترانے سے اور) جو شخص سوائے بال منڈانے کے اپنے عمرے کے سب افعال سے فارغ ہوجاوے پھر احرام دوسرے عمرے کا باندھ لے تو اُسپر دم لازم آویگا (اسلیے کہ اُسنے دو احرامونکو جمع کردیا) اور جس شخص نے احرام حج کا باندھا پھر عمرے کا احرام کر لیا پھر عرفات مین ٹھیرا تو اُسنے عمرے کو ترک کیا اور اگر صرف عرفات کیطرف چلے تو (جبتک وہان توقف نکریگا عمرہ) کا ترک کرنا متحقق

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کرنے کے بیان مین

اس پر یہ کہ یہ صورت قران کی ہو گئی اور مکی کو قران درست نہین

نہوگا - پھر اگر حج کا طواف کرکے عمرے کا احرام باندھ لے اور اُنکے اعمال بجالاوے
تو ذبح کرنا اُسپر واجب ہے اور مستحب ہے کہ اُس عمرہ کو ترک کرے - اور اگر قربانی کے روز
عمرے کا احرام باندھے تو عمرہ لازم ہوجاتا ہے مگر اُسوقت اُسکا ترک کرنا لازم ہی اور
اس عمرے کی قضا مع دم کے لازم ہے اگر اسوقت عمرے کو نہ چھوڑا اور حج اور عمرے
کے افعال دونوں کیے تو جائز ہوجاویگا اور دم دینا پڑیگا - اور جس شخص سے حج فوت
ہوجاوے پھر وہ عمرے یا حج کا احرام کرے تو دونوں کو اُس وقت ترک کرے (اور
عمرے کی قضا مین تو صرف عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونوں کرے)

باب حج اور عمرے سے رُک جانے کے بیانمین - جو شخص کہ دشمن یا مرض کی
جہت سے حج خواہ عمرے سے رُک گیا ہو اُسکو چاہیے کہ ایک بکری روانہ کرے - اور اگر قران والا
ہو تو دو دم روانہ کرے یہ دم اُسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اُس کے بعد وہ احرام
کھول دے اور اس دم کا ذبح ہونا حرم مین چاہیئے - یہ نہین کہ قربانی کے روز ذبح ہو - اور
جو کوئی کہ حج سے رُک کر حلال ہوجاوے تو اُسپر قضا ایک حج اور ایک عمرے
کی ہی اور اگر عمرے سے رُکا ہے تو ایک عمرے کی قضا ہے اور قران والے پر ایک
حج اور دو عمرے کی قضا ہے - پھر اگر ہدی کے روانہ کرنیکے بعد رُکاوٹ جاتی رہی اور
وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہی اور حج ادا کر سکتا ہی تو حج کو چلا جاوے ورنہ نہ جاوے
(ہدی رُکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرے کی قضا کردے) اور جب عرفات مین ٹھیر چکا
تو پھر روکا جانا معتبر نہین (اسلیے کہ اسکا حج پورا ہوگیا - اور جو رکن سب مین عمدہ تھا
وہ تو ادا ہوگیا باقی رہا طواف رکن اور طواف رخصت اور سر مُنڈانا تو ان اعمال کو
دیرسے ادا کرلے گا) اور جو شخص دو رکنون سے روکا جاوے (یعنے عرفات پر

باب رُک جانے حج اور عمرے سے بیان مین

اور ذبح کا ہونا حرم مین ... سکتا ہے ... معلوم ... ہونیوالے ... کیجائیگی اور اسکو ذبح ... کرنے ... فلان روز فلان ... بعد احرام ... [illegible]

ٹھیرنے اور طواف رکن کرنے سے) وہ اگرچہ مکہ معظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلاوے گا ورنہ روکا ہوا نہوگا۔

باب حج کے نہ ملنے کے بیان مین جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھیرنے کے باعث فوت ہوجاوے تو اسکو چاہیئے کہ عمرہ کرکے حلال ہوجاوے اور اس پر سال آیندہ مین حج بدون ذبح لازم ہوگا (یعنے حج کی قضا مین دم دینا واجب نہوگا) اور عمرہ فوت ہونے کی چیز نہین اور عمرہ یہ ہے کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے (اور سر منڈاوے یا بال کترادے) اور یہ تمام سال مین جائز ہے مگر عرفے کے روز اور قربانی کے دن اور ایام تشریق مین مکروہ ہے اور عمرہ سنت مؤکدہ ہے (واللہ اعلم)

باب دوسرے کی طرف سے حج کرنے کے بیان مین۔ عبادت مالی مین (جیسے زکوۃ یا صدقہ فطر کے دینے مین) نیابت (دونون صورتون مین) ہوسکتی ہے آدمی خود قادر ہو یا نہو اور عبادت بدنی مین (مثل نماز اور روزے کے) کسی صورت مین نیابت نہین (چل سکتی) اور جو عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی سے (جیسا حج اور عمرہ ہے) اسمین نیابت جب چل سکتی ہے کہ نائب کرنے والا عاجز ہو (اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین اور (حج کرانے کے لیے) یہ شرط ہے کہ (جسکی طرف سے حج ہو وہ ہمیشہ کو اپنے مرنے تک عاجز ہو اور یہ شرط حج فرض کے لیے ہے نہ نفل کے لیے (یعنے نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت کے نائب کردینا جائز ہے) اور جو شخص دو آدمیونکی طرف سے احرام باندھے وہ جتنا خرچ ہوا ہو ان دونون کو ہٹاوے (اسلیے کہ حج ہر ایک طرف سے جدا جدا چاہیئے تھا وہ ثابت نہین ہوا) اور رُک جانیکا دم بھیجنے والے کے ذمے ہے۔ اور قران اور قصور کا دم نائب کے ذمے ہے۔ اگر نائب حج کے راستے مین مرجاوے تو جسکی طرف سے حج کو گیا تھا اُسکے ترکے مین جسقدر رہا ہو

[1] کیونکہ اول صورت مین مال کا فقرا کو پہنچانا مقصود ہے وہ دوسرے شخص سے بھی حاصل ہے اور اس صورت مین منظور مکلف کی مشقت ہے وہ دوسرے کے کرنے سے نہوگی ۱۲

[2] یعنے ایک شخص نے اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کی تھی (وہ مرگیا) جب اسکا نائب روانہ ہوا راستہ مین مرگیا

تہائی لے کر حج اسکی طرف سے اُسی جگہ سے کرایا جاوے جہان وہ رہتا تھا (نہ اُس جگہ سے جہان
نائب مرا ہے) اور جو شخص حج کے لیے اپنے ماں باپ دونون کی طرف سے احرام باندہے
پھر اسکے بعد اُن مین سے ایک کے لیے معین کر دے تو جائز ہوگا۔

باب ہدی کے بیان مین۔

باب ہدی کے بیان مین (جو حرم مین ذبح کے لیے بھیجی جاوے) کم سے کم ہدی بکری ہے
(کہ اُس سے کمتر درست نہین) اور ہدی اونٹ اور گائے اور بکری سب کی ہوسکتی ہے
اور جو جانور قربانی کے لیئے درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین اور بکری ہر قصور مین درست ہے
مگر جو طوافِ فرض (یعنی طواف رکن) ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھیرنے کے صحبت کی ہو
(تو ان صورتون مین بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہے جو اونٹ اور گائے کا ہوتا ہے) اور
صرف ہدی نفل اور تمتع اور قِران کا کھانا درست ہے (یعنے اگر صاحب ہدی چاہے تو اُنمین سے
کھاوے) اور تمتع اور قِران کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہے صرف (اسی روز
ذبح کرے اور انکے سوا اور دم جب چاہے ذبح کرے) اور تمام اقسام ہدی کا ذبح کرنا حرم مین
مخصوص ہے فقیر حرم پر مخصوص نہین (بلکہ غیر حرم کے فقیر ونکو بھی اُن کا دینا درست ہے) اور
واجب نہین ہدی کا عرفات کو لیجانا۔ اور ہدی کی جھول اور نکیل کو صدقہ کرے اور قصائی
کی مزدوری اُسمین سے ندے اور بدون سخت ضرورت کے اُسپر سوار نہو اور نہ اُسکا دودھ
نکالے اور اُس کے تھنون پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے۔ (کہ دودھ نہ ٹپکے۔ کنز مین
جو نقاح کا لفظ ہے وہ نون کے پیش اور قاف اور خاء معجمہ سے آب سرد کے معنون مین
ہے) پس اگر ہدی واجب مر جاوے یا عیب دار ہو (یعنے اس مین ایسا عیب ہو جاوے
جو ہدی مین درست نہین) تو اُس کی جگہ دوسری ہدی قائم کرے اور عیب دار اسکی
خود کی رہے گی۔ (اسکو جو چاہے کرے) اور اگر ہدی نفل کی ہو اور عیب دار ہو جاوے

(اسکو ذبح کردے اور اُس کے خون سے اسکے سُم بھر دے اور ایک چھاپہ خون کا اسکی
گردن کی طرف لگا دے (جس سے معلوم ہو کہ ہدی ہے اور اسکو کوئی غنی نہ کھاوے
اور کلاوہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے بدنہ کے گلے مین باندھا جاوے
(یعنے اُنکے سوا اور دم مثل ترک جانے کے اور قصور کے دم کے گلے مین کلاوہ نہ
باندھین) اور اگر لوگ اس بات کی گواہی دین کہ حاجی عرفات مین عرفے سے ایک روز
پہلے ٹھیرے ہین تو اُنکی گواہی قبول کی جاوے گی (یعنے دوسرے روز پھر عرفات پر
ٹھیرنا چاہیئے. اور (اگر یہ لوگ گواہی دین) کہ عرفہ سے (ایک روز) بعد (ٹھیرے ہین تو)
قبول نکیجاوے گی (اور مراد گواہی سے ماہ ذیحجہ کے چاند دیکھنے کی گواہی ہے اسطرح کہ عرفات
پر ٹھیرنا عرفے کے روز سے ایک دن پہلے یا پیچھے لازم آوے. حاصل یہ ہے کہ اگر
عرفات پر ٹھیرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول کی جاوے گی ورنہ مقبول
نہوگی) اور اگر کوئی شخص اول جمرے کو کنکرین مارنی گیارھوین تاریخ ترک کرے تو (اسکی
قضا مین چاہیے) سب کو بترتیب کنکریان مارے خواہ صرف اول کو مارے (اور یہی
حال ہے بارھوین اور تیرھوین تاریخ کا بخلاف روز اول کے یعنے دسوین کے کہ اسمین
سوائے جمرۂ عقبہ کے اور جمرات کو کنکرین نہین مارتے) اور جو شخص اپنے اوپر حج کو پاپیادہ
واجب کرلے مثلاً نذر وغیرہ سے تو اسکو چاہیئے کہ سوار نہو جبتک کہ طواف رکن نہ کرلے
(اس لیئے کہ یہ طواف فرض ہے اور حج کے ارکان اسپر تمام ہوجاتے ہین. بعد اس طواف
کے اُس کو اختیار ہے چاہے سوار ہو یا پیادہ رہے) اور جو شخص کہ محرم لونڈی خریدے
(اور اُس سے صحبت چاہے تو) چاہیئے کہ اسکو پہلے حلال کرلے اور پھر صحبت
کرے (یعنے لونڈی کے احرام مین یہ نہ چاہیئے کہ اِس سے صحبت کرے اور اپنی صحبت سے

اسکو حلال کرے بلکہ پہلے اسکو حلال کر لے پھر صحبت کرے۔ واللہ اعلم بالصواب)

کتاب النکاح

اِس مین نکاح کا بیان ہے (جاننا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتون مین سے ہے مثل کھانے اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرنا میری سنت ہے جو شخص کہ میری سنت سے مُنہ پھیرے وہ میری امت مین سے اور میرے طریق پر نہین) نکاح ایک معاملہ ہے کہ عورت سے فائدہ لینے کے لیے قصداً ہوا کرتا ہے (یعنے اس معاملہ مین قصد اصلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے نہ لونڈی کے خریدنے مین بھی صحبت حلال ہو جاتی ہے مگر قصد اولی سے نہین ہوتی بلکہ اول ملک اس لونڈی کی خود کی ہوتی ہے اسکی تبعیت مین صحبت حلال ہو جاتی ہے) اور نکاح سنت ہے اور جب کہ خواہش صحبت زیادہ ہو اس صورت مین نکاح واجب ہے (تاکہ زنا مین مبتلا ہونے سے محفوظ رہے) اور نکاح (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے ہو جاتا ہے (مگر شرط یہ ہے کہ ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہون) جو زمانہ گذشتہ کے لیے بنائے گئے ہون (خواہ دونون زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہون) یا ایک (مثلاً مرد کہے کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ مینے قبول کیا یہان دونون ماضی ہین۔ یا عورت کہے کہ مجھ سے بیاہ کر لے اور مرد کہے کہ مینے تجھ سے بیاہ کر لیا اس مین ایک لفظ ماضی ہے) اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور اُن لفظون سے درست ہوتا ہے جو اُسی وقت چیز کے مالک کر دینے کے لئے بنائے گئے ہین (مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہو جاویگا۔ لیکن اجارہ کے لفظ سے درست نہو گا اس لیے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے

نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہے اور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہین اسلیے کہ وصیت اسی وقت چیز کی ملکیت کے لیئے نہین ہے بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہے) اور (شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول) دو آزاد مردون خواہ ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتون کے سامنے ہو اور وہ دونون عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اگرچہ گنہگار ہون یا گالی دینے کے بدلے مین انکو سزا شرعی ہوئی ہو یا دونون اندھے ہون یا دونون خاوند بی بی کی اولاد ہون۔ اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے دو ذمیون کے سامنے نکاح کرے (یعنے گواہ نکاح کے دو ذمی ہون) تو (یہ نکاح) درست ہے اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیرہ لڑکی کا نکاح کر دے اور اُسنے ایک مرد کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہوگا اور اگر موجود نہوگا تو (نکاح) درست نہوگا (اسلیئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑہنے والا مانا جاویگا اور وہ مرد اجنبی اور ایک جسکو نکاح کر دینے کو کہا تھا دونون گواہ ٹھہرینگے اور اگر باپ موجود نہوگا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہ درست نہین)

فصل اُن عورتون کے بیان مین جنسے نکاح کرنا حرام ہے۔ حرام ہے نکاح کرنا اپنی مان سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون (یعنے نانی ہو یا دادی یا نواسی ہو یا پوتی ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہے نکاح کرنا) اپنی بہن اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور ساس اور اپنی بی بی کی لڑکی سے بشرطیکہ بی بی سے صحبت کر چکا ہو (اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح اسکی لڑکی سے درست ہے) اور اپنے باپ کی بیوی سے اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنے دادا ہو یا پوتا) انکی بی بی سے نکاح کرنا حرام ہے) اور یہ سب رشتے دودہ کے ناتے سے بھی حرام ہین (جیسے نسب

فصل

مین حرام ہین) اور (حرام ہے) جمع کرنا دو بہنون کا نکاح مین یا صحبت مین خریدنے کی جہت سے (یعنے دو بہنون کو نہ نکاح مین جمع کرنا چاہیے نہ خرید کر ایک ساتھ حرم بنانا چاہیے) پس اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے صحبت کرلے پھر اُسکی بہن سے نکاح کرے تو اب دونون مین سے ایک کے ساتھ بھی ہم بستر نہو (اسلیے کہ دو بہنون کا جمع کرنا صحبت مین لازم آجاویگا گو ایک کی صحبت نکاح سے ہوگی اور دوسری کی ملکیت کی جہت سے) جب تک کہ خریدی ہوئی لونڈی کو بیچ نڈالے (اسکے فروخت کے بعد منکوحہ سے صحبت جائز ہوجاویگی) اور اگر کسی مرد نے دو بہنون سے دو عقدون مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین کہ اول کسکا ہوا تو اُس مرد اور اُن دونون بہنون مین جدائی کردیجاوے اور اُن دونون بہنون کو آدھا مہر ملیگا۔ (اسلیئے کہ صحبت سے پہلے جدا ہونے کی صورت مین آدھا مہر لازم آتا ہے اور یہ معلوم نہین کہ کسکو ملنا چاہیے اسواسطے یہ آدھا مہر دونون کو نصف نصف ملیگا۔) اور (نہین درست ہے جمع کرنا) ایسی دو عورتون کا کہ جون سی اُن مین سے مرد مفروض کیجاوے تو دوسری کے ساتھ اُسکا نکاح درست نہو (مثلاً پھوپھی اور بھتیجی کو ایک ساتھ نکاح مین نہ رکھے اس لیئے کہ انہین سے جسکو مرد فرض کرین تو اُسکا نکاح دوسری سے درست نہین) اور زنا کرنا یا شہوت سے ہاتھ لگانا اور مرد کو شہوت سے عورت کی شرمگاہ کا دیکھنا یا اسکا عکس ان سب باتون سے حرمت دامادی ثابت ہوجاتی ہے (یعنے جسطرح منکوحہ کی ماں حرام ہے اُسیطرح جس عورت سے زنا کیا ہو یا اسکو شہوت سے ہاتھ لگایا ہو یا اسکی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا ہو اسکی ماں سے بھی نکاح کرنا حرام ہے اور (حرام ہے) اپنی طلاق دی ہوئی بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جب تک کہ وہ طلاق کی عدت مین ہو اور (اسی طرح) اپنی لونڈی

سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی اور بت پرست
عورت سے نکاح کرنا ناجائز ہے) اور درست ہے کتابیہ عورت سے (یعنے یہودی خواہ
نصرانی سے) نکاح کرنا اور صابئیہ عورت سے (بھی جائز ہے صابئی ایک فرقہ نصاریٰ
کا ہے جو زبور پڑھتے ہین اور بعضے ستارون کی تعظیم کرتے ہین لیکن اُنکی تعظیم عبادت
کے طور پر نہین کرتے تاکہ مشرک ہوجائین) اور (درست ہے) احرام والی عورت سے
(نکاح کرنا) اگرچہ مرد بھی مُحرم ہو۔ اور دوسرے کی لونڈی سے (نکاح کرنا) گو (وہ لونڈی)
اہل کتاب (مین سے) ہو اور (درست ہے) لونڈی (کے نکاح) پر آزاد عورت سے نکاح
کرنا نہ اسکا عکس (یعنے یہ جائز نہین کہ آزاد عورت اگر نکاح مین ہو تو اسپر لونڈی
سے نکاح کرے) گو (یہ لونڈی کا نکاح اُس) عورت آزاد کی عدت کے دنون مین ہو۔
(تاہم جائز نہوگا) اور نکاح کرنا صرف چار عورتون آزاد کا خواہ چار لونڈیون کا درست ہے
(یعنے چار عورتون کے سوا نکاح مین جمع کرنا درست نہین خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈیان)
اور غلام کو صرف دو عورتون سے نکاح کرنا درست ہے (خواہ آزاد ہون یا لونڈیان) اور
نکاح اُس عورت کا جسکو زنا سے پیٹ ہو درست ہے نہ دوسری طرحکا پیٹ (یعنے
جس عورت کا حمل زنا سے نہو اس کا نکاح درست نہین) اور جائز ہے نکاح اس
عورت کا جس سے صحبت ملک کے باعث یا زنا کے طور کی ہو (یعنے بعد صحبت کے
نکاح اس سے درست ہے) اور (درست ہے نکاح) اس عورت کا جو حرام عورت کے
ساتھ عقد مین آئی ہو (اسطرح کہ ایک عقد مین دو عورتون سے نکاح کیا کہ ایک اُن دونون
مین سے اسپر حرام تھی تو دوسری کا نکاح درست ہوگا) اور مہر جتنا ٹھیرایا ہو تمام وکمال
اُس حلال عورت کا ہوگا (اُس حرام عورت کو کچھ نہ ملیگا) اور باطل ہے نکاح متعہ

اور میعادی (متعہ کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے کہے کہ مجھ سے اسقدر روپیہ لے لے تاکہ مین تجھ سے اتنے دنون کام نکالون اور یہ معاملہ شروع اسلام مین مشروع تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ اور میعادی نکاح کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے نکاح کی سب شرطون کے ساتھ نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ایک مہینہ کے واسطے تجھ سے نکاح کیا ہے اس نکاح کا حال بھی متعہ کا سا ہے) اور جائز ہے مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سے جو یہ دعوے کرے کہ تو نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور گواہون کی روسے اسپر حکم نکاح کا کر دیا جاوے حالانکہ (واقع مین) نکاح نہوا ہو (یعنے ایک عورت نے قاضی کے سامنے دعوے کیا کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور اس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دونون مین حکم نکاح کا کر دیا تو اس صورت مین اس مرد کو اس عورت سے صحبت کرنی جائز ہے گو واقع مین نکاح نہین ہوا تھا اور گواہون نے جھوٹی گواہی دی تھی اور اس مسئلہ مین امام شافعی رح کا خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تھا اسلیے صحبت درست نہین اور دلیل امام اعظم رح کی یہ ہے کہ اگر پہلے نکاح نہ تھا تو اب ہو گیا یعنے قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد کر دیا لیکن اس عورت کا حلال ہو جانا اس امر پر مشروط ہے کہ کوئی اور سبب مانع نکاح کا اس مرد و عورت مین نہو مثلاً ایک دوسرے کے محرم نہون۔ اور دودھ کا رشتہ نہو اور روایت صحیح ہو کہ یہ مقدمہ حضرت علی رض کی خلافت مین واقع ہوا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ گذران دیئے حضرت علی رض نے اُن دونون مین نکاح کا حکم کر دیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچھ چارہ نہین تو میرا نکاح اس مرد سے کر دو اسلیئے کہ واقع مین نکاح نہین ہوا آپ نے فرمایا کہ انہین گواہون نے

تیرا نکاح کر دیا یعنے حاجت دوسرے نکاح کی نہین۔)

باب بیان مین ولیون اور کفوون (یعنی ہمسرون) کے جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اسکا نکاح بدون اجازت اسکے ولی کے جائز ہے (اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے کہ اُنکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا۔ اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ آیات قرآنی مین معاملات کی نسبت عورتون کی طرف بہت جگہ ہے چنانچہ اِس آیت مین فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ اور اس آیت مین فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہے) اور باکرہ عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پہنچتا کہ زبردستی سے اُسکا نکاح کر دے (اس مسئلہ مین بھی امام شافعی رح کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ کنواری سے اسکے خود کے باب مین اجازت طلب کیجاوے اور اُسکا چُپ رہنا اجازت ہے اور اِسیکے موافق بہت سے قصون مین ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے) پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چُپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا یہ کہ ولی نے اُسکا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو سنکر چُپ ہو رہی تو یہ اذن مین داخل ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی نہو تو زبان سے اجازت دینی ضرور ہے۔ جیسے اُس عورت کی اجازت جو کنواری نہو (یعنے اُسکا چُپ رہنا یا ہنس دینا اجازت مین کافی نہین۔ زبان سے کہنا معتبر ہے) اور جس عورت کی بکارت کودنے سے خواہ حیض سے خواہ زخم سے خواہ بہت دنون ٹھیرنے سے خواہ زنا سے جاتی رہی ہو تو وہ (زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے مین مثل کنواری کے) ہے۔ اور اگر عورت اور شوہر

چپ رہنے مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور ولی کو اختیار ہے چھوٹے
لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا (خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور) اور ولی عصبہ ہوتا ہے
وراثت کی ترتیب پر (یعنے جو شخص ارث مین مقدم ہے وہ ولی نکاح ہونے مین بھی
مقدم ہے) اور اُن دونون کو بعد بالغ ہونے کے اختیار عقد کے توڑنے کا ہے بشرطیکہ
نکاح باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم (بھی واسطے اس عقد کے
توڑنے کے) شرط ہے (یعنے نابالغ کو چاہئیے کہ بعد بالغ ہونے کے قاضی کے یہان
رجوع کرے تاکہ وہ اُس نکاح کو توڑ دے) اور صغیرہ کا اختیار جاتا رہتا ہے جس صورت
مین کہ حال نکاح کا اُس لئے اپنے کنوارے پن مین جانا اور بعد بالغ ہونے کے چپ ہی
اور صغیرہ کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہین جاتا جب تک راضی نہو جاوے
گو رضامندی حال کی دلالت سے معلوم ہوتی ہو اور اگر ان دونون مین سے نکاح کے
ٹوٹنے سے پیشتر کوئی مرجاویگا تو دوسرا اسکے ترکہ سے وراثت پاویگا اور غلام نابالغ
اور دیوانے کو ولی ہونے کا حق نہین اور نہ مرد کافر مسلمان عورت کا ولی ہوسکے
اور جس صورت مین عورت کے کوئی عصبہ نہو تو ولایت مان کو ہے پھر حقیقی بہن کو
پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بھائی یا بہن کو پھر ذوی الارحام کو (مثلاً نواسے کو یا بھانجے
کو) اور اگر یہ بھی نہون تو حاکم کو حق ولایت ہے (یعنے بادشاہ یا قاضی کو۔ اور) اگر ولی
قریب موجود نہو بلکہ اتنے فاصلہ پر ہو کہ وہانتک جانے مین نماز قصر سے پڑھی جاوے تو
دور کے ولی کو اختیار نکاح کے کر دینے کا ہے اور اسکا نکاح کیا ہوا قریب تر کے ولی کے
آنے سے جاتا نرہے گا (بلکہ بدستور صحیح رہے گا) اور دیوانی عورت کا ولی اسکا لڑکا ہوتا
ہے باپ نہین ہوتا۔

فصل

فصل جو عورت غیر کفو سے نکاح کرلے تو ولی خاوند بی بی کو جدا کر دے اور اُسکے بعض ولیون کا راضی ہونا ایسا ہے جیسا سب کا راضی ہونا اور اُسکے خاوند سے مہر کا لینا اور اسیطرح کی بات کرنی (مثلاً اسکے جہیز کا سامان کردینا) رضامندی ہے چپ ہونا رضامندی نہین۔ اور ہمسری اور برابری نکاح مین نسب کی راہ سے معتبر ہوتی ہے پس قریشی آپس مین ایک دوسرے کے کفو اور برابر ہین اور عرب کے لوگ سوائے قریش کے سب آپسمین کفو (ہین) اور (برابری کا اعتبار) آزادی اور مسلمان ہونے مین (بھی چاہیے) اور جسکا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اُس شخص کے ہے جس کی پشتہا پشت ایسی ہی ہون (یعنی جو شخص باپ اور دادے سے مسلمان اور آزاد ہو وہ ایسے شخص کا کفو ہے جسکی بہت پشتین آزاد مسلمان ہون) اور (برابری کا اعتبار) پرہیزگاری اور بدکاری اور توانگری اور پیشہ وری کے راہ سے بھی چاہیے جیسے لوہار اور بڑہئی اور جولاہا اور گندھی اور چمار اور جاروب کش کہ انمین سے ہر ایک اپنے ہم پیشہ کے برابر ہے) اور اگر عورت اپنے نکاح مین مہر مثل سے گھٹا وے تو ولی کو اختیار ہے کہ نکاح کو توڑ دے یا مہر کو کامل کر دے اور اگر کوئی شخص اپنے بچے کا نکاح غیر کفو سے کردے یا مہر بہت سا گھٹا کر باندھے تو نکاح درست ہے مگر سوا باپ اور دادے کے اور کسیکو یہ امر جائز نہین۔

فصل

فصل چچا کے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے چچا کی دختر کا نکاح اپنے آپ سے کرلے اور (اگر عورت نے کسیکو) وکیل (اپنے نکاح کردینے کا کیا ہو تو اُس) کو بھی اختیار ہے (کہ اُس) وکیل کرنے والے کو اپنے نکاح مین لے آوے۔ (اسلیے کہ یہ دونون اگر اپنے سوا کسی دوسرے سے اُن عورتون کا نکاح کردین تو جائز ہوتا ہے اگر خود اپنی ذات سے

کرلین گے تب بھی درست ہوگا) اور اگر غلام یا لونڈی بدون اجازت آقا کے اپنا نکاح کرلے تو
یہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہے گا جیسے فضولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت
پر موقوف رہتا ہے اور اگر اجازت دین تو درست ہوجاتا ہے ورنہ باطل نکاح مین فضولی
اُسکو کہتے ہین کہ مرد عورت کی اجازت بدون خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالابالا نکاح
کردے) اور نصف عقد غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا (یعنے اگر ایک
طرف سے ایجاب ہو اور دوسری جانب وہان موجود نہین تو یہ ایجاب اُسکی
حاضری پر موقوف نرہیگا بلکہ اُسکے آنے کے بعد نئے سرسے ایجاب کرنا چاہئیے پہلا
ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح
ایک عورت سے کردے اور وہ دو عورتون سے اُسکا عقد کردے تو وہ شخص اُسکے
حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنے اُسکا عقد کرنا نئی اجازت پر موقوف رہے گا) اور
اگر لونڈی سے اسکا عقد کردے گا تو (پہلی ہی اجازت سے) جائز ہوگا۔

باب مہر کے بیان مین - نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہے اور مہر کم سے کم دس
درم ہے (اور امام شافعی رح کے نزدیک جو چیز کہ کسی کار آمد شئی کی قیمت ہوسکے خواہ
تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر کے ہونے کی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظم رح
کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مہر دس درم سے کمتر نہین روایت کیا
اس حدیث کو حاکم نے اور قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے۔ روایت
کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے) پس اگر مہر دس درم ٹھیرایا یا اُس سے کم تو صحبت کر
سے خواہ میان بی بی مین سے ایک کے مرجانے سے دس درم واجب ہوجاتے
ہین اور قبل صحبت کے طلاق دیدینے سے مہر مذکور آدھا رہجاتا ہے۔ اور اگر مہر معین

باب مہر کے بیان مین

نہ کیا ہو یا یہ کہا ہو کہ مہر نہ دوگا تو (ان صورتون ہین) عورت کو مہر مثل (یعنے اس جیسی عورت کا مہر) بشرط صحبت یا مرجانے خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اُسکو چھوڑ دے تو جوڑا ملیگا اور اسمین تین کپڑے ہین پیراہن اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھیری ہو یا مہر پر بڑھائی گئی ہو اُسکو نصف نکرین (یعنے اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل مہر کا نصف دلاوین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اُسکو نصف نکرین) اور جائز ہے عورت کا اپنے مہر کو گھٹا دینا (یعنے اگر مہر زیادہ بندھا ہو اور عورت کہے کہ مین اسقدر کم کیے دیتی ہون تو جائز ہے) اور عورت سے خلوت کرنی بدون مرض کے (کہ نہ خود مریض ہو نہ عورت) اور بدون حیض اور بدون اپنے اور اُسکے احرام کے اور بدون روزہ فرض کے صحبت کرنے کے حکم مین ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا خصیہ نکالا ہوا ہو (کہ ان سبکا عورت کے ساتھ علیحدہ ہونا ایسی طرح کہ عذر شرعی صحبت کے نہ کرنے کا موجود نہ ہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے) اور عورت کو ان سب صورتون مین (بعد طلاق کے یا خاوند کے مرجانے کے احتیاطاً) عدت واجب ہے (اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا ان شخصون سے محال ہے) اور مستحب ہے جوڑا دینا سوائے مفوضہ کے ہر ایک طلاق والی عورت کو (خواہ اُس سے صحبت کی ہو یا نہین) اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کے طلاق دی ہو تو اسکو جوڑا دینا واجب ہے۔ اور مفوضہ عورت ہے جسکا نکاح بدون ذکر مہر کے ہوا ہو) اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہے۔ (اور شغار اُس نکاح کو کہتے ہین کہ ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی خواہ بہن کو اول شخص سے بیاہ دے اور سوا اس شرط کے اور مہر کچھ نہ ٹھیرے پس اس صورت مین یہ شرط لغو ہوگی اور مہر مثل لازم آویگا)

اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجالاویگا اُسکو قرآن پڑھاویگا تو
ان دونون صورتون مین بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے (نہ خدمت اور قرآن کا پڑھانا)
ہان اگر شوہر غلام ہو (اور شرط خدمت کرے) تو البتہ (اس صورت مین) عورت کو (بجاے
مہر مثل کے) شوہر سے خدمت لینی لازم ہوگی اور اگر کسی عورت کا مہر ہزار تھا اور خاوند
سے ہزار مہر کی بابتہ لیکر اسی کو ہبہ کردے پھر اس عورت کو صحبت سے پہلے طلاق
ہوگئی تو خاوند آدہا مہر یعنی پانسو عورت سے اور لے (اسواسطے کہ ہزار جو مہر کے واجب تھے
وہ اُسنے دیدئے تھے مگر پہلے صحبت کے طلاق دیدینے سے اُسکے ذمے صرف پانسو ہی
لازم ہوئے اسلیئے پانسو عورت سے ہٹالیوے اور وہ جو ہزار لے چکا ہے وہ ہبہ کیے تھے
مہر سے اُنکو کچھ علاقہ نہین) پھر اگر ایسی صورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور
ہزار خاوند کو ہبہ کرے یا جو اسباب کہ مہر مین تھا اسکو قبضہ کرنے سے پہلے یا پیچھے خاوند
کو ہبہ کردے۔ اور پھر صحبت سے پہلے طلاق دیجاوے تو اس صورت مین خاوند اس سے
کچھ نہ پھیرے (اسلیئے کہ اس صورت مین عورت کے پاس کچھ زائد نہین پہونچا ہے کہ خاوند
اُس سے واپس کرے اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے ہبہ کرنے کی یہ ہے
کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے اداکرنے پر ٹھیرائی تھی عورت نے وہ چیز مول لیکر خاوند کو ہبہ
کردی) اور اگر کسی عورت سے اس شرط سے نکاح کیا کہ اسکو اسکے وطن سے باہر لیجاونگا
یا اسپر دوسرا نکاح نکرونگا اور ہزار مہر کے ٹھیرائے یا یہ شرط کی کہ اگر اسکو اسکے وطن مین
رکھونگا تو ہزار دونگا اور وطن سے باہر لیجاونگا تو دو ہزار دونگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اُسکے
وطن ہی مین رہا تب تو اُسکو ہزار دینے پڑین گے اور اگر (شرط) پوری نہ کی (اور اُسکے
وطن مین اُسکے ساتھ نہ ٹھیرا) تو اسکو مہر مثل دینا ہوگا۔ اور اگر مہر عورت کا نکاح مین

دو غلامون سے ایک کو کہا (معین نہ کیا کہ کونسا ہے) اور اُن دونون غلامون کی قیمت
مختلف ہے) تو (اس صورت مین مہر مثل (کو) حکم کیا جاویگا (یعنے مہر مثل جس غلام کی
قیمت کے موافق ہوگا وہی غلام مہر مین رہیگا) اور اگر نکاح کیا کسی گھوڑے یا گدھے
کے عوض (یعنی گھوڑا اور گدھا معین نہ کیا) تو بیچ کی جنس دینی واجب ہوگی (یعنی نہ بہت
اچھا نہ بہت بُرا دینا ہوگا) خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر مہر ایک تھان
کپڑے کا مقرر کیا یا شراب یا سور (کو ٹھیرایا) یا کہا (کہ اس کپڑے پر (نکاح کرتا ہون) اور
وہ شراب تھی یا (کہا کہ) اس غلام خاص پر اور وہ آزاد تھا تو (ان سب صورتون مین) مہر
مثل واجب ہے۔ اور اگر دو غلامون معین کو مہر ٹھیرایا اور (اُنمین سے) ایک آزاد نکلا تو مہر
(صرف وہی) غلام (باقیماندہ) ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل صرف صحبت سے واجب
ہوتا ہے اور وہ بھی (جسقدر خاوند بی بی نے) مقرر (کیا تھا اس) مقدار سے زائد دینا
نہ چاہیے اور نکاح فاسد سے بچے کا نسب ثابت ہوتا ہے (یعنے ولدالزنا کہلاویگا) اور عدت
بھی (عورت پر لازم ہوتی ہے) اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
جب دونون (عورتین) عمر (مین) اور خوبصورتی (مین) اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل
اور دینداری اور کنواری ہونے مین برابر ہون اور اگر اسطرح کی عورت باپ کی قوم
مین نہ پائی جاوے تو اجنبی عورت کا (جو اسکی برابر ان چیزون مین ہو مہر معتبر ہوگا)
اور اگر عورت کا ولی (خاوند کی طرف سے مہر کا ضامن ہو جاوے تو درست ہے اور عورت
کو (اس صورت مین) اختیار ہے چاہے مہر کا مطالبہ اپنے ولی (ذمہ دار) سے کرے خواہ خاوند
سے (مانگے) اور عورت کو پہنچتا ہے کہ اپنے مہر کے لینے کے واسطے مرد کو صحبت کرنیسے
اور دوسرے شہر مین لیجانے سے روکے (گو اول اس سے صحبت کر چکا ہو) اور اگر عورت

ف مثلاً بے گواہون کے نکاح ہوا ہو ۱۲
ف یعنی عورت کی بہنون اور پھوپھیون وغیرہ کا معتبر ہے ۱۲ اسکی ماں اور خالہ وغیرہ کا معتبر نہیں ۱۲

ومرد مہر کی مقدار مختلف بیان کرین تو مہر مثل کا حکم کیا جاویگا (جسکے بیان سے مہر مثل ملتا ہوگا وہی معتبر ہوگا) اور اگر پہلے صحبت سے طلاق دیدی ہو (اور مہر مین اختلاف واقع ہو) تو (اس صورت مین) جوڑے کا حکم کیا[ل] جاویگا اور اگر اصل مہر مین تکرار ہو (کہ ایک کہے کہ مہر کچھ ٹھیرا ہے اور دوسرا کہے کہ کچھ نہین ٹھیرا) تو مہر مثل واجب ہوتا ہے گو دونون خاوند بی بی مرجاوین اور اگر (خاوند بی بی کے) وارث (بعد اُن دونون کے مرجانیکے) مقدار مہر مین اختلاف کرین تو مرد کے وارثون کا قول معتبر ہوگا (عورت کے وارثون کا نہوگا) اور جو شخص اپنی بی بی کو کچھ بھیجے پھر وہ عورت دعوے کرے کہ وہ چیز ہدیہ تھی اور مرد کہے کہ وہ مہر مین تھی تو (اس صورت مین) قول مرد کا معتبر ہوگا اُن چیزون مین جو کھانے کی جنس سے نہون (یعنی کھانے کی چیزون کو مہر مین سے تصور نکرینگے گو مرد بیان کرے کہ مین نے مہر کی نیت سے بھیجی تھی اس لیے کہ ظاہر حال سے وہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے) اور اگر کوئی جزیہ دینے والا مرد جزیہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مردار جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہ امر اُنکے یہان جائز ہو پھر اُس سے صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوے یا خاوند مرجاوے تو اُس عورت کا مہر کچھ نہ ملیگا۔ اور یہی حال حربی عورتون کا ہے کفرستان مین (کہ ان صورتون مین اُنکو مہر نہ ملے گا یعنی اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم نہ دے گا) اور اگر کوئی ذمی کسی عورت سے معین شراب کے عوض یا معین سور کے عوض مین نکاح کرے پھر وہ دونون مسلمان ہوجاوین یا ایک (اُن مین سے مسلمان ہو جاوے) تو عورت کو وہی شراب اور سور ملین گے اور اگر شراب اور سور کو معین نہ کرے تو شراب کی قیمت ملے گی اور سور کی صورت مین مہر مثل دلایا جاوے گا

[ل] یعنے اُس جیسی عورت کا جوڑا جسکے بیان سے مطابق پڑے گا وہی معتبر ہوگا ۱۲

باب غلام کے نکاح کے بیان میں۔ غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوند سے اولاد والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین بس اگر کوئی غلام آقا کی اجازت سے نکاح کرے تو مہر مین بیچڈالا جاویگا اور مدبر اور مکاتب (یعنی جو آقا کے مرنے کے بعد یا کسیقدر مال بر آزاد ہو تو یہ دونون مہر مین) بیچے نہ جاوینگے (بلکہ) کما کر مہر ادا کرینگے۔ اور (اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اُس نے غلام سے کہا کہ) اُس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو (یہ) لفظ اجازت (نکاح کی متصور) ہوگا (اسلیے کہ طلاق رجعی وہی ہے جس مین پھر عورت سے رجوع کرنا درست ہو) اور اگر اُسنے یہ کہا کہ اُس عورت کو) طلاق دیدے یا الگ کر دے (تو ان الفاظ سے نکاح کی) اجازت نہ ہوگی اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہے (یعنے آقا نے اگر اجازت دی اور غلام نے نکاح فاسد کیا تو یہ نکاح بھی آقا کی اجازت سے شمار ہوگا) اور اگر مالک اپنے کسی غلام کا نکاح کسی عورت سے کر دے اور اس غلام کو تجارت کی اجازت دے رکھی ہو تو یہ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنے مہر کے باب مین اور قرضخواہونکی شریک ہوگی۔ (یعنی غلام پر اگر لوگونکا تجارت مین قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ ان قرضون کے متصور ہوگا) اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کر دے تو اسکے ذمے یہ لازم نہین کہ اسکے لیے کوئی جگہ بھی علیحدہ سونے کی مقرر کر دے بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت کرے اور خاوند کو جب موقع ملے اُس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہے (یعنے انکا دل چاہے یا نچاہے آقا کو اختیار ہے کہ نکاح کر دے) اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سے پہلے مار ڈالے تو اس کا مہر ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت اپنے آپ کو صحبت سے پہلے مار ڈالے تو اُسکا مہر نہ جاویگا

باب غلام کے نکاح کے بیان مین

ف ۱ یعنے در صورت صحبت کے مہر مین بک سکتا ہے ۱۲

ف ۲ یا تو مہر اسکو اپنے گھر سے جاوے ۱۲

(اُسکے وارثون کو مہر کا دعوی پہونچتا ہے) اور عزل کے باب مین اجازت آقا کی چاہیئے (لونڈی کا قول معتبر نہین۔ عزل اُسکو کہتے ہین کہ صحبت کے وقت انزال سے پہلے ذکر نکال لے تاکہ نطفہ باہر گرے اور حمل نہ رہے اور یہ حرکت کراہت کے ساتھ درست ہے) اور اگر کوئی لونڈی یا مکاتبہ (نکاح کے بعد) آزاد ہوجاوے تو اُنکو (نکاح کے باقی رکھنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جاوے گا اگرچہ اُنکا شوہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی رح کا خلاف ہے اور جس صورت مین کہ اُن کا شوہر غلام ہو تو انکو بالاتفاق اختیار رہے) اور اگر لونڈی بدون اجازت (آقا کے) نکاح کرے اور پھر آزاد کیجاوے تو اسکا نکاح (کہ موقوف تھا اب) بدون اختیار کے جاری ہوجاویگا۔ پھر اگر اُسکا شوہر (اُسکے) آزاد ہونے سے بیشتر (اُس سے) صحبت کرے تب تو مہر آقا کو ملیگا اور اگر آزاد ہونے کے بعد صحبت کرے تو مہر لونڈی کا ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے اور اُس سے بچہ پیدا ہو اور وہ اُسکا دعوی کرے (کہ میرا ہے) تو اُس بچے کا نسب باپ سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی حرم ہوجاویگی اور اسکی قیمت (اپنے بیٹے کے مالک کو) دینی پڑے گی صحبت کا تاوان اور بچے کی قیمت نہ دینی ہوگی اور اگر باپ نہو (اور دادا یہی بات کرے) تو دادے کا حال بھی باپ ہی کا سا ہے اور اگر بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سے کردے اور اُس سے اولاد ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہو گی (بلکہ اسکی منکوحہ ہے) اور (اسصورت مین باپ پر اوسکی قیمت واجب نہو گی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اُسکی اولاد آزاد ہوگی (اسلیے کہ لونڈی کی اولاد کا مالک اُسکا آقا ہوا کرتا ہے اور اسصورت مین آقا اولاد کا علاتی بھائی ہے اسی جہت سے وہ بھائی پر آزاد ہوگی) جو آزاد عورت کہ (غلام کے نکاح میں ہو

وہ اگر اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میری طرف سے ہزار کے عوض آزاد کردے
اور وہ ایسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہوجاویگا (اسلیے کہ اس کلام کے کہنے سے عورت
مذکور اپنے خاوند کی مالک ہوجاتی ہے اور پھر وہ آزاد ہوتا ہے اور عورت کو اپنے شوہر
کا مالک ہونا نکاح کا مفسد ہے) اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو (البتہ) نکاح فاسد
نہوگا (اسلیے کہ عورت شوہر کی مالک نہوئی) اور اس صورت مین غلام کی ولا آقا کو
پہونچےگی نہ کہ اس عورت کو کیونکہ آزاد کرنے والا وہی ہے اور پہلی صورت مین ولا
عورت کو پہونچےگی کہ وہ آزاد کرنے والی ہے اور آقا صرف وکیل ہے۔ ولا اُس مال کو
کہتے ہین کہ مرنے کے بعد اگر میت کا کوئی وارث قرابت دار نہو تو اسکے آزاد کرنے والے
کو وہ ترکہ پہونچے ٭

باب نکاح کافر کے بیان مین

باب کافر کے نکاح کے بیان مین۔ اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہونکے نکاح
کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرلے جو دوسرے کافر کی عدت مین تھی اور یہ امر اُنکے دین
مین درست ہو تو اب اگر وہ دونون مسلمان ہوجاوینگے تو انکا وہی پہلا نکاح قائم رکھا
جاویگا لیکن اگر عورت اس مرد کی محرم ہوگی (مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ) تو (اس صورتین) ان
دونون کو جدا کردیا جاویگا (اگرچہ اُن کے دین مین درست ہو) اور جو مرد خواہ عورت کہ مرتد
ہوگئے ہون (یعنے دین اسلام سے پھر گئے ہون) وہ کسی سے نکاح نکرین (یعنے نہ مسلمان
سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے اسلیے کہ مرتد کا نکاح جائز نہین) اور لڑکا ماں باپ سے دین مین
بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنے اگر شوہر مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو انکی اولاد
کو مسلمان تصور کرینگے) اور آتش پرست بہ نسبت یہودیون اور نصرانیون کے برا ہے (اس سے
یہ نکلا کہ جو اولاد اہل کتاب مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میاں بی بی

مین ایک مسلمان ہوجاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان
ہوجاوے تو بہتر ہے (نکاح باقی رہے گا) ورنہ دونون کو جدا کردیا جاوے اور (اگر مرد مسلمان
ہونیسے انکار کریگا تو اس) کا انکار طلاق متصور ہوگا۔ لیکن عورت کا انکار طلاق نہوگا (بلکہ
صرف جدا ہونا ہوگا) اور اگر دونون مین سے ایک دارالحرب مین مسلمان ہو تو عورت نکاح
سے جدا ہوگی جب تک کہ تین بار حیض سے نہولے اور اگر کتاب والی عورت کا شوہر
مسلمان ہوجاوے تو دونون کا نکاح باقی رہیگا (اسلیے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
نکاح جائز ہے) اور دو ملکون کا علیحدہ ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید مین آنا (یعنے اگر مرد و عورت
مین سے ایک مسلمان ہوکر کفرستان سے دارالاسلام مین چلا جاوے تو جدائی ہوجاویگی
اور اگر کسیکو انمین سے قید کرکے اسی ملک مین رکھین تو جدائی نہوگی جب تک کہ اسکو
دارالاسلام مین نہ لاوین) اور جو عورت کہ دارالحرب سے ہجرت کرکے دارالاسلام کو چلی آوے
اور اسکو حمل نہو وہ بدون عدت مین بیٹھنے کے نکاح کرلے (حائل جو عبارت کنز مین ہے
اسکے معنے جو عورت حاملہ نہو) اور دونون مین سے کسیکا مرتد ہوجانا اسیوقت نکاح
کا ٹوٹ جانا ہے پس جس عورت سے صحبت کی ہو اُسکا تمام مہر لازم ہوگا اور جس سے
صحبت نہ کی ہو اُسکا نصف مہر دینا پڑیگا (یعنے جس صورت مین کہ مرد مرتد ہوجاوے
اور اگر عورت مرتد ہو تو اسکو مہر نہ ملیگا) اور مسلمان ہونے سے انکار کردینا مرتد ہونے کے
حکم مین ہے۔ (یعنی جب دونون مین سے ایک مسلمان ہوجاوے۔ اور دوسرے کو
مسلمان ہونے کو کہا جاوے اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے دونون مین جدائی واقع
ہو تو مہر کے واجب ہونے اور نہ ہونے مین اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے جو اوپر مذکور
ہوا) اور اگر دونون اکھٹے مرتد ہوجاوین اور ساتھ ہی مسلمان ہون تو عورت و مرد مین جدا

نہوگی لیکن اگر آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہوجاویگی -

باب عورتون کی نوبت کے بیان مین - نوبت کے باب مین کنواری[ع] اور بیاہی برابر ہے - اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر - اور آزاد عورت کی باری لونڈی کی نسبت دونی ہے (اگر ایک روز منکوحہ لونڈی کی باری کا ہو تو دو روز آزاد منکوحہ کے مقرر کرے) اور مرد کو اختیار ہے کہ جس بیوی کے ساتھ چاہے سفر کرے (اس مین باری کی رعایت نہین مگر قرعہ ڈالنا مستحب ہے جسکے نام قرعہ نکلے اسی کو ساتھ لیجاوے) اور عورت کو اختیار ہے کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخشدی ہو پھر اس سے لے لے (واللہ اعلم)

باب عورتون کی نوبت کے بیان مین

ع یعنی جسکی کنواری اور بیاہی بیویان ہون اسکو برابر باری دینی ہوگی ۱۲

کتاب الرضاع

کتاب الرضاع

اس مین دودھ پینے کا بیان ہے - دودھ پینا اسکو کہتے ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص وقت مین کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پیوے اور اسکے باعث اگرچہ تیس مہینے کے اندر کم ہی پیا ہو وہ رشتے حرام ہوجاتے ہین جو قرابت نسب سے تھے مگر دودھ کی بہن کی مان اور اسکے بیٹے کی بہن (کہ نسب مین حرام تھی اور دودھ مین حرام نہین ہین اسلیے کہ نسبی بہن کی مان یا اپنی حقیقی مان کی یا باپ کی بی بی ہوگی جو دونون حرام ہین اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کرچکا ہے اور یہ دونون بھی حرام ہین بخلاف دودھ کے کہ اسمین یہ رشتے حلال ہین واضح ہو کہ امام شافعی رح کے نزدیک دودھ پینے سے حرمت کی شرط یہ ہے کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظم رح کے نزدیک ایک بار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہے اور انکی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ[ع] کہ اس مین مطلق دودھ پلانا

ع حرام ہین تمہاری مائین جنہون نے تمکو دودھ پلایا ۱۲

ارشاد ہوا پانچ بار کی قید نہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ دودھ پینے سے
وہ رشتے حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین بھی شرط گنتی اور تھوڑے اور بہت کی نہین
اور اسیطرح حضرت ابن عباس رضؓ اور ابن مسعود رضؓ سے مروی ہے اور نیز امام شافعی رح
کے نزدیک دودھ پینے کی مدت دو برس ہے یعنی اسی کے اندر پینے سے حرمت ثابت
ہوتی ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک تیس مہینے ہین اور انکی دلیل یہ آیت ہے وَحَمْلُہٗ
وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا ظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل اور دودھ چھڑا
کی ہر ایک کی مدت تیس ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہین ہوتی
تو دودھ چھڑانے کو تیس ۳۰ مہینے قائم رکھے اور اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ مدت جو اس
آیت مین مذکور ہے وہ دونون چیزون کے مجموعے کے لیئے ہے تو جس صورت مین کہ
حمل کی کمتر مدت چھ مہینے اختیار فرمائی ہے تو دو برس بھی کمتر مدت دودھ کی ہوگی) اور
دودھ پلانیوالیکا وہ خاوند جس سے اسکے دودھ پیدا ہوا ہے وہ شیرخوار بچے کا باپ ہوگا
اور اسکا بیٹا اس بچے کا بھائی اور اُسکی بیٹی بچے کی بہن اور اُسکا بھائی بچے کا چچا اور اُسکی
بہن اُسکی پھوپھی ہوگی اور اپنے بھائی کی دودھ کی بہن اور نسبی بہن حلال ہوسکتی ہیں
(دودھ کی صورت تو ظاہر ہے مگر نسب کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو
بیبیون سے ہون اور اُن بیبیوںمین سے ایک کے ایک لڑکی بھی ہو دوسرے خاوند سے
تو یہ لڑکی دوسری بی بی کے لڑکے کو حلال ہوگی اسی لیئے کہ ان دونون مین کوئی قرابت
نہین مگر اسی بی بی کے لڑکے کو حلال نہین اس لیئے کہ وہ اخیافی بہن اُسکی ہے) اور
دو شیرخوار جنہون نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو اُنمین حلت نہین (یعنی اُن دونونکا
نکاح نہین ہوسکتا اس لیئے کہ وہ دونون بھائی بہن ہین) اور نہ کوئی دودھ پینے والی

لہ اور اس کا حمل اور دودھ سے چھوٹنا تیس ۳۰ مہینے مین ہے ۱۲

اپنی دودھ پلانیوالی کے لڑکے یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہیئے کہ مسئلہ پہلی عبارت
سے بھی سمجھ مین آتا ہے لیکن مصنف نے تاکید اور تصریح کے لیئے جو اس باب مین مناسب
ہے اُسکو دوبارہ بیان کیا اور دودھ کے مسائل کی جامع یہ بیت مشہور ہے ؎
از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند ٭ وز جانب شیرخوار زوجان و فروع یا یعنے دودھ پینے
والے کے اصول مثل باپ دادے کے اور اُنکی اولاد یعنی شیرخوار کے بھائی اور چچا یہ
لوگ دودھ پلانیوالی اور اسکی بیٹی پوتی پر حرام نہین ہوتے) اور جو دودھ کہ بچے کو کھانے
مین ملاکر دیا جاوے خواہ دودھ غالب ہو یا کھانا وہ حرام نہین کرتا (اسلیئے کہ حکم کھانیکا
ہے نہ دودھ کا) ہان اگر دودھ کو پانی مین یا دوا مین یا بکری کے دودھ یا دوسری عورت
کے دودھ مین ملاکر دیا تو ان صورتون مین اگر دودھ غالب ہوگا تب حرمت ہوگی (اور اگر
دوسری چیز غالب ہوگی تو وہی کہلاویگی اور حرمت اُس سے متعلق ہوگی مگر دو عورتونکے
دودھ کی صورت مین ایک کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودھ غالب ہوگا) اور کنواری
عورت کے اگر دودھ اُتر آوے اور مری ہوئی عورت کا دودھ دونون حرام کرنے والے ہین
لیکن اگر دودھ کا حقنہ بچہ کو کیا جاوے (یعنے پاخانہ کی راہ سے دودھ اندر پہونچایا جاوے)
یا مرد کے دودھ اُتر آوے یا بکری کا دودھ دو بچے پیوین (تو ان صورتون مین حرمت)
نہوگی اور اگر کوئی عورت اپنی دودھ پیتی سوت کو دودھ پلاوے تو یہ دونون مرد پر حرام
ہوجاتی ہین (اسلیئے کہ مان بیٹی کا نکاح مین رکھنا حرام ہے اور اس صورت مین بڑی کو مہر
نملے گا اگر اُس سے شوہر نے صحبت نہ کی اور چھوٹی کو نصف مہر دیوے اور یہ آدھا مہر
بڑی سے لیوے اگر اسنے جان بوجھکر نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچھ نہ لے اور جس گواہی
مال ثابت ہو اُسی سے دودھ کا پینا بھی ثابت ہوتا ہے (یعنے دو مرد یا ایک مرد

دو عورتون کی گواہی سے دودھ کا پینا ثابت ہو جاتا ہے۔

کتاب الطلاق

اسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہے (واضح ہو کہ سب مباح چیزون مین سے زیادہ بری طلاق ہے اسلیے کہ اسمین نکاح کا دور کرنا ہے جو سنت یا واجب ہے۔ لیکن جب بعد نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اسواسطے شریعت نے اسکو درست کیا) جو قید کہ شریعت سے نکاح کی باعث ہوتی ہے اسکے دور کرنے کو طلاق کہتے ہین (پھر طلاق کی تین قسمین ہین ایک یہ ہے کہ) عورت کو ایسے طہر مین جسمین صحبت نہ کی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی عدت پوری ہو جاوے اس (طرح کی طلاق) کو احسن کہتے ہین (دوم یہ کہ) تین طہر والی مین طلاق دے اسکو حسن اور سنی کہتے ہین (یعنی انکا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوا تیسرے یہ کہ) تین طلاقین ایک طہر مین یا ایک لفظ مین دے مثلاً یہ کہے کہ مین نے تجھکو تین طلاقین دین) اسکو بدعی کہتے ہین (یعنی منسوب بدعت کیطرف ہے) اور جس عورت سے صحبت نہوئی ہو اسکو طلاق سنی حالت حیض مین بھی ہو سکتی ہے (یعنی اسکے حق مین حیض حکم طہر کا رکھتا ہے طلاق کے باب مین) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اسکی طلاق کو مہینون پر منقسم کرنا چاہیے (یعنی اگر ایسی عورت کو طلاق سنی دیجاوے تو ہر طہر کی عوض مین ایک مہینا ہوگا) اور صحبت کے بعد انکو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کر لی ہو اسکو حالت حیض مین طلاق دینی بدعت ہے پس (ایسی طلاق کے بعد) عورت سے رجعت کر لے اور دوسرے طہر مین اسکو طلاق دے اور اگر ایسی صحبت کی ہوئی سے کہا تجھکو تین طلاق مین بطور سنت کے تو ہر طہر پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نیت کر لے کہ تینون طلاقین اسی ساعت مین پڑ جاوین

باب الطلاق ۱۲

در صورت اعتدال طبیعت کے نکاح سنت ہے اور در صورت غلبہ شہوت اور خوف زنا مین مبتلا ہونے کے واجب ہے ۱۲

طہر ان دو نون حیضون کے بیچ جنمین عورت پاک رہے ۱۲

ایک ایک پڑے تو جائز ہے اور طلاق ایسے شوہر کی پڑا کرتی ہے جو عاقل اور بالغ ہو گو اُس سے کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور مست کی طلاق اور گونگے کی طلاق اشارے سے اور غلام کی (بھی واقع ہوتی ہے) مگر لڑکے کی اور دیوانے کی اور سوتے ہوئے شخص کی اور آقا کی طلاق جو اپنے غلام کی منکوحہ کو دے نہیں پڑتی اور طلاق (کی گنتی) کا اعتبار عورتون سے ہے اور وہ آزاد عورت کے حق مین تین ہین (گو شوہر آزاد ہو یا غلام) اور لونڈی کے حق مین دو ہین (اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام)

باب صریح طلاق کے بیان مین (صریح طلاق کے یہ الفاظ ہین کہ) تو طلاق والی ہے یا طلاق دی ہوئی ہے یا مین نے تجھ کو طلاق دی اور ان (الفاظ) سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنے کی یا کچھ نیت نہ کرے اور اگر (یہ الفاظ) کہے کہ انتِ الطلاق و انتِ طالق الطلاق و انت طالق طلاقًا تو (ان لفظون سے) ایک طلاق رجعی پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھ نہ ہو یا نیت ایک طلاق کی خواہ دو کی کرے لیکن اگر نیت تین طلاقون کی کریگا تو تین پڑ جاوینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب کیا یا ایسی چیز کی طرف جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلاً گردن اور گلا اور روح اور بدن اور جسم اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اسکے حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا جیسے آدھا اور تہائی ہے تو ان صورتون مین طلاق پڑ جاویگی (اور) اگر ہاتھ اور پاؤن اور انگلی اور مقام پاخانہ کی طرف نسبت کیا مثلاً کہا کہ تیری انگلی پر طلاق ہے تو (طلاق) نہ پڑے گی (اس لئے کہ ان اعضا سے تمام بدن کو تعبیر نہین کرتے) اور (اگر کہے کہ) آدھی طلاق (ہے) یا تہائی طلاق (ہے) تو پوری طلاق ہوگی اور دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین طلاقین ہونگی اور (اگر یون کہے کہ) ایک طلاق سے لے کر دو تک کے درمیان مین (ہے تو) ایک طلاق پڑے گی۔ اور

ف طلاق رجعی وہ ہے جس مین عدت کے اندر عورت سے بغیر نکاح رجوع کر سکے اور بائن طلاق وہ ہے جس سے بغیر نکاح کے رجوع جائز نہیں ۱۲ منہ

ف تو طلاق ہے نہ طلاق والی ہے خاص لفظ کی تو طلاق والی ہے طلاق سے ۱۲

(ایک سے) تین تک (خواہ ایک سے تین تک کے درمیان مین کہنے سے) دو طلاقین ہوتی ہین
اور (اگر کہے) ایک در دو (تو) ایک طلاق ہوگی - اگرچہ نیت نکرے یا نیت ضرب کی کرے اور
اگر (ان لفظون سے) ایک اور دو مراد لے تو (اس صورت مین) تین پڑین گی (جاننا چاہیے
کہ ضرب کے معنے فقہا کے نزدیک یہ ہین کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب فیہ کے زیادہ
ہوجاوین پس ایک کی ضرب تین مین یہ ہے کہ ایک کے تین جز ہوگئے یہ معنے نہین کہ ایک کو
تین بار اعتبار کرین جیسا کہ حساب مین ہوتا ہے) اور دو در دو (کہنے مین) دو طلاقین ہونگی
گو ضرب کی نیت کرے - اور (اگر یون کہے کہ) یہان سے شام تک طلاق ہے (تو اس سے)
ایک طلاق رجعی ہوگی اور (اگر کہے کہ) مکہ سے پاس یا مکہ کے اندر (یا گھر کے اندر طلاق ہے
تو یہ طلاق) اسیوقت پڑجاتی ہے - اور (اگر یون کہے کہ) جب تو مکہ مین داخل ہو (تو تجھے
طلاق ہے تو) یہ الفاظ معلق یعنی مشروط کرنے کے ہین (جب عورت مکے مین داخل ہوگی
اسوقت طلاق پڑیگی - اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئے ہے ورنہ ایک شہر
اور گانون کا بھی حکم ہے)

فصل جس صورت مین کہ کہے تو طالق (یعنے طلاق والی) ہے کل کو یا کل مین تو اُسیر
طلاق صبح ہونے پر پڑے گی اور اگر (شوہر ان لفظون سے) نہایت عصر کے وقت کی
کرے تو صرف دوسرے لفظ مین جائز ہوگی (یعنی اگر کہا کہ کل مین طالق ہے) اور (اگر کہا
کہ تو طالق ہے) آجکل یا کل آج (تو ایسے الفاظ) مین اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے (دوسرے کا
اعتبار نہین پس جو لفظ زبان سے اول کہا ہے اسمین طلاق پڑیگی) اور اگر کہے کہ
تو طالق ہے پیشتر اس سے کہ مین تجھسے نکاح کرون یا تو کل طالق تھی حالانکہ اُس سے نکاح
آج کیا ہے تو یہ طلاق لغو ہے (اسلیے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھ معنی نہین) اور اگر

اس سے نکاح کل سے پیشتر کرچکا تھا تو طلاق اسوقت پڑے گی (اسلیے کہ گذرے ہوئے زمانے مین طلاق نہین پڑ سکتی تو ضرور ہوا کہ جسوقت طلاق دیتا ہی اسوقت پڑے) اور اگر یون کہے کہ تو طالق ہے جسوقت مین کہ مین تجھکو طلاق دون اور (یہ کہکر) چپ ہو رہا تو طلاق پڑ جاویگی (اسلیے کہ جب چپکا ہوا تو ایک وقت ایسا ثابت ہوا کہ اسمین طلاق ندی حالانکہ وہ وقت طلاق دینے کے قابل تھا پس اسوقت مین طلاق پڑ جاویگی اور (اگر یہ کہا کہ) تو طالق ہے اگر مین تجھکو طلاق دون تو (یہ طلاق) نہین پڑی جبتک کہ ایک اُن دونون مین سے نہ مر جاوے۔ اور (اگر یون کہے کہ) تو طالق ہے اسوقت مین کہ مین طلاق ندون تو طالق ہے تو اس سے پچھلے لفظ سے طلاق پڑ جاویگی۔ اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے جس روز کہ مین تجھ سے نکاح کرون اور نکاح اُس سے رات کو کیا تو طلاق پڑ جاویگی (اسلیے کہ مراد مرد کی روز سے مطلق وقت تھا دن ہو یا رات) بخلاف اس (صورت) کے (کہ اپنی عورت سے کہے) کہ تیرا اختیار تیرے ہاتھون مین ہے جس روز ایسا معاملہ ہو (اور اس اختیار دینے سے اسکی نیت طلاق کی ہو پھر وہ معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور (اگر کہے مین) تجھ سے طلاق والا ہون (تو یہ لفظ) لغو ہے اگرچہ طلاق کی نیت کرلے (اسلیے کہ طلاق مرد کی طرف سے عورت کو ہوا کرتی ہے نہ مرد کو عورت کی طرف سے) اور اگر یہ کہے کہ مین تجھ سے جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا ہو جاتی ہے اور (اگر یہ کہے کہ) تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہین یا (تو طلاق والی ہے) میرے مرنے کے ساتھ خواہ اپنے مرنے کے ساتھ (تو یہ الفاظ) لغو ہین انسے طلاق نہین ہوتی اور اگر شوہر عورت کے کل یا جزو کا مالک ہو جاوے یا عورت اپنے شوہر کے کل خواہ جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہے پھر اگر شوہر اپنی منکوحہ (کو خرید کر) طلاق دے گا تو نہ پڑیگی (اسلیے کہ خریدنے کے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق

کی جگہ ہی نرہی اگر یون کہے کہ جب ہی تیرا آقا تجھے آزاد کرے تب ہی تجھ کو دو طلاق ہین پس آقانے اُسے آزاد کردیا تو شوہر کو اس سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے (اس لئیے کہ طلاق آزادی کے ساتھ پڑی ہے تو دو طلاق سے وہ بائن نہوگی لونڈی رہتی تو وہ بائن ہوجاتی) اور اگر لونڈی کا آزاد ہونا اور دو طلاقین کل کے آنے پر مشروط کردیجائین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار نرہیگا اور (اُس عورت کی) عدت تین حیض ہونگی (اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ شوہر نے اپنی منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجھکو دو طلاقین ہین اور اُس لونڈی کے آقانے کہا کہ جب کل ہو تو تو آزاد ہے پس جسوقت دوسرا دن ہوگا وہ عورت دو طلاق سے بائن ہوجائیگی اور رجعت کے قابل نرہے گی اسلیے کہ طلاقونکے پڑنے کے وقت وہ لونڈی تھی مگر عدت اُسکی تین حیض ہونگی کہ عدت کے وقت مین بلاشبہ آزاد ہے اور آزاد کی عدت تین حیض ہین اور فرق اول مسئلے اور دوسرے مسئلے مین یہ ہے کہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اس عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے اور دوسرے مین آزادی سے پہلے پڑتی ہے) اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے اتنی اور اشارہ تین انگلیون سے کرے تو تین طلاقین پڑینگی (اور اگر کہے کہ) تو طالق ہے بائن یا بتہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا گھر بھر یا طلاق سخت (یا لمبی یا چوڑی تو ان سب الفاظ سے) ایک بائن طلاق پڑے گی (بشرطیکہ تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی۔)

فصل صحبت سے پہلے طلاق دینے کے بیان مین

جو عورت غیر مدخولہ ہو (یعنے شوہر نے اس سے صحبت نہ کی ہو) اسکو اگر شوہر تین طلاقین اکھٹی دیوے تو تینون پڑجاوینگی (اور اگر جدا جدا کرکے دیوے) تو عورت پہلے ہی طلاق مین نکاح سے باہر ہوجاویگی اور اگر طلاق کہہ کر

ذکر نکرنے پایا تھا کہ عورت مرگئی تو وہ طلاق لغو ہوئی (اسلیے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تھا تو گویا کچھ منہ سے نکالا ہی نہ تھا) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک اور ایک یا ایک سے پہلے ایک یا ایک جسکے بعد ایک ہو تو (ان سب صورتون مین) ایک ہی پڑے گی (اس لیئے کہ عورت غیر مدخولہ تھی ایک سے بائن ہوگئی دوسری کا محل نرہی) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جسکے پہلے ایک ہو یا ایک ہے جس کے ساتھ ایک ہو تو ان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین (اسلیے کہ دونون ایک ساتھ پڑین آگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تھین تو بولنے سے پیشتر صرف خیال اور تصور مین تھین اسلیے ایکبارگی پڑین) اور (اگر یون کہے کہ) جب تو داخل ہو تو تو طالق ہے ایک اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر شرط کو پیچھے بولے (یعنے یون کہے کہ تو طالق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو) تو دو پڑین گی۔

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیان مین۔ کنایات سے عورت کو طلاق نہین پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر (شوہر) کہے کہ تو عدت مین بیٹھ اور اپنے رحم کو صاف کر اور انتِ واحدۃ تو (ان صورتون مین) ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان (الفاظ) کے سوا (اگر دوسری کنایات بولیگا تو) ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کرے۔ اور جائز ہے تین طلاقون کی نیت کرنی کنایات مین (اس مسئلے مین امام شافعی رح کا خلاف ہے کہ اُنکے نزدیک کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام اعظم رح کی یہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا بلکہ صریح طلاق مین بھی قیاس یہی ہے لیکن ضرورت صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہے اور روایت کیا ہی عبدالرزاق نے

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیان مین

یعنی انتِ طالق بہ طلاق واحدہ

کہ کنایات سے طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہ کا قول ہے سوائے حضرت ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے اور امام محمد نے اپنی کتاب الآثار مین اسی طرح کہا ہے) اور (الفاظ) کنایات (کے) یہ ہین (کہ تو) بائن[1] اور بتہ اور بتلہ (یعنے جدا ہے) حرام (ہے) خالی (ہے) پاک ہے تیری ڈور تیرے مونڈھے پر ہے اپنے میکے مین جا میں نے تجھے تیرے میکے کو دیا تجھے مین نے جدا کیا مین تجھ سے الگ ہوا تو جانے تیرا کام تو آزاد ہی اختیار کر گھونگٹ نکال جا دور ہن۔ چھپ جا دور ہو باہر نکل چلی جا اُٹھ کھڑی ہو۔ شوہر تلاش کر۔ اگر شوہر نے تین بار کہا کہ تو حیض شمار کر اور اول سے نیت طلاق کی کی اور دو بار حیض کے شمار سے (عدت) مراد لی تو اسکا قول مانا جاویگا۔ اور اگر ان دو پچھلے حیضون کے شمار کرنے سے کچھ نیت نہ کی تو تین طلاقین ہونگی اور اگر کہا کہ تو میری بیوی نہین یا مین تیرا خاوند نہین اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑجاویگی۔ اور طلاق صریح[2] طلاق صریح اور بائن دونون سے ملتی ہے اور بائن صرف صریح سے ملتی ہے نہ بائن سے مگر جس صورت مین کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو (تو اس صورت مین بائن سے بھی ملجاتی ہے اول مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ مینے تجھ کو طلاق دی یا طلاق کنایہ سے دی پھر اس طلاق کی عدت مین دوسری طلاق صریح دی تو یہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سے ملجاویگی اور اسپر دو طلاقین واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق صریح دی اور پھر بائن دی تو وہ صریح سے ملجاویگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پھر بائن دی تو یہ اول کے ساتھ نہ ملیگی اسلیے کہ جب طلاق اول سے عورت جدا ہوچکی تو پھر طلاق کی محل نرہی ہان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اسکا پڑنا شرط کے ہونے پر ہوگا اُس سے پہلے نہوگا اس لئے دوسری بھی اس اثنا مین پڑ سکتی ہے)

باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنے کے بیان مین۔ اگر شوہر اپنی بی بی

[1] بائن مشتق ہے بون سے جسکے معنے جدائی کے ہین اور بتہ نکلا ہے بت سے جسکے معنے قطع کے ہین اور بتلہ بتل سے ہے اسکے معنے بھی علیحدہ ہونے کے ہین ۱۲

[2] طلاق صریح اسکو کہتے ہین جس مین صریح وہ نیت کی ہووے ۱۲

باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنے کے بیان مین

اور اس سے نیت طلاق کی کرے اور وہ عورت اسی مجلس مین اپنے آپ کو اختیار کر لے تو
ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی۔ اور (اس صورت مین اگر شوہر تین طلاقونکی نیت کریگا
تو درست) نہوگی پھر اگر وہ عورت وہانسے اُٹھ جائے یا اور کام کرنے لگے تو اسکا اختیار جاتا
رہیگا۔ اور اس باب مین (یعنے اختیار کے ثابت ہونیمین) یہ شرط ہے کہ ذکر نفس کا یا اختیار
کا دونون مین سے ایک کے کلام مین پایا جاوے (مثلاً یا مرد کہے کہ اختیار کر اپنے نفس کو خواہ طلاق
کو یا عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونون کے کلام مین
سے کسی مین نہ پایا جاوے گا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورت سے
کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کرلی ہون یا مین نے
اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار
کر اختیار کر اور عورت جواب دے کہ مین نے اول کو یا دوم کو یا پچھلی کو اختیار کیا یا ایک اختیار
کو اختیار کیا تو تین طلاقین بدون نیت کے پڑجاوینگی اور اگر کہے کہ مین نے اپنی ذات کو
طلاق دے لی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اس صورت مین ایک طلاق
سے بائن ہوجاویگی (اور اگر شوہر عورت سے کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے ایک طلاق
کے باب مین یا یہ کہ ایک طلاق اختیار کرلے اور (اسکے جواب مین) عورت اپنی ذات
کو اختیار کرلے تو ایک طلاق رجعی پڑیگی (اسلیے کہ شوہر کے کلام مین صریح لفظ طلاق کا
موجود ہے اور صریح طلاق مین حکم رجعت کا ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ) تیرا معاملہ تیرے
ہاتھ ہے اور تین طلاقون کی نیت کی اور عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنی ذات کو
ایک دفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاقین پڑینگی اور اگر کہے کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق
دی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی۔ اور اگر

شوہر کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے آج اور پرسون تو اس قول مین رات داخل ہوگی (یعنے اختیار دن کو رہیگا رات کو نہوگا) اور اگر عورت اختیار اُس دن کا نہ مانے تو اس روز کا اختیار باطل ہو جائیگا اور پرسون کا اختیار اسکو رہیگا۔ اور اگر اختیار مین شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی تو اسمین رات بھی شامل رہیگی اور اگر اس روز کے اختیار کو عورت نہ مانیگی تو اسکی کل کو بھی اُسکو اختیار نرہیگا (اسلیے کہ اختیار کے وقت مین کوئی زمانہ اختیار نہ رہنے کا نہین) اور اگر اختیار دیئے جانے کے بعد عورت نے ایک دن کی دیر کی اور کھڑی نہوئی یا کھڑی تھی بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا تکیہ لگائے تھی بیٹھ گئی یا اپنے باپ کو مشورہ کیلیئے بلایا یا گواہون کو گواہ کرنے کو طلب کیا تھا سواری پر تھی سواری کو روک لیا تو (ان سب صورتون مین) اسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو چلایا تو اختیار نرہیگا۔ اور کشتی کا حال گھر کا سا ہے (یعنے کشتی اگرچہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہے سواری کی طرح نہین کہ چلنے سے اختیار جاتا رہتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے لے اور اس سے کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دے لی تو ایک طلاق رجعی پڑے گی اور اگر تین طلاقین دے لیویگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہوگی تو تینون پڑجاوینگی اور اگر عورت کہے کہ مینے اپنی ذات کو جدا کیا تو طلاق پڑجاویگی لیکن اگر کہے کہ مین نے اختیار کیا تو نہ پڑیگی اور (اس اختیار دینے سے) مرد رجوع کرنے کا مالک نہین رہتا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا ہے (یعنے بعد اس مجلس کے ہو چکنے کے اُسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا) ہان اگر شوہر (اختیار دینے مین) یہ بھی کہدے کہ جب تیرے جی چاہے ایسا کر لو تو اس صورتمین عورت اُس مجلس کے بعد بھی اپنے آپ کو طلاق دیسکتی ہے) اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منکوحہ کو طلاق دیدے تو یہ اجازت فقط اُس مجلس پر منحصر رہے گی (اُس مرد کا

جب دل چاہے طلاق دیوے) لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہے تو طلاق دیدے (اس صورت مین بعد اُس مجلس کے گذر جانے کے اختیار نرہیگا) اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دے لے اور عورت نے ایک طلاق دے لی تو یہ طلاق پڑجاوگی اور اسکے اُلٹے مین (یعنے مرد کہے کہ ایک طلاق دے لے اور عورت تین طلاقین دے تو) واقع نہوگی۔ اور اگر مرد کہے کہ تین طلاقین دے لے اگر چاہے اور عورت ایک دے اور مرد کہے کہ ایک دیلے اگر چاہے اور عورت تین دے لے اسصورت مین کچھ واقع نہوگی۔ (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اُس کو طلاق بائن یا رجعی کے دینے کو کہا اور عورت نے اسکی اجازت کے برعکس کیا (تو اس صورت مین) وہی پڑے گی جسکی اجازت شوہر نے دی تھی (اور اگر شوہر نے کہا کہ) تو طالق ہے اگر چاہے اور عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پھر شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس کلمے سے طلاق کی نیت کی یا یہ کہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک امر معدوم کا نام لے دیا تو دونون صورتون مین یہ قول باطل ہوجائیگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑجاوے گی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے جب چاہے یا جب کبھی چاہے اور عورت اسکو رد کرے تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر (اس لفظ سے صرف) ایک طلاق اپنے آپکو دے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ جتنی بار کہ تو چاہے طالق ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقین علیحدہ علیحدہ دے لے اور ایک ساتھ تین نہین دیسکتی اور اگر اس اختیار کی رو سے بعد نئے شوہر کے پھر طلاق دیوے تو واقع نہوگی (یعنے دوسرا نکاح کرکے اگر پھر شوہر اول کے پاس اتفاق آوے تو اُسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہتا) اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جہان اور جسجگہ چاہے تو طلاق نہ پڑیگی جبتک کہ اسی مجلس مین چاہے اور اگر کہا کہ جسطرح چاہے اور عورت نے

طلاق دے لی تو رجعی پڑے گی اور اگر عورت نے طلاق بائن چاہی یا تین طلاقین اور شوہر کی نیت بھی تھی تو وہی پڑجاویگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے جتنی چاہے اور جو چاہے اسی مجلس مین طلاق دے اور اگر عورت اس اختیار کو رد کرے تو رد ہوجاتا ہے اور اگر شوہر کہے کہ اپنی ذات کو تین مین سے جتنی چاہے طلاق دے لے تو عورت کو تین سے کم کا اختیار نہوگا (یعنے ایک یا دو کے دینے کا)

باب طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنے کے بیان مین۔ طلاق کا مشروط کرنا اُس صورت مین درست ہے کہ شرط ملک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سے وابستہ ہو مثلاً (شوہر) اپنی منکوحہ سے کہے کہ اگر تو میرے پاس آویگی تو تو طالق ہے (تو یہ شرط لگانا عین ملک نکاح مین ہے) اور (اگر) اجنبی سے کہے کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالق ہے (تو یہ شرط ملک نکاح کے ہونے پر ہوئی ہے) تو ایسی صورتون مین شرط کے بعد طلاق پڑجاتی ہے (یعنے نکاح یا پاس آنے کے بعد اوپر کی مثالون مین طلاق ہوجاویگی) اور اگر اجنبی عورت سے کہا کہ اگر تو میرے پاس آویگی تو تو طلاق والی ہے پھر اس سے نکاح کیا اور وہ آئی تو طالق نہوگی (اسلیے کہ شرط نہ تو نکاح مین تھی نہ خود نکاح کو شرط کیا تھا) اور الفاظ شرط کے یہ ہین۔ اگر۔ جو۔ جو کچھ۔ ہر چیز۔ جتنی بار۔ جب۔ جب کبھی ان الفاظ مین اگر شرط پائی جاویگی تو قسم تمام ہوجاویگی۔ یعنے حکم مشروط کرنے کا ختم ہوجاویگا مگر لفظ کلما (یعنے جتنی بار) مین (حکم شرط کا تمام نہوگا) اس لئے کہ وہ فعلون کے عام ہونے کو چاہتا ہے جیسے لفظ کل (جسکے معنے ہر چیز ہین) اسمون کے عام ہونے کو چاہتا ہے پس اگر شوہر کہے کہ جتنے بار مین کسی عورت سے نکاح کرون تو وہ طالق ہے تو ہر بار کے نکاح کرنے سے طلاق ہوگی (اگرچہ ایک ہی عورت) دوسرے شوہر کے بعد اس [illegible] نکاح

طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنے کے بیان مین

مشروط طلاق کا حکم جو الفاظ شرط کے ہین ان مین

کرے) اور ملک نکاح کے جاتے رہنے سے شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملک مین
پائی جاوے تو عورت طالق ہوجاویگی اور حکم شرط کا پورا ہوجاویگا اور اگر شرط ملک نکاح
مین نہ پائی جاویگی تو عورت کو طلاق نہوگی مگر حکم شرط کا اس صورت مین بھی تمام ہوجاویگا
(مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجھے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کی حالت
مین جاویگی تو طلاق بھی پڑیگی اور شرط بھی جاتی رہیگی اور اگر نکاح نرہنے کے بعد عورت
گھر مین جاویگی تو طلاق بھی نہ پڑیگی اور شرط بھی بیکار ہوجاوے گی یعنی آیندہ اگر بعد نکاح
کے وہ عورت گھر مین جاویگی تو پہلی شرط کے رو سے اسکو طلاق نہ پڑے گی) اور اگر شرط کے
واقع ہونے مین عورت و مرد اختلاف کرین تو مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورت مین کہ
عورت گواہ (اپنے دعوے کے) پیش کرے (تو اُسی کا قول معتبر ہوگا) اور جو امور ایسے ہین
کہ وہ عورت ہی کے بتلانے سے معلوم ہوتے ہین انمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص
اُسی کے باب مین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طالق ہے
یا یہ کہا کہ اگر تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو تو اور فلانی عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین
حیض سے ہوئی یا مین تجھ سے محبت رکھتی ہون تو (اسصورتمین) صرف وہی عورت
طالق ہوگی (دوسری پر صرف اسکے کہنے سے طلاق نہ پڑیگی) اور (جس صورت مین کہ
طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو) بفور خون دیکھنے کے طلاق نہ پڑیگی پس اگر خون تین دن تک
رہیگا تو طلاق اُسیوقت سے پڑیگی جب سے خون دیکھا ہوگا اور اگر یہ کہا ہوگا کہ اگر تجھکو ایک حیض
آوے تو طلاق ہے (تو اسصورت مین) طلاق اسوقت پڑے گی جب وہ حیض سے پاک ہوگی
(اسلیے کہ ایک حیض سے حیض کامل مراد ہوتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے لڑکا پیدا ہو تو تو
ایک طلاق [illegible] طلاق ہے اور اگر تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس اس عورت کے لڑکا

اور لڑکی توأم ہوئے اور یہ معلوم نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی کے حکم کی رو سے تو اسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی رو سے دو پڑینگی اور عدت بھی اُسکی گذرجاویگی (اسلیے کہ اول بچہ ہونیسے تو اسکو طلاق پڑگئی اور دوسرے کے ہونے پر عدت پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے) اور ملک نکاح دو شرطون مین سے پہلی کے لیے شرط ہے (مثلاً اگر کہے کہ تو زید اور عمرو سے کلام کریگی تو تو طالق ہے بعد اُس کے اس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کردیا اور اس عورت نے زید سے کلام کیا پھر شوہر اول نے اس سے نکاح کرلیا پھر اُسنے عمرو سے کلام کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اگر زید سے کلام کرنے کے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سے کلام کرنے کے وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑے گی) اور اگر تین طلاقون کو ایک شرط پر موقوف کیا اور پھر تین طلاقین اسوقت دیدین تو پہلی شرط اُس سے باطل ہوجاویگی۔ اور اگر تین طلاقون کو یا لونڈی کے آزاد ہونے کو صحبت پر مشروط کیا تو صحبت کے وقت زیادہ ٹھیرنے سے اجرت زنا کی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کی صورت مین اس سے زیادہ ٹھیرنے سے رجعت ثابت نہوگی ہان اگر اپنے ذکر کو نکال کر دوبارہ پھر داخل کریگا (تو رجعی کی صورت مین رجعت ثابت ہوگی اور اول صورت مین زنا کی اجرت دینی پڑیگی (اسلیے کہ صحبت کرنے مین ایک ہی حال پر زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہین کہ اس سے اجرت یا رجعت درست ہو) اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلانی عورت سے مین تیرے اوپر نکاح کرون تو اسکو طلاق ہے پھر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اس عورت سے نکاح کیا تو اُسکو طلاق نہ پڑیگی (اسلیے کہ شرط نہین پائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہین رہتا گو کہ عورت عدت مین ہو) اور اگر مرد نے کہا کہ تجکو طلاق ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملا کر کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہنے سے پہلے مرجاوے۔

اور اگر شوہر کہے کہ تجکو ایک کم تین طلاقین ہین تو دو پڑینگی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم تین طلاقین ہین تو تین پڑینگی (اسلیے کہ ایک یا دو کا نکالنا تین مین سے ہو سکتا ہے مگر تین کو تین مین سے نکالنا ناممکن ہے اسواسطے استثنا لغو ہو گیا اور تین طلاق قین پڑ گئین)

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین۔ اگر شوہر اپنے مرض مین منکوحہ کو طلاق رجعی یا بائن دے اور اُسکی عدت مین مرجاوے تو وارث ہوگی۔ اور اگر بعد عدت کے مرے تو وارث نہوگی۔ اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دے یا عورت مال دیکر طلاق لے لیوے یا شوہر کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کر لے تو وارث نہوگی۔ اور جس صورت مین کہ عورت شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور شوہر اسکو تین طلاقین دلوے تو وارث ہوگی۔ اور اگر شوہر اپنے مرض مین عورت کی اجازت سے اُسکو بائن کر دے یا حالت صحت مین اسکو بائن کر دینے اور عدت ہو چکنے پر مرد و عورت ایک دوسرے کو سچا کہہ چکے ہون پھر شوہر عورت کے قرض کا اپنے ذمے اقرار کرے یا اسکو کسیقدر مال دینے کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت اور ترکہ مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا (یعنی جو کچھ اس نے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا) اور جو شخص دوسرے کو لڑنے کے لیے بلاوے یا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جانے کو پیش ہوا اور اس صورت مین اپنی منکوحہ کو بائن کر دے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اُسی صورت مین مارا جاوے یا مر جاوے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہوا اور اپنی بی بی کو بائن کر دے تو اسصورتمین معاً بیسے وہ عورت وارث نہوگی (اسلیے کہ اسمین مرجانا یقینی نہین اور پہلی دونون صورتون مین مرنا یقینی ہے) اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین

تو تو بائن ہے) یا کسی وقت کے آنے پر مشروط کیا (مثلاً کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے)
اور شرط کا وجود اور مشروط کرنا دونون مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا خاص اپنے کام
پر اور عین مرض مین مشروط کرنا اور اس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا ہی مرض مین پایا
گیا اور مشروط پہلے کیا تھا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اسکو خواہ نخواہ کرنا
پڑے (مثلاً کہدیا کہ اگر تو کھاوےگی یا پیوےگی تو بائن ہوجاویگی اور) اسمین خواہ دونون باتین
مرض مین ہون خواہ صرف شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صورتون مین وارث
ہوگی اور انکے سوا اور صورتون مین وارث نہوگی اور اگر اپنی بی بی کو مرض مین بائن کردیا
پھر اچھا ہو گیا اور اسکے بعد مر گیا یا بائن کر چکا تھا اور وہ عورت مرتد ہو گئی اور پھر مسلمان
ہو گئی اُسکے بعد شوہر مرا تو ان صورتون مین وارث نہوگی۔ اور اگر عورت شوہر کے لڑکے
سے ہمبستر ہو گئی یا شوہر سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اس سے ایلا کیا تو
وارث ہوگی۔ اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تھا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہوئی
تو وارث نہوگی (اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس صورت مین شوہر کا طلاق دینا اسوجہ سے
معلوم ہوتا ہو کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہے تو اس صورت مین عورت وارث
ہوگی اور اگر وہ وارث کرنے سے گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی)؛

صورت لعان و ایلا مین اسکا حکم

باب رجعت کرنے کے بیان مین

باب رجعت (یعنے طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع) کرنیکے بیان مین رجعت
اس بات کو کہتے ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم ہوا تھا اسکو عدت کے دنون مین
جون کا تون بنا رکھین اور یہ رجعت اُس صورت مین درست ہے کہ عورت کو تین طلاقین
نہوئی ہون اگرچہ عورت رجعت پر راضی نہو اور صورت اسکی یہ ہے کہ شوہر (طلاق کے بعد
عدت مین) منکوحہ سے کہدے کہ مین نے تجھ سے رجعت کی یا (اور دن سے کہدے کہ

مین نے اپنی منکوحہ سے رجعت کی اور (ایک یہ ہے کہ) جن افعال سے حرمت دامادی ثابت ہے (وہ فعل بی بی کے ساتھ کرے مثلاً شہوت سے ہاتھ لگاوے یا بوسہ لے یا اسکی شرمگاہ کو دیکھے غرضکہ رجعت قول سے بھی ہوتی ہے اور فعل سے بھی) اور مستحب ہے کہ رجعت کے لئے گواہ کرے۔ اور اگر شوہر نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سے کہا کہ مین نے (عدت مین تجھ سے رجعت کر لی اور عورت نے اسکی تصدیق کی (کہ ٹھیک ہے) تو رجعت درست ہے اور اگر تصدیق نکی تو درست نہو گی جیسے اس صورت مین کہ شوہر اس سے کہے کہ مین نے تجھ سے رجعت کی اور وہ جواب دے کہ میری عدت ہو چکی (تو رجعت درست نہو گی) اور اگر لونڈی کا شوہر عدت کے بعد اس سے کہے کہ مین نے عدت مین تجھ سے رجعت کر لی تھی اور اس بات کی تصدیق اسکے آقا نے کی مگر لونڈی نے اسکو جھٹلایا یا لونڈی نے (شوہر کے رجوع کرنے کے وقت) کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اسکے آقا اور شوہر نے اسکا قول نہ مانا تو (ان صورتون مین) لونڈی کا قول معتبر ہے (یعنے رجعت درست نہین) اور حکم رجعت کا اسوقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہو جاتی ہے۔ پھر اگر دس روز پر پاک ہوئی تو بعد پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا گو غسل نہ کیا ہو۔ اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا۔ یا یہ کہ پاک ہونے کے بعد ایک وقت نماز کا گذر جاوے (یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اسمین عورت نہا کر نیت نماز کی کر لے) یا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے (جس صورت مین کہ پانی پر قادر نہو) اور اگر عورت نے غسل کیا اور ایک عضو سے کم کو دھونا بھول گئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کو دھونا بھول گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا اسلیے کہ ابھی پورا غسل نہین کیا اور اگر شوہر نے عورت حاملہ یا بچے والی کو ایک طلاق دے اور کہے کہ مین نے اس سے صحبت

نہین کی (یعنے ایک طلاق سے یہ بائن ہوگئی) تو وہ (اس صورت مین عورت سے) رجعت
کرسکتا ہے (اسلیے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ دار ہونا شوہر کو جھوٹا کرتا ہے) اور اگر (عورت سے)
خلوت کرے اور کہے کہ مین نے صحبت نہین کی بعد اس کے ایک طلاق دی (تو رجعت نکرے
اسلیے کہ ممکن ہے کہ خلوت مین صحبت نہ کی ہو تو ایک ہی طلاق سے بائن ہوجاویگی پس اگر
اسی صورت مین رجعت کی اور رجعت کے بعد اس عورت کے دو برس سے کم مین بچہ
پیدا ہوا تو وہ رجعت درست ہوگی (اس لیے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو معلوم ہوا کہ
وقت رجعت کے حمل موجود تھا اور شوہر کا یہ کہنا کہ مین نے صحبت نہین کی غلط تھا اور عورت
ایک طلاق سے بائن نہین ہوئی تھی اسی لیے اسکی رجعت درست ہوئی) اگر شوہر نے اپنی
منکوحہ سے کہا کہ اگر بچہ جنے تو تو طالق ہے پھر اسکے بچہ پیدا ہوا تو یہ دوسرا بچہ رجعت کا باعث
ہوگا (اس طلاق سے جو اول بچہ ہونے پر اسکو ہوئی تھی) اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جتنی بار
تو بچہ جنے تو تو طالق ہے پھر اسکے تین بچے علیحدہ علیحدہ حمل سے ہوئے تو دوسرا اور تیسرا
بچہ پہلی دو طلاقون سے رجعت کے سبب ہونگے (اسلیے کہ پہلے بچے کے ہونے پر
شرط کے بموجب اُس پر طلاق ہوئی اور حمل دوسرے بچے کا اس سے رجعت کا سبب
ہوا پھر دوسرے بچے کے پیدا ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسرے کا حمل اس سے
رجعت کا سبب ہوا پھر تیسرے کے پیدا ہونے پر طلاق کاٹہی پڑگئی اب رجعت نہین
ہوسکتی) اور جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی وہ اپنا بناؤ سنگار کرے (تاکہ شاید اُسکا
شوہر اُس سے رجوع کرلے) اور مستحب ہے کہ شوہر بدون اطلاع اس کے پاس نجاوے۔
اور جبتک اس سے رجعت نکرلے تب تک اسکے ساتھ سفر نہ کرے اور طلاق رجعی سے
صحبت کرنا حرام نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہے اور جو عورت کہ بائن ہوگئی ہو شوہر

نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کر سکتی ہے مگر جو تین طلاقون سے بائن ہوئی ہو
بشرطیکہ آزاد ہو اور دو سے بائن ہوئی ہو اُس صورت مین کہ لونڈی ہو وہ شوہر سے
نکاح نہین کر سکتی جبتک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح صحیح نہ کر لے اور وہ دوسرا
اُس سے صحبت نکر چکے اگرچہ وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہوا اور پھر وہ دوسرا اُسکو طلاق
دے اور اسکی عدت پوری ہو جاوے (تو البتہ شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے)
نہ صحبت کرنا ملک کی باعث (یعنے شوہر اگر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دے
اور بعد عدت کے اسکا مالک اس سے صحبت کرے تو اس صحبت سے یہ عورت
اپنے شوہر کو حلال نہین ہوگی بلکہ صحبت کے لیئے نکاح صحیح شرط ہے) اور مکروہ ہے
حلال کرنیکی شرط سے نکاح کرنا (یعنے اسطرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدونگا) ہر چند (دوسرے
شوہر کے طلاق دینے سے) شوہر اول پر وہ عورت حلال ہو جاتی ہے (گو نکاح
حلالہ کرنے کی شرط سے کیا ہو تاہم ایسی شرط سے نکاح کرنا مکروہ ہے) اور دوسرا شوہر
پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دور کر دیتا ہے بشرطیکہ طلاقین تین سے کم ہون (یعنے
جب عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور اسکی طلاق کے بعد پھر اول شوہر
کے نکاح مین آوے تو شوہر اول تین طلاقون کا مالک ہو جاویگا) اور اگر تین طلاقون
والی عورت خبر دے کہ شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین ہو چکین اور زمانا
اتنا ہو کہ اُس مین دونون عدتین ہو سکتی ہون تو شوہر اول کو اختیار ہے کہ اُسکی بات
مان لے اگر ظن غالب اسکو ہو کہ یہ سچ کہتی ہے (یعنے اُس سے اس صورت مین نکاح کر سکتا ہے)

باب ایلا کے بیان مین (ایلا کے معنے لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہ ہین) شوہر کا قسم کھانا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اس سے زیادہ صحبت نکرنے پر

ایلا کہلاتا ہے. مثلاً یون کہے کہ خدا کی قسم مین تجھ سے چار مہینے صحبت نکرونگا یا یہ کہے کہ بخدا
مین تجھ سے صحبت نکرونگا بس اگر (قسم مدت معین کی کی اور) مدت چہار ماہ مین صحبت کی تو
کفارہ دے اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہیگا اور اگر صحبت نکریگا تو عورت نکاح سے جدا ہو جاویگی اور
قسم جاتی رہیگی (یعنے کفارہ لازم نہوگا) اگر چار مہینے کے لیے قسم کھائی ہو اور اگر ہمیشہ کے
لیے کھائی ہو تو قسم باقی رہتی ہے (یعنے جس صورت مین کہ یون کھا کہ بخدا تجھ سے صحبت
نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت نکی اور وہ عورت نکاح سے باہر ہو گئی اور پھر شوہر نے
اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر صحبت کریگا تو کفارہ
لازم آویگا) پھر اگر اس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور دونون دفعہ مدت چار چار
مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور طلاقون سے بائن ہو جاویگی پھر اگر بعد
دوسرے شوہر کے نکاح کے اُس سے نکاح کیا تو طلاق نہوگی اور اگر اس سے صحبت کرے تو
کفارہ دے قسم کے باقی رہنے کی جہت سے (صورت مسئلے کی یہ ہے کہ اپنی بی بی سے ایلا کرے
اور چار مہینے کی مدت مین اس سے صحبت نکرے تو وہ بائن ہو جاویگی اور اگر دوبارہ اس سے
نکاح کرے اور چار مہینے اس سے ہم بستر نہو تو پھر ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اسیطرح اگر
تیسری دفعہ نکاح کر کے چار مہینے قربت نکرے تو پھر ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اب
چونکہ طلاقین تین ہو گئین بدون نکاح دوسرے شوہر کے حلال نہوگی بس اگر بعد نکاح و طلاق
شوہر ثانی کے پھر اس عورت سے نکاح کرے تو ایلا کا حکم نرہیگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اُس سے
صحبت نکریگا تو بائن نہوگی اور اگر صحبت کریگا تو کفارہ دینا پڑیگا) اور چار مہینے سے کم
مدت مین ایلا معتبر نہین (یعنے اگر ترک صحبت کی قسم چار مہینے سے کم رکھا ویگا اور اس مدت مین
صحبت نہ کریگا تو طلاق نہ پڑیگی لیکن اگر صحبت کریگا تو کفارہ لازم ہوگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ

بخدا دو مہینے یہ اور دو مہینے انکے بعد تجھ سے صحبت نکرونگا تو یہ ایلا ہو گیا (اسلیئے کہ چار مہینے ہوئے اگرچہ اُن کو دو دفعہ مین بیان کیا) اور اگر پہلے یون کہا کہ واللہ تجھ سے دو مہینے صحبت نکرونگا پھر ایک روز ٹھہر گیا اور اسکے بعد کہا کہ بخدا تجھ سے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے اور صحبت نکرونگا یا یون کہے کہ تجھ سے ایک دن کم برس روز صحبت نکرونگا یا یہ قسم بصرہ مین کہاوے کہ مین کوفے مین نجاونگا اور اسکی منکوحہ کوفے مین ہو تو ان صورتون مین ایلا نہین ہوتا اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر مشروط کیا (مثلا یون کہا کہ اگر مین صحبت کرون تو مجھپر حج یا صدقہ یا روزہ لازم ہے) یا رجعی طلاق والی سے ایلا کرے تو (ان سب صورتون مین) ایلا کرنے والا ہوگا لیکن اگر طلاق بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلا کرے گا تو درست نہوگا۔ اور لونڈی منکوحہ کی ایلا کی مدت دو مہینے ہین اور اگر ایلا کرنے والا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اسکی شرمگاہ کے بند ہونے یا اسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اس سے صحبت نکر سکے تو ایلا سے رجوع کرنا یون ہو سکتا ہے کہ اپنی زبان سے کہدے کہ مین نے اپنی منکوحہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہو جاوے تو رجوع کرنا صرف صحبت ہے (یعنے چار مہینے کے اندر اگر یہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیئے) اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے اور اس سے عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچھ نہ کی تو (اس جملے سے) ایلا ہو جاویگا اور (اگر اس سے) ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور دروغ (جھوٹ) کی نیت کریگا تو جھوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاق کی نیت کریگا تو تین پڑین گی اور قول مفتے بہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سے کہے کہ

اگر ایک روز کی فرقت بھی ایک اتفاقی امر ہے کہ باعث شکایت نہیں ہے تو بھی یہ حال ہے اگر انتظار نے جگر ایک

تو مجھپر حرام ہے اور حرام اسکے نزدیک طلاق کے معنے مین ہو لیکن اسنے طلاق کی نیت نہ کی تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی روسے طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھیرالیا جاویگا۔ (یعنے اگر اسکے علم مین حرام کے معنے طلاق کے ہونگے تو طلاق ہوجاویگی گو اسنے اِن لفظون سے طلاق کی نیت نہ کی ہووے)

باب خلع کے بیان مین

باب خلع کے بیان مین (خلع اسکو کہتے ہین کہ عورت اپنے شوہر کو کچھہ مال دیکر طلاق لیوے) خلع نکاح سے جدا ہونے کا نام ہے اور خلع کے لفظ سے اور مال کے عوض طلاق کے لفظ سے طلاق بائن پڑتی ہے اور عورت پر جسقدر مال ٹھیرا یا ہو لازم ہوجاتا ہے اور مکروہ ہے شوہر کو طلاق کی عوض مین کچھہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کی طرف سے ہو اور اگر عورت کیطرف سے ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونے کی لیاقت رکھتی ہے وہ خلع کا عوض ہوسکتی ہے پس اگر عورت سے شراب یا سؤر یا مردار پر خلع کیا یا اسکو طلاق دے تو خلع کی صورت مین طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کی صورت مین رجعی مگر مفت پڑیگی (عورت کو کچھہ دینا نہ آویگا) جیسا (اس صورت مین) کہ عورت کہے کہ مجھ سے خلع کرلے اور جو کچھہ میرے قبضہ مین ہے لے لے اور اسکے قبضہ مین کچھ نہو (تو اس صورت مین اگر شوہر خلع کرلیگا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑہائے کہ میرے قبضہ مین جو مال اور درم ہین لے لے (تو اس صورت مین عورت یا) اپنا مہر واپس کرے یا تین درم شوہر کو دے اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک مین ہو اور وہ عورت شرط کرلے کہ مین اسکی ضامن نہین تو وہ (اس شرط سے بری) نہوجاویگی اگر عورت نے کہا کہ مجھکو تین طلاقین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو اسکو ہزار کی تہائی ملے گی اور وہ عورت بائن ہوجاویگی

اور اگر عورت کہے کہ تین طلاقین مجکو ہزار پر دیجیے اور وہ ایک دے تو اس صورت مین طلاق رجعی مفت پڑیگی (اسواسطے کہ اول صورت مین لفظ بدلے کا تھا اور بدلے کی صورت مین عوض معوض پر بٹ جاتا ہے اور دوسری صورت مین لفظ پر معنے شرط ہے اسمین نہین منقسم ہوتا) اگر شوہر نے منکوحہ سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دے لے اور اسنے ایک طلاق دی تو کچھ نہ پڑے گی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالق ہے ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کر لیا تو اوسپر ہزار لازم ہونگے اور بائن ہو جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور تجھپر ہزار ہین یا غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تجھپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہو جاویگی (کچھہ دینا نہ پڑیگا) اور اختیار کی شرط خلع مین عورتون کو کر لینی درست ہے مرد کو جائز نہین اگر شوہر اپنی بی بی سے کہے کہ مین نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہے مگر تو نے نہین مانا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کر لیا تھا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنے کے (کہ اگر بیچنے والا کہے کہ مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تھی اور تو نے منظور نہ کی اور مشتری کہے کہ مین نے منظور کر لی تہی تو اس صورت مین لینے والے کا قول مانا جاویگا) اور خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ کرنا ان حقوق کو دور کر دیتا ہے جو مرد و عورت کو ایک دوسرے پر نکاح کے باعث ہون یہانتک کہ اگر مال کے عوض مین شوہر اپنی منکوحہ سے خلع کرے یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کرے تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اس معاملہ مین ٹھیرا ہو اور حقوق زوجیت ایکدوسرے کے ذمے باقی نر ہینگے مثلاً دعوی مہر کہ لے لیا ہو یا نہ لیا ہو صحبت سے پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو انمین سے ایکدوسرے پر نہین پہونچتا۔ اور اگر چھوٹی لڑکی کا ولی شوہر سے خلع کرے اور اسکے عوض صغیرہ کا مال ٹھیراوے تو اس مال کے بدلے مین خلع درست نہو گا اور طلاق پڑ جاویگی (یعنے صغیرہ کے

ذمے مال نہ آویگا) اور ولی ہزار کے بدلے مین اگر خلع کرے تو اس شرط پر کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑجاویگی اور ہزار ولی کے ذمے رہین گے (واللہ اعلم)

باب ظہار کے بیان مین

باب ظہار کے بیان مین (جو ایک طرح کی طلاق ہے) ظہار یہ ہے کہ اپنی منکوحہ کو شوہر ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اُسپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً اپنی مان اور بہن اور بیٹی سے تشبیہ دے بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اسلیے کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہین بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہے) اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجھ پر مثل میری مان کی پشت کے ہے تو ان لفظون کے بعد اُسکو عورت سے صحبت کرنا اور ایسی باتین جو صحبت کے سامان ہون (مثل بوس و کنار کے) حرام ہو جاتے ہین جبتک کہ کفارہ نہ دے لے اور اگر کفارہ سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو صرف اپنے پروردگار سے استغفار کرے (یعنے دوسرا کفارہ لازم نہین ہوتا) اور (یہ جو قرآن مجید مین لفظ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا آیا ہے۔ یعنی پھر پھرتے ہین اپنے قول سے اس) پھرنے سے مراد عورت سے صحبت کرنیکا قصد ہے (نہ خود صحبت کرنا کہ صحبت کفارہ دینے سے پہلے درست ہو) اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ ان تینون اعضاء کا حکم مثل پیٹھ کے ہے (حرمت کے لازم ہونے مین) اور مرد کی بہن اور پھوپھی اور مان دودہ کی راہ سے مثل حقیقی مان کے ہے۔ (یعنے انکے ساتھ مشابہت دینے سے بھی حرمت ثابت ہوگی) اور عورت کو یہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدہا سر اور تیری تہائی ایسا ہے جیسا (یہ کہنا کہ) تو ایسی ہے (یعنے ان اعضاء کو تشبیہ دینے سے محرمات کی اعضاء سے حرمت ثابت ہوگی) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجھپر مثل میری مانکے ہے اور (اس جملے سے) نیت اسکی خدمت اور سلوک کی کی یا ظہار یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر کچھ نیت نکی تھی

تو یہ قول لغو ہے اور اگر یہ کہا کہ تو مجہپر حرام ہے مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق کی نیت
کی تو جو نیت کرے گا وہی ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو مجہپر مثل میری مان کی پشت کے حرام ہے
اور اُس سے طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا (یہ دونون چیزین نہونگی) اور ظہار صرف
اپنی منکوحہ بی بی سے ہوا کرتا ہے (یعنے اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا ام ولد سے کہے گا
تو ظہار نہوگا) پس اگر ایک عورت سے بدون اسکی اجازت کے نکاح کیا اور اس سے
ظہار کیا اور ظہار کے بعد اس عورت نے نکاح کو جائز رکھا تو ظہار باطل ہوجاویگا (اسلیئے
کہ نکاح کی اجازت سے پیشتر وہ عورت اسکی منکوحہ نہ تہی) اگر اپنی سب عورتون کو کہے
کہ تم مجہپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سبسے ظہار ہوا اور کفارہ ہر ایک کیواسطے
جدا جدا دے اور ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اور آزاد کرنا ایسے بردہ کا جو
اندہا ہو یا دونون ہاتھ کٹے ہون یا ہاتہونکے دونون انگوٹھے کٹے ہون یا دونون پاؤن
کٹے ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر یا ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچھ مال دیچکا ہو اس باب مین
جائز نہین۔ ہان اگر مکاتب نے کچھ نہ دیا ہو اور اسکو کفارہ مین آزاد کردے تو جائز ہے (اسلیئے
کہ وہ بردہ کامل ہے) یا یہ کہ کفارہ کی نیت سے اپنے کسی رشتہ دار قریب کو خرید کرے یا
کفارہ مین آدہا غلام اپنا پہلے آزاد کردے اور آدہا پہر آزاد کرے یہ سب صورتین درست
ہین اور اگر کفارہ مین آدہا غلام مشترک آزاد کرے اور آدہے کی قیمت کا اسکے مالک کیواسطے
ذمہ کرلے یا آدہا بردہ کفارہ مین آزاد کرے اور جس عورت سے ظہار کیا تھا پھر اُس سے
صحبت کرلے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہ صورتین درست نہونگی (اسلیے کہ
مین آئے پورے بردے کی صحبت سے پہلے نہوئی اور پورے بردے کا آزاد کرنا صحبت
مردو عورت موجب نص قرآنی کے شرط ہے) پس اگر بردہ آزاد کرنے کو نہ ملے تو دو مہینے

لپے درپے روزے رکھے اسطرح کہ ان دونوں مہینوں مین رمضان اور ایسے دن واقع
نہوں جنمین روزہ رکھنا ممنوع ہے (یعنے دو روز عید کے اور تین روز بعد عید اضحیٰ کے اُن
دونوں مہینوں مین نہ پڑین) پھر اگر ان دونوں مہینوں کے اندر عورت مذکور سے رات
کو یا بھول کر دن کو صحبت کریگا یا ایک دن بھی افطار کریگا تو نئے سرے پھر روزے رکھنے
پڑینگے (اسلیئے کہ ان روزون مین پے درپے ہونا اور صحبت سے پیشتر رکھنا شرط ہے)
اور اگر شوہر خود غلام ہو تو اسکو سوائے روزہ رکھنے کے دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اُسکی
طرف سے اُسکا آقا بردہ آزاد کرے یا کھانا کھلاوے (اسلیئے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ
کھانا کھلاوے یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کھانا کھلانا اسکی طرف سے معتبر نہین)
پھر اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے جیسا صدقہ فطر
مین مذکور ہوا یا کھانے کی قیمت دے پس اگر اپنی طرف سے دوسرے شخص کو اجازت دے
کہ ظہار کے کفارہ مین کھانا کھلاوے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہے۔ (اور کفارو
سب اقسام مین کھانیکا مباح کر دینا درست ہے (یعنے ظہار کے اور روزے کی قضا اور قسم
اور احرام کے شکار کے کفارون مین اور نیز شیخ فانی کو روزے کے فدیہ ادا کرنے مین کھانیکا
مباح کرنا جائز ہے) مگر صدقات مین (مثل زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور عشر زمین مین) مباح
کرنا کافی نہین (بلکہ تملیک شرط ہے۔ اور مباح کرنا اسطرح ہے کہ کھانا لاکر فقیرون کو اُسکے
کھانے کی اجازت دیدے۔ اور تملیک یہ ہے کہ وہ کھانا فقیرونکو دے ڈالے اور اُن کی
ملک کر دے چاہین کھائین چاہین دوسرے کو دے ڈالین) اور کھانا کھلانے مین یہ
شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بھر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام کا کھانا
(یعنے دو وقت کھلاوے خواہ ایک دن مین ہو یا دو دن مین) اور اگر ایکھہ نیت نکی سے

تک کھلاوے تو درست ہے (لیکن اگر فقیر کو ساٹھ حصے) ایک دن مین (دیدے تو جائز
نہو گا. مگر خاص اس دن کے (ایک آدمی کے) کھلانے مین شمار ہوگا اور اگر کھانا کھلانیکے
درمیان مین عورت سے صحبت کرے تو کھانا نئے سرسے کھلاوے (جیساکہ روزون
مین تھا) اور اگر دو ظہارونکے کفارون مین ساٹھ فقیرون کو ایک ایک صاع گیہون
حوالے کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہوگا (دوسرے کا اور دینا چاہیئے) اور اگر ایک کفارہ
افطار کا تھا اور ایک ظہار کا اور کھانا مثل مذکورۂ بالا دیا یا دو ظہارون مین دو بردے آزاد
کیئے اور معین نکیا (کہ کونسا کس ظہار مین آزاد کرتا ہون) تو ان (صورتون مین) دونون
(کفارون کی) طرف سے جائز ہوگا اور اسی جیسا ہے دونون ظہارون کے عوض مین
روزے رکھنے اور کھانا کھلانا (یعنے معین نکرے کہ کسکی عوض روزے رکھتا ہون اور
کسکی عوض کھانا کھلاتا ہون تو دونون ظہار کا کفارہ ہوجاویگا) اور اگر دونون ظہارون
کے کفارے مین ایک بردہ آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکھے تو ایک ظہار کا کفارہ
ہوگا (دوسرے کا نہوگا) اور اگر ایک کفارہ ظہار کا ہو اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک کفارہ
بلا تعین ادا کرے تو کسی کی طرف سے جائز نہوگا (غرضکہ دونون کفارے اگر ایک جنس
کے ہونگے تو جائز ہے کہ کفارہ دینے والا بعد کفارہ دینے کے ان مین سے ایک کی نیت
کرلے اور اگر دو جنس کے کفارے ہون تو ان مین بعد کفارہ دینے کے اگر معین کرے گا
تو کافی نہوگا - واللہ اعلم)

باب لعان کے بیان مین (جس سے مرد و عورت مین جدائی ہو جاتی ہے لغت
مین اسکے معنے آپس مین لعنت کرنے کے ہین اور شریعت مین) لعان چند گواہیان
مرد و عورت کی ہین جو تاکید اور قسم اور لعنت خدا کے ساتھ بیان کرین اور (یہ لعان)

باب لعان کے بیان مین

مرد کے حق مین گالی دینے کی سزا کے قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے پس اگر شوہر اور عورت لیاقت گواہی کی رکھتے ہون (یعنے آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہون اور) مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت کرے اور وہ عورت ایسی ہو کہ اُسپر تہمت زنا کرنے والے کو سزا لگتی ہو (یعنے پارسا منکوحہ ہو) یا وہ شوہر اس عورت کے بچے کو کہے کہ یہ میرا نہین ہے اور عورت اس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا دلوانا چاہے تو اس صورت مین لعان واجب ہے پس اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو اسکو قید کیا جائے یہانتک کہ خواہ لعان کرے یا اپنے آپ کو جھوٹا کہے اور گالی کی سزا اسپر لے پھر جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہے اور اگر وہ انکار کرے تو قید کیجاوے یہانتک کہ لعان کرے یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے (اور زنا کی سزا کو پہونچے) پھر اگر شوہر مین لیاقت گواہی کی نہو تو اسکو گالی کی سزا ملیگی۔ اور اگر شوہر مین تو لیاقت گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہو جسکے تہمت لگانے والے کو سزا گالی کی دیجاوے (یعنے پارسا نہو) تو شوہر پر سزا واجب ہے نہ لعان اور صورت لعان کی وہ ہے جو کلام مجید مین ارشاد ہوئی ہے۔ (یعنے قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اسطرح گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتا ہون کہ مین نے جو نسبت زنا کی اس عورت پر کی ہے اُسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر اس باب مین مین جھوٹا ہون تو خدا تعالے کی لعنت مجھپر ہو بعد اسکے عورت چار بار گواہی دے کہ مین خدا کے نام سے گواہی دیتی ہون کہ یہ مرد جو مجکو زنا لگاتا ہے اسمین جھوٹا ہے اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر یہ مرد میرے ذمے زنا لگانے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب ہو) پس جب اسطرح سے لعان کر چکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علٰحدہ ہو جاوین اور اگر مرد نے تہمت

اسطرح کی ہو کہ عورت کے بچے کو کہا کہ میرا نہین تو حاکم اُس بچے کا نسب اس مرد سے
دور کرے اور اسکو اُس عورت کی طرف لگا دے۔ اور اگر مرد اپنے آپ کو جھوٹا کہے کہ
مین نے جھوٹ کہا تھا تو اسکو گالی کی سزا دیجاوے اور ہو سکتا ہے کہ مرد اس عورت
سے (بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے) نکاح کرلے اور اسیطرح اگر اپنی بی بی
کے سوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اُسکی سزا مرد کو ملے یا عورت زنا
کرے اور اسکو زنا کی سزا ملے تو ان صورتون مین مرد کو اختیار ہے کہ اُس عورت سے
نکاح کرلے اور شوہر اگر گونگا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کرے یا کوئی شخص اپنی
بی بی کے حمل کو کہے کہ میرا نہین تو ان صورتون لعان واجب نہین ہے (اس لئے کہ
پوری تہمت کلام کے ساتھ مین ہے اور وہ گونگے سے ناممکن ہے اور حمل کے انکار
کرنے مین بھی پوری تہمت نہین اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ بچہ پیٹ مین نہو ویسے ہی
پھول گیا ہو یا کوئی مرض ہو) اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان
واجب ہے (اس لئے کہ اس صورت مین صریح نسبت زنا کی کی ہے) اور (قاضی کو
چاہیئے کہ اس مسئلے مین) حمل کو اسکے باپ سے جُدا نکرے (اسلیے کہ بچہ ہونے سے پیشتر
حمل کے ہونے اور نہونے ہی مین شبہ باقی ہے۔ اور) اگر لوگ اسکو مبارکباد ی لڑکے
کی دین اور اسوقت وہ کہے کہ یہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچے کے تولد کے خریدنے
کے وقت ایسا کہے تو یہ نسب دور کرنا اپنے اوپر سے درست ہے اور ان وقتون کے
بعد اگر کہے گا تو جائز نہوگا اور لعان دونون صورتون مین کرے (یعنے خواہ تہنیت کے وقت
لڑکے کو اپنا نہ بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کے وقت خواہ پیچھے)
اور اگر جڑوان بچون مین سے اول کو اپنا نہ کہے اور دوسرے کو اپنا بتاوے تو گالی کی سزا

اسکو دی جاوے - اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسرے کا انکار تو لعان کرے اور نسب دونون بچون کا دونون صورتون مین اسی سے ہوگا -

باب عنین یعنی نامرد کے بیان مین (جو عورت سے صحبت نکر سکے عنین اسکو کہتے ہین جس سے عورتون سے صحبت نہوسکے یا کنواریون کی صحبت پر قادر نہو اور رونکی صحبت پر قادر ہو) اگر عورت اپنے شوہر کو ہیجڑا یعنے ذکر کٹا ہوا دیکھے تو قاضی ان دونون کو اسیوقت جدا کردے اور جس صورت مین کہ نامرد او رخصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال ٹھیرے اگر اس برس مین وہ صحبت کرے تو بہتر ورنہ اگر عورت اُس سے جدا ہونا چاہے تو قاضی جدا کرے - پس اگر شوہر کہے کہ مین نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہے تو اس عورت کو جدا ہوجانے کا اختیار دیا جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہ عورت مرد رسیدہ ہے تو شوہر کا قول بشرط قسم کھانے کے سچا جانا جاویگا - اور اگر عورت شوہر کو پسند کرلے تو اسکے بعد جدا ہونے مین اسکا حق باطل ہوجاویگا - اور اگر مرد و عورت مین سے کسی کو دوسرے کے عیب کے باعث اختیار نہ دیا جاوے (یعنے جس صورت مین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہوجاوے تو دوسرے کو جدا ہوجانیکا اختیار نہین - اور اس مسئلے مین امام شافعی رح کا خلاف ہے کہ ان کے نزدیک پانچ مرضون مین عورت مختار ہوتی ہے تین جو اوپر مذکور ہوئے - چوتھا رتق ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے منہ پر گوشت ابھر آوے جو صحبت کا مانع ہو - پانچوان قرن ہے کہ اسجگہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظم رح کی قول عطا اور نخعی اور عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلہ کا ہے اسوجہ سے کہ جن معاملات مین رضامندی کامل شرط ہے اُنمین

باب عنین یعنی نامرد کے بیان مین

یہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی کی تفویت مین کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اس معاملہ کو واپس کر دیتے ہین۔ اور نکاح کا لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہین اسلیئے کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہو جاتا ہے)

باب عِدّت کے بیان مین۔ عدت اُس انتظار کو کہتے ہین کہ عورت کو (طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کرنا) لازم ہے۔ عدت کی طلاق کے لیئے اور بعد صحبت کے نکاح کے ٹوٹنے کے لیے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اُسکی عدت تین مہینے ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا (یعنے طلاق اور نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑھ مہینہ اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز) اور حاملہ عورت کی عدت بچے کا جننا ہے اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہے جو دونون وقتون مین سے زیادہ تر دور ہو (فار اُس مرد کو کہتے ہین کہ اپنی بی بی کو مرض کی حالت مین طلاق دے اور اُسی مرض مین مرجاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضون کی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوے اُسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے اور (اگر طلاق) بائن (کی عدت مین یا) خاوند کے مرنے کی عدت مین (آزاد ہووے تو) حکم آزاد کا سا نہوگا (لونڈی کی عدت کریگی) اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر آنے لگے تو اسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی (نہ مہینون کے اعتبار سے) اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو اُس سے شبہہ مین صحبت ہوئی ہو اسکی عدت اور اُم ولد کی عدت باعتبار حیض کے ہے شوہر کے مرنے وغیرہ کے لیئے۔ اور شوہر اگر

چھوٹا ہو اور اُسکی زوجہ اُسکے مرنے کے وقت حاملہ ہو جاوے تو اُسکی عدت بچے کا جننا ہے
اور اگر اسکے مرنے کے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی۔ اور ان دونون
صورتون مین نسب اُس بچے کا اس شوہر خردسال سے نہ لگایا جاویگا اور جس حیض مین
عورت کو طلاق دی گئی ہو اُسکا اعتبار نہ کیا جاوے (یعنے اگر طلاق حیض کی حالت
مین دی ہو تو اُس حیض کو عدت مین شمار نہ کرین بلکہ تین حیض اُسکے سوا شمار کرین)
اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اُس سے شبہے سے صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت
دوسری عدت کرے اور یہ دونون عدتین ایک دوسری مین آجاوینگی اور جو حیض
صحبت کے بعد عورت کو ہوگا وہ دونون عدتون مین شمار ہوگا اور وہ عورت جب
پہلی عدت پوری ہو چکے تو دوسری کو تمام کرے (یعنے مرد نے عدت والی عورت
سے شبہے کے ساتھ صحبت کی تو اس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی۔ اور جو
حیض اب آویگا وہ دونون عدتون مین شمار ہوگا اور یہی معنے ہین دونون عدتون کے
ایک دوسرے مین آجانیکے اور جب پہلی عدت پوری ہو چکے تو دوسری عدت
تمام کرے) اور شروع عدت کا طلاق کے پڑنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور
نکاح فاسد مین جدائی کے بعد سے یا اُسوقت سے کہ شوہر نے قصداً اس سے
صحبت کے ترک کا کیا۔ اور اگر عورت نے دعوی کیا کہ میری عدت گذر گئی (یعنے
اب رجعت درست نہین) اور شوہر نے اسکا قول نہ مانا تو قاضی کے یہان معتبر
عورت ہی کا قول ہوگا[ف] بشرطیکہ قسم سے بیان کرے۔ اور اگر شوہر نے اپنی عدت والی
عورت سے نکاح کیا اور اسکو صحبت کے پیشتر طلاق دیدے تو اُس نکاح کا مہر پورا دینا
واجب ہوگا نہ آدھا اور نئے سر سے عدت عورت پر لازم ہوگی اور اگر کوئی ذمی اپنی ذمی

ف اس میں اتنی قید اور بھی ہے کہ وقت میں اسقدر گذر گیا ہو کہ عدت گذر جانے کا احتمال رکھتا ہو

فصل

منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت نہ کرے (یعنے اُس صورتمین کہ انکے مذہب مین عدت واجب نہو)

فصل جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر مر گیا ہو وہ سوگ کرے یعنی زیب و زینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑ دے اور مرض کے عذر سے تیل اور سرمہ درست ہے اور مہندی لگانا اور سرخ و زرد کپڑا پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو اور اگر آزادی کے سبب عدت مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جیسے بدون گواہون کے نکاح ہوا ہو تو ایسی عدتون مین سوگ نہ کرے اور عدت والی عورت سے صراحۃً پیام نکاح کا نہ دیا جاوے اور اشارۃً پیام دینا صحیح ہے۔ اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اسکو اپنے گھر سے نکلنا نہ چاہیئے اور جو موت کی عدت مین ہو وہ دن کو اور شروع رات مین نکلے اور یہ دونون عدت اُسی گھر مین بیٹھین (جسمین عدت انپر واجب ہوئی ہو (یعنے طلاق یا موت جس گھر مین ہوئی ہو اسمین عدت چاہیئے) لیکن اگر اُسمین سے کوئی نکالدے یا وہ گھر گر جاوے تو دوسرے مکان مین رہین جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مر جاوے اور اسمین اور اسکے شہر مین فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوے اور اگر تین دن کی مدت ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوے یا جدہر جاتی ہے اُسطرف چلی جاوے دونون صورتون مین اُسکے ساتھ محرم ہو یا نہین اور اگر کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اُسی جگہ عدت کرے اور بعد عدّت کے وہان سے محرم کے ساتھ نکلے۔

باب نسب کے ثابت ہونے کے بیان مین

باب نسب کے ثابت ہونے کے بیان مین۔ اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے اگر مین نکاح کرون تو اسکو طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تھا پورے چھ مہینے کے بعد اس عورت کے بچہ ہوا تو اسکا نسب اس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا آویگا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اُسکے بچے کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا

اگرچہ وہ دو برس کے بعد جنے بشرطیکہ عدت کے ہو چکنے کا اقرار نہ کرے اور اس بچے
کا ہونا رجعت کے حکم مین ہوگا دو برس سے زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس سے
کم مین ہوا ہوگا تو رجعت نہ ہوگی (اسلیئے کہ حمل دو برس سے زیادہ نہین ٹھیرتا پس
اول صورت مین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت مین ہوا اس لئے باعث رجعت کا
ہوگیا اور دو برس سے کم کی صورت مین یہ شک ہے کہ شاید یہ حمل نکاح کے دنونکا ہو
تو اسیواسطے موجب رجعت نہوا) اور اگر عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو تو دو برس سے
کم مین اگر بچہ ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا (اسلیے کہ طلاق بائن مین احتمال
رجعت کا نہین) ہان اگر شوہر بچے کا دعوی کرے (تو ثابت ہوگا اور یہ مان لیا جاویگا
کہ شبہے سے صحبت کی ہوگی) اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت مین طلاق
رجعی یا بائن کی ہو اسکے بچے کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر نو برس
نو مہینے یا زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا اور جو عورت موت شوہر کی عدت مین ہو اسکے
بچے کا نسب دو برس سے کم مین ثابت ہوگا اور جو عورت کہ اپنی عدت ہو چکنے کا اقرار
کر چکی ہو اُسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سے چھ مہینے سے کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
نہوگا۔ اور جو عورت عدت مین ہو اور اُسکے بچہ ہونے کو لوگ نہ مانین تو اسکا نسب کئی
طرح ثابت ہو سکتا ہے یا یہ کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین گواہی اس بچے کے ہونے
کی دین یا یہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہ کہ شوہر اس بچے کو کہے کہ میرا ہے۔ یا اگر شوہر مرجاوے تو
اُسکے وارث اُس کی تصدیق کرین۔ اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت اس شوہر سے
اُس صورت مین ہے کہ اسکے بچہ چھ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سے پیدا ہو
اگرچہ شوہر چپ رہے (کچھ اقرار یا انکار نکرے) اور اگر انکار کرے تو ایک عورت کے

گواہی سے ثابت ہوگا جو بیان کرے کہ اُس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے پھر اگر بچہ
پیدا ہونے کے بعد عورت و مرد مین اختلاف ہو عورت کہے کہ تونے مجھ سے چھ مہینے
ہوئے کہ نکاح کیا ہے اور شوہر دعوی کرے کہ چھ مہینے سے کم ہوئے ہین تو اس صورت
مین عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اُس مرد کا ٹھیریگا۔ اور اگر شوہر طلاق کو مشروط
بچہ ہونے پر کردے اور ایک عورت اُسکے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طلاق نہوگی
اور اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کرلیا ہو تو بدون کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
پڑجاوے گی۔ اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم سے کم چھ مہینے
(اور امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی
قول حضرت عائشہ رضؓ کا ہے کہ بچہ پیٹ مین دو برس سے زیادہ نہین رہتا) پس اگر
کسی لونڈی سے نکاح کرکے اُسکو طلاق دے پھر اُسکو خرید لیا اور وقت خرید سے
چھ مہینے کے اندر اُسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ (اُسکے سر پڑیگا اور) اُسیکا (لڑکا) ہوگا
(اور چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنے گی تو بدون دعوے کے اُسکا نہ ٹھیرے گا) اور اگر
کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہے تو وہ میرا ہی
اور گواہی دے ایک عورت بچہ ہونے کی تو وہ لونڈی اس مرد کی ام ولد ہوجاویگی
(یعنے نسب اُس بچے کا بدون دعوی کے ثابت ہوجاویگا لیکن یہ اُس صورت مین ہی
کہ بچہ اُس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین ہووے) اور جو شخص
کسی لڑکے کو کہے کہ یہ میرا بیٹا ہی اور مرجاوے پس اُس لڑکے کی مان کہے کہ مین
اُسکی بی بی ہون اور یہ اُسکا بیٹا ہے تو یہ دونون اُس مردہ کے وارث ہونگے
پھر اگر اُس عورت کی آزادی معلوم نہو اور وارث مردے کا (یعنے وہ لڑکا) کہے کہ تو

میرے باپ کی ام ولد ہے (نکاحی بی بی نہین) تو اُس عورت کو میراث نہ ملیگی۔

باب - بچے کے گود لینے (یعنے پرورش) کے بیان مین - سب سے زیادہ مستحق (اور بہتر) بچے کے رکھنے کے لیے اُسکی مان ہے باپ سے جُدا ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بھی۔ اور بعد مان کے نانی ہے اسکے بعد دادی اُسکے پیچھے بہن حقیقی اُسکے بعد بہن اخیافی۔ اُسکے بعد بہن علاتی پھر خالہ اسیطرح (یعنے حقیقی سب سے مقدم اُسکے بعد اخیافی اُسکے بعد علاتی) پھر پھوپھیان اسیطور پر۔ اور جو عورت کہ بچے کے غیر محرم سے نکاح کرلے (یعنے اُسکا شوہر بچے سے قرابت قریب نہ رکھتا ہو) تو اُس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہے گا اور اگر وہ عورت اُس شوہر سے جدا ہو جاوے تو حق مذکور پھر سے آویگا بعد ان مذکورین کے گود لینے کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب پر اور مان اور نانی اور دادی لڑکے کی پرورش کی مستحق رہین جسوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے بے پروا ہو جاوے (یعنی کھانا پینا کپڑا پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے) اور اسکا اندازہ لڑکے کے حق مین سات برس کا ہے (کہ اس عمر کا لڑکا یہ باتین اپنے آپ کر لیا کرتا ہے) اور لڑکی کے مستحق اُسوقت تک ہین کہ وہ حائضہ ہو اور مان اور جدہ کے سوا اور ونکو اُسوقت تک حق ہے کہ لڑکی مشتہاۃ (یعنے مردون کی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو (اپنی اولاد کے باب مین) اور ام ولد کو (اپنے بچونکے باب مین) حق گود لینے کا نہین جبتک کہ آزاد نہو جاوین (اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح اُنکو حق گود مین لینے کا ہوگا) اور عورت ذمی اپنے مسلمان بچے کے رکھنے کی اُسوقت تک مستحق ہے کہ وہ دین کو نہ سمجھے (اور بعد دین کے سمجھہ آنیکے اُس بچہ کا مستحق اُسکا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اس باب مین اختیار نہین (یعنے اُسکو اختیار نہین کہ چاہے مان کے ساتھ رہے چاہے باپ کے ساتھ اسلیے کہ اُسکو عقل

بچے کے گود لینے کے بیان مین

لہ اخیافی کو اس پر مقدم کیا کہ قرابت اسکی مان کے ذریعہ سے ہے اور اس باب مین مان کی قرابت مقدم ہے بلحاظ محبت مادری کے ۱۲

سہ یعنے اول باپ پھر دادا پھر بھائی پھر بھتیجا پھر چچا پھر اُسکے اندر

ہے نو برس کی ہے عرف اور اشتہا

نہین اور غالب یہی ہے کہ اسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اسکو آرام ملیگا وہی صورت
اختیار کرے لیکن یہ امر تربیت کی مصلحت کے خلاف ہے اسلیے کہ تربیت مین دھمکی اور
گوشمالی ضروری ہے) اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے بچے کو لیکر کہین سفر نکرے
(ہان اگر) اپنے وطن کو جہان اسکا نکاح ہوا تھا لے جاوے (تو مضائقہ نہین)

باب۔ نفقے کے بیان مین (نفقہ کھانا وغیرہ دینے کو کہتے ہین) عورت کا کھانا اور
کپڑا شوہر پر موافق حیثیت دونون کے واجب ہے (یعنے کھانے اور پوشاک مین دونون
کے حال کی رعایت مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے کرنی چاہیے) اگرچہ عورت اپنا
مہر لینے کے واسطے صحبت شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو (یعنی خاوند
کے گھر سے نکلجاوے اور اسکی بات نہ مانے) اسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہین اور
نہ اس عورت کا جو کم سن قابل صحبت کے نہو۔ اور نہ اسکا جو قرضدار ہونیکی جہت سے قید ہو
اور نہ اسکا جو زبردستی (شوہر سے) چھین گئی ہو اور نہ اسکا جو حج کو شوہر کے سوا کسی اور
کے ساتھ چلی گئی ہو اور نہ اسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالے نہوئی ہو۔ اور اگر شوہر توانگر
ہو تو عورت کے خادم کا نفقہ بھی اس کے ذمہ پر ہوگا۔ اور اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز
ہو تو عورت کو اس سے جدا نہ کیا جاوے بلکہ اسکو اجازت دیجاوے کہ شوہر کے نام قرض
لے (یعنی قاضی حکم کردے کہ اپنے شوہر پر قرض لیکر کھاوے) اور اگر شوہر کو توانگری عارض
ہوجاوے تو توانگری کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہوچکا ہو (یعنی اگر قاضی نے
شوہر کو حکم دیا ہووے کہ مفلسونکا نفقہ عورت کو دیدے اور بعد اسکے وہ توانگر ہوجاوے تو اسکو
توانگری کا نفقہ پورا دینا پڑیگا) اور جو مدت گذر چلی ہو اسکا نفقہ بدون قاضی کے
حکم کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہین ہوتا اور شوہر اور عورت مین سے اگر ایک مرجاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہے اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دے چکا ہو اگر شوہر مرجاوے تو عورت سے وہ واپس نہ لیا جاویگا۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا نفقہ نہ دے تو اسکے نفقہ مین بیچ ڈالا جاویگا۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہ دینے سے واجب ہوتا ہے (یعنے اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اُسکے شوہر کو جگہ علٰحدہ رہنے کی دی ہو گی تو اُسکا نفقہ شوہر پر واجب ہو گا ورنہ واجب نہو گا) اور شوہر پر (عورت کے لیے) ایک مکان رہنے کو دینا واجب ہے، جو شوہر کے گھر والون اور عورت کے گھر والون سے خالی ہو۔ اور جائز ہے عورت کے گھر والون کو اُس عورت کی طرف دیکھنا اور اُس سے باتین کرنی (جب اُنکا دل چاہے) اور جو شخص کہ غائب ہو اُسکے لڑکے اور ماں باپ اور منکوحہ کا نفقہ اُسکے اُس مال مین مقرر کیا جاوے جو دوسرے شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار کرے (کہ یہ فلانے کا مال ہے) اور (یہ بھی اقرار کرے کہ) یہ عورت اسی کی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے ضمانت لے لیجاوے (کہ اگر اُسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑے گا) اور واجب ہے نفقہ اُس عورت کے لیے جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو اور نہ ایسی جدائی کی عدت والی کو جو عورت کیطرف سے ہوئی ہو (مثلاً عورت کے مرتد ہونیکے باعث جدائی ہوئی ہو تو اُسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا۔ اور) اگر عورت کو تین طلاقین بائن ملین اور اُسکے بعد وہ مرتد ہو گئی تو جو نفقہ عدت کا اُسکے لیے لازم ہوتا وہ ساقط ہو جاویگا اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر قادر کرلے تو نفقہ مذکور ساقط نہوگا۔ اور واجب ہے آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا اور ماں پر زبردستی نکیجاوے کہ بچے کو دودھ پلاوے بلکہ باپ کسی دودھ پلانے والی کو نوکر رکھ لے کہ ماں کے پاس اُسکو دودھ پلاوے اور اگر اُس کی ماں منکوحہ ہو یا عدت مین تو اُسکو اجرت دودھ

پلانے کی نہ دے اور بعد عدت کے ماں کو دودھ پلانے پر اُجرت لینے کا زیادہ استحقاق
ہے بشرطیکہ زیادہ اُجرت نہ مانگے۔ اور واجب ہے آدمی پر نفقہ اپنے ماں باپ اور اجداد
اور جدات کا اگر وہ محتاج ہون - اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہین رہتا
مگر منکوحہ ہونے سے یا باپ بیٹا ہونے سے (یعنے اگر دو شخصونکے دین مین اختلاف ہو تو ایک
کا نفقہ دوسرے پر نہین واجب ہوتا لیکن دو صورتون مین اوّل یہ کہ منکوحہ اہل کتاب
مین سے ہو۔ دوم یہ کہ ماں باپ کافر ہون یا بیٹا اور پوتا کافر ہون کہ ان صورتون مین باوجود
دین کے مختلف ہونیکے نفقہ لازم ہے) اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا لڑکا اپنے
ماں باپ کو نفقہ دے تو اُس نفقہ مین کوئی اور شریک نہوگا اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور
کمانیسے عاجز ہو اُسکا نفقہ وارثون پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہون (مثلاً ایک شخص
فقیر اور اپاہج ہے اور اُسکے ایک بھائی اور ایک بہن ہے تو اُسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ اور
بہن پر ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونون غنی ہون) اور باپ کو اپنے نفقہ کیلیئے
اپنے بیٹے کا اسباب بیچنا درست ہے مگر زمین اُسکی فروخت کرنی درست نہین اور اگر کسی
شخص نے اپنی امانت دوسرے کے پاس رکھی اور اس دوسرے نے اسکی بدون اجازت کے اُسکو اُسکے ماں
باپ کے نفقہ مین اُٹھا ڈالا تو اُسکا تاوان دینا پڑیگا۔ اور اگر ماں باپ کے پاس کچھ مال بیٹے کا ہو اور
وہ خرچ کر ڈالین تو اُنپر کچھ تاوان نہین پس اگر ماں باپ یا بیٹے یا قریب کے لیے قاضی نے
حکم نفقے کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اُنکو نہ پہونچا تو نفقہ ایام گذشتہ کا ساقط
ہو جائیگا ہاں اگر قاضی اُنکو حکم قرض لینے کا کردے اور وہ قرض لے لیوین تو ساقط نہوگا
(اس شخص کے ذمے لازم رہیگا) اور واجب ہے نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ
دینے سے تو غلام کا نفقہ اُسکی کمائی مین ہے (یعنے جو کچھ غلام کماوے اُسمین سے کھاوے)

اور اگر کوئی پیشہ اسکو نہ آتا ہو تو اُسکے فروخت کردینے کا حکم دیا جاویگا (تاکہ ہلاک نہو)

کتاب العتاق

کتاب العتاق یعنی آزاد کرنے کے بیان میں

اس مین آزاد کرنیکے مسئلے ہین (جاننا چاہیئے کہ آزاد کرنا ایک عمل مستحب ہی کہ حدیثون مین اُسکے فضائل بہت واقع ہین اُنمین سے یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آزاد کرے مسلمان بردے کو اللہ تعالے اُسکے ہر عضو کے بدلے مین آزاد کرنیوالے کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے) آزادی ایک ایسی قوت شرعی ہے جو غلام مین بعد آقا کی ملک کے دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت ہوتی ہی اور وہ درست ہوتی ہی جسوقت آزاد عاقل اور بالغ اپنے غلام لونڈی کو یہ کہے کہ تو آزاد ہی یا ایسا لفظ کہے جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے (مثلاً کہے کہ تیری گردن یا تیرا سر یا روح آزاد ہے) یا تو عتیق ہے یا معتق ہی یا محرر ہے یا مین نے تجکو آزاد کیا ان الفاظ سے آزاد ہو جاویگا نیت کرے یا نکرے (اسواسطے کہ یہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین نیت کی کچھ حاجت نہین) اور (اگر آقا یہ کہے کہ) میری ملک تجھپر نہین خواہ (یون کہے کہ) میری بندگی تجھ پر نہین یا (یہ کہ) مجکو تجھ پر اختیار نہین (تو ایمین) اگر نیت آزادی کی کریگا تو غلام آزاد ہوجاویگا۔ اور اگر یہ کہے کہ یہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہی یا لونڈی میری مان ہی یا کہے کہ میرا مولی ہی یا یون پکارے کہ اے میرے مولے یا او آزاد یا او عتیق تو ان الفاظ سے آزاد ہوگا لیکن اگر یون کہے کہ او بیٹے یا او بھائی یا مجکو تجھ پر غلبہ نہین یا الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کے ہے تو آزاد نہوگا اور آزاد ہوتا ہے ان الفاظ سے تو نہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہے خدا کی رضا کے لیے یا شیطان کی رضا کے لیے یا بت کے لیے اور آزاد ہو جاتا ہے قریب رشتہ دار (جو ذی رحم) محرم (ہو)

مالک ہونے کے سبب سے اگرچہ مالک لڑکا یا دیوانہ ہو (یعنے قریب بمجرد مالک ہونیکے
آزاد ہو جاتا ہے) اور اگر کوئی زبردستی سے آزاد کراوے یا حالت نشہ مین آزاد کرے
تب بھی آزاد ہو جاویگا اور اگر آزادی کو مالک ہونے یا کسی اور شرط پر مشروط کریگا تو درست ہوگا
(مثلاً یون کہے کہ اگر مین مالک ہون اس بندے کا تو یہ آزاد ہے یا فلان شخص آوے تو
میرا غلام آزاد ہے) اور اگر حاملہ لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اور اُسکا بچہ دونون آزاد ہو جاوینگی
(مترجم کہتا ہے کہ یہ صورت اُسوقت ہو کہ بعد آزادی کے چھ مہینے سے کمتر مین بچہ پیدا ہوا
اور اگر بعد چھ مہینے کے پیدا ہو گا تو بچہ بالاصالت آزاد نہوگا بلکہ مان کی تبعیت سے آزاد ہوگا)
اور اگر حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ آزاد ہوگا اُسکی مان آزاد نہوگی - اور بچہ ملک اور آزادی
اور غلام ہونے مین اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد ہونے مین مان کا تابع ہوتا ہے
(پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور اُسکے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سے ہوگا تو وہ
بھی اُم ولد کے حکم مین ہوگا یعنے بعد آقا کے مرنے کے مان کے ساتھ مین
آزاد ہو جاوے گا اور جو بچہ کہ لونڈی کے آقا سے ہو وہ آزاد ہے ۔

باب ۔ اُس غلام کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد ہو جاوے - جو شخص کہ اپنے غلام کا
کچھ حصہ آزاد کردے تو وہ سب آزاد نہین ہوتا (بلکہ اُسیقدر آزاد ہوتا ہے جو مالک نے آزاد کیا ہے)
اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوئی اُسکے لیے آقا کو روپیہ کما دے اور اسکا حکم مثل مکاتب کے
ہے (یعنے مالک کو اختیار ہے چاہے باقی کو آزاد کردے یا باقی کی قیمت اسکی کمائی
سے لیوے اتنا فرق ہے کہ اگر یہ غلام کمانے سے عاجز ہو جاوے تو جسقدر آزاد ہو گیا ہے
وہ پھر سے غلام نہوگا - بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کی صورت مین پھر غلام ہو جاتا ہے)
اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہے

کس غلام کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد ہو جاوے

چاہے اپنا حصہ بھی آزاد کردے خواہ غلام سے اُسقدر کموا لے اور اس صورت مین ولا (یعنے ترکہ غلام کا) دونون شریکونکو پہونچے گا (یا یہ کرے کہ) جسنے اپنا حصہ آزاد کردیا ہے اُس سے اپنے حصے کے دام بھر لے بشرطیکہ وہ روپیہ والا اور وہ آزاد کرنیوالا یہ دام غلام سے بعد آزادی کے لیوے اور اس صورت مین ولا صرف آزاد کرنیوالے کو پہونچے گی (دوسرے شریک کو نہ پہونچیگی) اور اگر دونون شریک ایکدوسرے کے حصے کے آزاد کرنے پر گواہی دین (یعنے ہر ایک یون کہے کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کردیا ہے) تو وہ غلام دونون مالکون کو اُنکے حصہ کا روپیہ کمادے (اور آزاد ہوجاوے) اور اگر دونون شریکون مین سے ایک تو کسی شخص کے آنے پر کل کے روزون مین آزاد ہونیکو مشروط کرے اور دوسرا اُسکے برعکس یعنے نہ آنے پر مشروط کرے کہ کل گذر جاوے اور معلوم نہو (کہ دونون شرطون مین سے کونسی ہوئی) تو غلام نصف آزاد ہوجاویگا اور اپنی آدھی قیمت دونون شریکونکو کماویگا (مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور کل کے روز یہ معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہوجاویگا اور نصف اپنی قیمت دونون کو کماویگا) اور اگر دو شخصون نے اسیطرح قسم کھائی اپنے غلام کے علحدہ علحدہ آزاد ہونیکی تو دونون غلامون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا (مراد قسم سے یہان وہی مشروط کرنا ہے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہے تو اگر نہ آنا محقق نہوگا تو کوئی آزاد نہوگا اور فرق دونون مسئلون مین یہ ہے کہ پہلے مسئلے مین غلام مشترک تھا اور اس مسئلے مین دونون کے غلام الگ الگ ہین) اور اگر باپ دوسرے شریک کے ساتھ مین اپنے بیٹے کا مالک ہو تو حصہ آزاد ہوجاوے گا اور اُسکو شریک ثانی کو کچھ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہے کہ یا اُسکو آزاد کردے یا اپنے

حصے کی قیمت کموالے۔ اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پھر باقی
نصف کو اُس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پہونچتا ہی کہ وہ یا باپ سے اپنے حصے کا
تاوان لے لے خواہ بیٹے سے کموالے۔ اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کسی کے
پاس سے مول لیا جو کُل کا مالک تھا تو اس صورتمین باپ اس بائع کو تاوان ندیگا (بلکہ بائع یا باقی
کو آزاد کر دے یا اُسکی قیمت اُس بیٹے سے کموالے) ایک غلام تین توانگرونکی شرکت مین
ہے ایک نے اُسکو مدبر کردیا اور دوسرے نے آزاد کردیا۔ تیسرا چُپ رہا (یہ تیسرا شخص) اپنے
حصے کا تاوان مدبر کرنے والے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت
غلام مدبر کی لے اُسقدر نہ لے جتنی کہ اُس نے تیسرے کو دی ہی (اسلیے کہ وہ تو پورے
غلام کی تہائی تھی اور مدبر کا دام پورے کی دو تہائی کہتے ہین تو چونکہ مدبر اسی نے کیا
ہی تو اسلیے مدبر ہی کی تہائی بھی لینی چاہیئے) اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا
کہ یہ لونڈی تیری ام ولد ہے اور اُس نے انکار کیا تو وہ لونڈی ایکروز منکر کی خدمت کیری
اور ایک روز بیٹھی رہے (یعنے مدعی کی خدمت نکرے) اور اگر اُم ولد کی کچھ قیمت نہین تو
اگر اُن دونونمین سے کوئی اپنا حصہ آزاد کردیگا تو دوسرے کو کچھ تاوان دینا نہ پڑیگا
ایک شخص کے تین غلام ہین دو کو اُن مین سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہی اس کلام
کے بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہین تھا وہ چلا آیا پھر اُس نے یہی کہا (کہ تم مین سے ایک
آزاد ہے) اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کیے مرگیا تو اس صورت مین جو غلام دونون
دفعہ مین وہان موجود رہا اُسکی تین چوتھائی آزاد ہونگی اور جو ایکدفعہ رہا (یعنی دونون باقی)
اُنکا نصف آزاد ہوگا (اور) اگر یہ معاملہ مالک کے مرض مین ہوا ہو (اور وہ بیان کرنیسے
پہلے مرجاوے) تو سوم حصہ ترکہ کا ان سہامونپر تقسیم کیا جاویگا (اس لیے کہ مرض مین

آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہے اور وصیت ترکہ کی تہائی سے جاری ہوتی ہو پس
سات سہام کو تقسیم کرینگے تین سہام دونون دفعہ والے کو اور دو سہام اُن دونون کو اور سات
سہام مال مالک کی تہائی مین سے ہونے چاہئین) اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور ہبہ کرنا اور مدبر
کرنا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہو (یعنی اگر دو غلامونکو کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہو بعد اسکے
اُنہین سے ایک کو بیچ ڈالا یا آزاد کردیا یا وہ مرگیا یا مدبر کردیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا)
اور صحبت کرنا بیان نہین (یعنی اگر اپنی دو لونڈیون کو کہا کہ ایک تم مین سے آزاد ہو بعد
اُسکے ایک کے ساتھ صحبت کی تو اس سے یہ معلوم نہوگا کہ دوسری کی آزادی مراد تھی) اور
صحبت اور موت طلاق مبہم کا بیان ہوا کرتی ہین (مثلاً اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سے
ایک کو طلاق ہے پھر ایک کے ساتھ صحبت کی یا ایک مرگئی تو اس سے معلوم ہوگا کہ طلاق
دوسری کو ہوئی) اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہو پھر اُسکے
ایک لڑکا اور ایک لڑکی توأم ہوئی اور معلوم نہوا کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی
اور اُسکی ماں نصف آزاد ہوجاوینگی (اسلیے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی ہو تو
وہ ہر حال مین غلام ہے خواہ اول پیدا ہو یا پیچھے اور اُسکی ماں اور بہن مین آگے پیچھے
ہونے ولادت کی رو سے شبہہ آزادی کا ہے کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہونگے
اسی لیے دونون آدھے آزاد ہونگے ماں اصل مین آزاد ہوگی اور لڑکی اُسکے ساتھ مین)
اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دین کہ اُسنے اپنے دو غلامون یا دو لونڈیون مین سے
ایک کو آزاد کیا ہو تو یہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلیے کہ جسکے لیے گواہی دیتے ہین وہ
معلوم نہین) ہان اگر (یہ صورت) وصیت مین (واقع ہو کہ مرض مین اُسنے ایسا کیا ہو)
یا طلاق مبہم مین (اسطرح کی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسواسطے کہ وصیت مین طرف ثانی یا

وصی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین - اور طلاق مین اسلیے مقبول ہوگی کہ دعوی
طلاق مین شرط نہین پس بدون معلوم ہونے طرف ثانی کے بھی شہادت مانی جاویگی

باب - آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنے کے بیان مین - اگر کسی شخص نے یون کہا
کہ مین اگر گھر مین جاؤن تو اُس روز میرے جتنے مملوک ہین آزاد ہین - حالانکہ اُس وقت
اُسکی ملک مین کوئی غلام لونڈی نہین تو شرط کرنے کے پائے جانیسے وہ مملوک آزاد ہو جاوینگے
جو اُسکی ملک مین بعد اس شرط کرنے کے آئے ہین اور اگر لفظ (اُس روز) نکہیگا تو جن مملوکون کا
مالک بعد اس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہونگے اور کلمہ مملوک حمل پر واقع نہین ہوتا (تو حمل
اس شرط سے خارج رہیگا اور) اگر یہ کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین یا مین اُنکا مالک ہون
وہ کل کو آزاد ہین یا میرے مرنے کے بعد آزاد ہین تو اسمین صرف وہ مملوک شامل ہونگے
جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہے (وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس شرط
کے خریدیگا) اور اگر وہ شخص مرجاویگا تو اُسکے مال کی تہائی سے وہ مملوک بھی آزاد ہونگے
جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے (جیسے شرط کے وقت کے مملوک آزاد ہوتے ہین
اسلیے کہ یہ اُسکا قول وصیت کے حکم مین ہے تو اس لیے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی)

باب - مال کے عوض مین آزاد کرنے کے بیان مین - اگر کوئی شخص اپنے بندے کو مال پر
آزاد کرے اور وہ غلام اسکو قبول کرلے تو آزاد ہو جاویگا - اور اگر آزاد ہونے کو مال کے ادا
کرنے پر مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا (یعنے اجازت تجارت کی
اُسکو آقا کی طرف سے ہو جاویگی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھنے سے آزاد ہو جاویگا
(یعنے یہ ضرور نہین کہ غلام کے آزاد کرنے کو مالک قبول بھی کرے بلکہ مال کا سامنے
رکھدینا کافی ہے) اور اگر کہے کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلے مین آزاد ہے تو

باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنے کے بیان مین

باب مال کے عوض مین آزاد کرنے کے بیان مین

غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی خدمت کے عوض آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرے تو اُسیوقت آزاد ہو جاوے گا اور مالک کی خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینے سے پہلے مرجاوے تو اوس غلام آزاد کو اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑے گی۔ اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سے کہا کہ تو اُسکو ہزار کے عوض اس شرط سے آزاد کردے کہ اُس کا نکاح مجھ سے کردے پس مالک نے اُسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اُس شخص کے ساتھ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ مفت مین آزاد ہو جاویگی (اسلیے کہ شرط ہزار کی پوری نہوئی) اور اگر (اُس شخص نے) اتنا (اور) زیادہ کہا کہ (اُس لونڈی کو) میری طرف سے (ہزار کی عوض آزاد کردے الخ) تو (اس صورت مین) ہزار کو اس لونڈی کی قیمت اور اُسکے مہر مثل پر بانٹا جاویگا تو جس قدر اُس کی قیمت کے مقابل (حصہ رسد ہزار مین سے) ہوگا وہ اُس شخص کو مالک کے حوالے کرنا واجب ہوگا (اور جس قدر مہر مثل کے مقابل پڑے گا اتنا دینا نہ آوے گا وہ نکاح نہونے کی جہت سے جاتا رہا)

باب مملوک کے مدبر کرنیکے بیان مین۔ مدبر کرنا یہ ہے کہ مملوک کی آزادی کو اپنی موت مطلق پر مشروط کردے مثلاً (یہ کہے کہ) جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے جس دن مین مرجاؤن یا میرے بعد تو مدبر ہے۔ یا تجکو مین نے مدبر کیا پس (اسطرح کا غلام) نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوے لیکن اُس سے کار خدمت لیا جاوے اور مزدوری پر بھیجا جاوے اور اگر لونڈی ہو تو اُس سے صحبت کیجاوے اور اسکا نکاح کر دیا جاوے اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہین۔ اگر مالک تو انگر ہو تب مدبر اُسکے تہائی مال مین سے بالکل آزاد ہو جاویگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی

مملوک کے مدبر کرنیکے بیان مین

قیمت مالک کے وارثونکو کما دینی پڑیگی اور اگر مالک قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کما دیگی
ہوگی اور جس صورت مین کہ مالک کہے کہ اگر مین اپنے اس مرض خواہ اس سفر سے مر جاؤن
یا دس برس تک مر جاؤن تو تو آزاد ہے یا فلان شخص کے مرنیکے بعد تو آزاد ہے تو ان صورتونمین
اُسکا بیچنا درست ہے (یعنی وہ مدبر نہوگا) اور اگر (ان صورتونمین) شرط پائی جاویگی تو وہ آزاد
ہوجاویگا (اس لیے کہ یہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنے کی نہین)

باب اُم ولد بنانے کے بیان مین۔ اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اُسکو
دوسرے کی ملک کرنا (یعنے بیچنا اور ہبہ کرنا) درست نہین لیکن اس سے صحبت کرنی
اور خدمت کرانی اور مزدوری کرانی اور دوسرے سے اُسکا نکاح کرنا جائز ہے پھر اگر
دوسری دفعہ اُسکے اولاد ہو تو اُس بچے کا نسب مالک سے بدون اُسکے دعوی کے
ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے (کہ وہ بدون دعوی مالک کے ثابت نہوگا)
اور دوسری دفعہ کے بچے کے نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اُسکا نسب اُس سے
الگ ہوجاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اُسکے کل مال مین سے آزاد ہوجاویگی
اور اپنی قیمت مالک کے قرضخواہ کے واسطے نہ کما دے گی۔ اور اگر نصرانی شخص
کی اُم ولد مسلمان ہوجاوے تو چاہیے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے (اسلیے کہ
مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہین) اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے
سبب بچہ جنے پھر اُسکا شوہر اُسکا مالک ہوجاوے تو وہ لونڈی اُس شخص کی اُم ولد
ہوجاویگی۔ اور اگر ایک لونڈی دو مردونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنے اور اُن دونون
مین سے ایک اُسکا مدعی ہو تو اُس بچے کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی
اُم ولد ہوجاویگی اور اُس کو لازم ہوگا کہ آدھی قیمت لونڈی کی اور آدھی اُجرت

صحبت کی حوالے اپنے شریک کے کرے اُس بچے کی قیمت کچھ نہ دے اور اگر وہ
دونون شریک اس بچے کے مدعی ہون تو اُس کا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور
وہ لونڈی دونون کی اُم ولد ہوگی اور ہر ایک پر اُنمین نصف اُجرت صحبت کی
لازم ہوگی آپس مین مجرا دیوین (یعنے نہ یہ اُس سے لے نہ وہ اس سے اسلیے کہ
ہر واحد پر دوسرے کا حق برابر ہے) اور اگر ان شریکو نمین کوئی مریگا تو وہ بچہ ہر ایک کے
ترکے مین سے پوری میراث بیٹے کی پاوے گا۔ اور اگر وہ اُنکے سامنے مر جاویگا تو
اُسکے ترکے مین ان دونون کو ایک باپ کا حصہ ملیگا (اُسکو دونون باہم تقسیم
نصفا نصف کرلین) اگر ایک شخص کے پاس غلام مکاتب ہے اور مکاتب کے پاس
لونڈی ہے اُس شخص نے اُس لونڈی کے بچے کا دعوی کیا اور مکاتب نے اُسکے قول
کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اُجرت صحبت کی اور قیمت بچے کی اپنے مکاتب
(یعنی لونڈی کے مالک کو) حوالے کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی اُس شخص کی اُم ولد نہوگی
اور اگر مکاتب نے اُسکو دعوے مین جھٹلایا تو نسب اُس سے ثابت نہوگا۔

کتاب الایمان

اسمین قسمونکا بیان ہے۔ قسم اُسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز کے
ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کھائی ہے۔ پھر قسم کی تین قسمین ہین۔ اوّل یہ کہ
کسی گذشتہ معاملے پر جان بوجھکر جھوٹی قسم کھاوے اُس کو غموس[1] کہتے ہین
دوسرے یہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کھاوے وہ قسم لغو ہے اول صورت مین گناہ گار
ہوتا ہے دوسری مین نہین ہوتا۔ تیسرے یہ ہے کہ کسی امر آیندہ پر قسم کھاوے یہ قسم
منعقدہ ہے اور صرف اسمین اگر قسم کے خلاف کریگا تو کفارہ لازم آوے گا (یعنی غموس

کتاب الایمان

[1] غموس یعنی ڈبونے والی اسلیے کہ یہ گناہ مین ڈبوتی ہے

اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین) اور قسم منعقد کو کسی کی زبردستی سے کھاوے یا
بھول کر کھاوے اور اُسکا خلاف خواہ کسی کی زبردستی سے کرے یا بھولکر کرے سبطرح
سے کفارہ لازم آتا ہے اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اُسکی عزت اور اُسکی بزرگی
اور اُسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور اُسکے الفاظ یہ ہین قسم کھاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور
گواہی دیتا ہون گو خدا کی گواہی دیتا ہون نہ کہے اور لعمر اللہ اور ایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور
پیمان خدا کی قسم اور مجھ پر نذر ہے یا خدا تعالی کی نذر ہے اور اگر مین یہ کام کرون تو کافر ہون
(یہ سب کلمات قسم کے ہین) اور خدا کے علم اور غضب اور غصہ اور رحمت کی قسم
اور اُسکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور قرآن کی اور کعبے کی اور خدا کے حق کی قسم کھانیسے
قسم نہین ہوتی اور اگر مین یہ کام کرون تو مجھ پر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا مین زانی یا
چور یا شراب خوار یا سود خوار ہون ان (کلمات) سے بھی قسم نہین ہوتی اور قسم کے حروف
عربی مین ب اور و اور ت ہین (مثلاً باللہ اور واللہ اور تاللہ) اور کبھی حرف قسم
پوشیدہ بھی ہوتا ہے (جیسے اللہ کہے اور مراد واللہ کہنے سے ہو) اور (اگر قسم کے خلاف
کام کرے تو) اُسکا کفارہ ایک بردہ کا آزاد کرنا یا دس مسکینونکو کھانا کھلانا جس طرح
ان دونون باتونکا ذکر ظہار مین گذر چکا ہے یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ اُنکا
بدن اکثر ڈھک جاوے پس اگر یہ دونون باتین نہو سکین تو تین روزے پیہم رکھے اور قسم کے
خلاف کرنیسے پیشتر کفارہ نہ دے۔ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرنیکے لیے قسم کھاوے
تو اُسکو چاہیئے کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دیوے۔ اور کفارہ قسم کا
کافر پر لازم نہین گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کرے اور جو کوئی اپنی ملک کو اپنے
اوپر حرام کرلے وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اُسکو استعمال مین لاوے تو کفارہ دے اور اگر

مثلاً یہ کہ اپنے مال پر نماز ... یا مسجد مین ... ۱۲۵

یون کہے کہ ہر ایک حلال چیز مجھ پر حرام ہی۔ یہ قسم کھانے اور پینے کی چیزون پر ہو
اور فتویٰ اسپر ہے کہ اس کلام سے اُسکی بی بی بدون نیت طلاق کے بائن ہو جاتی ہی
اور جو شخص کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوے تو اپنی نذر
پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم مین کلمۂ انشاء اللہ ملاوے تو
قسم نہوگی (اور اُس کے خلاف کرنے سے کچھ لازم نہ آویگا۔)

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین

اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین گھر کے اندر نہ جاؤنگا تو کعبہ مین اور مسجد مین اور گرجا اور
یہودیون کے مندر مین اور گھر کی ڈیوڑھی اور راستے کے چھتے اور صُفّے مین جانے سے
اُسکی قسم نہ ٹوٹے گی (صُفّہ اُسکو کہتے ہین کہ تین دیوارون پر چھت ڈالدیجاوے) اور اگر
قسم کھائی کہ کسی گھر مین نہ جاؤنگا اور پھر گھر مین ڈھینے کے بعد داخل ہوا تب بھی قسم
نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر قسم کھائی کہ اس گھر مین نہ جاؤنگا اور اُسکے گر جانے کے بعد اُس مین جاوے
تو قسم کے خلاف ہو جاوے گا۔ اگر وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا بنگیا ہو۔ اور اگر مکان مذکور
ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہوگیا ہو تو اُنمین جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی
اسیطرح اگر کہے کہ اس کوٹھری مین نہ جاؤنگا اور وہ ویران ہو جائے یا اُسکی جگہ دوسرا
مکان بنجاوے تو اُسمین جانیسے قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور جو شخص کہ گھر کی چھت پر کھڑا ہو وہ
مکان مین داخل ہی۔ اور اگر دروازہ کی محراب مین کھڑا ہو وہ مکان کے اندر نہین اور
پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹھیرا رہنا ایسا ہی کہ گویا اب شروع کیا ہی یعنی اگر
یون قسم کھاوے کہ مین اس کپڑے کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوئے ہی یا کہے کہ اس گھوڑے
پر سوار نہونگا اور اُسوقت سوار ہے یا کہے کہ اس گھر مین نرہونگا حالانکہ رہتا ہی

کیونکہ حلال کو حرام کرنا طلاق پر زیادہ بولا جاتا ہے ۱۲

باب دخول و خروج وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین

یعنے اگر مکان مین کسی نے قسم کھائی تھی کہ داخل ہونے نہ جاونگا اور قسم ٹوٹ جاے گا ... ۱۲

اور اسی حالت پر ٹھیرا رہے تو قسم ٹوٹ جاویگی) اور اگر یون کہے کہ مین اس گھر مین
داخل نہونگا اور اُس مین موجود ہوا ور ٹھیرا رہے تو اس ٹھیرنے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر
یہ قسم کھاوے کہ مین اس مکان مین یا اس کوٹھری یا اس محلے مین نرہونگا اور خود تو چلا گیا مگر اُسکا
اسباب اور گھر کے لوگ رہ گئے تو قسم ٹوٹ جاوے گی بخلاف شہر کے (یعنی اگر اس بات
کی قسم کھائی کہ شہر مین نرہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل و عیال شہر مین رہے
تو قسم نہ ٹوٹیگی) اور اگر قسم کھاوے کہ مین نہ نکلونگا پھر اُسکی اجازت سے لوگ اُسکو اُٹھا لائے
تو قسم ٹوٹ جائیگی اور اگر اُسکی اجازت سے اُسکو نہین اُٹھایا بلکہ خود لے آئے خواہ وہ
راضی تھا یا زبردستی سے لے آئے تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسے اس صورت مین کہ قسم کھائی کہ
مین صرف جنازہ ہی کے لیے نکلونگا اور پھر جنازہ کے لیے نکلے اور جنازہ سے نکلے کے بعد
اپنے کسی کام کو جاوے تو قسم نہ ٹوٹیگی ۔ اور اگر قسم کھائی کہ مکے کو نہ نکلونگا یا نجاؤنگا
پھر مکے کے ارادہ سے نکلے اور اثناء راہ سے پھر آوے تو قسم ٹوٹ جاویگی ۔ اور اگر یون کہے
کہ مکے مین داخل نہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کھائے
کہ مین فلان شخص کے پاس ضرور آؤنگا اور نہ آیا ۔ یہانتک کہ مر گیا تو اُسکی قسم زندگی
کے آخر مین ٹوٹیگی ۔ اور اگر قسم کھاوے کہ مجھ سے ہوسکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤنگا
اس ہوسکنے سے مراد بدن کی تندرستی ہوگی (یعنی بشرط خیریت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت
مراد نہوویگا جسکے یہ معنے ہین کہ تمام اسباب اوپر نیچے کے موجود ہون اور سب موانع
اندر باہر کے برطرف ہون کہ اس حال مین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہے) اور
اگر وہ شخص ان الفاظ سے بشرط قدرت ہی ارادہ کرے تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاوے
(یعنی یہ نیت اس معاملہ مین کہ اُس سے اور خدا تعالے سے پڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی

یعنی اگر قسم المعانی ہوگی تو کفارہ ترک معانی سے لازم ہوگا ۱۲

عدالت مین مقبول نہوگی اُسکے نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جائیگا) اور اگر قسم کھائی کہ
میری منکوحہ بجز میری اجازت کے نہین نکلیگی تو ہر نکلنے کے واسطے علحدہ اجازت شرط
ہوگی (ورنہ قسم ٹوٹ جاویگی) بخلاف اسکے کہ یون کہے کہ میری عورت نہ نکلے مگر یہ کہ
مین اجازت دون یا (نہ نکلے) جبتک مین اجازت نہ دون (تو اس صورت مین ہر نکلنے کے لیے
علىحدہ اجازت ضرور نہوگی بلکہ اول بار نکلنے کے واسطے اجازت چاہیئے) اور اگر عورت نے نکلنے کا
ارادہ کیا یا اپنے غلام کو مارنا چاہا تو شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو مارے تو تو طلاق ہے
تو یہ طلاق اسی نکلنے یا مارنے پر مشروط ہوگی (یعنی اگر عورت اسوقت نکلنے یا مارنے
سے باز رہے اور پھر نکلے یا مارے تو طلاق نہ پڑیگی جیسے اس صورت مین کہ ایک شخص سے
کہا کہ [illegible] اگر مین کھانا کھاؤن تو میرا غلام آزاد ہے
تو یہ آزادی [illegible] پر مشروط ہوگی) اور قسم کے ٹوٹنے مین غلام کی سواری خود
اس شخص کی سواری [illegible] وہ غلام کی سواری کی بھی نیت قسم مین کر لے اور ایک یہ کہ غلام
پر قرض کسیکا نہو اور اگر قرض ہوگا تو غلام کی سواری خود اسکی نہوگی گو وہ نیت بھی کر لے
اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ مالک کہے کہ مین اگر اپنی سواری پر سوار ہون تو مثلاً میرا غلام آزاد ہے
اور نیت کر لے کہ سواری خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اُس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اس
صورت مین اگر وہ اپنے غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اُسکا غلام آزاد ہوجاوے گا)

باب - کھانے پینے پہننے کلام کرنے پر قسم کے بیان مین - اگر قسم کھاوے کہ اس درخت
مین سے نہ کھاؤنگا تو اُسکا میوہ کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی - اور اگر یون کہا کہ ان کچے
چھوہارون یا پکّون کو نہ کھاؤنگا یا اس دودھ کو نہ پیونگا تو جس صورت مین کچے کو معین کیا
تھا اُس مین پکون کے کھانے سے اور پکّونکی صورت مین خشک کے کھانے سے اور دودھ

کی صورت مین اُسکے دہی کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر کہا کہ اس لڑکے
سے یا اس جوان سے نہ بولونگا یا اس بھیڑ کے بچے کو نہ کھاؤنگا تو اگر اس لڑکے سے جوانی مین
بولیگا یا جوان سے اُسکے بوڑھا ہونے پر کلام کریگا یا بچے کو بڑا ہونے پر کھاوے گا تو قسم
ٹوٹ جاویگی - اور اگر کہے کہ مین کچے چھوہارے نہ کھاؤنگا اور پختہ کھاوے تو قسم ٹوٹیگی
اور اگر کہے کہ پختہ چھوہارے یا کچے نہ کھاؤنگا یا یون کہے کہ نہ پکے کھاؤنگا نہ خام تو مذنب یعنی
گدرے کھانے سے قسم ٹوٹ جاویگی (اور مذنب کچے چھوہارے کو کہتے ہین جو ایک طرف سے
پکنا شروع ہو گیا ہو یا پکا ہو اور تھوڑا سا کچا رہا ہو) اور اگر کہے کہ مین تر چھوہارے نہ خریدونگا
پھر خشک کچے چھوہارونکا مول لے جسمین کچھ تر بھی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ گوشت
نہ کھاؤنگا تو مچھلی کھانے سے قسم نہ ٹوٹیگی - اور شوربا اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور
اوجھ گوشت ہے (یعنی اگر قسم کھاوے کہ گوشت نہ کھاؤنگا تو ان چیزونکے کھانے سے قسم ٹوٹ
جاویگی - اور) اگر کہے کہ چربی نہ کھاؤنگا اور پیٹھ کی چربی کھاوے یا کہے کہ گوشت کو
یا چربی کو نہ کھاؤنگا اور پھر دُنبہ کی چکتی کھاوے یا کہے کہ ان گیہوؤن کو نہ کھاؤنگا اور اُنکی
روٹی کھاوے تو ان صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی - اور اگر کہے کہ اس آٹے کو نہ کھاؤنگا
تو اُسکی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹیگی خشک کھانے سے نہ ٹوٹیگی اور روٹی (کی اگر قسم
کھاوے تو اُس سے) وہ مراد ہوگی جو اُسکے شہر والون کو عادت ہو - اور بھُنے اور پکے کی
قسم سے گوشت مراد ہوتا ہے اور سری کھانیکی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اس شہر مین بکتی ہو (یعنی
جونسی سری شہر مین بکتی ہو خواہ گائے کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی) اور میوے سے
غرض سیب اور خربوزہ اور زردآلو ہے - انگور اور انار اور خرما اور ترکاری اور کھیرا ککڑی مراد نہین
اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جسمین روٹی تر کیا وے جیسے شوربا اور نمک اور زیتون

کا تیل اس مین گوشت اور انڈا اور پنیر داخل نہین - اور صبح کے کھانے سے مراد فجر سی لے کر ظہر کے وقت تک ہے اور شام کے کھانے سے غرض ظہر کے وقت سے آدھی رات تک ہی - اور سحر سے مراد آدھی رات سے صبح تک ہے - اگر کہے کہ مین اگر کھاؤن یا پیوُن یا پہنون تو ایسا ہوا اور نیت کرے کسی معین کھانے پینے پہننے کی چیز کی تو اُسکی نیت نہ حکم قاضی مین مانی جاویگی نہ دیانت کی رو سے ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کھانیکی چیز کھاؤن یا پینے کی چیز پیُون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اس صورتمین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاویگا (مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا) اگر قسم کھاوے کہ مین گنگا سے پانی نہ پیُونگا تو مراد مُنہ سے پانی پینے سے ہوگی (بدون کسی برتن کے) بخلاف اسکے کہ کہے کہ گنگا کا پانی نہ پیُونگا (اس صورت مین اگر برتن مین لیکر بھی پیویگا تو قسم ٹوٹ جاویگی) اگر یون کہے کہ اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیُون تو ایسا ہو حالانکہ اُس کوزے مین پانی نہو یا ہوا ور اُسکو گرا دیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزے مین پانی نہو تو ان سب صورتونمین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہو اور گرا دیا جاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کھاوے کہ مین آسمان پر چڑہونگا یا اس پتھر کو سونا بناؤنگا تو اُسیوقت قسم ٹوٹ جاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا (اس لیے کہ یہ امور ممکن نہین) اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اُٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی - اور اگر یہ کہا تہا کہ اُس سے بدون اُسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اُس شخص نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یون کہے کہ مین ایک مہینے تک نہ بولونگا تو شروع اس مہینے کا اُسوقت سے معتبر ہوگا جب سے کہ اُسنے قسم کھائی ہی اور اگر یہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا

تسبیح پڑھے تو قسم نہ ٹوٹیگی (اسلیے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح پڑھنا بولتے ہین) اگر یون کہے کہ جس دن فلان شخص سے بولون تو ایسا ہو تو اس سے دن اور رات دونون سمجھے جاوینگے اور اگر اُس نے قسم کے وقت اس کلام سے دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلان سے بولون تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی (دن اسمین متصور نہوگا) اور اگر کہے کہ اس سے نہ بولونگا مگر اُس صورت مین کہ زید آجاوے یا کہے کہ مگر اُس صورت مین کہ وہ اجازت دے یا جبتک کہ وہ اجازت دے پھر اُسنے زید کے آنے سے پہلے اور اُسکی اجازت سے پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر ان دونون باتونکے بعد بولیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا اور اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا کھانا نہ کھاؤنگا یا اُسکے گھر مین نہ جاؤنگا یا اُسکا کپڑا نہ پہنونگا یا اُسکی سواری پر سوار نہونگا یا اُسکے غلام سے نہ بولونگا ان صورتونمین اگر ان چیزونکی طرف اشارہ کرکے کہے (کہ اُسکے پاس کھانے کو یا اُس گھر مین یا اُس کپڑے کو وغیرہ) اور پھر ان چیزون پر سے مالک کی ملک جاتی رہے اور قسم والا وہ کام کرے تو اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ نئی ملک مین (یعنی مالک اگر دوسرا کھانا یا گھر مول لے تو اس کھانا کھانے اور نئے گھر کے اندر جانیسے قسم نہ ٹوٹیگی) اور اگر ان چیزونکی طرف اشارہ نکرے تو مالک کی ملک کے جاتے رہنے کے بعد ان کامونکے کرنے سے قسم نہ ٹوٹیگی مگر اُسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ فلان کے دوست یا اُسکی بی بی سے نہ بولونگا اور اشارہ کردیا تو اُن دونون سے جب اُسکی دوستی اور زوجیت جاتی رہیگی اُسوقت بھی اگر کلام کریگا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اشارہ نکرے گا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اُسکے نئے دوست اور نئی منکوحہ سے بولے گا تو ٹوٹے گی اور اگر یہ کہا کہ اس چادر کے مالک سے نہ بولون گا اور

مالک نے وہ چادر بیچ ڈالی تب اُس نے اُس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی۔ اگر قسم
مین لفظ الحِین اور الزمان یا ان دونون کو نکرہ بولے (یعنے حین اور زمان کہدیا) تو
یہ وقت چھ مہینہ کا ہوگا (مثلاً اگر کہے کہ یہ کلام ایک حین تک نکرونگا تو چھ مہینے مراد
ہونگے) اور اگر الدَّہر اور الاَبَد کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر دہر کو نکرہ کہا تو مجمل ہے
(یعنے اسکی مقدار یقینی معلوم نہین) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا مہینون اور برسون
کہا تو دس مراد ہون گے اور اگر اُنکو نکرہ لے گا تو تین مراد ہون گے۔

باب طلاق دینے اور آزاد کرنے کی قسم مین

باب۔ طلاق دینے اور آزاد کرنے کی قسم کے بیان مین۔ اگر کوئی شخص یون
کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اُنکے بچہ مردہ پیدا
ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی (یعنے طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجاویگی)
لیکن اگر اُسنے کہا تھا کہ بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہے اور اُسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس
بچے کے آزاد ہونیکا حکم نکرینگے (اور اُسکی قسم باقی رہیگی) اور اگر یون کہا کہ جس غلام کا
مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہے پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی
رو سے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھ ہوا پھر تیسرے کا
مالک ہوا تو ان تینون مین سے کوئی بھی آزاد نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ جس تنہا غلام کا
مین اول مالک ہون وہ آزاد ہے تو البتہ اس صورت مین تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد
ہوجاویگا اور اگر یون کہا کہ پچھلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہے پھر وہ مالک ہوا
ایک غلام کا پھر دوسرے غلام کا اور اسکے بعد مرگیا تو دوسرا غلام اس شخص کی ابتداء ملکیت
سے آزاد ہوگا۔ اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سناویگا وہ آزاد ہے
پھر تین غلامون نے علیحدہ علیحدہ وہی خوشخبری اُسکو سنائی تو جسنے اول سنائی

ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھ سُنائی توسب آزاد ہو جاوین گے اور اداء کفارہ کے لیے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی (اور یہی حکم ہے ہر ذی محرم کے خریدنے مین کہ اگر نیت کفارے کی کرلے اور وہ بمجرد خریدنے کے آزاد ہو جائے تو کفارہ ادا ہو جائیگا) لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنے خرید پر مشروط کر دیا ہو اور اُسکے خریدنے مین نیت کفارہ کی کرلے تو وہ شرط کی جہت سے آزاد ہوگا (نہ کفارے کی عوض مین) اور یہی حال ہے ام ولد کے خریدنے کا (کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور اُسکی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہے اور خریدنے کے وقت نیت کفارے کی کرلے) اگر کہے کہ اگر مین حرم بناؤن تو وہ آزاد ہے تو یہ قول اُسوقت درست ہو کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اُسوقت اُسکی ملک مین ہو (اور اگر مشروط کرنیکے وقت اُسکی ملک مین نہو تو آزاد نہوگی) اگر یون کہے کہ جتنے میرے ملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اُسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جائین گے مگر مکاتب آزاد نہونگے (کہ وہ پوری ملوک نہین ہوتے) اگر کہے کہ یہ منکوحہ طالق ہی یا یہ اور یہ تو تیسری کو طلاق پڑجائیگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا (کہ جس کو چاہے طلاق کے لیے معین کرلے اور یہی حکم ہے بندون کے آزاد کرنے کا اور لوگون کے لیے مال کے اقرار کرنے کا)

باب - خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ نماز وغیرہ مین قسم کھانے کے بیان مین -

جو کام کہ اُن کو اپنے آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو اُنکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم کرنا۔ مقدمات کی جوابدہی کرنا۔ لڑکے کو مارنا (ان

باب
خرید و فروخت و نکاح و روزہ نماز وغیرہ کی قسم مین

کاموں مین اگر قسم کھاوے کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص اسکی اجازت سے یہ امور کرے تو اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی) اور جو کام ایسے ہین کہ اُن کو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اُنکے کرنے کی اجازت دے دونون صورتون مین قسم ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہین نکاح اور طلاق اور عورت سے خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا قرض دینا اور قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور امانت سونپنی یا رکھنی اور مانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور کپڑا پہنانا اور کسی چیز کو اُٹھا کر سواری پر لادنا (کہ ان امور کو اگر خود کرے گا یا دوسرے سے کرنے کو کہے گا تو دونون صورتون مین قسم ٹوٹ جاویگی) اور داخل ہونا لام تخصیص کا (جسکے معنے واسطے کے ہین) بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور دوخت اور مکان بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فعل اُس شخص کی اجازت سے ہوا ہے جسکے ساتھ اُسکو مشروط کیا ہے گو وہ شخص مالک اُس چیز کا ہو یا نہو (مثلاً یہ کہے کہ اِنْ بِعْتُ لَكَ ثَوْبًا یعنے اگر تیرے واسطے بیچون یا خرید کرون کپڑا وغیرہ تو اُسکے یہ معنے ہین کہ تیری اجازت سے بیچون) اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلاً یون کہے اِنْ بِعْتُ ثَوْبًا لَكَ یعنی اگر مین بیچون کپڑا جو تیرا ہی یہان لام ثوب پر داخل ہے نہ بیع پر تو اس صورت مین اس بات پر دلالت کریگا کہ وہ چیز اس شخص کی ملک ہے خواہ اُسنے اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین (جیسے مثال دوم سے معلوم ہوتا ہے) اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے (یعنے لفظون مین تو لام کو فعل پر بولے اور معنے وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین

یا اسکا الٹا کرے) تو اُسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ (اُسکی نیت کے مطابق معنے لینے سے) اُسکا نقصان ہوتا ہو (اور اگر اُسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اُسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے۔ واضح ہو کہ لام کے آنے سے غرض اُسکا متعلق ہوتا ہے اسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا چیز کی صفت پڑین یہ غرض نہین کہ لام مقدم لایا جاوے اس لیے کہ مقدم تو دونون مثالون مین ضمیر خطاب پر ہی) اگر یہ کہا کہ مین اگر اس بندے کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہے پھر اُسکو جا کر خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹ جاویگی (یعنے غلام مذکور آزاد ہو جاویگا) اور یہی حال ہی اگر بیع فاسد کی یا دوسرے کی اجازت پر موقوف رکھی لیکن اگر بیع باطل کی تو اُس مین قسم نہ ٹوٹے گی اگر یہ کہا کہ مین اُسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پھر اُسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلیے کہ نہ بیچنا متحقق ہو گیا) عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجھپر نکاح کر لیا اُس نے جواب دیا کہ میری جو منکوحہ ہو اُسکو طلاق ہی تو اُس عورت پر بھی طلاق پڑ جاویگی (اور دوسری اگر ہونگی وہ بھی طالق ہونگی) اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبے کیطرف واجب ہی تو حج یا عمرہ پیادہ پا کرے اگر اُنمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا (یعنے بکری ذبح کرنی پڑے گی) بخلاف اس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا یا مروہ کو واجب ہے (کہ ان صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ یا پیادہ گھر سے نکلنا لازم ہوتا ہے) اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہو اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفہ مین تھا تو قسم نہ ٹوٹے گی اور غلام آزاد نہ ہوگا (اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ حج کر کے نحر کے روز کوفے

مین چلا آیا ہو) اور اگر کہے کہ مین روزہ نرکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا
روزہ رکھنے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ ہن ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ
نہ رکھونگا تو تمام دن کے روزہ رکھنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑہونگا
تو ایک رکعت کے پڑہنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کہے گا تو دوگانہ پڑہنے سے
قسم ٹوٹیگی (ایک رکعت پڑہنے سے نہ ٹوٹیگی) اگر عورت سے کہے کہ اگر مین تیرا کاتا ہوا
پہنون تو وہ ہدی ہے پھر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے اُسکو کاتا اور کپڑا بنا گیا
اور مرد نے پہنا تو ہدی ہو جاویگی (اُسکو کعبے کو بھیجنا پڑیگا) اور سونے کی انگوٹھی اور
موتیونکا ہار پہننا زیور کا پہننا ہے مگر چاندی کی انگوٹھی زیور مین نہوگی (یعنی اگر قسم کھائی کہ
مین زیور نہ پہنونگا تو سونے کی انگوٹھی اور موتیونکی لڑی پہننے سے قسم ٹوٹ جاویگی لیکن
چاندی کی انگوٹھی پہننے سے قسم نہ ٹوٹیگی) اگر یون کہے کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش پر
یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اُسپر ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اُسپر سویا
یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اُسپر دوسری چوکی بچھائی گئی اور دوسری پر بیٹھا
تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹے گی۔ لیکن اگر فرش پر پلنگ پوش بچھا کر سوویگا یا چوکی
پر فرش یا چٹائی ڈال کر بیٹھے گا تو قسم ٹوٹ جاوے گی۔

باب زدوکوب اور جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر کوئی
شخص دوسرے سے کہے کہ اگر مین تجکو مارون یا کپڑا پہناؤن یا تجھ سے بات کرون
یا تیرے پاس آؤن تو ایسا ہو تو یہ افعال دوسرے کی زندگی کے حال سے متعلق ہوتے
ہین (اگر بعد موت کے یہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی) بخلاف اس صورت کے کہ کہے اگر مین
تجھکو نہلاؤن یا اُٹھاؤن یا ہاتھ لگاؤن (تو ایسا ہو کہ یہ امور اگر دوسرے کے مرنیکے بعد

باب ضرب و قتل وغیرہ پر قسم کھانے کے بیان مین

بھی کریگا تو قسم ٹوٹ جاویگی) اگر قسم کھاوے کہ مین اپنی بی بی کو نہ مارونگا پھر اُسکے
بال کھینچے یا گلا دباوے یا کاٹ کھاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلیے کہ یہ باتین مار مین
داخل ہین) اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نہ مارون تو ایسا ہو اور وہ شخص اس
قسم سی پہلے مرچکا ہو تو اگر اُسکو اُسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اُسکے مرنیکو نہین
جانتا تو نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہے گا تو مہینے سے کم مدت قریب
ہے اور ایک مہینہ اور اُس سے زیادہ مدت دراز ہے۔ اگر قسم کھاوے کہ فلان کا قرض
آج ادا کرونگا پھر ایسے درم ادا کیے جو کھوٹے ہون یا چلتے نہ ہون یا کسی اور کے
ثابت ہون تو قسم پوری ہو جاویگی اور اگر رانگ کے ہونگے یا تین پرت کے تو قسم
ٹوٹ جاویگی۔ اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالنی ادائے قرض کے حکم مین ہے
لیکن اگر قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو ادا کے حکم مین نہوگا (یعنی
ادا پر قسم کھانے کی صورت مین اگر مدیون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے
ہاتھ بیچ ڈالے گا تو قسم جھوٹی نہ پڑیگی اور اگر قرضخواہ قرض معاف کردے تو ادا ثابت
نہوگا اور قسم ٹوٹ جاویگی) اگر قسم کھائی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنیمین ایکدرم کو
بدون دوسرے کے نہ لونگا (یعنی قرض مین سے کچھ نہ چھوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول
نکرونگا اکٹھا لونگا) پھر کچھ قرض قبضے مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا
وصول نکرے اور ضروری جدائی سے قسم نہ جاویگی (کہ قرض کے ادا مین اُسقدر علیحدگی
ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً روپیونکا گننا اور تولنا اور پرکھنا کہ ان امور سے قسم نہین جانیکی)
اگر کہے کہ میرے پاس سو خواہ اُس سے سوا ہون تو ایسا ہو اس صورت مین سو کے یا اُس سے
کمتر کے مالک ہونے سے قسم نہ ٹوٹیگی (بلکہ سو سے زیادہ لے مالک ہونیسے قسم ٹوٹیگی) اگر

کہے کہ مین ایسا نہ کرونگا تو اُس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دے (یعنے ایکبار بھی کرنے سے قسم جاتی رہیگی) اور اگر قسم اس بات پر کرے کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اُسکو ایکبار کرنی سے قسم پوری ہوجاویگی۔ اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد لوگون اور ہر طرح کے روگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہ قسم اس حاکم کی حکومت تک مقید رہیگی (یعنے بعد اُسکے معزول ہوجانے کی اطلاع دینی لازم نہوگی) قسم پوری ہوتی ہے ہبہ کرنے سے بدون موہوب لہ کے قبول کرنے کے بخلاف بیع کے بدون قبول مشتری کے (یعنی اگر قسم کھائی کہ اس چیز کو فلانے کو ہبہ کرونگا اور پھر اُسنے اُس شخص کو ہبہ کردی مگر اُس نے قبول نہ کی تو واہب کی قسم سچی ہوگئی۔ اور اگر بیع کی قسم کھانے کے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نہ کی تو قسم سچی نہوگی) اگر اگر قسم کھائے کہ ریحان نہ سونگھونگا تو گل گلاب اور چمیلی کے سونگھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی (اس لیے کہ ریحان اُس سبزہ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کھڑا رہے پس اُسکو گلاب کے پھول اور چمیلی کے پھول پر نہ بول سکینگے) اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین مذکور ہو تو اُس سے پھول کی پتی مراد ہوگی (نہ اُسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان) اگر قسم کھائے کہ مین نکاح نہ کرونگا اور اُسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کردیا اور اُس نے زبان سے اُس شخص کے نکاح کو جائز رکھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر (زبان سے کچھہ نکہا بلکہ ایسا) فعل کیا (جس سے نکاح کی اجازت پائی جاوے مثلاً اس عورت کا مہر بھیجدیا) تو (اس صورت مین) قسم نہ ٹوٹے گی اور گھر کا اعتبار ملک اور کرائے سے ہے (یعنی اگر قسم کھائے کہ اپنے گھر مین نہ گھسونگا پھر اپنے غلام کے گھر مین گیا یا اپنی کرایہ کے مکان مین گیا تو قسم ٹوٹ جاویگی) اور اگر قسم کھاوے کہ میرے پاس مال نہین حالانکہ اُسکا قرض

کسی مفلس کے ذمے ہو یا نادہند توانگر کے ذمے تو اُسکی قسم نہ ٹوٹے گی ۰ ؏ ۰

کتاب الحدود

کتاب الحدود

اس مین حدون یعنی سزاؤنکا بیان ہے۔ حدوہ سزا ہی جو خدا تعالے کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہی (پس جو سزا اسطرح کی ہو کہ اُس مین بندہ کا حق ہو تو اُسکو حد نہین کہتے جیسے قصاص ہے) اور زنا اُس صحبت کو کہتے ہین جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ وہ ملک اور شبہہ ملک سے خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہے چار آدمیونکی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس اُن گواہون سے حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس عورت سے زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہین کہ ہمنے اس مرد کو اُس عورت سے زنا کرتے ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور ان گواہون کی عدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کر لیجاوے تو قاضی اُسوقت حکم زنا کے ہونیکا کردے اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار مجلسونمین اقرار زنا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اُسکے اقرار کو نہ مانے اور اُس سے (زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہ اور کیفیت وغیرہ) امور مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کردے تو اُسکو سزا دے اور اگر سزا سے پیشتر اپنے اقرار سے منکر ہو یا عین سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اُسکو رہا کرے اور مستحب ہے کہ قاضی اُسکو انکار کی وجہ ان لفظون سے تعلیم کرے کہ شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا یا شبہہ سے صحبت کی ہوگی۔ پھر اگر زانی محصن ہو تو اُسکو ایک میدان مین سنگسار کرے یہانتک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنگسار کرنے سے انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہے اور اگر زانی خود مقر ہو تو اُسکو
اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ۔ اور اگر زانی محصن نہو تو اُسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو
سّو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس۔ اور کوڑا ایسا ہو کہ اُسکی چوٹی مین گرہ نہو۔ اور چوٹ
متوسط مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اُتارین اور سر اور
چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگاوین اور حد مارنیکے وقت مرد کو کھڑا
کرین اور غیر ممدود حد مارین (غیر ممدود سے مراد یہ ہے کہ زمین پر لٹکا کر یا گھسیٹ کر نہ مارین یا
یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹین کہ زخم کر دے یا یہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھ کو سر پر نہ کھینچین تاکہ
چوٹ سخت نہ لگے) اور عورت کے کپڑے سوائے پوستین اور روئی دار کے نہ اُتارے
جاوین اور اُسکو حد بٹھلا کر مارین اور اُسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا کھود لین نہ مرد
کے لیے اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے۔ اور محصن
ہونا جو سنگسار کرنے مین معتبر ہے وہ یہ ہے کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور
پہلے اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتھ صحبت کیے ہوئے ہو اُس حال مین
کہ مرد و عورت دونون صفت محصن ہونیکی رکھتے ہون (یعنے شوہر و عورت آزاد اور عاقل
اور بالغ اور مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپس مین صحبت کرین) اور کوڑے مارنا
اور سنگسار کرنا اکھٹے نہ کیے جاوین (یعنے دونون سزا نہ دینی چاہئین) اسیطرح کوڑے
مارنے اور جلاوطن کرنا نہ چاہیئے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کیواسطے چندروز کو جلاوطن کر دے
تو درست ہے اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے الا کوڑے نہ لگائے جاوین
جبتک کہ اچھا نہ ہو لے (اسلیے کہ سنگسار کرنے مین تو مقصود مارڈالنا ہے۔ اُسمین بیمار و
تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑک دینا ہے نہ مارڈالنا پس شاید بیمار

حالت مرض مین کوڑون سے مرجاوے اسلیے انتظار صحت ضروری ہی) اور حاملہ عورت کو کوڑون کی حد نہ ماری جاوے جبتک کہ وہ بچہ جن کر نفاس سے فارغ نہولے۔

باب۔ اُس صحبت کے بیان مین جس سے حد واجب ہوتی ہی اور جس سی واجب نہین ہوتی۔ جس عورت سے صحبت کی ہو اگر اُس مین شبہہ حلال ہونیکا ہو گو اُس شخص کو ظن غالب اُسکے حرام ہونے کا ہو تو اُسکی صحبت سے حد نہین آتی مثلاً اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایے کی طلاق کی عدت مین ہو اُس سے ہم بستر ہونا (موجب حد نہین اسلیے کہ اُن مین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو وہ شخص گمان غالب اُنکی حرمت کا رکھتا ہو) اور نفس صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین حلال جان کر کریگا تب بھی حد واجب نہو گی مثلاً جو عورت کہ تین طلاقون کی عدت مین ہو اُس سے صحبت کرنی یا اپنے مان باپ کی لونڈی سے یا بیوی کی لونڈی سے یا اپنے آقا کی لونڈی سے صحبت کرنی (کہ اس صحبت کو اگر اپنے گمان مین حلال جانتا ہو گا تو حد لازم نہ آویگی اور اگر حرام جانتا ہو گا تو حد لازم آویگی) اور نسب صرف اول صورت مین ثابت ہو گا (نہ دوسری مین) اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کرے تو حد ماری جاویگی گو اُس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت اپنی بستر پر دیکھے اور اُس سے صحبت کری لیکن اگر کوئی عورت بیگانی اُسکے پاس بھیجدیجاوے اور کہدیا جاوے کہ یہ تیری دُلہن ہی (اور وہ اُس سے ہم بستر ہو) تو حد واجب نہو گی بلکہ اُسکا مہر یعنی اُجرت صحبت کی دینی پڑیگی۔ اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اُس سے اتفاقاً نکاح ہو گیا (اور اُس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہتی ہے) یا یہ کہ

صحبت کے بیان مین جو جسب حد ہو یا نہ ہو

اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا اور جگہ مین صحبت کرے یا کسی سے اغلام کرے
یا چارپایہ سے صحبت کرے یا دار الحرب مین جاکر سرکشونکے یہان ہوبیٹھکر زنا کرے
یا دار الحرب مین رہنے والا ذمی عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہوگی (مگر عورت پر حد
جاری کرنی چاہیئے) یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سے زنا کرے اور اگر اُسکا الٹا ہو
یعنے مرد کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سے زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرایہ
کی عورت سے کرے (یعنی اگر زنا کے لیے کسی عورت کی خرچی مقرر کرے تو حد واجب
نہین ہوتی) یا زنا زبردستی کرے (یعنی کسی کے زور سے اس حرکت کا مرتکب ہو) تو حد لازم
نہوگی یا زنا کا اقرار کرے اور طرفثانی اسکا انکار کرے (تو اس سے بھی حد جاتی رہتی ہے)
اور جو شخص کسی کی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مرجاوے اُسپر حد بھی واجب
ہوگی اور اس لونڈی کی قیمت مالک کے حوالے کرنی پڑے گی۔ اور بادشاہ سے
قصاص کا اور مالونکا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نہ کیا جاوے (یعنے
بندون کے حقوق کا مواخذہ اُس سے کرین اللہ تعالے کے حقوق کا نہ کرین)۔

باب۔ زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانیکے بیان مین۔ گواہون نے
ایک پُرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا بُہتان زنا کے تو اُس شخص پر حد
نہ لگائی جاویگی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اُس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ
کا لیا جاویگا (مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا) اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب
عورت سے زنا کیا ہی (یعنی عورت موجود نہو) تو اس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری
کے (کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانے کا ثبوت کرینگے تو ہاتھ کاٹنا لازم نہوگا) اور اگر مرد
زنا کا اقرار ایک عورت نامعلوم سے کرے تو اُسکو حد ماری جاوے۔ اور اگر گواہ کہین کہ

باب زنا اور شہادت سے پھرنے کے بیان مین

اُسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اس صورت مین کہ گواہان
مذکور عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین مثلاً دو کہین کہ وہ راضی تھی (اور دو
کہین کہ اُس سے زبردستی کیا) یا (جس) شہر (مین زنا ہوا اُسکے نام) مین اختلاف کرین اگرچہ
ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون (لیکن حد ساقط ہو جاویگی) اور اگر گواہ کوٹھری کے گوشون
مین اختلاف کرین تو اس صورت مین مرد و عورت دونون کو حد لگائی جاوے۔ اور اگر گواہون
نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہے (یعنی مرد کے ساتھ ہم بستر نہین ہوئی)
یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی
ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد کو اس زنا پر گواہی دیوین تو اس صورت مین کسی پر حد جاری
نہوگی (نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر) اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسیکی گالی کے
بہتان مین حد لگ چکی ہو یا چار سے کم گواہ ہون تو ان صورتون مین گواہون پر
حد لگیگی نہ اس شخص پر جسپر کہ انہون نے گواہی دی ہے۔ اور اگر کسی شخص کو گواہون
کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین
سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد گالی کے بہتان کی جاری ہونی چاہیے اور اُس اول کو
جو اُنکے سبب حد لگی اور زخم یا چوٹ پہونچی اُسکا تاوان گواہون پر لازم نہ اویگا اور
اگر اُنکی گواہی سے وہ سنگسار ہو گیا ہوگا تو اُسکا خونبہا اُنکو بیت المال دیا جاویگا
اور اگر بعد اُسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اُسکو سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتھائی
خونبہا کا تاوان لیا جاویگا اور اُسکے سنگسار ہونیسے پیشتر اگر کوئی گواہ پھریگا تو چارونکو
حد لگے گی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اُسپر گالی
کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا اور گواہ پھریگا تو اُس وقت دونونکو حد ماری جاویگی

اور دونون کو مل کر چوتھائی خونبہا دینا پڑیگا اور دیت سنگسار کیے ہوئے شخص کی مزکّی
کو دینی پڑیگی اگر یہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین (مزکّی اُس شخص کو کہتے ہین جو گواہونکا حال ٹھیک
ٹھیک بتاتا ہی کہ یہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین) جیسے اس صورتمین کہ اُس شخص کو کوئی
جان سے مارڈالے اور پھر گواہونکا حال ایسا ہی کھلے (یعنے ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا
دوسرے نے رجم کی جگہ اُسکو تلوار سے مارڈالا پھر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام ہین تو اس صورت
مین دوسرا شخص اول شخص کے خونبہا کا ضامن ہوگا) اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا ہو
سنگسار کیا جاوے اور گواہ غلام نکلین تو اُسکا خونبہا بیت المال مین ہوگا اور اگر زنا کے
گواہ گواہی مین یہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجھکر زانی اور زانیہ کیطرف دیکھا تو اُنکی
شہادت قبول کیجاوے (یعنے قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہیے) اور جس
شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونیسے انکار کرے پھر اُسکے محصن
ہونے پر ایک مرد اور دو عورتین گواہی دین یا اُسکی بیوی کے اُس سے بچہ پیدا ہوا تو
اُسپر رجم کیا جاویگا (اسلیے کہ منکوحہ سے جب اسکے بچہ ہوا تو اسکا محصن ہونا ثابت ہوگیا)

باب - شراب پینے کی حد کے بیان مین جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا
کہ شراب کی بو موجود ہو یا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سے ہوا ہو اور دو مرد اُسپر
شراب پینے کی گواہی دین یا خود ایکبار اقرار کرے تو اُسکو حد لگائی جاوے اگر
یہ معلوم ہو کہ اُسنے اپنی خواہش سے پی ہو اور حد حالت ہوش مین مارین (بیہوشی مین
نہ مارین) اور اگر وہ خود بعد بو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ (شراب
پینے پر) بعد بو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سے (یعنی اگر
فاصلہ کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی ہو تو اُس سے حد نہ جاوے گی) یا یہ

کہ صرف اُس سے شراب کی بو پائی جاوے یا قی شراب کی کرے یا جو کچھ اقرار کیا تھا اُس سے پھر جاوے یا اقرار ایسی مستی کی حالت مین کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو (ان سب صورتون مین) حد نہ لگائی جاویگی اور سوائے شراب انگوری کے اور چیزونسے مست ہونے کی سزا اور شراب انگوری پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ ہوی اسّی کوڑے ہین آزاد واسطے اور اُسکا نصف (یعنے چالیس) غلام کے لیے اور یہ کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر سر اور مُنھ اور شرمگاہ بچاکر جدا جدا لگا دین ۔

باب۔ تہمت زنا کی حد کے بیان مین (قذف یعنی کسی پر) زنا کی تہمت کرنے کی حد شراب پینے کی سی حد ہی تعداد مین بھی اور ثبوت مین بھی (یعنی ۸۰ کوڑے آزاد کیلیے اور ۴۰ غلام کے لیے ہین اور دو مرد و نکی گواہی یا ایک مرتبہ کے اقرار سے ثابت ہو جاتی ہی) پس اگر محصن مرد یا محصنہ عورت کو کوئی شخص زنا کی تہمت لگاوے اور وہ مرد یا عورت اُسکی سزا کے خواستگار ہون تو حد متفرق اُسکے تمام بدن پر لگائی جاوے اور اُسکے بدن سے سوائے پوستین اور روئی کے کپڑے کے اور کچھ نہ اتارا جاوے ۔ اور محصن ہونا اس باب مین یہ ہی کہ عاقل بالغ آزاد مسلمان زنا سے پرہیز گار ہو ۔ اور اگر کسی شخص نے غصے مین دوسرے کو کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین یا اُسکے باپ کا نام لے کر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین تو اُسپر حد لگائی جاویگی اور اگر غصے مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی جیسے اس صورتمین کہ اُسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے اور اگر عرب کے رہنے والے کو کہا کہ ای نبطی (اور نبطی وہ لوگ ہین جو بری بُری عادتین رکھتے ہین اور اُنکی گفتگو مین فصاحت نہین) یا (یہ کہ عربی کو کہا کہ) اے آسمان کے پانی کے بیٹے (کہ اُنکی صفائی اور سخاوت کے سبب سے اس لقب سے نامزد کر دیتے ہین) یا یہ کہ کسیکو کہہ دیا کہ تو اپنے چچا

باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین

کیونکہ غصے کی صورت مین اسکے معنے یہ ہین کہ تیرے افعال تیرے باپ سے نہین تو اُس کا نطفہ نہین ۱۲

کا یا ماموں کا یا اپنی ماں کے خاوند کا بیٹا ہے) تو (ان صورتوں میں حد) لازم نہیں آتی -
اور اگر کسیکو کہا کہ اے چھنال کے جنے اور اسکی ماں مرگئی ہو اور وہ یا اسکا باپ یا بیٹا
خواستگار سزا کے ہوں تو حد لگائی جاویگی۔ اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ماں کو
تہمت زنا کی گالی دیں تو لڑکا اور غلام خواستگار انکی سزا کے نہوں اور حد قذف کی اس
شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ میں نے
اپنے قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تھی یا جسکو گالی دی وہ کہے کہ میں نے
مجرم کو معاف کیا تو حد باطل نہوگی اور اگر کسیکو کہے کہ زَنَیْتَ فِی الْجَبَلِ (تو نے پہاڑ میں
زنا کیا) اور مراد لی پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاوے (یعنے زنا ہمزہ کے ساتھ چڑھنے کے
معنو میں آتا ہے مگر اسکا قرینہ یہ تھا کہ اسکے بعد علیٰ بولتا جب اسنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے
کے معنے نہیں لیے بلکہ زنا کے معنے لیے اس لیے حد واجب ہوئی) اور اگر کسیکو کہے
کہ اے زانی اور دوسرے نے اسکے جواب میں کہا کہ تو زانی ہے تو دونوں کو حد ماری جاوے
اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اے زانیہ اور وہ جواب میں کہے کہ زانی تو ہی ہے تو عورت
پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہیں ہے اور اگر عورت یوں جواب دے کہ میں نے
زنا تجھ سے کیا ہے تو حد (اور لعان) دونوں باطل ہو جاوینگے اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار
کیا پھر کہا کہ میرا نہیں تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہیں پھر اقرار کرے تو اس صورت میں
اسپر حد لگائی جاوے اور دونوں صورتوں میں بیٹا اسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یوں
کہے کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان دونوں باطل ہو گئے۔ اور اگر زنا کی گالی ایسی
عورت کو دے جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باب میں لعان کر چکی ہو یا ایسے
مرد کو زنا کی گالی دے جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو (مثلاً اپنی ماں یا بہن

ملہ یہ مسئلہ اس میں ہے کہ [illegible] ۱۲

بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو) یا گالی دی مسلمان کو جس نے حالت کفر میں زنا کیا ہو
یا گالی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوے کہ اسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو
ان سب صورتوں میں گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور جس شخص نے آتش
پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان نے
حالت کفر میں اپنی ماں سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصونکو اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اسپر
حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی دے تو اسپر حد لگائی جاویگی (مستامن اُس
کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امن لیکر آیا ہو) اور جس شخص نے چند مرتبہ
گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہ حد اُسکے کل افعال کی
ہو جاویگی (اسلیے کہ حدو نمین تداخل ہو جایا کرتا ہے) **فصل** تعزیر (یعنی تادیب اور
تنبیہ) کے بیان مین (تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اُسکی مقدار معین نہین حاکم کی رائے پر
منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی
کہے اے فاسق او کافر یا خبیث اے چور اے بدکار اے منافق (یعنی ظاہر کے مسلمان)
اے لونڈے باز اے سود خوار اے شراب پینے والے اے دیوث (یعنی بے غیرت کہ اپنی گھر والی
پر زنا کاروا دار ہو) اے ہیجڑے اے خیانت کرنیوالے اے قحبہ کے جنے او بے دین او
قلتبان یعنی کٹنے او چورون اور زنا کارونکے ٹھانگیے او حرامزادے تو ان سب صورتون
مین تعزیر کیا جاویگا (اور اگر مسلمان کو کہے کہ) او کتے او گدھے او پہاڑی بکرے او سور
او بیل او سانپ او بے غیرت کمینے او زنا کی مزدوری لینے والے او ولد الحرام او عیار او بھنگی
او مسخرگون او او ندھے او مسخرے او ٹھٹھے باز او بیغیرت او بدبخت او سوسنے
یعنی شیطان او بیوقوف تو ان صورتون مین تعزیر لازم نہ ہوگی اور تعزیر کی مقدار زیادہ

فصل

زیادہ ۳۹ کوڑے ہین (اسلیے کہ ۴۰ کوڑے حد غلام کے لیے ہے اس سے ایک کم تعزیر ہوئی) اور کم سے کم تین کوڑے۔ اور جائز ہے مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے۔ اور سخت تر مار تعزیر کی ہی پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین (یعنی تعزیر مین خوب سخت ہاتھ لگاوین اور اَوروں مین بتدریج نرم ہاتھ پڑے) اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہو اور وہ مرجاوے تو اُسکا خون معاف ہی (یعنے خونبہا بیت المال سے دینا نہ پڑے گا) بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگہار چھوڑنے پر خواہ صحبت کے لیے اپنا کہنا نہ ماننے پر خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر دے اور عورت مرجاوے تو شوہر پر خونبہا لازم ہووے گا۔

کتاب السرقہ

کتاب السرقہ

اسمین چوری کا بیان ہے۔ چوری اُسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہ مین خواہ نگہبان کے تحت مین ہو پوشیدہ لے لے پس اگر وہ اُسکے لینے کا اسیطرح پر ایکبار اقرار کرے یا دو مرد اُسکی چوری پر گواہی دین تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اور مال کیجگہ سے اُنمین سے بعض ہی اُٹھا لائے ہون مگر اُس مین سے حصہ ہر ایک کو دس درم سے کم نہ ملا ہو تو سبکا ہاتھ کاٹا جاویگا اور لکڑی اور گھاس اور نرکل اور مچھلی اور پرند اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا اور تر میوہ اگرچہ درخت پر ہو اور دودھ اور گوشت اور کھیتی جو کٹی نہ ہو اور نشہ اور چنین اور تنبور اور قرآن شریف گو سونا لگا ہو۔ اور مسجد کا دروازہ اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہو اور بالغ غلام اور دفترون کی چوری مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے۔ الا اگر نابالغ غلام

اور حساب کا دفتر چرا دے تو ہاتھ کاٹا جاوے اور کتے آدھے چیتے اور دف اور ڈھول اور سارنگی اور آلات سرود کے چرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور اچک لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چرانے (مثلاً بیت المال مین سے چوری کرلے) اور اس مال مین سے جو چور مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہو اور بقدر اپنے قرض کے قرضدار کے مال مین سے چرا لینے اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمین پہلے اسکا ہاتھ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھ بدلی نہو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر سال کی لکڑی یا نیزے کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور یاقوت اور زمرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہون چرا دے تو ہاتھ چور کا کاٹا جاویگا۔ **فصل** محفوظ جگہ کے بیان مین۔ جو شخص اپنے قریب محرم کا مال چرا دے اور قرابت دودھ کی راہ سے نہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال یا غلام اپنے ملک کا مال خواہ مالک کی بی بی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنے مکاتب کا مال یا اپنے داماد اور خسر کا مال یا مال غنیمت (یعنی لوٹ کا مال جو کافرون سے ملا ہو) یا حمام مین کا مال خواہ ایسے گھر مین جسمین گھسنے کی اجازت ہو چرا دے تو ہاتھ کاٹا نہ جاویگا۔ اور اگر کوئی شخص مسجد مین سے کچھ اسباب چرا دے اور مالک اسباب کا اسباب کے پاس ہو تو ہاتھ کاٹا جاویگا۔ اور اگر کوئی مہمان میزبان کی چیز چرا دے یا کوئی چیز چرا دے مگر اسکو گھر سے باہر نہ لیجاوے تو ہاتھ نہ کاٹا جاوے۔ اور اگر چوری کی چیز کو حجرے سے نکالکر گھر کے صحن مین لاوے یا جو شخص حجرہ والون مین سے ہو وہ ایک حجرے کو لوٹ لے یا گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ مین سے راہ مین ڈالدے پھر نکلکر اسکو اٹھا لے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اسکو ہانک دے اور اسباب اسطرح

فصل

ایسے ایسا مال سر ... جس مین ... ہو ... نمبر ...

باہر نکال لا دے تو ان سب صورتوں مین ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر گھر کے باہر سے چیز
دوسرے کو دیدے یا گھر مین صرف ہاتھ ڈالکر اسباب لے لے یا کیسہ جو آستین کے باہر ہو کاٹ لے
یا اونٹونکی قطار مین سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا اور اگر
اونٹ کے شلیطے کو چیر کر اس مین سے اسباب لے یا اسباب کے شلیطے کو اسی طرح لے
کہ اسکا مالک اسکی چوکسی کرتا ہو خواہ اسپر سوتا ہے یا ہاتھ صندوق مین خواہ کسیکی جیب
و آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھ کاٹا جاویگا **فصل** ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اسکے
ثابت رکھنے کے بیان مین چور کا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹکر (خون بند ہونیکے لیے)
داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پاؤن کاٹا جاوے۔ اور اگر تیسری
دفعہ چراوے تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ہاتھ نہ کاٹا جاوے
اور اسیطرح اس شخص کا مال جو چوری کرے حالانکہ اسکا بایان انگوٹھا ہاتھ کا کٹا ہو
یا انچا بیکار ہو گیا ہو یا دو انگلیان بائین ہاتھ کی سوا انگوٹھے کے کٹی ہوئی یا بیکار ہون
یا داہنا پاؤن کٹا ہوا ہو (کہ ان سب صورتون مین اسکا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا) اور جس
شخص کے داہنے ہاتھ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اسکا بایان ہاتھ کاٹ ڈالے
تو کچھ دیت (یعنے خونبہا) اسکو دینی نہ آوے گی اور ہاتھ کاٹنے مین شرط ہے
کہ جسکے پاس سے مال چوری گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانت دار
ہو یا زبردستی کسیکا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو (کہ مال بطریق سود دوسرے سے
لیا ہو) اور جس صورت مین کہ مال انہین لوگونکے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل
مالک درخواست چور کے ہاتھ کاٹنے کی کرے تب بھی ہاتھ کاٹنا چاہیئے۔ اور اگر ایک
چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض اسکا ہاتھ کٹا بعد اسکے وہ مال کسی

فصل

دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست
کرینگے تو دوسرے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا۔ اور جو شخص کہ کوئی چیز چراوے اور ہنوز مالک
نے اُسپر نالش نہین کی کہ اُسنے چیز مذکور مالک کے حوالے کردی یا قاضی نے
حکم ہاتھ کاٹنے کا کسی چوری مین کردیا تھا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا چور
خود مدعی ہوا کہ یہ میری ملک ہے یا چوری کے بعد اُس چیز کی قیمت دس درم سے کم ہوگئی
تو ان سب صورتون مین ہاتھ نہ کاٹا جاویگا۔ اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے خود
چرانے کا اقرار کیا پھر اُن مین سے ایک نے کہا کہ یہ میرا مال ہے تو نہین سے کسیکا
ہاتھ نہ کٹیگا۔ اور اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اُن مین سے غائب یعنی روپوش
ہوجاوے اور گواہی سے دونون کے ذمے چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھ کٹیگا
اور اگر کوئی غلام چوری کا اقرار کرے تو اس کا ہاتھ کٹیگا اور مال اُس شخص کو
دلایا جاویگا جسکے پاس سے اُس نے چرایا تھا اور ہاتھ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتھ
نہین ہوتے (یعنے یہ نہین ہوسکتا کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اُسی سے مال کی قیمت بھی
دلائی جاوے) لیکن اگر مال مسروقہ اُسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلایا جاویگا اور اگر
کچھ چوریونکے عوض مین اُسکا ہاتھ کاٹا جاوے تو اور مال کہ اُسنے چرائے ہونگے
انکا تاوان نہ دینا پڑیگا۔ اور اگر کپڑے کو چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ کر ڈالا پھر باہر نکالا
تو ہاتھ کٹیگا۔ اور اگر بکری کو چرا کر اسی جگہ ذبح کرکے باہر نکالا تو نہ کٹیگا۔ اور اگر
چاندی سونا چرا کر اُس کے روپیے اشرفی بنالیے تو ہاتھ کٹیگا اور روپیے اشرفی
مالک کو دیے جاوین گے۔ اور اگر کپڑے کو چرا کر سرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا
تو نہ کپڑا مالک کو دے نہ اُس کی قیمت۔ اور سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دے

ف کیونکہ پہلے لکھ چکے ہین کہ گوشت مین ہاتھ قطع نہین کیا جاتا پس چور پر اس صورت مین بکری کا تاوان دینا لازم ہوگا ۱۲

باب رہزنی کے بیان مین

باب ۔ رہزنی کے بیان مین ۔ اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکھتا ہو رہزنی سے پہلے گرفتار ہو تو اُسکو قید کرنا چاہیئے یہانتک کہ اُس ارادہ فاسد سے توبہ کرے (اور اگر وہ کوئی) مال معصوم لے لیوے (یعنی مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چھین لے) تو اُسکا ایک ہاتھ اور ایک پائون دوسری جانب سے کاٹا جاوے (یعنی دہنا ہاتھ اور بایان پائون اور اگر اُس نے کسیکو جان سے مار ڈالا ہو تو وہ بھی حد مین مار ڈالا جاوے (نہ قصاص مین یعنی) اگرچہ وارث مقتول کا خون اُسکو معاف کردے (مگر خون معاف نہوگا) اور اگر وہ کسیکو جان سے مار کر مال لیوے تو اُسکا دہنا ہاتھ اور بایان پائون کاٹکر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑہا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے (یعنے حاکم کو اختیار ہے جو چاہے اُنمین سے کرے) اور جس صورتمین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑھاوے اور اُسکے پیٹ کو نیزے سے چیرے تا کہ مرجاوے اور تین دن تک اُسکی لاش سولی پر رکھے اور اس صورتمین جو مال اُسنے لیا ہو اُسکا تاوان نہ دیگا ۔ اور جو شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا نہو وہ مثل مرتکب کے ہی (یعنے ڈاکوون کو سبکو سزا یکسان ہونی چاہیئے خواہ اُس نے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اُسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو) اور لکڑی اور پتھر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین (جیسا کہ لکڑی اور پتھر سے کسیکو مار ڈالا ویساہی تلوار سے) اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو اُسکا دہنا ہاتھ اور بایان پائون کاٹا جاوے گا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف زخم کرے اور مال نہ لے یا جان سے مار ڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ نہون یا جسپر رہزنی کی ہی اُس سے قرابت قریبہ رکھتا ہو یا قافلے کے کچھ لوگ دوسرے ساتھیون پر راہزنی کرین یا رات کو خواہ دن کو شہر مین یا دو شہرونکے بیچ مین رہزنی کرین

توان سب صورتون مین حد لازم نہوگی وارث کو اختیار ہے چاہے مقتول کے
خون کا بدلہ لے چاہے معاف کرے - اور جو شخص شہر مین کئی مرتبہ گلا گھونٹ کر
لوگون کو مار ڈالے اُسکو اُنکے عوض مین مار ڈالنا چاہیئے -

کتاب السیر

کتاب السیر
اس مین طریق جہاد اور سفر کا مذکور ہے ۱۲

اس مین جہاد کے طریق اور سفر کا مذکور ہے (سیر سین کے کسرہ اور یاء مفتوح سے
سیرت کی جمع ہے اور اسکے معنے طریق جہاد کے ہین) جہاد (یعنے کافرون سے دین کیلئے لڑنا)
ابتدا مین فرض کفایہ ہے (یعنے مسلمانون کو چاہیئے کہ شروع لڑائی کا خود کرین اور اگر کافر
کسی شہر پر چڑھ آوین تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہوجاتا ہے اور معنی فرض کفایہ کے
یہ ہین) کہ اگر اس (کام) کو کچھ لوگ کرین تو سب کے ذمے سے اتر جاتا ہے اور اگر کوئی نکرے
توسب گنہگار ہووین اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پاؤن
کٹے پر واجب نہین - اور فرض عین ہے بشرطیکہ دشمن چڑھ آوے پس اس صورت مین عورت
بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے اور جہاد پر مزدوری
کا مقرر کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین (کہ اور لوگون سے
لیکر جہاد کرنے والونکو دین) پس اگر ہم فرقۂ اہل اسلام کافرونکو محاصرہ کرین تو اول
اُن سے مسلمان ہوجانے کی درخواست کرین اگر وہ مسلمان ہونا مان لین تو بہتر ہی (کہ مطلب
حاصل ہوگیا) اگر نہ مانین تو اُن سے جزیہ طلب کرین اگر جزیہ دینا قبول کرین تو انکے
واسطے وہی ہے جو ہمارے لیے ہے (یعنے اُنکی جان اور مال کو محفوظ رکھنا چاہیئے) اور اُنپر وہی جو
ہمپر ہے (یعنی معاملات مین اُنکے احکام مثل مسلمانونکے ہین) اور جس کسیکو کہ دعوت اسلام
نہ پہنچی ہو اُسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے (یعنے اگر اُن سے مسلمان ہونیکو نہ کہا گیا ہو تو

فرض عین اسکو کہتے ہین کہ ہر شخص کے ذمے پر فرض ہو کسی کے کرنے سے دوسرے کے ذمے سے ساقط نہو

دفعۃً لڑنا نہ چاہیئے) اور اگر پہلے دعوت اسلام پہونچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کے شروع مین پھر اُن سے مسلمان ہونیکو کہدیا جاوے۔ پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نکرین تو اللہ تعالے سے مدد کی درخواست کر کے اُن سے لڑینگے اسطرح کہ آلات لڑائی کے سب کام مین لاوینگے اور کافرون کو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور اُنکے درخت کاٹ ڈالینگے اور کھیتیان اُجاڑ دینگے اور تیر و نکی بھر مار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانون کو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرونکی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی (یعنے اگر کافر مسلمان کو اپنی سپر بنالے اور اُسکی آڑ مین کھڑا ہو اور اُسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیئے گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے) اور مسلمانون کو منع ہے کہ قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تھوڑی ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہے کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال غنیمت مین خیانت کرین یا کسی کے ناک کان کاٹین یا عورت اور بیعقل و نابالغ کو مارین یا بوڑھے فرتوت اور اندھے اور اپاہج کو قتل کرین ہان جس صورت مین کہ ایسا شخص لڑائی مین رائے دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اُسکو مار ڈالنا چاہیئے اور منع ہے کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو قتل کرے بلکہ لڑکے کو اُسکے مار ڈالنے سے انکار کرنا چاہیئے تاکہ دوسرا شخص اُسکو مار ڈالے اور ہمکو اختیار ہے کہ اُنسے کچھ مال لے کر خواہ دیکر صلح کرلین اگر صلح کرنا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اور اگر کافرونکا بادشاہ خیانت کرے تو بدون صلح توڑے اُن سے لڑین اور مرتدون سے بدون مال کے لڑین پس اگر مرتدون سے مال لیلیا جاوے (باوجودیکہ مال کا لینا درست نہین تاہم اُس مال کو) اُنکو واپس نہ دیا جاوے۔ اور کافرونکے ہاتھ مسلمان ... ...

اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے اُسکو قتل نکرین ہان اگر اُسکا
پناہ دینا بُرا ہو تو امن کو توڑ ڈالین - اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام
جسکو لڑنے کا حکم نہین تھا کسی کافر کو پناہ دے تو اُنکا پناہ دینا باطل ہے -

باب - جو مال غنیمت کہ کافرون سے ہاتھ لگے اُسکے اور اُسکی تقسیم کے بیان مین

باب مال غنیمت کی تقسیم مین

مسلمانونکا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اُسکو مسلمانونمین بانٹ دے
یا اُس ملک کے باشندونکو اُسپر مقرر رکھے اور اُن خود پر جزیہ اور اُنکی زمینونپر خراج ٹھیرا دے
اور قیدیون کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے غلام بنا لے چاہے آزاد چھوڑ دے
کہ مسلمانون کو جزیہ دیا کرین لیکن یہ حکم اُن لوگون مین ہے کہ مرتد نہون اور نہ عرب کے
شرک کرنیوالے اور حرام ہے قیدیون سے فدیہ لیکر دار الحرب کو واپس بھیجنا اور مفت
اُنپر احسان رکھکر رہا کر دینا اور نیز حرام ہے مواشی کی کونچین کاٹنی جس صورتمین کہ
اُنکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اُنکو جلا دیا جاوے (تاکہ کافر فائدہ اُنسے
نہ اُٹھاوین) اور کافرونکے ملک مین مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنیکے طور حرام
نہین (یعنی اگر لشکر والونکو مال اس لیے بانٹ دین کہ اُنکے پاس امانت رہے دار الاسلام
مین داخل ہوکر پھر قسمت کیجاوے گی تو جائز ہے) اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
فروخت کرنا اور جو مدد کہ مسلمانون کو پہونچے وہ مال غنیمت مین اُنکی شریک ہوگی اگرچہ
مدد کے لوگونکو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین
مر جاوے وہ شریک نہوگا اور اگر دار الحرب کے محاصرے کے بعد دار الاسلام مین مریگا تو حصہ اُسکا
مردے کا اُسکے وارثون کو دیا جاویگا - اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت مین سے ان اشیاء کو تقسیم سے
پیشتر اپنے کام مین لاوین گھاس اور کھانے کی چیز اور لکڑیان جلانے کی اور ہتھیار اور

نیل مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جب دار الحرب سے نکلین تو انکو کام مین نہ لاوین بلکہ جسقدر اپنے
پاس بچے ہون انکو مال غنیمت مین واپس دین۔ اور جو شخص کہ کافرو نمین سی مسلمان ہو جاویگا
اُسکی جان قتل سے اور لڑکا قید سے بچیگا اور جو مال اُسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان کے پاس
خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہو جانے سے محفوظ رہے گا لیکن اُسکے مسلمان ہونے
سے اُسکا بڑا لڑکا اور اُسکی عورت اور حمل اور زمین اور غلام جنگی محفوظ نہو جاوے گا۔

فصل غنیمت کی قسمت کرنے کے بیان مین۔ پیادے کے لیے ایک حصہ ہے اور سوار
کے لیے دو حصے اگرچہ اُسکے پاس دو گھوڑے ہون اور ترکی یا بو مثل تازی پورے
گھوڑے کے ہے اور اونٹ اور خچر کی مانند نہین (یعنے اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ حصہ نہین)
اور سوار اور پیادہ ہونے مین اُسوقت کا اعتبار ہے کہ جب دار الاسلام کی حد سے آگے
بڑھین (پس اُسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار کیا جاویگا) اور غلام اور عورت
اور لڑکے اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی مین مدد و معاون رہین کچھ تھوڑا مال
دیا جاوے (اُنکا) پورا حصہ نہین (چاہیئے) اور مال غنیمت مین سی پانچوان حصہ یتیمونکا
ہے (جنکے باپ مر گئے ہون) اور مسکینون کا اور مسافرون کا (جو اپنے پاس مال نہ رکھتے
ہون) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر (یعنی فقراء بنی ہاشم اور بنی مطلب)
ان تینون قسمون (یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون) پر مقدم رکھے جاوین اور جو لوگ
انمین سی غنی ہون اُنکا حق اس پانچوین حصہ مین نہین۔ ذکر اللہ تعالی کا (جو اس آیت مین
ہے وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ) صرف تبرک کیواسطے
مذکور ہے (پس کوئی حصہ علحدہ اللہ کے لئے نہو گا) اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی
وفات کے سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا (کہ اب امرا و بادشاہ انکو صفی

اور جان رکھو کہ جو کچھ غنیمت لاؤ اس مین سے اللہ تعالے کا پانچوان حصہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہین) اور اگر کوئی مسلمانونکی جماعت کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کے دار الحرب مین چلی جاوے تو جو مال غنیمت وہ لاوین اُسمین سے خمس لیا جاوے (یعنی پانچوان حصہ) اور اگر قوت وشوکت والے نہون تو خمس نہ لیا جاوے اور امام کو اختیار ہے کہ زیادہ دینے کے جملون سے لوگونکو لڑائی پر اُبھارے اور ترغیب دے مثلاً کہے کہ جو کوئی کسی کافر کوماریگا تو اُس کا اسباب قاتل کو ملیگا - یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مینے تمہارے واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے کے مقرر کردی (یعنے غنیمت مین سے خمس نکال کر چار حصے جو رہے اُن مین سے ایک تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا) اور اس صورت مین غنیمت کے جمع کرنے کے بعد اگر زیادہ دے تو صرف خمس مین سے اُس لشکر کو دیدے (غنیمت کے چار حصون مین سے ندے) اور پہلی صورتمین مقتول کا اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا ہو تو سب مین تقسیم ہوجاویگا (ورنہ قاتل کو پہونچیگا) اور اسباب یہ ہے کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ اُسکے پاس مایہ ہو۔

باب۔ کافرونکے غلبے کے بیان مین۔ اگر ترکستان کے کافر روم کے کافرون پر غالب ہوکر اُنکو قید کرین اور اُنکا مال لے لین تو اُسکے مالک ہوجاوینگے پھر جب مسلمان ترکیون پر غالب ہون تو جو کچھ مسلمانون کو قیدی اور مال مین سے ملیگا اُسکے مالک ہوجاوینگے (یعنے ایک قوم کافرون مین سے اگر دوسرے کو لوٹ لاوین تو مال اور قیدی کے مالک ہوجاتے ہین یہانتک کہ جب مسلمان ان غارتگرون پر غلبہ پاوین تو اُس لوٹ

باب کافرونکے غلبے کے بیان مین

کے مال کے بھی مالک ہوجاوین گے جو وہ دوسری قوم سے لائے تھے) اور اگر کفار
مسلمانون پر غالب ہوکر اُنکا مال اپنے ملک مین لیجاوین تو اُسکے مالک ہوجاوین گے
پھر اگر مسلمان اُنپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہ وہان پاوے وہ غنیمت کی تقسیم
سے پیشتر اُسکو مفت لے لے اُسکا عوض کچھ ندے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اُسکو اپنا
مال ملے تو اس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے۔ اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سے
وہ چیز مول لے لی ہو اور دارالاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون
اسقدر دیکر لے لے اگرچہ اُس مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اُسکا عوض لے لیا گیا ہو (یعنی
ایک سوداگر نے دارالحرب سے ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اُسکو
کافر لے گئے تھے اور وہ سوداگر اُسکو دارالاسلام مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیئے کہ
جس دام کو سوداگر لایا ہو وہ اُسکے حوالے کرے اگرچہ اُس غلام کی آنکھ کسی نے پھوڑدی ہو
اور اگر اُس سوداگر نے اُس سے اُسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نہ چاہیئے کہ آنکھ
پھوٹنے کی عوض کو غلام کے مول مین سے کم کر کے دے) پس اگر قید مین پڑنا۔ اور
خرید نا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اُسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک
دونون دام مشتری اول کو دے (اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لیگئے
اور عمرو اُن سے اُسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا۔ پھر دوبارہ اُس غلام کو کافر پکڑ لے گئے
تو بکر اُنسے ہزار کو دارالاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اُس غلام کو لیگا تو بکر کے دام
یعنے ہزار روپیہ دیکے لے گا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے
اسلیے کہ عمرو کے اُسپر دو ہزار لگے ہین) اور اگر کافر مسلمانونکے آزادون اور مدبر
اور اُم ولد اور مکاتب کو پکڑ لے جاوین تو وہ اُنکے مالک نہونگے اگر مسلمان

اُنکے یہ لوگ پکڑ لاوینگے تو مالک ہوجاوینگے۔ اور اگر مسلمانونکا کوئی اونٹ بھاگ کر
کافرونکے یہان چلاوے اور وہ اُسکو پکڑلین تو مالک ہوجاوینگے لیکن اگر کوئی
غلام بھاگ کرجاوے گا تو اُسکے مالک نہونگے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے
مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کیطرف چلاگیا اور اُنھون نے اُسکو پکڑلیا
اور کوئی سوداگر اُن سے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دارالاسلام مین
لے آیا تو مالک قدیم اُس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے (اسلیے کہ کافر غلام کے
مالک نہوئے تھے) اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے (جتنا دام مشتری نے کافرونکو
دیا ہو اس لیے کہ اُن چیزونکے وہ مالک ہوگئے تھے) اور اگر کوئی کافر جو مسلمانونکی
امن سے دارالاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک مین لیجاوے یا
کوئی غلام دارالحرب ہی مین مسلمان ہوکر مسلمانونمین چلاآوے یا مسلمان غالب ہوکر
اُس مسلمان غلام کو دارالحرب سے پکڑلاوین توان سب صورتونمین مسلمان غلام آزاد ہوجاویگا

باب مستامن کے بیان مین

باب مستامن کے بیان مین (اور مستامن اُسکو کہتے ہین جسکو مارڈالنے اور لوٹ لینے
سے امن دیوین تاکہ دارالاسلام مین آوے یا مسلمان دارالحرب مین جاوے) اگر کوئی مسلمان
سوداگر دارالحرب مین جاوے تو اُسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہے (یعنی
اُسکو نہ چاہیے کہ اُنکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لے) لیکن (باوجود اس
حرمت کے) اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ممنوع طور پر ہوجاویگا پس ایسی چیز فقیرونکو
خیرات کردینی چاہیے (اپنے خرچ مین نہ لاوے اسلیے کہ اُسکا لینا حرام تھا) اور اگر سوداگر
مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز اُدھار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا اُنمین سے
ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی۔ اور پھر وہ دونون دارالاسلام

مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی کچھ حکم نکرے (یعنی نہ حکم غصب کا دیے نہ قرض مسلمان کا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر) اور یہی حال ہی اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین (یعنی قاضی کچھ حکم غصب یا قرض کا ندے) ہان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا۔ اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک اُنمین سے دوسرے کو مار ڈالے تو اگر جان کر مارا ہوگا تو اُسکے مال مین خونبہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور اُنمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے یا اُس مسلمان کو جو دار الحرب مین اسلام لایا تھا کوئی مسلمان وہین مار ڈالے تو ان دونون صورتون مین صرف خطا کی راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہی۔ (اور خونبہا اور قصاص کچھ واجب نہین)

فصل مستامن کو جو دار الحرب سے آوے دار الاسلام مین ایک سال کامل نرہنے دین اور اُس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹھیریگا تو تجھ پر جزیہ معین کردیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس ٹھیریگا تو ذمی ہوجاویگا (یعنے اُس سے جزیہ لینا چاہیے) اور پھر اُسکو دار الحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے اس صورت مین کہ کوئی مستامن زمین خرید لے اور اُسپر خراج مقرر ہوجاوے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے (تو ان صورتون مین بھی اُنکو نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین) بخلاف اسکے عکس کے (یعنے اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہوجاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے) پس اگر مستامن جو دار الاسلام مین آیا تھا دار الحرب کو لوٹ جاوے اور کسی مسلمان خواہ ذمی کے پاس اُسکی کچھ امانت ہو

یا ان دونونکے ذمے اُسکا قرض ہو تو اُسکا مارڈالنا جائز ہوگیا اس سے یہ نکلا کہ اگر
کافر مذکور قید ہوکر لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے
تو جو قرض اُسکا تھا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تھی وہ مال غنیمت متصور ہوگا اور اگر بدون
غلبے کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مرگیا تو اُسکا قرض اور امانت اُسکے وارثونکو ملے گی
مال غنیمت نہوگی اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام مین آیا۔ اور دارالحرب مین اُسکی
بی بی اور بچہ اور کچھ مال کسی مسلمان اور ذمی حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر
مسلمان ہوگیا اور اُسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اُسکی تمام اشیاء مذکورہ مال غنیمت
ہونگی اور اگر دارالحرب مین مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آیا اور پھر حربی مغلوب ہوئے تو اُسکا
چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اُسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی
مسلمان یا ذمی کی ہوجاویگی (کہ وہ اُسکے) مالک ہوجاوینگے اور انکے سوا اُسکی اور چیزین (مثلاً
بی بی اور بڑا لڑکا اور دوسری چیزین) غنیمت ہونگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان
کو مارڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دارالاسلام مین آیا تھا اور مسلمان
ہوگیا تھا مارڈالے تو امام کو چاہیے کہ اُنکا خونبہا قاتل کی قوم سے لیوے۔ اور اگر
قصداً اُسکو مارڈالے تو اُسکا حکم قصاص مین مارڈالنا یا خونبہا لینا ہے نہ معاف کرنا
(یعنی بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مارڈالے چاہے خونبہا لے مگر معاف نہین کرسکتا)

باب۔ دہ یکے اور خراج (یعنے زمین کے محصول) اور جزیہ کے بیان مین۔ زمین عرب
کی اور وہ زمین جہانکے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہون۔ یا غلبے کے طور پر مفتوح ہوکر
لشکر اسلام کو بانٹ دی گئی ہو یہ تینون قسمین زمین عشری ہین اُنکی پیداوار سے دہ یکے
[illegible] اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا ہوا اور پھر اُس ملک کے باشندونکو اُسپر قائم

ارالحرب یا امام نے اُنکے ساتھ صلح کرلی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین امام جو مصلحت سمجھے اُنسے لیوے۔ اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہو آباد کرے تو اُس زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا (یعنے اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اُس سے دہ یکے لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے) اور بصرے کی زمین عشری ہے اور خراج کی مقدار یہ ہے کہ زمین جو قابل زراعت ہو اُسکی پیداوار مین سے بیگھے پیچھے ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیئے اور ترکاری کی زمین سے بیگہ مین پانچ درم اور انگور اور چھوارے کے ملے کھڑے ہون اُنکے بیگھے مین دس درم اور اگر زمین مین گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت مین زیادہ نلیا جاوے اور جس صورت مین کہ خراج گزار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ رہے یا کھیتی کو کوئی آفت پہونچے توان صورتون مین زمین پر کچھ خراج نہوگا۔ اور اگر مالک زمین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید کرے توان صورتون مین خراج لازم ہوگا۔ اور خراجی زمین کی پیداوار مین دہ یکے نہین (یعنے اُسکے پیداوار مین خراج ہی کافی ہے دہ یکے اُس مین سے نہ لی جاوے)

فصل جزیہ (یعنی جیتی) اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اُس سے کمی بیشی نہ کیجاوے اور ایسے فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حال والے پر ۲۴ درم اور دولت مند پر ۴۸ درم سالانہ مقرر کیا جاوے۔ اور جزیہ اہل کتاب پر (مثلاً یہود و نصاریٰ پر) اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہون مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہون یا اسلام سے مرتد ہو گئے ہون اور لڑکے اور عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندھے پر اور ایسے فقیر پر جو کما نہ

گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل نرکھتا ہو مقرر نہ کیا جاوے۔ اور جزیہ تین باتونسے
ساقط ہوجاتا ہے۔ ایک کافر کے مسلمان ہوجانے سے دوسرے دوسرے سال کے مکرر ہونیسے
(یعنے ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا
دینا پڑیگا اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے) تیسرے برس گزرنے کے
بعد کافر کے مرجانے سے۔ اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دارالاسلام مین نہ بنایا
جاوے اور اگر پرانا ڈھے گیا ہو تو اسکو پھر سے بنالین۔ اور ذمی شخص مسلمان سے لباس
اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیار و نکا
استعمال نکرے اور زنار یعنی علامت کفر کو ظاہر رکھے اور ایسی زین پر چڑھے جو پالان
کی شکل کا ہو۔ اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے
یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور
سے اُسکا عہد ذمے کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد اسطرح ٹوٹتا ہے کہ دارالحرب مین جاملے
یا کسی جگہ پر دارالاسلام کی جگہون مین لڑائی کی طیاری سے چڑھ جاوے (اور) جب ذمی
دارالحرب مین جاملے تو وہ مرتد کی مانند ہوجاتا ہے (یعنی اُسکی موت کا حکم کیا جاویگا
اور اُسکا مال اُسکے وارثون مین بانٹ دیا جاویگا) اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونون
بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دوچند لیجاوے (تغلبی ایک فرقہ نصاری کا ہے
اُنسے جزیے کے عوض مسلمانونکی زکوۃ کا دونا لینا چاہیئے) اور تغلبی فرقے کا آزاد
کیا ہوا غلام مثل قریشیون کے آزاد کیے ہوئے کے ہے (یعنی اُس سے زمین کا خراج
اور جزیہ لینا چاہیئے جیسے قریشیونکے غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا
چاہیے جیسے تغلبیون سے لیتے ہین) اور خراج زمین کا اور جزیے کا مال اور تغلبیونکا مال

اور کفار جو ہدیہ بھیجین اور جو مال کہ مسلمانونکے ہاتھ کافرون سے بدون لڑائی کے لگے یہ سب مال مسلمانون کی بہتری کے امور مین صرف کیے جاوین مثلاً کفارون کی راہ بند کرنی اور پانی پر پل باندھنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور قاضیون اور عالمون اور عاملون اور سپاہیون اور اُنکی اولاد کے روزینے مین خرچ کرین اور جو شخص سال کے بیچ مین مرجاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہے گا۔

باب - مرتد یعنے ان لوگون کے بیان مین جو دین اسلام سے پھر جاوین مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے (یعنے اُسکو کہا جاوے کہ پھر مسلمان ہو جا) اور اُسکے مسلمانی پر کے اعتراض دور کیے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اس عرصہ مین مسلمان ہو جاوے تو بہتر ہے ورنہ قتل کر دیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور بیزار ہو یا اس دین سے نفرت کرے جسکو اُسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اُسکو نہ کہین اور اُس سے پہلے ہی مار ڈالین تو یہ امر مکروہ ہے اور اگر کوئی پیشتر ہی اُسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا۔ اور عورت اگر مرتد ہو جاوے تو اُسکو جان سے نہ مارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونیسے مرتد کی ملک اُسکے مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مرجاوے یا قتل کیا جاوے تو اُسکا مسلمان وارث جو کچھ مال اُسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادائے قرضہ حالت اسلام کے سب کا مالک ہوگا اور جو کچھ اُس نے مرتد ہونے کی حالت مین کمایا ہوگا اُسمین سے ان دونون کا قرضہ دے کر جو کچھ رہے گا وہ مال غنیمت متصور ہوگا۔ اور جب مرتد کیلیے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم کیا جاویگا (یعنے قاضی حکم کریگا کہ مرتد دار الحرب

تو اُسکا مدبر اور ام ولد آزاد ہو جاوینگے اور اُسکا مال وارثونکو دیا جاویگا اور قرض
اُسکا حال ہو جاوے گا (یعنے اُسکی مدت باقی نرہے گی) اور اُسکا بیچنا اور آزاد کرنا
اور ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہین گے پس اگر وہ ایمان لاوے تب تو تصرف
جاری ہونگے اور اگر مرجاوے تو سب تصرف باطل ٹھیرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر
مسلمان ہو کر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنے وارثونکے پاس پاوے اُسکو لے لیوے اور
جو اُسکو نہ ملے اُسکو نہین لے سکتا (یعنے اگر وارث کسی چیز مین تصرف کر ڈالینگے تو انپر
تاوان لازم نہو گا) اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی اُسکے مرتد ہونیکے شروع سے
چھ مہینہ کے اندر بچہ جنے اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی تو وہ لونڈی اُسکی اُم ولد ہو جاویگی
اور وہ بچہ اُسکا بیٹا اور آزاد ٹھیریگا مگر اُسکا ترکہ نہ پاوے گا۔ اور اگر لونڈی مسلمان
تھی اور اُس سے بچہ ہوا تو یہ بچہ اُس کا وارث ہو گا جسوقت مرتد اپنے کفر کی حالت مین
مرے یا دار الحرب کو چلا جاوے۔ اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب کو چلا
جاوے اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمین غنیمت ہو جاوے گا اور اگر مرتد دار الحرب
سے لوٹ کر دار الاسلام مین آوے اور اپنا مال لیجاوے پھر مسلمانون کے غلبے مین
وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اس مرتد کے اُس وارث کو ملیگا جو دار الاسلام مین ہو پس اگر
مرتد دار الحرب مین جا ملے اور اُسکا غلام اُسکے بیٹے کا ہو جاوے (یعنے قاضی حکم کر دے
کہ اب اُسکا مالک بیٹا ہے) اور اُسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد مسلمان
ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنے غلام کا ترکہ بشرط مرجانے
کے مورث کو پہونچے گا (یعنے اُسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہے) اور اگر مرتد کسیکو برا
خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خونبہا مقتول کا مرتد کے

اُس مال مین سے ہوگا جو حالت مسلمانی مین کمایا ہو اور اگر زید کا ہاتھ عمرو نے جان بوجھکر کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہوگیا اور اسی زخم مین مرگیا یا دارالحرب مین جاملا اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اُس زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سے نصف خونبہا مرتد کے وارثونکو دلائی جاویگی - اور اگر دارالحرب مین نہ جاوے اور مسلمان ہوکر زخم کے سبب سے مرجاوے تو اس صورت مین عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا - اور اگر کوئی غلام مکاتب کیا ہوا مرتد ہوکر دارالحرب مین جاملے پھر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض مالک کو ملیگا اور جسقدر عوض کتابت سے زائد بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثون کو ہیوے گا اور اگر خاوند بی بی دونون مرتد ہوکر دارالحرب مین جاملین اور وہان اُنکے بیٹا ہوا اور اس بیٹے کے بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانون کی فتح ہو اور یہ سب پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے - اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لیے زبردستی کیجاوے گی مگر پوتے پر نہ کیجاویگی اور جو لڑکا کہ عاقل ہو اُسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے مسلمان ہونا درست ہے اور اسطرحکے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانے کو زبردستی کیجاویگی جان سے نہ مارا جاویگا

باب - باغیونکے بیان مین (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہوجاوین)

اگر ایک گروہ مسلمانون کا بادشاہ کے فرمان سے نکلکر کسی شہر پر غالب ہوجاوے تو بادشاہ اُنکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہ اُنکو فرمانبرداری مین ہوگیا ہو اُسکو دور کرے اور اُن سے لڑائی شروع کرے (اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نہ کرین) اور اگر اونکی جماعت کوئی ایسی ہو کہ یہ لوگ اُنکے ساتھ ملکر مضبوط ہوجاوین گے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہو اُسکو جان سے مارڈالے اور جو بھاگے اُسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب نہ زخمی کو مارے نہ بھاگنے والیکا پیچھا کرے - اور اُنکی اولاد کو

قید نکرے اور اُنکے مالونکو نظر بند کرے - یہانتک کہ وہ توبہ کرین - اور اگر غازی کو باغیون کے ہتھیارون اور گھوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوے (یعنی ضرورت کے وقت انکا استعمال مین لانا درست ہے) اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پھر انکی شکست ہوجاوے تو قاتل پر نہ قصاص لازم ہوگا نہ خونبہا - اور اگر باغی قوم کسی شہر پر غالب ہوجاوے اور کوئی شہر والا دوسرے شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر مفتوح ہو تو شہری قاتل اُس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا - اور اگر کوئی عادل (یعنے بادشاہ کی اطاعت والا) باغی کو مار ڈالے یا باغی اسکو مار ڈالے اور باغی یہ کہے کہ مین حق پر ہون (یعنے بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہ شخص جو بادشاہ کی طرف تھا اسکے مار ڈالنے مین حق میری طرف ہے) تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا (یعنے اگر دونون مین کوئی قرابت ورثہ پانے کی ہوگی تو اسطرحکے قتل سے ترکہ سے محروم نہوگا) اور اگر باغی یہ کہے کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنے باطل پر ہونیکا رکھتا ہووے تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا - اور اہل فتنہ کے ہاتھ (مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھ) ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہے - اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سے ہے تو مکروہ نہین ؟ -

کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہے (یعنے اُس بچہ کا جو پڑا ہوا ملے اور اُسکا والی معلوم نہووے) ایسے بچے کا اُٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہے اور اگر اُسکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اسوقت اُٹھانا واجب ہے اور بچہ آزاد رہیگا - اور اُسکا خرچ بیت المال مین ہوگا - اسطرح اُسکی میراث بیت المال مین رکھی جاویگی اور اُسکے قصور کا تاوان بھی بیت المال سے دینگے

کتاب اللقیط یعنی بچہ پڑا ہوا ملے اسکا بیان

اور اٹھانے والے سے اسکو کوئی نہین لے سکتا اور اسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا (یعنے جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون) اور اگر دونون مدعیون مین سے کوئی ایسی نشانی بتادے جو اُس لڑکے مین موجود ہو تو وہ شخص اُس بچے کا زیادہ تر مستحق ہوگا (نسب کے ثابت ہونے مین) اور اگر ذمی دعوی کرے کہ میرا ہی تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلے مین نہ ملا ہو (اور اگر ذمیونکے مکان مین پایا ہوگا تو ذمی ہوگا) اور اگر غلام اُسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا۔ الا اُس صورت مین کہ گواہون سے ثابت ہو جاوے (کہ یہ لڑکا فلان غلام کا ہے تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر اُس بچے کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچے ہی کا ہے اور اُٹھانے والے کو اس بچے کا نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہین (یعنے اٹھانیوالے کو نہ بچے کے نکاح کردینے کی ولایت نہین نہ اس بات کا اختیار ہے کہ اُسکے مال کو فروخت کرے یا اُسکو کرایہ دے) ہان یہ ہوسکتا ہے کہ اُس کو کسی پیشے مین سونپ دے (تاکہ وہ کام سیکھ جاوے) اور اگر اُسکو کوئی چیز ہبہ کرے تو لے لیوے۔

کتاب اللقطہ

یعنے پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان مین۔ پڑی ہوئی چیز حرم اور حل کی امانت ہے (یعنے اگر وہ پانے والے کے پاس سے جاتی رہے تو اُسپر اسکا تاوان لازم نہ آویگا) بشرطیکہ پانے والے نے اس نیت سے اُٹھائی ہو کہ مالک کو پھیر دونگا۔ اور اس امر پر لوگونکو گواہ کردیا ہو۔ اور اُٹھانے والا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے یہانتک کہ اُسکو معلوم ہو کہ مالک اب بازپرس نکریگا پس اُس چیز کو خیرات کردے پھر اگر مالک آجاوے

کتاب اللقطہ یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان مین

تو اُسکو اختیار ہے چاہے اُسکی خیرات کردینے کو درست رکھے چاہے اُٹھانیوالے سے قیمت لے لے۔ اور جس چارپائے کا کوئی والی نہو اُسکو پکڑلینا درست ہے مگر اُسکو کھلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پڑے ہوئے بچے کو کھلاوے پلاوے۔ اور اگر قاضی کے حکم سے چارپائے خواہ بچے کو کھلاویگا تو وہ البتہ مالک کے ذمے قرض ہوگا (اور بچے سے بعد بالغ ہونے کے پھر لیگا) اور اُٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اُسکو کرایہ پر دے اور اسی مین سے اُسکا خرچ کرے اور اگر اُس سے نفع نہو سکتا ہو تو بیچ کر اُسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اُٹھانے والے کو اختیار ہے کہ مالک سے جبتک اپنا خرچہ وصول نکرلے تب تک اُس چیز کو روکے رکھے۔ اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالے کے حوالے نکرے جبتک کہ مدعی گواہون سے اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اُس چیز کی بیان کرے کہ اُس سے اُٹھانے والے کو ظن غالب ہو کہ یہی مالک ہے تو اُسکے حوالے کردینا حلال ہے مگر جبر نہین پہونچتا (یعنی باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالے نکرے تو اُس پر زبردستی درست نہین) اور اگر اُٹھانے والا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کردے۔ اور اگر اُسکے مان باپ اور بی بی اور لڑکا محتاج ہون تو اُن پر صدقہ کردے۔

کتاب الآبق

یعنے بھاگے ہوئے غلام کے بیان مین۔ بھاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہے بشرطیکہ اُسکے پکڑنے پر قادر ہو اور جو شخص بھاگے ہوئے غلام کو مدت سفر یعنی تین دن کے فاصلے سے ہٹا کر لاوے تو اُسکو ۴۰ درم اُجرت ملیگی۔ اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درم سے کم ہو اور مدت سفر سے کم فاصلے سے ہٹا کر لاویگا تو اُسی حساب سے اجرت ملیگی (یعنے

کتاب الآبق
یعنے بھاگے ہوئے غلام کے بیان مین

ایک دن کے فاصلہ سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین دو تہائی کا) اور مدبر اور ام ولد مثل غلام کے ہین (یعنی انکو اگر کوئی فاصلہ تین دن کی راہ سے پکڑ لاویگا تو اجرت ۴۰ درم لازم ہوگی) اور اگر پکڑ کر لانے والے کے ہاتھ سے غلام بھاگ جاوے تو اُسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی۔ اگر پکڑنیوالا لوگون کو گواہ کردے کہ مین اس غلام کو اس لیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگ جاوے اور اُسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمے ہوگی اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہے جیسے پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا (یعنے اگر قاضی کے حکم سے اُسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کریگا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمے لازم نہوگا)

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا بیان ہے مفقود اُس شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہ اور موت اور حیات معلوم نہو۔ ایسے شخص کے لیے قاضی ایک آدمی مقرر کردے کہ وہ اُسکا حق (جو لوگون کے ذمے پر ہو) وصول کرے اور اُسکے مال کی حفاظت کرے اور سربراہکاری کرے اور اس مال مین سے غائب شخص کے اُن رشتہ دارون پر جو اولاد یا زوجیت رکھتے ہون (یعنے اُسکے مان باپ اور اصول اور اُسکی اولاد اور اُسکی بیوی پر) خرچ کرے اور قاضی اس مرد کی بیوی کو اُس سے جدا نکرے اور ۹۰ برس کے بعد اُس کی موت کا حکم کرے (یعنے جب اُس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہوجاوے تو حکم کردے کہ وہ مرگیا (اور اُسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اُسکا ترکہ اُسوقت تقسیم ہو اُس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا ورثہ نہین پاتا (واضح ہو کہ امام مالک رح کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی

کتاب المفقود یعنی گم ہوئے شخص کا بیان

جدائی چاہے تو قاضی چار برس کی مہلت دے بعد اسکے جدا کریوے اور دلیل امام اعظم رح
کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ عورت اُسکی بیوی ہی جبتک کہ اُسکی موت کا
حال کھلے اور موت دو طرح کی ہے حقیقی اور حکمی تو ۹۰ برس کی عمر کے بعد موت
حکمی ہے کہ غالب یہی ہی کہ مرگیا ہوگا) بس اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو کہ مفقود
کے ہوتے ہوئے محجوب ہوتا ہو (یعنے اُسکو کچھ نہ ملتا ہو) تو اُس وارث کو کچھ
نہ دیا جاویگا (اس لیے کہ مفقود حکم مین مثل موجود کے ہے تو دوسرے کو ورثہ پانے
سے مانع ہوگا) اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے اُسکو کم ملتا ہی (یہ نہین کہ
محروم ہوجاوے) تو اُس وارث کو دو حصون مین سے کمتر دیا جاویگا (یعنی ایک
حصہ اُس صورت مین کہ مفقود موجود ہو اور ایک حصہ اُس حال مین کہ وہ مرگیا ہو
ان مین سے جونسا کم ہوگا وہ وارث مذکور کو دیدینگے اور باقی کو ملتوی رکھ چھوڑینگے)
جیسے حمل کے حصے کو ملتوی رکھ چھوڑتے ہین (یعنے اگر کوئی شخص مرجاوے اور
اُسکی بیوی حاملہ ہو تو اُسکا ترکہ تقسیم کرنے مین حمل کا حصہ جدا کر رکھتے ہین)

کتاب الشرکۃ

کتاب الشرکۃ شرکت کے بیان مین

اسمین شرکت کا بیان ہی۔ شرکت دو طرح پر ہے (ایک) شرکت ملک (اور وہ) یہ ہی
کہ دو شخص وراثت کی وجہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہون اور
اس شرکت مین ہر ایک انمین سے اجنبی ہوتا ہی دوسرے کے حصے مین (یعنی بلا اجازت
دوسرے کے تصرف ناجائز ہے) اور (دوسری قسم) شرکت معاملہ (ہے) کہ ایک کہے
کہ مین نے تجھ سے فلان چیز مین شرکت کی اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا
اور پھر اُسکی کئی قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین اگر شامل ہو وکالت اور

کفالت کو (یعنے ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل دونون ہون) اور مال اور تصرف اور دین مین دونون برابر ہون اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین اور مسلمان اور کافر مین درست نہین (اسلیے کہ تصرف مین اور دین مین برابری نہین) اس قسم کی شرکت مین جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک دونو نہین ہوگی مگر اپنے گھر والونکی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ کہ انمین سے ایک پر تجارت کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم ہوگا اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہی (مثلاً روپیہ اشرفی) ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا یا ورثہ مین ملا تو اُسمین مفاوضہ باطل ہی الا دوسرے اسباب مین مثل گھوڑے اور کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت باطل نہوگی اور یہ شرکت اور شرکت عنان (جسکا آگے بیان آتا ہے) روپیہ اشرفی اور چاندی سونے کے ٹکڑونکے جنپر سکہ نہو اور پیسونکے جنکا رواج لین دین مین ہوتا ہو درست نہین (یعنے شرکت مفاوضہ اور عنان مین یہ ضرور ہی کہ دونون شخص برابر روپیہ خواہ اشرفی خواہ بغیر سکے کی ڈلیان جو مروج ہون خواہ پیسے مروج ملاوین ورنہ درست نہوگی) اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلے مین بیچڈالے (اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرلین تو درست ہے اور یہ صورت شرکت کے حیلے کی ہی اس حال مین کہ چاندی سونا برابر نہ ملاوین اور اپنے نصف اسباب کو دوسرے کے نصف کی عوض بیچڈالین تو سب مین شریک ہوجاوینگے) شرکت معاملہ کی دوسری قسم عنان ہی جسمین صرف وکالت ہوتی ہی (کفالت نہین ہوتی) اور یہ اگر مال مین برابری ہو اور نفع مین نہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہو یا یہ کہ بعض مال مین شرکت ہو

اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا یہ کہ ہر ایک اُنمین سے اپنے آپ کو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہے۔ اس شرکت مین جو نسا شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اسی مشتری سے کیا جاویگا (دوسرے شریک سے نہوگا اس لیے کہ اس شرکت مین کفالت نہین) ہان مشتری جو دام چیز کے بائع کو دے اسمین سے دوسرے شریک سے اُسکے حصے کے موافق بھر لے (یعنے جتنا اُس کی طرف سے اُس نے دیا ہو وہ اُس سے بھر لے) اور شرکت عنان مین اگر دونون مال ہلاک ہو جاوین یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال جاتا رہے دونون صورتونمین باطل ہو جاتی ہے۔ اور اگر دونون شریکونمین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کوئی اسباب خریدے اور دوسرے کا مال تلف ہو جاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہے وہ دونونمین مشترک ہوگا اور جس نے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق اسباب کا دام اُس سے لے اور اگر دو شریکون مین سے ایک کے لیے چند روپئے نفع مین سے مقرر کر دیے جاوین تو شرکت فاسد ہو جاتی ہے (اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن روپیونکے سوا اور کچھ نفع نہو) اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکین مین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو بطور بضاعت کیسیکے حوالے کرے یا ٹھیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہے (یعنے اگر مال تصرف سے جاتا رہے گا تو اُسکو تاوان دینا نہ پڑیگا اور) شرکت معاملہ مین سے تیسری قسم تقبل ہی اُسکی صورت یہ ہے کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونون کام مشترک لیا کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اُسکو دونون بانٹ لیا کرین اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کرلیگا وہ دونونکو کرنا لازم ہوگا

یعنی بسمل نفع رینا مجہر کرے

اور جو ایک کماویگا وہ دونون مین مشترک رہیگا چوتھی قسم شرکت معاملے کی وجوہ ہے اُسکی یہ صورت ہی کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین (یعنی لوگون سے جان پہچان ہونیکی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھ نہ لگاوین) یہ شرکت متضمن وکالت کو ہوتی ہی (کہ ہر ایک شخص اُنمین سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہے) پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بھی اسیطرح ہوگا۔ اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی (یعنے اگر آپس مین اقرار کرین کہ مال نصفا نصف خرید کرینگے تو نفع بھی آدھون آدھ ہی ہوگا۔ اگرچہ اقرار مین نفع ایک زیادہ ٹھیرالے۔

فصل - اور لکڑیان لانے اور شکار کرنے اور پانی دینے مین یہ شرکت درست نہین بلکہ جس نے کام کیا ہو کمائی اُسی کی ہوگی اور دوسرے کو اسقدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اُسنے کام کیا ہوگا (یعنے ایسے کام مین اگر دوسرا شخص رفیق رہا ہو تو اُسکو اُسکے کام کے موافق حسب دستور مروجہ مزدوری دیجاویگی اور اصل چیز خاص کام کرنیوالے کی ہوگی) اور جس صورت مین کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کرلی گئی ہو اور معاملہ شرکت دونون شریکون مین سے کسیکے مرجانیسے باطل ہوجاتا ہی اگرچہ مرجانا حکمی ہو (چنانچہ مرتد جو دار الحرب کو چلا جاتا ہی وہ حکم کے اعتبار سے مرجاتا ہی) اور چاہیے کہ کوئی دونون شریکون مین سے دوسرے کے مال کی زکوۃ بدون اُسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی تو جسقدر دوسرے کے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتھ نہ دی ہو بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پچھلے کو ہی اول شخص کے حصے کی

زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنیکے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اُس نے اُس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اُسکا دام دیا تو یہ لونڈی اُس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے (لیعنے نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینی پڑے گی۔

كتاب الوقف

اس مین وقف کرنے کا بیان ہے۔ وقف اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روکے رکھے اور اُسکا نفع خیرات کردے (جس چیز کو وقف کرے اُسکو موقوف کہتے ہین۔ اور وقف کرنے والا واقف ہے) وقف کی ملک موقوف پر سے قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنی اگر قاضی حکم کردے کہ اُسکی ملک جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلیے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہے وہان قاضی کا حکم یہی حال رکھتا ہے۔ اور وقف مین بھی علماء کو اختلاف ہے کہ واقف کی ملک اُسپر سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچھ شک ملک کے جانے کا نہین رہتا لیکن واقف کی ملک جانے کے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہوجاتا۔ اور وقف پورا نہین ہوتا جب تک کہ اُسپر متولی قبضہ نہ کرلے اور واقف اُسکو علحدہ نکردے (یعنی اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علحدہ کردینا موقوف کو شرط ہے) اور یہ بھی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہوجاوے بلکہ جاری رہے (مثلاً اگر چند خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانے مین

نہونا بھی ممکن ہو تو کہدے کہ ان لوگونکے نرہنے کے بعد وقت کے فقیرون یا علمار کو اُسکا نفع پہونچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے) اور اگر واقف زمین کو معہ بیلون اور کھیتی کرنے والونکے وقف کردے تو درست ہی اور نیز درست ہی وقف کرنا مشاع کا (یعنے ایک تہائی یا نصف زمین کا) بشرطیکہ حکم اُسکے جائز ہونے کا ہوگیا ہو (یعنے اگر قاضی حکم کردے کہ مشاع کا وقف کرنا درست ہے تو درست ہوجاویگا اس لیے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی ہی تو جس صورت مین قاضی اُسکے جواز کا فتویٰ دے تو درست ہوگا) اور درست ہے ایسی اشیاء کا وقف کرنا جنکو اِدہر اُدہر لیجا سکتے ہین اور اُنمین پہلے سے وقف ہوتا آیا ہو (یعنے لوگونکا معمول ہو کہ اُن چیزون کو وقف کیا کرتے ہون جیسے تیر اور پھاوڑا اور لسبولا اور تابوت اور قرآن مجید اور کتابین) اور موقوف ملک مین نہ لائی جاوے اور نہ تقسیم کیجاوے اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو۔ اور وقف کی پیداوار مین سے اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوے گو واقف نے اس بات کی شرط نہ کی ہو۔ اور اگر موقوف کوئی مکان ہو تو اُسکی تعمیر اُسکے ذمے ہے جو اُسمین رہتا ہو اور اگر وہ تعمیر سے انکار کرے یا عاجز ہو کہ نہ کرسکتا ہو تو حاکم تعمیر کردے اور لاگت اس مکان کے کرایے مین سے لگاوے اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اُسکا ٹوٹا ملبہ اُسی کی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت ہو ورنہ اُس کو رکھ چھوڑنا چاہیئے کہ دوسرے وقت حاجت اوسکی پڑے مگر وقف کے مستحقون کو حاکم اُسکا ملبہ تقسیم نکرے۔ اور اگر واقف وقف کی پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہے تو درست ہے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو

اسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیئے جیسے وصی (اگر خائن ہوتا ہے تو وصی بنا اوسکا موقوف کردیتے ہین۔ اور اُسکی جگہ دوسرے کو مقرر کرتے ہین) گو وقف کرنیوالے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف میرے ہاتھ سے نہ نکالین۔

فصل

فصل۔ جو شخص مسجد بناوے تو اُسپر سے اُسکی ملک نہ جاویگی جب تک کہ اُسکو اپنی ملک سے مع رستے کے جدا نکردے اور اُس مین نماز پڑھنے کی اجازت نہ دیدے بعد اجازت کے اگر اُسمین ایک شخص بھی نماز پڑھے گا مالک کی ملک جاتی رہیگی۔ اور جو شخص ایک مسجد بناوے کہ اُسکے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالاخانہ ہو اور مسجد کا دروازہ راستے کی طرف کرے اور اُسکو اپنی ملک سے جدا کردیا یا اپنے گھر کے اندر ایک مسجد بناوے اور لوگوں کو اُسمین آنے کی اجازت دے تو اِس شخص کو اُسکا بیچنا درست ہوگا اور اُس سے ترکہ ودوسرے وارثوں کو پہونچیگا (یعنی وقفی مسجد کے حکم مین نہو گی) اور جو شخص سقاوہ مثل حوض وغیرہ کے یا سراے خانہ یا قافلے کے اترنیکا مکان یا قبرستان بناوے تو اُسکی ملک ان چیزون پر سے نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم ملک کے جاتے رہنے کا نہ کرے (یعنی صرف واقف کے یہ کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کردیا ملک نہ جاویگی) اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچھ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کردیجاوے تو درست ہے

الحمد للہ و المنۃ کہ ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول ماہ رمضان المبارک ۱۲۹۰ھ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بعد تصحیح کامل اور حرف بحرف مقابلہ کرنے ترجمہ کے ساتھ اصل کتاب عربی کے اتمام کو پہونچی وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

کتاب البیوع

اسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہے۔ آپس کی رضامندی سے ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا بیع کہلاتا ہے اور بیع کے ایجاب کرنے اور دوسرے کے قبول کرنے سے جبکہ دونون بصیغہ ماضی ہون لازم ہوجاتی ہے (مثلاً جب ایک نے کہا کہ مین نے اتنے کو بیچی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے خریدی تو بیع لازم ہوگئی اول شخص کے قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسرے کے قول کو قبول) اور اگر (زبان سے ایجاب و قبول نکرین بلکہ) بائع (یعنے بیچنے والا) اپنی چیز حوالے مشتری (یعنے خریدار کے کردے اور مشتری اُسکے دام حوالے کرے تب بھی بیع لازم ہوجاتی ہی اور اگر کوئی اُن دونون مین سے (تامل کرے اور) قبول کرنیسے پیشتر مجلس معاملہ سے اُٹھ جاوے تو ایجاب باطل ہوجاویگا۔ اور دام اگر سامنے نہون تو اُنکی تعداد اور وصف بیان کرنے چاہئین اور اگر سامنے ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین (یعنی اگر دام موجود ہون اور مشتری اشارہ کردے کہ اُنکے عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اس بات کی نہین کہ دام کی مقدار اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہون اور اشارہ نکرے تب لازم ہے کہ شمار اور وصف دونون بیان کرے مثلاً یون کہے کہ دس روپے فلانے سکّے کی عوض لیتا ہون) اور درست ہے نقد داموں بیچنا اور اُدھار پر بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنے مین مول کے دام گول مٹول رکھے تو اُس سے وہی سمجھے جاوینگے جو شہر مین اکثر چلتے ہون۔ اور اگر بہت سی سکے چلتے ہون اور بیان نکری کہ کونسے سکے کے عوض بیع ہوئی تو یہ معاملہ فاسد ہوگا اور کھانے کی چیزون مثلاً گیہون جو وغیرہ کو ناپکر اور ڈھیری لگا کر اٹکل سے بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین باٹ

لے یعنی تفصیل نکرے کہ کونسا روپیہ خواہ سکہ ... [illegible]

سے ناپ تول کر بیچنا درست ہے اگرچہ پیمانہ اس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہو اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درم ٹھیرا کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی (ڈھیر کی نہوگی) اور اگر بکریوں کا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درم ٹھیرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنے ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی) ہان اگر ان صورتوں مین بائع تعداد سب صاعون اور بکریون اور گزونکی کہدیگا تو سبکی بیع درست ہوگی۔ (اگر بائع نے صاعون کی تعداد بتا کر غلے کا ڈھیر بیچا اور وہ مثلاً) ایک پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہے حصہ رسد دامون سے لے لے یا (راضی نہو تو) واپس کر دے اور اگر (تعداد سے) زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہے (مشتری کا نہین) اور اگر (کپڑے کے تھان مین) ایک گز (مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہے پورے دام کو لے لے خواہ سارا تھان نہ لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہے اور بائع کو اختیار نہین (کہ چاہے بیچے چاہے نہ بیچے) اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے کہدیا کہ فی گز ایک درم کو ہے (یعنی کل تعداد گزونکی بھی بتا کر اُتنے دام کہے اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایک درم کو ہے) اور اس صورت مین تھان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہے حصے رسد دامون سے لے لے یا فسخ بیع کر دے (اور یہی حال ہے اگر تھان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصے رسد زیادتی کا دام اُسکے حساب لگا کر زیادہ دے کر لے لے نہین تو بیع توڑ دے) اور اگر گھر مین سے دس گز زمین بیچے جنکی جگہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہے لیکن اگر مکان کے سو حصے ہون اور اُنمین سے دس کی بیع کیجاوے تو فاسد نہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گٹھری اس شرط پہ لی کہ اسمین دس تھان ہین مگر اسمین کم یا زیادہ نکلے تو دونون صورتونمین بیع فاسد ہے اور اسی صورتمین اگر ہر تھان کا دام جداگانہ بتادیا تو جس صورتمین دس سے کم نکلے تو اسی مقدار کی بیع

صحیح ہو گی (جتنی گٹھری مین ہونگی) اور مشتری کو اختیار دیا جائیگا (کہ چاہے حصہ رسد داموں سے اتنے تھانوں کو لے لے خواہ کل نہ لے) اور اگر تھان زیادہ نکلین گے (مثلاً گیارہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہو گی (اسلیے کہ اس صورت مین یہ معلوم نہین کہ دس جو فروخت ہوئے وہ کونسے ہین) اور اگر تھان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہے فی گز ایک روپیے کے حساب سے اور ساڑھے دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپے کے عوض لینا ہو گا اور پھیر دینے کا اختیار نہو گا اور اگر ساڑھے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہو گا (اس اختیار کے ساتھ (کہ چاہے لے لے چاہے نہ لے)

فصل

فصل گھر کی فروخت مین دیوارونکی نیوین اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کیے آجاتے ہین لیکن زمین کی بیع مین اُس مین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اُسکا پھل بدون ذکر کیے شامل نہین ہوتا اور (اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کھیتی اور پھل کا نہ آوے تو) (بائع کہا جاویگا کہ اپنی کھیتی اور پھل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالے کرے اور پھل کا بیچنا درخت پر خواہ وہ کارآمد ہو گیا ہو (یعنے گدرا گیا ہو) یا نہوا ہو درست ہے اور مشتری اس پھل کو اُسیوقت توڑ لے اور اگر بیع مین شرط کرلیگا کہ پھلوں کو درختوں پر رہنے دونگا تو بیع فاسد ہو گی (اور امام شافعی رح کے نزدیک ایسے پھلونکی بیع جو کارآمد نہ ہوئے ہون درست نہین اور امام اعظم رح کی دلیل قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص نر کا شگوفہ ڈالنے کے بعد خرمے کا درخت خرید کرے تو اُسکا پھل بائع کو ملیگا مگر اس صورت مین کہ مشتری شرط کرلے کہ پھل بھی مین لونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرمے کا پھل نر کا پھول ڈالنے کے بعد بیع کرنا درست ہے حالانکہ اُسوقت وہ پھل کسی کام کا نہین ہوتا جب تک کہ گدرا نہ اور درخت پر کے پھلوں کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علحدہ رکھے (مثلاً کہے کہ

کہ چار سیر نہ بیچونگا) تو درست ہے۔ اسیطرح صحیح ہے بیچنا گیہونکا بالی مین اور لوبیے کا چھلکے
کے اندر۔ اور مبیع (یعنے بکی ہوئی چیز) کے ناپنے کی مزدوری بائع کے ذمے ہوگی اور دامون
کے پرکھنے اور تولنے کی مشتری کے ذمے اور جو شخص کچھ اسباب نقد کے عوض فروخت
کرے تو اول اسباب مشتری کے حوالے کرے اور اگر ایسا نہو (یعنی اسباب ہی کے
عوض مین اسباب فروخت کرے) تو دونون ایک ساتھ ایک دوسرے کو چیز حوالے
کرین (اسلیے کہ دونون اسباب قیمت بھی ہوسکتے ہین اور اسباب بھی تو ساتھ ہی دینے چاہئین)

باب۔ جاگر بیچنے کے بیان مین۔ (یعنے بائع اور مشتری کو اختیار ہونا کہ چاہے بیع رکھین
چاہے نہ رکھین) بائع اور مشتری دونون کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے
کم کا اختیار درست ہے اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اس صورت مین بھی
اگر تین دن کے اندر بیع کے معاملہ کو درست رکھین گے تو صحیح ہوگا۔ اگر اس شرط پر
بیچا کہ تین دن تک اگر دام نہ دونگا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہے اور چار دنکی اگر قید
لگا دیگا تو درست نہوگی لیکن (باوجود چار دن کی قید کے) اگر قیمت تین دن کے
اندر ادا کر دیگا تو بیع درست ہو جاویگی (اسلیے کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تھا مگر
دام تین ہی دن مین دیدیے تو گویا تین ہی دن کی شرط تھی) بائع کا اختیار مبیع کو
اسکی ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانے کے بعد اگر ہلاک ہوگی تو
اسکی قیمت دینی آویگی (جاننا چاہیے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع مین ٹھیرتا ہے اسکو ثمن
کہتے ہین اور وہ چیز جتنے کی بازار مین ہو اسکو قیمت کہتے ہین پس جس صورت مین بائع کا
اختیار ہو اور مشتری چیز لیجاوے اور اسکے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو ثمن دینا
نہ آویگا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑیگی) اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلجانے

کا مانع نہین مگر مشتری بھی اُسکا مالک نہین ہوتا اور اس صورت مین اگر مبیع جاتی رہیگی
تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا جیسے مبیع کے عیبدار ہونیکی صورتمین ہے (یعنی اگر مشتری کا
اختیار تھا اور وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اُسکے پاس آکر مبیع مین کچھ عیب ہوگیا تو اس صورت
مین بھی اُسکو زر ثمن دینا پڑیگا بازار قیمت نہ لیجاویگی) اور اگر ایک مرد کی منکوحہ لونڈی
تھی اُس نے اُسکے مالک سے اُسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابھی باقی رہیگا (اسواسطے
کہ وہ لونڈی اختیار کے باعث ابھی اسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹ جاوے) پس اگر وہ
شخص اُس سے صحبت کرے تو اس صورت مین بھی اسکو اختیار واپس کردینے کا ہے (اس لیے کہ
یہ صحبت پہلے نکاح کے سبب سے ہے نہ اُس بیع کے پسند ہونیکے لیے) اور جس شخص کو اختیار ہو
وہ دوسرے کے پیٹھ پیچھے اگر معاملے کو جائز رکھے تو درست ہے اور اگر فسخ کریگا تو درست نہوگا
(یعنے بائع و مشتری مین سے جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملے کے لیے دوسرے کا بھی موجود ہونا
چاہیئے) اور اگر جس شخص کو اختیار تھا وہ مرجاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذر جاوین
تو عقد بیع کامل ہوجاتی ہے اور اگر مبیع بردہ ہو اور مشتری اسکو آزاد کردے یا آزادی کے
متعلق باتین اُسکے ساتھ کرے (مثلاً اُسکو مکاتب یا مدبر کردے) یا مبیع کی ملکیت کی
جہت سے اُسکے پاس کی زمین شفعے کی راہ سے لیوے تو اس سے بھی اگر مشتری نے
اختیار لے رکھا تھا بیع پوری ہوجاویگی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرلے
(مثلاً کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی) تو درست ہے اور اسصورتمین مشتری
اور زید مین سے جون سا بیع کو جائز یا فسخ کردیگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکھے اور
دوسرا فسخ کرے تو پہلے والے کی بات کا اعتبار رہوگا اور اگر دونون کی بات ایک ہی
ساتھ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی۔ اور اگر بائع دو غلامونکو اس شرط پر بیچے کہ ایک

مین مجکو اختیار ہے کہ اسکو علیحدہ اور معین کردے تو یہ اختیار درست ہوگا ورنہ درست نہوگا۔ اور معین کرنیکا اختیار چار سے کم مین درست ہے (یعنی اگر تین چیزون مین اختیار لیگا کہ جون سی چاہون لے تو درست ہوگا اور چار چیزون مین جائز نہوگا جیسے اختیار تین دن کا درست ہے زیادہ کا نہین) اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز مول لی اور ایک اُن مین سے راضی ہوگیا تو دوسرا ابھی واپس نہین کرسکتا (یعنی اُسکا اختیار بھی جاتا رہا) اور ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نانبائی یا کاتب ہے اور اُس کے خلاف نکلا تو مشتری چاہے پورے دامون کو لے لے یا پھیر دے (اس لیے کہ یہ امور خلاف وصف ہین اُنکے عوض مین دام نہ گھٹے گا)

باب۔ دیکھنے کے اختیار کے بیان مین

جس چیز کو مشتری نے ندیکھا ہو اسکا خرید لینا درست ہے مگر دیکھنے کے بعد اُسکو پھیر دینے کا اختیار ہے گو پہلے راضی ہوچکا ہو اور اگر بائع اپنی چیز بے دیکھے بیچدے تو اُسکو دیکھنے کے بعد یہ اختیار نہین کہ مشتری سے واپس کرلے۔ اور دیکھنے کا اختیار اُنہین باتون سے باطل ہوتا ہے جن سے شرط کا اختیار جاتا رہتا ہے (یعنے اختیار والے کے مرجانے یا تین دن گذر جانے وغیرہ سے دیکھنے کا اختیار جاتا رہتا ہے) اور غلّے کے ڈھیر اور غلام کے منہ کا دیکھنا اور جانور کے منہ اور پُٹھے کا دیکھنا اور لپیٹے ہوئے کپڑے کی اوپر کی تہ دیکھ لینی اور گھر کو اندر سے دیکھنا کافی ہے (یعنے اُنکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنے کی وجہ سے پھیر نہ سکیگا) اور (مبیع کے) لینے کے واسطے (اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو) وکیل کا دیکھنا مثل مشتری کے دیکھنے کے ہی (اختیار کے دور ہوجانے مین) مگر مشتری کے قاصد کا دیکھنا کافی نہین (یعنے اگر مشتری نے کسیکے ہاتھ پیام کہلا بھیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھ لیگا تو اُس کے دیکھنے

سے مشتری کا اختیار نہ جاویگا) اندھا اگر بیع کا معاملہ کرے اور کوئی چیز مول لے تو درست ہے اور جب وہ کسی چیز کو ٹٹول لے یا سونگھ لے یا چکھ لے (یعنے ایسی چیز و نکو جنکا حال ٹٹولنے خواہ سونگھنے خواہ چکھنے سے معلوم ہو جاتا ہو) یا زمین کا حال اُس سے بیان کر دیا جاوے (کہ اسطرح کی ہے) تو اُسکا اختیار دیکھنے کا جاتا رہتا ہے اگر دو تھان خریدے جن مین سے ایک کو (خریدنے کے پیشتر) دیکھ لیا تھا اور دوسرے کو بعد خریدنیکے دیکھا تو ہو سکتا ہے کہ وہ دونون کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کر دے۔ اور دیکھنے کا اختیار اور شرط کا اختیار ورثہ مین نہین آتا (یعنے اگر اختیار والا مر جاتا ہے تو اُسکے وارث کو اختیار نہین رہتا کہ مبیع کو واپس کر دے) مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اُسکا حال کچھ کا کچھ ہو گیا ہو تب تو مشتری کو دیکھنے کا اختیار ہو گا اور اگر جون کی تون ہو تو اختیار نہو گا پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا حال بدل گیا اور بائع کہے کہ نہین بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکھنے مین دونون کا اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے (مثلاً مشتری کہے کہ مین نے بن دیکھے خریدا ہے اور بائع کہے کہ دیکھکر خرید کیا ہے تو مشتری کی بات مانی جاویگی) اور اگر ایک گٹھری تھانون کی مول لی اور اسمین سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسی کو ہبہ کر کے اُسکے حوالے کر دیا تو اب عیب کے سبب تو پھیر سکتا ہے مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے واپس نکر سکے گا (اس لیے کہ ایک تھان مین تصرف مالکانہ کرنے سے اختیار جاتا رہا)

باب عیب کے سبب سے اختیار ہونے کے بیان مین

مشتری اگر مبیع مین کچھ نقصان پاوے تو چاہے پورے دام کو لے لے خواہ واپس کر دے۔ اور عیب اس نقصان کو کہتے ہین جسکے مبیع مین ہونے سے سوداگرونکے نزدیک اُسکی قیمت کم ہو جاوے (جیسے ...ام

باب عیب کے سبب سے اختیار ہونے کے بیان مین

لونڈی مین بھاگنا اور بچھونے مین موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہے)
اور خاص لونڈی مین مُنھ کی بدبو اور بغل کی بدبو اور زنا کار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہے (اور یہ
چار دن چیزین غلام مین عیب نہین) اور کافر ہونا دونون مین عیب ہے اور حیض کا نہونا اور بیماری
کا خون جاری رہنا اور پُرانی کھانسی اور دوسرے کا قرضدار ہونا اور بال اور بانی
آنکھ مین ہونا عیب ہے پس اگر مشتری کے پاس آکر مبیع مین ایک اور عیب پیدا ہو جاوے
تو مشتری پہلے عیب کا دام بائع سے پھیر لے یا اگر بائع مبیع کے پھیر لینے پر راضی ہو تو
پھیر دے۔ اور اگر مشتری نے ایک تھان خرید کر قطع کیا پھر اس مین عیب معلوم ہوا تو
جسقدر عیب سے نقصان ہو وہ دام بائع سے پھیر لے اور اگر بائع قطع کیے ہوئے تھان
کو لینا منظور کرے تو اُسے اختیار ہے کہ پھیر لے اور اگر مشتری قطع کے بعد تھان کو بیچ ڈالے
تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہین لے سکتا۔ اگر کپڑا ایک قطع کر کے سیا یا اُسکو رنگ لیا
یا ستو لیکر اُس مین گھی ملایا پھر کپڑے مین خواہ ستو مین عیب معلوم ہوا تو نقصان کا عوض
بائع سے پھیر لے جیسے اس صورت مین کہ عیب دیکھکر مبیع کو بیچ ڈالے یا مبیع جو غلام
عیب دار تھا مر جاوے یا مشتری اُسکو مفت آزاد کر دے (نقصان کا عوض
بائع سے لیوے گا) اور اگر مشتری غلام عیب دار اسکو مال کے بدلے آزاد کر دے یا اُسکو
جان سے مار ڈالے یا کھانا مول لیا تھا اُسکو کھالے یا اس مین سے کسیقدر کھالے
تو نقصان کا عوض کچھ نہ پاویگا۔ اور اگر کسی نے انڈے یا کھیرے یا اخروٹ مول
لیے اور توڑنے سے ایسے خراب نکلے کہ کچھ کار آمد ہون تب تو مشتری نقصان کا عوض
بائع سے پاویگا اور اگر بالکل کار آمد نہون تو تمام دام بائع سے پھیر لیگا۔ اور اگر مبیع
کو مشتری نے بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث قاضی کے حکم سے مشتری پاس

واپس آئی تو مشتری نے جس سے اسکو مول لیا ہو اسکو پھیر دے اور اگر مشتری نے اُس چیز کو آپس کی رضامندی سے پھیر لیا ہو (قاضی کے حکم سے نہ پھیرا ہو) تو (اب بائع اول کو) واپس نہین کرسکتا۔ اگر مشتری نے مبیع کو قبضے مین لاکر دعوی کیا کہ اسمین عیب ہے تو اُسپر ثمن کے دینے کے لیے جبر نہ کیا جاویگا لیکن اُسکو چاہیئے کہ گواہ پیش کرکے عیب ثابت کرے یا اپنے بائع سے عیب نہونے کی قسم لے پھر اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام مین ہین (یعنی دور ہین آ نہین سکتے) تو ثمن بائع کے حوالے کرے بشرطیکہ بائع قسم کھالے اگر مشتری دعوی کرے کہ جو غلام مین نے لیا ہے وہ بھگوڑا ہے تو بائع سے قسم نہ لیجاوے جب تک کہ مشتری اس بات کے گواہ نہ لاوے کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا ہی اور جب وہ گواہ پیش کردے تو بائع سے یہ قسم لیجاوے کہ بخدا میرے پاس کبھی نہین بھاگا تھا (اسلیئے کہ اول تو یہ چاہیئے کہ مشتری بھاگنے کا عیب غلام مین ثابت کرے اس سے بھی ضرورت اُس کے گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہو چکا تو اب بائع اس بات کی قسم کھاوے کہ یہ عیب میرے پاس نہ تھا اب نیا پیدا ہوا ہے اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پھیرنے کا نہین) اور مقبوض چیز کی مقدار مین قول قابض کا (یعنے مشتری کا) معتبر ہے (مثلاً مشتری نے ایک تھان لیا اور عیب کے باعث اُسکو پھیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ بیس گز کا تھا اور مشتری نے کہا کہ اٹھارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے) اگر دو غلام ایک عقد مین مول لیے اور ایک پر قبضہ کیا اور دونون مین سے کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہے دونون کو لے یا دونون کو پھیر دے (اسلیے کہ جب ایک عقد مین لیے ہین تو دونون کا حکم ایک چیز کا ہے) اور اگر ایسی چیز مول لی جو ناپ یا تول سے بکتی ہی اور اسمین سے کسیقدر مین عیب پایا تو خواہ سارے کو واپس کردے خواہ سبکو لے لے (یہ نہین ہوسکتا کہ اچھے کو

رہنے دے اور عیب دار کو واپس کرے) اور اگر مبیع مین سے کسیقدر دوسرے کی ملک نکل آوے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی مبیع کو بائع کو پھیر دے ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ اسمین تھوڑا دوسرے کا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا (کہ باقی کو واپس کردے اسلیے کہ ایک کپڑے مین شرکت ہونے سے اُس سے نفع نہین لے سکنے کا) اگر کپڑا مول لیکر عیب دیکھا اور اُسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنے کام کو سوار ہوا یا اُسکے مرض کا علاج کیا تو اس سے عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا۔ اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا بائع کے پاس لیجانے کو یا اس کے لیے گھاس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اس سے رضامندی عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر (مبیع غلام نے بائع کے یہان چوری کی تھی اور جب) مشتری نے اُسپر اپنا قبضہ کیا تو اس چوری کی علت مین اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو مشتری اُس غلام کو پھیر دے اور بائع سے قیمت واپس لے۔ اور اگر بائع نے بیع کے وقت کہدیا کہ مین مبیع کے سب عیبون سے بری ہون گو سبکا نام نہ لیا تو یہ کہنا درست ہوگا اور پھر کسی عیب کی جہت سے پھیر سکے گا (یعنے اگر اُس نے اول کہدیا کہ مبیع مین جو عیب ہو مجھ سے سروکار نہین نہ اُسکا مواخذہ مجھ سے چاہیئے تو اگرچہ وہ سب عیبونکا نام نہ لے تاہم کسی عیب کی جہت سے مشتری کو اختیار مبیع کے پھیرنے کا نہین رہتا)۔

باب۔ بیع فاسد کے بیان مین۔ بیع مردار کی اور خون اور سؤر اور شراب اور آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہے۔ پس اگر یہ چیزین مشتری کے پاس جاتی رہینگی تو اُنکی قیمت نہ دینی پڑیگی۔ اور مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا اور ہوا مین اُڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچے کو اور اُس بچے کے بچے کو اور تھنونکے اندر دودھ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹھ پر اُون کو اور چھت کے اندر

باب بیع فاسد کے بیان مین

کی ایک گزی کو اور تھان مین سے ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاری کا اسطرح بیچنا کہ جو
اس دفعہ میرے جال مین آوے اُسکو اتنے کو بیچتا ہون یہ سب صورتین ناجائز ہین
(اسلیے کہ مبیع سب صورتون مین معلوم نہین اس لیے بیع فاسد ہے) اور بیع مزابنت درست
نہین (اور صورت اُسکی یہ ہے کہ درخت پر کے میوے کو ٹوٹے ہوئے میوے کے ساتھ
اٹکل سے بیچے) اور نہ ملامست درست ہے (بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین تجکو یا تیرے
کپڑے کو ہاتھ لگا دون تو بیع ہم مین اور تم مین ہو جاوے) اور کنکر مارنے سے
بھی بیع ناجائز ہے (اسطرح کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین اس مبیع یا تجھ پر کنکر مارون
تو ہم مین بیع لازم ہو جاوے یہ تینون عقد کافرونکی معمول تھین کہ بدون رضامندی
ایک طرف کے لازم ہو جاتی تھین یہ سب فاسد ہین) اور دو کپڑون مین ایک کو فروخت
کرنا (اسطرح کہ معین نکرے کہ کون سا فروخت کرتا ہون) اور چراگاہ کو بیچنا اور اُسکو
ٹھیکہ پر دینا اور شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جائز نہین اور ریشم کے کیڑے کو اور اُسکے
انڈون کو بیچنا درست ہے۔ اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسے شخص کے
ہاتھ بیچے جسکے پاس اُس غلام کے ہونے کا گمان ہو تو درست ہے۔ عورت کے دودھ
کی بیع اور سوئر کے بالون کی درست نہین۔ ہان بالونکو موزے وغیرہ کے سینے مین
استعمال کرنا درست ہے۔ اور آدمی کے بالونکا بیچنا اور اُنسے کوئی کام لینا درست نہین
مُردہ جانور کی کھال کو دباغت[۱] سے پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت کے اُسکا
بیچنا اور کام مین لانا درست ہے۔ اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹھے اور اون اور
سینگ اور بالون سے نفع لینا جائز ہے۔ بالاخانہ جو گر گیا ہو اُسکی بیع اور[۲] پانی
بہنے کے حق کو بیچنا اور اُسکا ہبہ کرنا اور لونڈی کی بیع جو پیچھے کو غلام معلوم

اور غلام کی بیع جو بیچے کو لونڈی معلوم ہو درست نہین (یعنے ایک بردہ اس شرط
سے لیا کہ لونڈی ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام تھا یا اُسکا اُلٹا ہوا کہ غلام جان کر لیا
اور لونڈی نکلی تو بیع درست نہوئی) مبیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سے پیشتر
درست نہین ہان اگر مبیع کے ساتھ کوئی اور چیز ملی ہو تو اُس مین ایسا کرنا جائز ہے
(اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک گھوڑا ۱۰۰ کو بیچا اور ہنوز اُس سے دام
نہین لیا کہ اسی گھوڑے کو ۵۰ کے عوض اُس سے خرید لیا تو یہ پچھلی بیع ناجائز
ہوئی اس لیے کہ ۵۰ مشتری سے مفت لیتا ہے اور اگر اُس گھوڑے کے ساتھ دوسرا
گھوڑا مثلاً مشتری سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہوگی) تیل کو اسطرح بیچنا کہ مع برتن
تول لین گے اور ہر برتن کے عوض پانچ دھڑی کم کر دینگے (برتن اسقدر ہو یا نہو)
درست نہین ہان اگر یہ ٹھیرے کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اُس قدر تیل مین سے
کم کر دینگے تو درست ہے۔ اگر بائع اور مشتری تیل کی مشک کے وزن مین اختلاف
کرین (کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہے اور بائع ایک سیر بتاوے) تو مشتری کا قول
(قسم کے ساتھ) معتبر ہوگا۔ اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنے اور بیچنے
کو کہدے تو درست ہے۔ لونڈی کو اس شرط پر بیچنا کہ مشتری اُسکو آزاد کر دے
یا مدبر[لہ] یا مکاتب یا ام ولد بناوے درست نہین۔ لونڈی کو بیچنا اور اُسکے پیٹ کے
بچے کو نہ بیچنا یا اس شرط پر بیچنا کہ ایک مہینہ بائع اُس سے خدمت لیگا درست نہین
مکان کو اس شرط سے بیچنا کہ بائع اُسمین رہا کریگا یا مشتری کچھ روپیہ بائع کو قرض
دے یا اُسکو کچھ تحفے بھیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالے مشتری کے کرے گا اُس وقت
اپنے تصرف مین رکھے گا یا کپڑے کو اس شرط سے بیچا کہ بائع اُسکو قطع کر کے

[لہ] مدبر وہ لونڈی کہ آقا اس سے کہدے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اور مکاتب وہ کہ اسکی آزادی کچھ روپیہ ادا کرنے پر موقوف کی ہو اور ام ولد وہ کہ جس سے آقا کی اولاد ہو۔

کُرتہ سِی دے درست نہین - جوتی کو اس شرط سے مول لینا کہ بائع اُن کو کاٹ کر
برابر کردے اور اُسمین تسمہ لگا دے درست ہی - قیمت ادا کے لیے یہ کہنا کہ نوروز
اور مہرگان اور نصاری کے روزدن اور یہودیون کی عید تک دینگے درست نہین
بشرطیکہ بائع ومشتری کو یہ دن معلوم نہون (جاننا چاہیئے کہ جب گرمی کے پیشتر دن اور
رات برابر ہوتے ہین اس دن کو نوروز کہتے ہین - اور جاڑے سے پیشتر اگر برابر ہوتے
ہین تو اُسکو مہرگان کہتے ہین) اور جائز نہین یہ کہنا کہ حاجیوںکی آمد تک اور کھیت کٹنے
اور ہوائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دینگے اور اگر ان وقتون تک کسیکا ضامن ہو
تو درست ہے - اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہ وقت نہین آئے تھے
کہ مدت کو ساقط کردیا (یعنے دام پہلے دیدیے) تو درست ہوجاویگا - اور اگر بائع
آزاد اور غلام کو ملاکر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھ کرکے بیع کرے
تو دونون کی بیع باطل ہے - اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ کسی دوسرے غلام کے
ساتھ ملاکر فروخت کرے یا اپنی ملک کو وقف کے ساتھ ملاکر بیچے تو غلام
اور ملک کی بیع درست ہوگی (مدبر اور دوسرے کے غلام اور وقف کی بیع نہوگی)

فصل

فصل - جس صورت مین کہ بیع فاسد ہو اور مشتری بائع کی اجازت سے بیع
پر قبضہ کرلے اور بیع اور ثمن دونون مال ہون تو مشتری بیع کا مالک ہوجاتا ہے
مگر قیمت بازار دینی آتی ہی (ثمن جو آپس مین ٹھیرا تھا نہین دینا آتا) اور مشتری
اور بائع مین سے ہر ایک کو اُس بیع کے فسخ کردینے کا اختیار ہی لیکن اگر مشتری مبیع
کو کسی اور کے ہاتھ بیچدے خواہ ہبہ کردے یا (مبیع غلام ہو اور اُسکو) آزاد کرے
یا (زمین مبیع پر) عمارت بنالے تو (ان صورتون مین) فسخ نہین کرسکتا (بیع فا[illegible]

مشتری کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک رکھے اور بائع کو نہ دے جبتک کہ بائع سے
اپنا دیا ہوا ثمن واپس نکرلے۔ بائع کو اگر ثمن سے کچھ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے
تو اُسکو حلال ہی اور مشتری کو اگر مبیع سے کچھ فائدہ ہوا ہو تو درست نہین۔ ایک شخص نے
دوسرے پر کچھ روپیونکا دعوی کیا اور اُس نے مدعی کے حوالے کردیے پھر دونون سہج
پر آگئے (یعنے اقرار کیا) کہ مدعی کا کچھ مدعا علیہ کے ذمے نہ تھا (اور جو کچھ اُس سے مدعی
نے لیا تھا وہ پھیر دیا) تو جو کچھ (مدعی کو ان روپیون سے) فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال
ہی۔ مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جاوے
اور واقع مین اپنے آپ اُسکو نہ لینا چاہتا ہو مکروہ ہی۔ اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید کرتا
ہو تو اُسکو آپ خرید لینا مکروہ ہے (بشرطیکہ بائع دوسرے کے دینے پر راضی اور مائل ہو)
سوداگرون کے قافلے سے آگے جاکر ملنا کہ چیز ارزان خرید کرے مکروہ ہی باہر کا شخص
اگر اسباب لادے اور اُسکو کوئی شہری اُسکی طرف سے فروخت کرے اس نظر سے
کہ دیر کر اور گران بیچونگا مکروہ ہے جمعہ کی اذان کے وقت فروخت کرنا مکروہ ہی اسطرح چیز
فروخت کرنا مکروہ نہین کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیوے (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن
دو بردون مین قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اُنکو بیچنے مین جدا نکرنا چاہیئے (مثلاً
مان بیٹے کو یا بہن بھائی کو دو شخصون کے ہاتھ نہ بیچے) بخلاف بڑی عمر والون اور خاوند
بی بی کے (کہ اُن کو فروخت کرنے مین علحدہ کردینا کچھ مضائقہ نہین)

باب اقالہ (یعنے بیع کے واپس کرنے) کے بیان مین۔ اقالہ کرنا بائع اور مشتری
کے حق مین تو پہلی بیع کا فسخ ہے اور تیسرے شخص کے حق مین نئی بیع ہے (یہانتک
کہ اگر تیسرے شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دور کردیا ہو اور اقالہ کے

فـ
زیادہ قیمت بیع
کہدینا

باب
اقالہ یعنی
بیع کی واپسی
مین

سبب پھر دعوی کرے تو درست ہوگا اور حق شفعہ آمنا کی جہت سے ثابت ہوگا) اقالہ اتنی ہی قیمت کو درست ہے جو اول مقرر ہوئی تھی اس سے زیادہ یا کم ٹھیرانا بدون کسی زیادتی یا عیب کے مبیع مین لغو ہے (یعنی اگر اقالے مین یہ شرط کرلی کہ دام کم واپس کرینگے یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہے اسمین کمی بیشی نہین ہوئی تو بائع کو وہی دام پھیرنے لازم ہونگے جو مشتری سے لیے ہین) اور ثمن کا جاتا رہنا اقالے کا مانع نہین مگر مبیع کا ہلاک ہوجانا اقالے کا مانع ہے۔ اور اگر مبیع مین سے کسیقدر تلف ہوجاوے تو اُسیقدر کا اقالہ نہو سکے گا باقی کا درست ہوگا۔

باب تولیہ اور مرابحت کے بیان مین

باب۔ تولیہ اور مرابحت کے بیان ہین۔ اُتنے دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا ہو تولیہ کہلاتا ہے۔ اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچنا مرابحت کہلاتا ہے اور شرط ان دونون کی (یعنے تولیہ اور مرابحت کی) یہ ہے کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی۔ مثلی ہو (یعنے ایسی چیز ہو کہ اُسکے تلف سے ویسی ہی دینی آوے۔ قیمت والی چیز دن مین سے نہو جنکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال پر دھوبی کی اُجرت اور رنگائی اور ترنج بنانے اور پھندنے بانٹنے اور باربرداری اور ہنکائی بکریون کی زیادہ کرلے اور خریدار سے بیچنے کے وقت کہے کہ یہ مال مجکو اتنے مین پڑا ہے (یہ نہ کہے کہ مین نے اتنے کو خریدا ہے اس لیے کہ جھوٹ ہوگا) اور گائے بکری کے چرانے والے کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑھانیوالے کی اُجرت اور جس گھر مین مال کی حفاظت کی ہو اُسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نکرے پس اگر مشتری اول مرابحت کی صورت مین دغا کرے (یعنے قیمت زیادہ بتلادے اور اُس پر نفع لینا چاہے) تو (مشتری دوم کو اختیار ہے) چاہے کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہے چیز لیلے

یا واپس کردے لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو تو جسقدر مشتری اول نے دام زیادہ کہے ہون اتنے کم کرکے حوالے کرے اور جو شخص کہ کوئی تھان وغیرہ خریدے اور پھر اُسکو مرابحت یعنی نفع سے بیچے (مثلاً سو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹھیر اکر ۱۲۰ کو بیچا) پھر اُسکو بعوض سَو کے خود مول لے لیا اب اگر اُسکو کسی کے ہاتھ نفع ٹھیر اکر بیچے تو چاہیئے کہ پہلی دفع کی فروخت مین جو نفع لیا ہے اُسکو (اس دوبارہ کی قیمت مین سے) منہا کردے (اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثال مذکور مین اصل مال اسّی تصور کرے یعنے پہلے جو بیس روپیہ نفع لے چکا ہے وہ اس سَو مین سے منہا کردے) اور اگر پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نہ چاہیئے کہ اُسکو نفع ٹھیر اکر بیچے (بلکہ ازسر نو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اول بار اُسنے سَو کو خرید کر ۱۲۰ کو بیچا پھر خرید کر ۵۰ کو اور پھر خرید کر ۱۳۰ کو تینون دفع کا نفع ملکر پورے سَو ہو گئے جو اصل دام تھا تو اس صورت مین مرابحت نہین کرسکتا اسلیے کہ اصل مال اب کچھ نہین رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لیے ہے اور غلام مذکور قرضدار ہو اور ایک کپڑا دس روپیے کو لیکر اپنے آقا کے ہاتھ پندرہ کو بیچے تو مالک اگر اُس کپڑے کو مرابحت پر بیچنا چاہے تو اصل مال دس روپیے قرار دے اور ایسا ہی اسکا عکس ہے (یعنے اگر مالک دس کو لیکر غلام کے ہاتھ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس بتادے پندرہ نہ کہے) اور اگر خریدار مضارب ہو (جو دوسرے کے روپیے سے نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی مضارب دس کو مول لے) اور مالک (کے ہاتھ پندرہ کو بیچدے تو مال والے کو چاہیئے کہ اگر اُسکو مرابحت پر بیچے تو ساڑھے بارہ روپیے اصل قیمت بتادے (اسلیے کہ صورت اول مین گویا غلام

اور مالک ایک ہی ہین غلام کا خریدنا بعینہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے دس کو لیا
تھا تو آقا کو اُسی دس پر نفع لینا چاہیئے ۔ اور دوسری صورت مین مضارب اور مال والا
دو شخص ہین اور پہلے عقد مین جو مضارب نے مالک مال سے کیا ہی پانچ روپیے نفع کے
ہوئے جن مین سے آدھا یعنی اڑھائی مالک کو حاصل ہوئے ۔ پس اگر اب یہ مرابحت پر
بیچے تو نفع اول کو اصل سے منہا کر دے یعنی پندرہ مین سے اڑھائی نکالڈالے باقی
ساڑھے بارہ کو اصل بیان کرے اور صورت اول مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید
اسلیئے ہے کہ اُسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ہاتھ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو جو
اُسکی ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی) اور اگر مبیع مین کچھ نقصان خود ہوگیا ہو یا
لونڈی مدخولہ تھی اُس سے صحبت کر لی تو مرابحت بدون ان باتونکے بیان کرنے کے
درست ہے اور اگر مشتری نے خود اسمین کوئی نقصان کر دیا ہو یا لونڈی باکرہ تھی
اس سے ہمبستر ہوا ہو تو اس صورت مین بیان کر دینا چاہیئے (تب نفع پر بیچے) ایک
چیز کو ہزار روپیہ کو قرضاً مول لیا اور سَو کے نفع پر اُسکو فروخت کر دیا اور یہ نہ کہا کہ مین نے
قرضاً ہزار کو لی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے (جبکہ
اُسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ چیز ہزار کو قرضون لی ہے نہ نقدون) اور اگر مبیع کو مشتری
ثانی تلف کر دے بعد اُسکے خرید مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اُسکو گیارہ سو دینے
لازم آوینگے اور یہی حال تولیہ کا ہی (کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم کو خیانت
مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر مبیع کو تلف کرنیکے بعد
خیانت پر مطلع ہوگا تو اُتنے ہی دام دینے پڑینگے) اور اگر زید نے عمرو سے کہا کہ جتنے
کو یہ چیز مجکو پڑی ہے اُتنے کو تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ

کتنا خرچ ہوا ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر عمرو کو اُسی مجلس مین معلوم ہو جاوے کہ اتنے
پڑی ہے تو اُسکو اختیار رہو گا (چاہے اتنے ہی کو خرید لے یا جانے دے)
مل (واضح ہو کہ منقول اُس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا سکین
جیسے گھوڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہے کہ ایک ہی جگہ
ہے جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ) پس غیر منقول کی بیع قبضے مین لانے
سے پیشتر درست ہی (یعنے مشتری اُسکو خرید کر بدون قبضے مین لانیکے بھی بیع کر سکتا ہی)
در منقول کی بیع قبضے سے پیشتر درست نہین۔ اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو ناپ
سے ناپی جاتی ہے تو مشتری کو اُسکا بیچنا اور کھانا حرام ہی جبتک کہ اُسکو ناپ نہ لے
اور ایسا ہی حال ہے اُن چیزونکا جو وزن کی رو سے یا شمار کے اعتبار سے خریدے
لیکن اگر گز کی ناپ کے اعتبار سے خریدے تو اُسکا یہ حال نہین (یعنی اگر وزن کی چیز کو وزن
طور پر لے یا شمار کی چیز کو شمار کے اعتبار سے خرید کرے تو مشتری کو اُنکا استعمال کرنا نہ چاہیئے
جبتک کہ وزن اور شمار نکر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کے کہ بدون گز گت کیے
اُسکا استعمال درست ہے) ثمن مین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف کرنا (مثلاً اُسکو بیچ ڈالنا
یا ہبہ کرنا) درست ہے۔ ثمن مین زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہے (یعنے جتنا ٹھیر اتھا
اُس سے اگر مشتری زیادہ دیوے یا بائع کچھ کم لیوے تو جائز ہے) اور جائز ہی مبیع مین
کچھ بڑھا دینا (یعنے بائع اگر مبیع مین کچھ اوپر اون بڑھاوے تو درست ہے) اور
استحقاق بائع اور مشتری کا ساتھ کل کے متعلق ہو جاتا ہی (یعنی قیمت یا مبیع مین
زیادہ کر دینے سے بائع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہی کہ گویا اصل عقد اتنی ہی چیز کا
اتنے ہی داموں پر ہوا ہے) سوائے قرض کے اور طرح کے دین کی مدت مقرر کرنی

درست ہی (یعنے قرض کے سوا اور طرح کا دین اگر کسیکا ایک شخص کے ذمے ہو مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہو تو اُسکے واسطے اگر مدت کردیگا تو مدت لازم ہو جاویگی مدت کے اندر تقاضا نہ ہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اُسکی مدت کرے یا نکرے قرضخواہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے)

باب ربوا (یعنے سود) کے بیان مین۔ ربوا مال کی اُس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سے بدلنے مین بدون عوض ہو۔ ربوا کے پائیجانے کی وہ چیزین ہین جن مین مقدار اور جنس ایک ہو (مقدار کے ایک ہونیسے یہ غرض ہے کہ دونون چیزین ناپ سے ناپی جاوین یا وزن سے تولی جاتی ہون اور جنس کے ایک ہونیسے یہ مراد ہے کہ دونون ایک ہی قسم کے مال ہون) پس جن چیزونکی مقدار اور جنس ایک ہو اُن مین زیادتی اور ادھار دونون حرام ہین (جیسے گیہون کو گیہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز ہونگے اور آج دے اور مدت کے بعد عوض کے گیہون لے یہ بھی حرام ہوگا ایسا ہی حال ہے اگر جَو کو جَو کے عوض اور روپیے کو روپیے کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض بیع کرے کہ دونون طرف مین چیزین مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہین تو اگر انکی بیع مین وزن کی کمی و بیشی ہوگی یا اُدھار بیچے جاوینگے تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی) اور اگر دونون چیزین ایسی ہونگی کہ صرف مقدار مین ایک ہون اور جنس مین مختلف یا جنس مین ایک ہون اور مقدار مین مختلف تو اُن مین اُدھار حرام ہے زیادتی حرام نہین (مثلاً گیہون جَو کے عوض بیچے جاوین تو اُسیوقت دے اور اُسیوقت عوض لے اُدھار کرے گا تو حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہون مثلاً گیہون سیر بھر ہون اور جَو دو سیر تو مضائقہ نہین اور اتحاد جنس کی مثال جیسے ہرات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلے بیچنا تو اسمین بھی اُدھار حرام ہوگا نہ زیادتی) اور جو چیزین ایسی ہون کہ نہ مقدار مین ایک ہون نہ جنس مین

بیان ربوا یعنے سود کے بیان مین

ایک تو اُن مین زیادتی اور اُدھار دونون حلال ہین (مثلاً کپڑا روپیے کے بدلے یا غلہ اشرفی روپیے کے بدلے بیچے تو زیادتی بھی درست ہی اور یہ بھی ضرور نہین کہ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے بلکہ اُدھار بیچنا بھی جائز ہے) اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون اُور جو (وغیرہ غلے کے اقسام) اور نمک اور خرما اور جو چیزین کہ تولی جاتی ہین جیسے چاندی اور جو رطل سے منسوب ہین ان چیزون کو اُنہین کی جنس سے برابر فروخت کرنا درست ہی کمی وبیشی کے ساتھ درست نہین اور کھرا کھوٹا اُنہین ایک حکم رکھتا ہے (یعنے یہ نہین ہوسکتا کہ کھری چیز کم لیجاوے اور کھوٹی اُسکے عوض مین زیادہ دیجاوے۔ اور ان چیزون مین معین ہونا معتبر ہے یہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بھی کرلین (یعنی اگر گیہون کے عوض گیہون بیچے جاوین تو دونون کو معین کردینا مجلس عقد مین معتبر ہے یہ ضرور نہین کہ اُسیوقت قبضہ بھی کرلین اور) یہ صورت عقد کے صرف کے سوا ہی (یعنے اگر مبیع اور ثمن دونون ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپیہ اشرفی ہون یا چاندی سونا تو اس صورت مین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہے) ایک مٹھی غلے کو اسی کی دو مٹھی کی عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈے یا اخروٹ یا خرمے یا پیسے کو اُنہین سے دو کے عوض بیچنا درست ہے (اسلیئے کہ ان چیزون مین ناپ اور تول جو ربوا کا سبب ہے پایا نہین جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گزی کو روئی کے عوض بیچنا اور پختہ خرمے کو پختہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون بیچنا درست ہے (کمی بیشی کے ساتھ درست نہین) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے عوض بیچنا اور مختلف گوشتون کو ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا درست ہے۔ گائے کے دودہ کو بکری کے دودہ کے عوض اور خرمے کے سرکے کو انگوری سرکے کے بدلے مین

اور بیٹ کی چربی کو چکنتی کی چربی یا گوشت سے اور روٹی کو گیہون خواہ آٹے کے بدلے بیچنا کمی بیشی کے ساتھ درست ہے۔ گیہون کو آٹے کے بدلے خواہ ستوؤن کے عوض کم زیادہ بیچنا درست نہین۔ زیتون اور تلون کو تیل کے بدلے مین بیچنا درست نہین یہانتک کہ تیل کی مقدار اُس تیل سے زیادہ ہو جو زیتون اور تلون مین ہے کیونکہ اس صورت مین جس قدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونون کی کھلی کی عوض ہو جاویگا روٹی کو وزن سے قرض لینا چاہیئے نہ شمار سے (اسلیے کہ روٹیون مین فرق بہت ہوا کرتا ہے تو کمی بیشی کا احتمال ہے) مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب کے اندر ربوا ثابت نہین ہوتا۔

باب (اُن) حقوق کے بیان مین (جو بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے) بیت (یعنے حجرے) کو مع اُسکے کل حقوق کے خریدکر نہین بالاخانہ داخل نہین ہوتا اور منزل (یعنی مکان) کی خرید مین بھی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جبتک نہ کہا جاوے کہ مع تمام حقوق مکان کے خریدا یا اُسکے تمام منافع سمیت (مول لیا) یا تھوڑی بہت چیز جو اُس مکان مین ہے یا اُس سے متعلق ہے (اُسکے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح ذکر آجانے سے بالاخانہ بھی داخل ہو جاتا ہے) اور دار (یعنے گھیر) کی خرید مین بالاخانہ بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہے جیسے مکان کی خرید مین پاخانہ داخل ہے مگر گھیر کی خرید مین سائبان شامل نہین جبتک کہ مع کل حقوق نہ کیا جاوے (واضح ہو کہ بیت کوٹھڑی کو کہتے ہین جسمین دروازہ اور چھت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہین جسمین کوٹھریان اور دالان اور آنگن ہون اور دار اُس گھیر کو کہتے ہین کہ اسمین مکان اور آنگن اور اصطبل اور بالاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون) زمین کی بیع مین راستہ اور

پانی بہنے کی جگہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جب تک کہ ایسی طرح نہ کہا جاوے کہ
کل حقوق کے ساتھ بیع کیا بخلاف کرایے کے (یعنے اگر زمین خواہ مکان کو بدون
ذکر کل حقوق کے کرایہ لے تو اشیاء مذکورہ داخل کرایہ ہوجاتی ہین ۔)

باب مبیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اُس کے بیان مین (اول
یہ جاننا چاہیئے کہ) گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگون پر قائم ہو سکتے ہین (یعنے اُن سے
لوگون پر ہر طرح کا دعوی ثابت ہوجاتا ہے) مگر اقرار ایسا نہین (وہ اقرار کرنے والے
ہی پر کچھ ثابت کرتا ہے دوسرے پر اس سے کچھ نہین ثابت ہوتا) ملک کے دعوی مین
تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہے لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا
ہونا کچھ مضائقہ نہین (مثلاً اگر ایک لونڈی خریدی اور پھر دعوی کیا کہ یہ زید کی ملک
ہی تو یہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول ہی اسلیے کہ خرید پر جرأت کرنی دلیل اس بات کی ہی کہ
اُسکے عندیے مین لونڈی بائع کی ملک ہے نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہی تو ملک کے دعوی
مین خلاف ہوا اسی جہت سے مقبول نہین اور اگر لونڈی خرید کر اپنے قبضہ مین لایا اور
پھر مدعی ہوا کہ یہ زید کی آزاد کی ہوئی ہی تو آزادی کے باب مین اُسکا دعوی باوجود تناقض
کے مقبول ہے۔ اسیطرح اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کرلے پھر دعوی کری
کہ شوہر نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین دی ہین تو یہ دعوی باوجود تناقض کے
مقبول ہوگا ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچ کر مشتری کے حوالے کرے بعد اُسکے مدعی ہو کہ وہ
غلام میرا بیٹا ہی تو گو تناقض پایا جاتا ہی مگر دعوی نسب کا سُنا جاویگا) اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ
جنے پھر گواہون سے یہ ثابت ہو کہ یہ کیسی دوسرے کی ہے (یعنے زید مثلاً گواہون سے ثابت
کرے کہ یہ لونڈی ہی بائع کی نہین تھی جو بیچ ڈالی) تو وہ لونڈی اور بچہ دونون

زید کو ملین گے (اسلیے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر تو لونڈی اور بچہ دونونکی ملک ثابت ہوگی) اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہ لونڈی زید کی ہے تو (اس صورت مین) بچہ لونڈی کے ساتھ نہوگا (اسلیے کہ اقرار ادھوری حجت ہی) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو مجکو خرید لے کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہے۔ پس اگر بائع موجود ہو یا موجود نہو مگر اُسکی جگہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر کچھ دعوی نہین (بلکہ بائع پر دعوی ہوگا) اور اگر بائع کا ٹھکانا معلوم نہو تو مشتری اپنے دام زید سے لے اور وہ بائع سے بھرے بخلاف رہن کے (یعنے اگر کوئی شخص زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گرو رکھ لے بعد اُسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو یا نہو مرتہن زید سے کچھ نہ لے بلکہ راہن سے اپنے دام مانگے) زید نے ایک مکان مین کچھ اپنا حق بیان کیا اور صاحب مکان نے اُس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پھر وہ تھوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچھ نہ ہٹاوے لیکن اگر زید تمام مکان کا دعوی رکھتا تھا اور مالک نے سو دیکر اُسکو راضی کیا اور پھر کچھ مکان عمرو کا نکلا تو مالک مکان زید سے اُسقدر دام حصہ رسد پھیر لے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو یعنی اگر عمرو نے آدھا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پھیر لے اور چوتھائی ہو تو پچیس[۲۵])

فصل

فصل۔ اگر کوئی شخص غیر کی ملک فروخت کر دے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکھے (اور قیمت خود لے لے مگر جائز رکھنا) اُس صورت مین (ہے) کہ بائع اور مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون (اور اگر ان چارون مین سے کوئی ہلاک ہو جائیگا تو بیع کا جائز ہونا نہو سکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑے گا) اور قائم رہنا ثمن کا (بھی ضرور ہے بیع کے جائز رکھنے مین) اگر ثمن اسباب ہو اگر بائع نے کسیکا غلام غصب کر کے

بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو آزاد کردیا پھر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو مشتری کا آزاد کردینا بھی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہے گا) لیکن (اگر مشتری نے غلام مذکور کو پھر غاصب کے ہاتھ بیچڈالا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکھا تو) مشتری کی (بیع ثانی) جائز نہوگی ۔ اور اگر غلام مذکور کا ہاتھ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکھا تو تاوان ہاتھ کاٹنے کا مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیئے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اُسکو فقیرون پر خیرات کردے (اسلیے کہ اس مشتری کا حق اُتنا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف قیمت ہے زیادہ حق نہین) اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اُسکی اجازت کے بکر کے ہاتھ بیچ ڈالا پھر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ مالک نے مجکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے مالک نے یہ ثابت کیا کہ مین نے اجازت نہین دی اور اس گواہی سے بکر اُس غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہوگی (اسواسطے کہ یہ گواہی خریدکرنیکی پیشدستی کے خلاف ہے) اور اگر بائع خود قاضی کے یہان اقرار کرے کہ مجکو مالک کی اجازت نہتھی تو بیع ٹوٹ جاویگی اگر مشتری توڑنے کی درخواست کرے اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اُسکو اپنے مکان مین ملالیا تو بائع کو اُس مکان کی قیمت مالک کے حوالے کرنی پڑیگی (یعنی جس صورت مین کہ بائع اقرار کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اُسکو جھوٹا بتاوے)

باب سلم یعنی بدھنی کے بیان مین

(کہ قیمت اول دیجاوے اور مبیع کچھ دنونکے بعد آئندہ لیجاوے) جن چیزونکی صفت بیان کردینی اور اُنکے مقدار کا معلوم ہوجانا ممکن ہو اُنمین سلم درست ہے اور جن مین صفت کا بتانا اور مقدار کا جتانا غیر ممکن ہے

باب سلم یعنی بدھنی کے بیان مین

اُنمین بدہنی درست نہین اس سے یہ نکلا کہ ناپ کی چیزین اور تول کی چیزین جو مثمن
ہون (یعنے ثمن کی عوض بکتی ہون) اُنمین سلم درست ہے (اس قید سے روپیہ اشرفی
نکلگئے کیونکہ وہ خود ثمن ہین گو تول کی چیزین ہین) اور شمار کی چیزونمین جو قریب قریب
ایک سی ہون مثلاً اخروٹ اور انڈے اور پیسے اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ انکا
سانچا معلوم ہو اور گز سے بنی ہوئی چیزونمین مثلاً کپڑے مین بشرطیکہ گز گت اور صفت اور بناوٹ
معلوم ہو سلم درست ہے (مترجم کہتا ہے کہ پیسونمین جو سلم مذکور ہی انسے مراد غیر مروج پیسے
ہین اور مروج پیسے امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین ان کی بیع سلم
درست نہین) اور جانورون اور اُنکے ہاتھ پاؤن اور سری مین اور چمڑی مین شمار کی رو سے
اور لکڑی مین گٹھے کے اعتبار سے اور ترکاریون مین گڈیون سے اور جواہر اور پوتھون
مین سلم ناجائز ہے۔ جو چیز معاملے کے وقت خواہ ادا کرنے کے وقت موجود نہو اُسمین
سلم درست نہین۔ تازی مچھلیونمین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگا کر اُسکو سکھالیا ہو تو
وزن سے اُنمین سلم جائز ہی اور گوشت مین سلم درست نہین۔ جس پیمانہ کی اور گز کی مقدار معلوم
نہو اس سے سلم درست نہین۔ کسی خاص گاؤن کے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کے
میوے مین سلم درست نہین (اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ اُسمین کچھ نہ پیدا ہو) سلم کی درستی کے
لیے یہ شرطین ہین اول (جس چیز مین سلم کرنی ہی اُسکی) جنس کا بیان (کہ گیہون ہین یا
دوسری جنس۔ دوم اُسکی نوع کا بیان (کہ بارانی ہونگے یا چاہی) سوم اُسکی صفت
کا بیان (کہ موٹے ہونگے یا پتلے) چہارم مقدار (کہ ناپ مین یا تول مین کتنے ہونگے)
پنجم مدت (ادا کرنے کی کہ کب دیے جاوینگے) اور کمتر مدت ایک مہینا ہی۔ ششم جو چیز بیشگی
دیجاوے اُسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہیے (کہ اتنے روپیے

مثلاً دینے ہین) ہفتم وہ جگہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین باربرداری چاہیئے اور اگر باربرداری کی حاجت نہو تو جگہ کے بیان کی حاجت نہین جہان چاہے وہان حوالے کرے۔ آٹھوین اصل مال (جسکے) بدلے مین سلم ٹھیری ہی اُسکو ایک دوسرے کے جدا ہونیکے پیشتر سے لینا ہے پس اگر بیّے گیہونکے لیے بیس روپیے ٹھیرے اور دس نقد دیے اور دس اُدھار رکھے تو اُدھار کے دس کی سلم باطل ہوگئی (اسلئے کہ آٹھوین شرط نہ پائی گئی) راس المال اور سلم والی چیز مین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف کرنا درست نہین (یعنی کسی دوسرے کو شریک کرلینا خواہ دوسرے کے ساتھ تولیہ وغیرہ کرنا درست نہین) اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پھر اُسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نہ لے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پھیر لے کہ اُسکا بدلنا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعی رح کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ لیوے سوائی سلم کے یا اپنی راس المال کے) زید نے عمرو سے گیہون مین سلم کی اور عمرو نے ایک پیمانہ گیہونکا مول لیا اور زید سے کہا کہ اُس پیمانہ کو قبضہ کرلو اپنے حق مین تو یہ درست نہوگا۔ لیکن یہ صورت قرض مین درست ہی (یعنی اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہوا اور عمرو پیمانہ خرید کر زید سے کہدے کہ اپنے قرض مین اسکو بائع سے جاکر لے تو درست ہوگا) یا یہ کہ عمرو زید سے کہے کہ جس مال مین سلم ہوئی ہو اُسکو میری طرف سے جاکر قبضہ کرلو اور پھر اپنی طرف سے قبضہ کرلینا اور زید نے ایسا ہی کیا (تو یہ قبضہ کرنا بھی درست ہے) اگر زید عمرو سے کہے کہ سلم کا غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور عمرو اُسکے برتن سے ناپ دے اور زید موجود نہو تو قبضہ درست نہوگا بخلاف مبیع کے (کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے

برتن سے ناپ دے اور وہ مشتری کے پیچھے اُسکے برتن سے ناپ دیگا تو درست ہوگا) اگر ایک لونڈی دے کر زید نے عمرو سے گیہون کی بدھنی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ (یعنے قبضہ مشتری کا ۱۲) کرلیا پھر دونون نے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالے کے وہ لونڈی مرگئی (عمرو کے پاس ۱۲) تو اقالہ درست ہوگا اور اگر پہلے اقالے سے مرجاوے تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمرو کو قیمت دینی پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمرو نے ہزار کو خرید کیا ہو زید سے (یعنے خرید کی صورت مین اگر مرجاوے اور بائع اور مشتری اُسکے مرنے سے پہلے یا پیچھے اقالہ کرین تو دونون صورتون مین اقالہ باطل ہوجاتا ہے) اور (اگر بیع سلم مین ایک دعوی کرے کہ خراب چیز ٹھیری تھی اور دوسرا انکار کرے یا ایک کہے کہ ادا کے واسطے مدت ٹھیری تھی اور دوسرا منکر ہو تو) قول اُسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کے ٹھیرنے کا ہو اور جو انکا منکر ہوگا اُسکا قول معتبر نہوگا (اسلیے کہ مدعی کا قول معاملہ سلم کے موافق ہے کہ سلم مین بیانِ صفت اور بیانِ مدت ضرور ہوتا ہے اور منکر کا قول اُسکے برخلاف ہے) اور بدھنی طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسی چیزون مین درست ہے اور ایسی چیزون کو کاریگر سے سائی پر بنوانا بھی جائز ہے۔ مگر بنوانے والے کو دیکھنے پر اختیار ہے (چاہے لے یا نہ لے) اور کاریگر کو اختیار ہے کہ بدون بنوانے والے کے دیکھے اپنی چیز دوسرے کے ہاتھ فروخت کردے اور اگر ان چیزون کو بناکر دینے کا کوئی وقت معین کردیا جاوے تو اُسکا حال بیع سلم کا سا ہوگا ؛

مسائل متفرقہ (یعنے بیع کے مختلف مسئلے) کتے اور چیتے اور درندہ جانورون اور پرندون کی بیع درست ہے۔ ذمی سوائے شراب اور سوٗر کے اور بیعون مین مثل مسلمان کے ہے (سوٗر اور شراب کی بیع مسلمان کو درست نہین اور ذمی کو درست ہے

اگر عمرو نے بکر سے کہا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھ ہزار کو بیچ ڈال اس شرط سے
کہ مین ہزار کے سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہون اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست
ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہے ہان اگر عمرو اتنا کہدے کہ قیمت سے (یعنے ہزار
کے سوا سو روپیہ کا قیمت سے ضامن ہون) تو اس صورت مین بکر کے ہزار تو زید
پر ہونگے اور سو عمرو پر - اگر لونڈی کا خاوند اپنی بی بی خریدے اور بعد خریدنے کے
اُس سے صحبت کرے تو یہ صحبت کرنا حکم قبضہ کرنے کا رکھتا ہی (دوسرے قبضہ کی حاجت
نہین) مگر صرف عقدِ نکاح (بدون صحبت کے) حکم قبضے کا نہین رکھتا اگر زید نے غلام مول
لیا اور کہین چلا گیا اور بائع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھ بیچا ہی (اور دام
نہین پائے) اور زید کا ٹھکانا پتا معلوم ہے (کہ اُس جگہ ہے) تو (اس صورت مین) غلام
بائع کے قرضے مین فروخت نہین کیا جائیگا - اور اگر اُسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا ہے
تو غلام مذکور بائع کے دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جاوے گا - اگر دو شخصون
نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہو گیا تو موجود کو اختیار ہے کہ بائع کو کل دام
دے کر مبیع پر قبضہ کر لے اور اُسکو اپنے پاس رہنے دے جبتک کہ اپنے شریک سے
اُسکے حصہ کے دام نہ بھر لے - اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
عوض فروخت کرے تو دونون نصف نصف ہون گے (یعنے پانسو سونے کے اور
پانسو چاندی کے) اور اگر کھرے دامون کے عوض مین کھوٹے بائع کے حوالے کیے اور
جاتے رہے تو دام ادا ہو گئے اگر کسی شخص کی زمین مین پرند بچے نکالین یا انڈے
دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اُس کے ہونگے جو اُن کو پکڑ لے (خاص زمین والے
) جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہو جاتی ہین اور شرط فاسد سے

لیکن بائع کو اختیار نہین کہ غائب شخص سے جبر اً کل دام بھر پاوے ۱۲

انکو مشروط کرنا درست نہین وہ یہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور بیع فضولی کی
اجازت اور رجعت اور مال کی صلح کرنی اور قرض سے بری کرنا۔ اور وکیل کو
معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنے ذمے لازم کرنا اور کھیتی ملکر آپس مین کرنی اور درختون
کو ملکر پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنچ مقرر کرنا
(کہ ان سب مین اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگے تو عقد باطل ہوگا)
اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہین ہوتین وہ یہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ
اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرو رکھنا اور وصیت کرنا اور کسیکو
اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضامن
ہونا اور حوالے کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا
اور اسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچے کے نسب کا دعوی کرنا۔ اور جو خون
دانستہ ہوا ہو اس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ
کرنا اور مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط
کرنا اور قاضی کو معزول کرنا (کہ ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے
مشروط کرے گا تو معاملہ درست ہوگا اور مشروط کرنا باطل)۔

باب بیع صرف کے بیان مین

باب بیع صرف (یعنے نقد کو نقد کے عوض بیچنے) کے بیان مین۔ صرف اس
بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کرے (مثلاً
روپیونکو اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیے کو روپیے کے عوض
پس اگر دونون ایک جنس کے ثمن ہون (مثلاً روپیے کو روپیے کے عوض یا اشرفی کو اشرفی
کے عوض فروخت کرنا چاہین) تو (بیع کی درستی کے لیے) شرط یہ ہے کہ دونون

ہون کم زیادہ نہون اور بائع) اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہوجاوے
اگرچہ دونون چیزین خوبی اور گرہست مین جدا ہون (مثلاً اگر چہرہ دار روپیے کو لکھنو کے
روپیے سے بدلے تو بیع اُسوقت درست ہوگی کہ دونون وزن مین برابر ہون اور اُسی
مجلس مین قبضہ کرلیا جاوے گو سکہ اور گرہست مین فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ
ہو (مثلاً روپیے کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور ہے) تو (اُسمین شرط صرف یہ ہے کہ) بائع اور
مشتری مجلس عقد مین قبضہ کرلین (وزن کی برابری شرط نہین) اس سے یہ نکلا کہ اگر
سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے بیچین اور اُسی مجلس مین قبضہ کرلین تو یہ بیع
درست ہوگی (اسلیے کہ دو جنسو نکے ہونے کی جہت سے وزن کی کمی بیشی کا تو مضائقہ
نہین مگر مجلس مین قبضہ کرنا لازم تھا وہ ہوچکا) بیع صرف مین قبضہ کرنے سے پیشتر
ثمن مین تصرف کرنا درست نہین مثلاً ایک اشرفی کے روپیے بھنائے اور اُنکو بدون قبضہ
کیے مشتری سے اُنکے عوض مین ایک تھان خریدلیا تو اس تھان کی بیع فاسد ہوگی
خواہ دوسرے سے ۱۲
(اسلیے کہ ثمن مین قبضے سے پیشتر تصرف کیا) اگر بائع نے ایک لونڈی ہنسلی پہنے
دو ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیے اُسکو اُسوقت دیے
تو یہ ہزار ہنسلی کے دام ہونگے (اسلیے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہے تو درستی
بیع کے لیے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹھیراوینگے) اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ
ہزار نقد اور ہزار اُدھار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بائع نے ایک
تلوار سو کو بیچی جسمین پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے پچاس نقد دیے تو یہ اُس زیور کا دام
ہے اگرچہ مشتری نہ کہے کہ یہ زیور کا دام ہے یا یہ کہدے کہ یہ پچاس منجملہ دونونکے دام
[illegible]ر اگر بائع اور مشتری مول تول کرکے بدون لیے دیے علحدہ ہوجاوین تو اگر

زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر کے اُس سے علحدہ ہوسکتا ہی تب تو تلوار
کی بیع درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکے
تو دونون کی بیع باطل ہوگی - اور اگر بائع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری
سے کسیقدر دام لے لیا اور دونون علحدہ ہو گئے تو جسقدر کا دام لیا اُسقدر کی بیع درست
ہوگی اور برتن بائع اور مشتری دونون مین مشترک رہیگا اور اگر اُس مین سے تھوڑا سا
کسی اور کا نکل آوے تو مشتری کو اختیار ہے) چاہے باقی برتن کو حصہ رسد دام دیکر لیلے
خواہ بائع کو واپس کردے - اور اگر چاندی کا ٹکڑا بائع نے فروخت کیا اور اسمین سے کسیقدر
دوسرے کا نکلا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار
نہین (اسلیے کہ برتن مین تو شرکت سے نقصان ہوتا ہی اسلیے پھیرنے کا اختیار دیا گیا
اور چاندی کے ٹکڑے مین شرکت سے کچھ نقصان نہین اسلیے پھیرنے کا اختیار نہوگا) اور
جن صورتون مین کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس کے ہوسکتی ہو اُنکی بیع کمی بیشی کے
ساتھ درست ہے (مثلاً) ایک اشرفی اور دو روپیے کو دو اشرفی اور ایک روپیہ کے
عوض بیچنا اور ایک پلہ گیہون اور جَو کو دونو نکے دو دو پلّے کے عوض اور گیارہ
روپیے کو دس روپیے اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھرے اور دو کھوٹے روپیون
کو دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیے کے عوض فروخت کرنا اور ایک اشرفی کر ایسے دس
روپیے کے عوض بیچنا جو بائع کے ذمے قرض ہین یا مطلق دس روپیے کو بیچنا اور پہلی
صورت مین بائع اشرفی مشتری کے حوالے کرے اور اُسکے عوض کے دس روپیے اپنے ذمے
کے قرض مین مجرا دے (یعنے نہ بائع مشتری سے کچھ لے نہ مشتری بائع سے اور وجہ ان معاملات
کی درستی کی یہ ہی کہ دو روپیے مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیان مقابل ایک کے

ہوسکتی ہین اسیطرح دو پلّے گیہون کے جَو کے ایک پلّے کے عوض اور دو جَو کے گیہون کے
ایک کی عوض ہوسکتے ہین) اورجن چیزون مین کہ چاندی اور سونا غالب ہو تو وہ سونا
چاندی ہی ہین (یعنے ملونی کے سکّون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اُسکا
حکم نری چاندی سونے کا ہے) یہانتک کہ اگر بے میل خالص چاندی سونے کو میلدار
کے عوض فروخت کرین یا دونون طرف (مین) میلدار ہی ہون تو اُنکی بیع بدون
وزن کے برابر ہونیکے درست نہوگی (مثلاً ایک اچھے روپیے کو کھوٹے کے عوض مین فروخت
کرین تو بیع جب درست ہوگی کہ دونون وزن مین برابر ہون اور جس صورتمین کہ وزن مختلف
ہو بیع ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والے کیطرف بٹہ لگالیا جاوے تو بیع درست ہوگی)
اور ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے (شمار سے نہین) اور جن روپیون
اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیون اور اشرفیونکے حکم مین نہین ایسے
سکّون کو جنس کے ساتھ کمی بیشی سے بیچنا درست ہے اور اُنکا قرض لینا رواج کے
موافق وزن یا شمار یا دونون طرحسے درست ہے اور اگر ایسے سکّونکا رواج ہو تو ثمن مین
اُنکو قرار دینے سے معین نہونگے (مثلاً ایسے دس سکونکی عوض کوئی چیز لی تو یہ ضرور نہین
کہ جو دس بائع نے دیکھے ہون وہی دیوے بلکہ اُنکے سوا کوئی سے دس دیسے ہی دیسکتا ہے)
اور اگر رواج اُنکا نہو تو معین کرنے سے متعین ہوجاوینگے (اسلیے کہ اسصورتمین انکا حکم ثمن کا
نرہیگا بلکہ اسباب کے حکم مین ہونگے) اور جن سکونمین ملونی برابر ہو (یعنی جتنی چاندی ہو
اتنی ہی اور چیز ملی ہو بس) اُنکا حال بیع اور قرض لینے مین (تو) اُن سکّونکا سا ہی
جنمین چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف مین اُن سکون کا سا ہی جنمین ملونی زیادہ ہو
کمی بیشی کیساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہوگا) اور اگر اُن

سکون کی عوض مین ملونی زیادہ ہو یا رائج پیسونکے بدلے مین کسی چیز کو مول
لیا اور پھر اُن سکون یا پیسونکا چلن نرہا تو بیع باطل ہوجاویگی اور رائج پیسون کے
عوض مین بیع درست ہے اگرچہ معین نہ کیے جاوین (اسلیے کہ رائج پیسے مثل روپیونکے ہین
اور رواج کی صورت مین ثمن ہوا کرتے ہین) اور بے چلن پیسونکی عوض مین بیع درست نہین
جبتک کہ اُنکو معین نکرے (اسلیے کہ بے رواج پیسے مثل اسباب کے ہین) اگر ایک شخص نے
پیسے قرض لیے تھے بعد کو وہ بے چلن ہوگئے تو واجب ہے کہ ویسے ہی پیسے قرض خواہ کے
حوالے کرے (جیسا کہ قرض کا حکم ہے اُن پیسونکی قیمت ہٹانی واجب نہین) اور اگر کوئی
چیز نصف روپیے کے پیسونکی عوض خرید کرے تو بیع درست ہوگی (اور نصف روپیے
کے پیسے دینے پڑینگے) اور اگر صراف کو ایک روپیہ دے اور یہ کہے کہ مجکو ایک اٹھنی رتی
کم کی اور آٹھ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہے (اسلیے کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹھنی رتی کم
کے مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسونکے ہوجاویگا)

کتاب الکفالۃ

اسمین (کسی کے) ضامن ہونیکا بیان ہے دوسرے کے ذمے کے ساتھ اپنا ذمہ ملانا
مطالبہ مین ضمانت کہلاتا ہے (یعنے جو مواخذہ اور تقاضا دوسرے کے ذمے ہے اُسکو اپنے
اوپر لے لینا کفالت اور ضامنی ہے (واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہے اُسکو کفیل کہتے ہین
اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہے اُسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہے اُسکو
مکفول لہ کہتے ہین پھر ضمانت کی دو قسمین ہین اول قسم ضامنی ذات کی یعنی) حاضر ضامنی
(ہے اور وہ) درست ہے گو ایک شخص کے کئی ضامن ہون (کہ ہر شخص اُسکا حاضر ضامن ہوجاویگا)
اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سے ہوتی ہے کہ کفیل لون کہے کہ مین اُسکی ذات کا کفیل ہون

یا ایسے جزو کا کفیل کہے جس سے بدن مراد ہوتا ہے (مثلاً کہے کہ اُسکے منہ خواہ گردن خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہون) یا جزو غیر معین کا کفیل بناوے (مثلاً کہے کہ اسکے آدھے یا تہائی یا چوتھائی کا ضامن ہون) یا یہ کہے کہ مین اُسکا ضامن ہوا یا یون کہے کہ یہ شخص میرے ذمے پر ہے یا میری طرف ہی یا مین اسکا ذمہ دار یا طرفدار ہون (تو ان سب الفاظ سے ضامن ہوجاتا ہے) لیکن اگر یون کہیگا کہ مین اُسکے پہچاننے کا ضامن ہون تو (اس جملے سے) ضامن نہوگا اگر ضامن کفالت مین شرط کردے کہ مکفول عنہ کو فلان وقت حاضر کرونگا تو اُسوقت مین اگر مکفول لہ[مدعا علیہ] درخواست کرے تو اُسکو لازم ہی کہ مکفول عنہ کو حاضر کردے پھر اگر حاضر کردے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اُسکے پاس جاوے اور چلا آوے پس اگر اسقدر مدت بھی گذرجاوے اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب کہ اُسکا پتہ ٹھکانا معلوم نہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا (اور نہ وہ قید ہوگا) اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہ حاضر کردیا کہ مکفول لہ وہان اُس سے جھگڑ سکتا ہے مثلاً کسی شہر مین حاضر کردیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی کی کچہری مین حاضر کردینا ٹھیرا تھا تو وہین حاضر کردینا پڑیگا مکفول عنہ کے مرنے سے یا ضامن کے مرجانیسے کفالت باطل ہوجاتی ہی مگر مکفول لہ کے مرنیسے باطل نہین ہوتی ضامن حق ضمانت سے بری ہوجاتا ہے اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالے کردے اگرچہ کفالت کو نہین یہ نکہا ہو کہ اگر مین سپرد کردونگا تو بری ہوجاؤنگا۔ اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر ہوجاوے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہوجاویگا۔ اگر ضامن کے وکیل نے مکفول عنہ کو اسکیطرف سے حاضر کردیا یا ضامن کے قاصد نے اُسکو حاضر کردیا تو بھی ضامن

بری ہوگیا۔ اگر ضامن کہے کہ جو کل کو مین حاضر نکرون تو مین ضامن ہون اُس مال کا
جو اُسپر ہے اور پھر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مرجاوے تو ضامن کو اُسقدر مال دینا پڑیگا
اگر ایک شخص (زید۱۲) دوسرے (عمرو۱۲) پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا شخص (بکر۱۲) کہے کہ اگر مین کل اُسکو (عمرو۱۲)
نہ لادون تو یہ سو اشرفی مجھ پر ہین اور پھر کل کو اُسکو نہ پہونچاوے تو سو اشرفی اُسکو (بکر۱۲)
دینی پڑینگی۔ ایک شخص کسی حد یا قصاص مین ماخوذ ہو تو اُس سے جبرًا نہ کہا جاوے
کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدے (لیکن وہ خوشی سے دے تو مضائقہ نہین) جبتک
دو گواہون مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی
علت مین مدعا علیہ کو قید کرنا نہ چاہیئے دوسری (قسم ضمانت کی) مال ضامنی ہے (اور وہ درست
ہے) گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کے ذمے پر دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ سے
ہوتی ہے کہ ایک شخص یون کہے کہ مین ہزار روپیہ کا اُسکی طرف سے ضامن ہون یا جو تیرا
اُسپر ہے اُسکا یا جو تیر انقصان ہو اس بیع مین اُسکا یا جو تو نے فلانے سے بیع کی
یا جو کچھ تیرا اُسکے ذمے ثابت ہو وہ میرے ذمے ہے یا جو تجھ سے فلان شخص چھین لے
وہ مجھپر ہے (ان سب صورتون مین مال ضامن ہوجاویگا) اب مدعی ضامن اور قرضدار دونون
سے مواخذہ کرسکتا ہے لیکن اگر شرط ٹھیر جاوے کہ قرضدار بری ہو تو (البتہ صرف ضامن سے
تقاضا رہیگا اور اس صورت مین) یہ کفالت حوالہ ہوجاتی ہے (یعنے قرض ضامن پر اُتر گیا)
اسیطرح اگر حوالے مین حوالے کرنیوالے کے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہوجاتی ہے
اگر مدعی ضامن اور قرضدار مین سے کسی سے تقاضا کرے تو اُسکو دوسرے سے بھی
تقاضا درست ہے (یہ نہین ہوسکتا کہ دوسرا بری الذمہ بیٹھا رہے) کفالت کا معلق
کرنا اُس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہے اور شرط تین طرح پر عقد کفالت کے

ہوا کرتی ہی یا تو یہ کہ مکفول عنہ کے ذمے پر کوئی حق لازم ہوتا ہوا اُسکی شرط پڑے مثلاً
یون کہی کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط مذکور (یعنے مدعی کا) مکفول عنہ سے حق مدعی
وصول ہوسکنے کا ذریعہ پڑے مثلاً اگر زید مکفول عنہ ہو اور کفالت اُسکی کوئی یون کرے کہ اگر
زید آویگا تو مین اُسکا ضامن ہون یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا دشوار ہو
اُسکی شرط کفالت مین بیان کردیجاوے مثلاً یون کہے کہ اگر مدعا علیہ شہر سے چلا جاویگا تو
مین ضامن ہون (تو اسطرح کی شرطین درست ہین) مگر (شرط نامناسب درست نہین
مثلاً) یون کہنا صحیح نہین کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون (کیونکہ ہوا کا چلنا عقد کے مناسب
نہین) پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہے اور مال فوراً دینا واجب ہوگا
(اس شرط کے پائے جانے پر موقوف نہوگا) ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا نکلے
مین اُسکا ضامن ہون اور مدعی گواہ لایا کہ میرے اُسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار
دینے ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوے تو جتنا ضامن قسم کھا کر بتادے اسقدر کا ضامن
ہوگا اور مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہوگا (یعنے جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان
کریگا اسقدر کفیل کو نہین دینا پڑیگا) اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت سے اور بدون اجازت
دونون طرح درست ہی پس اگر مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہی تو جسقدر اُسکو مکفول عنہ کی
طرف سے ادا کرنا پڑے وہ اس سے لے اور اگر اُسکے حکم سے ضامن نہین ہوا ہی تو مکفول عنہ
سے کچھ نہین لے سکتا کفیل مکفول عنہ سے تقاضا نکرے جبتک کہ مکفول لہ کو اُسکی
طرف سے مال نہ دیدے اور اگر مکفول لہ (مدعی) کفیل کے ساتھ ساتھ ہے تو کفیل بھی اصیل یعنی مکفول عنہ
کے ساتھ ساتھ پھرے کفیل بری ہوجاتا ہی اصیل کے ادا کردینے سے اگر مدعی اصیل کو بری کردی یا اصیل سے
[illegible] کو مال دے تو کفیل بھی بری ہوجاویگا اور تقاضا بھی اُسپر سے ٹلجائیگا اسکے برعکس

نہین صحیح ہے (یعنے اگر کفیل کو مدعی بری کردے یا اسپر سے تقاضے کو ٹالدے تو اصیل بری نہوگا نہ اسپر سے تقاضا ٹلے گا) اصیل یا کفیل مین سے کسینے صاحب مال سے جسکے ہزار آتے تھے پانسو پر صلح کرلی تو باقی سے دونون بری ہوگئے۔ اگر صاحب مال کفیل سے کہے کہ جس مال کا تو کفیل ہے وہ مین نے تجھ سے بھرپایا تو کفیل اصیل سے وہ مال لے (گویا اصیل کیطرف سے کفیل نے مال ادا کیا ہے اسلیے کہ صاحب مال کو اسکا اقرار ہے) اور جب صاحب مال یون کہے کہ تو بری ہوا یا مین نے تجکو بری کیا تو کفیل اصیل سے کچھ نہین لے سکتا ہے (کیونکہ اس صورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے کچھ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھ لینے کا اقرار ہے۔ اگر یون کہے کہ اگر ایسا ہو تو ضامن بری ہے یعنی) بری ہونیکی (کوئی شرط مقرر کرے تو یہ) شرط باطل ہے (یعنے کفیل بری نہوگا) ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمہ مین اور مبیع اور گرو چیز اور امانت کی ضامنی باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب چیز کی اور اُس شئے کی جو مشتری خرید کرنیکے قصد سے لے آیا ہو اور بیع فاسد کی مبیع کی درست ہے۔ باطل ہے کفالت لادنے کی کسی خاص کرایے کے چارپائے پر اور خدمت کرنی غلام معین کی خدمت کیواسطے اجورہ دار مقرر ہو۔ اسیطرح باطل ہے کفالت بدون طالب کفالت کے قبول کرنیکے اسی مجلس مین (یعنی حاضر ضامنی اور مال ضامنی تب ہی درست ہے کہ مکفول لہ مجلس عقد مین مان لے) اگر مریض کا وارث کفیل ہو امریض کا تو اس صورت مین بغیر قبول کرنے طالب کے کفالت جائز ہے اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول طالب کے صحیح ہے وکیل کو موکل کیواسطے اس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا یہ وکیل ہے باطل ہے اسیطرح مضارب کو رب المال کے لیے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت کرنی یا دو شریکون مین سے ایک کو ضامن دوسرے کا ہونا شئے مشترک کی قیمت کی

(مثلاً اگر غلام مشترک دونونکا ایک ہی عقد مین بکے تو ایک کو دوسرے کی ضمانت کرنی باطل ہے۔ اور اگر دو عقد مین آدھا آدھا بکے اور پھر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہے) عہدے کے لفظ کے ساتھ کفالت باطل ہے (اسواسطے کہ عہدے کے کئی معنے ہین کاغذ وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمان درک پس بسبب جہالت مطلب کے کفالت صحیح نہوگی) اسیطرح باطل ہے کفالت چھڑانے کی (کیونکہ چھڑانے کے معنے یہ ہین کہ بیع کو اُسکے مستحق سے چھڑا کر مشتری کو دیدے اور اسپر کفیل کو قدرت نہین ہے) اور باطل ہے کفالت مال کتابت کی (مکاتب کیطرف سے)

فصل اگر مدعا علیہ کفیل زرِ مطلوب دیدے پہلے اس سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اُس سے نہ پھیرے (کیونکہ کفیل نے گواہ بھی مدعی کو نہین دیا ہے مگر آگے کو تو دیگا) اس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچھ پیدا کرے مدعی کو دینے سے پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہے مگر مدعا علیہ کو پھیر دینا اس نفع کا اُسوقت مستحب ہے کہ مال مذکور شئے معین ہو (نہ نقد) (مثل غلہ وغیرہ ۱۲) اگر مدعا علیہ اپنے کفیل سے کہے کہ مجھ پر بیع عینہ کرلے یعنی مثلاً اطلس قرض خرید دے اور پھر اُسکو بیچکر مکفول لہ کو میری طرف سے دیدے اور کفیل ایسا ہی کرے تو یہ خرید کفیل کے واسطے ہے اور جو نفع کہ اُس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمے ہے (نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ بیع عینہ اُسکو کہتے ہین کہ سو روپیہ ادھار کو کسی سے کچھ خرید کر نوے روپے نقد کو اور کے ہاتھ بیچڈالے پس صورت مذکورہ مین کفیل مکفول عنہ کے کہنے سے اسکا وکیل نہین ہو جائیگا کہ نفع نقصان اُسکے موکل کے ذمے ہو بلکہ یہ خرید اور جو شئے مین نقصان پاوے کفیل کے ذمے ہے کیونکہ جب ایک چیز قرض مول لی اور نقد بیچی تو کچھ نقصان ضرور ہوگا اور اُس شئے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اُس مال کا جو ع کا مدعا علیہ کے ذمے نکلے یا اُسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلائے اور مدعا علیہ

ع یعنی مشتری سے اسلئے کہ کفیل اس بات پر قادر نہین کہ بیع مین اگر کسیکا حق ہو تو وہ مشتری کو دیدے ۱۲

فصل

ف اس لیے کہ مکاتب پر مال شرعی زوال پر ہوتا ہے اگر وہ کہدے کہ مجھ سے نہین دیا جاتا تو پھر مالک اس سے نہین لے سکتا ۱۲

غائب ہوجاوے اور پھر مدعی کفیل پر گواہ لاوے اس مضمون سے کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار روپے آتے تھے یہ گواہ اُسکے مقبول ہونگے (یعنے کفیل سے ہزار دلوائے جاوینگے جبتک کہ مدعا علیہ حاضر نہووے) اگر مدعی اس مضمون کے گواہ لاوے کہ میرا مدعا علیہ پر اسقدر روپیہ یا مال ہے اور یہ شخص اُسکا کفیل ہے اُسکے حکم سے تو اس مال کے دلانے کا کفیل اور مدعا علیہ غائب دونون سے حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سے وہ مال دلایا جاویگا۔ اگر ایک شخص کفیل ہوا اِسکا کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلے گی تو ثمن میرے ذمے ہی تو یہ کفالت گویا اُس بیع کا مان لینا اور اقبال ہے (یعنی اگر پھر یہ کفیل کہے کہ یہ شئی مینے مول لی ہی تو سُنا نہ جائیگا) بیعنامہ پر گواہی یا مہر کردینی اُس بیع کا مان لینا نہین ہے (یہانتک کہ اگر یہ گواہ دعویٰ کرے کہ مبیع مین نے خریدی ہے تو سُنا جائے گا (کیونکہ گواہی اور مہر سے تو اتناہی ثابت ہے کہ عقد ہوئی خواہ کیسی ہو فاسد یا باطل یا صحیح) اگر ایک شخص ضامن ہوا دوسرے کیطرف سے اُسکی زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے مین کوئی شئے گرو رکھی یا آفات وحوادث کا ضامن ہوا (یعنی کہا کہ اگر حادثہ پڑے گا تو مجھپر ہے) یا کسی چیز کو شریکون مین بانٹنے کا ضامن ہوا تو یہ ضمانت اور رہن وغیرہ سب جائز ہین کفیل اگر مکفول لہ سے کہے کہ مین فلان شخص کیطرف سے تیرے لیے اُن سَو روپیونکا ضامن ہون جو ایک مہینے مین اُسکو دینے تھے۔ اور وہ کہے مہینے کا وعدہ نہین ہے بلکہ حال مین میرے اُسپر چاہئین تو اسصورتمین ضامن کا قول معتبر ہے زید نے ایک لونڈی خریدی اور عمرو ضامن ہوا کہ اگر لونڈی کسی اور کی نکلیگی تو اُسکے دام کا مین ضامن ہون اور لونڈی کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سے مواخذہ نکرے جبتک کہ قاضی

بائع کو حکم لونڈی کی قیمت واپس کردینے کا نکرے۔

باب۔ دو شخصونکے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونے اور غلام کیطرف سے ضامن ہونیکے بیان مین۔ دو شخص قرضدار ہین اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہوا قرضخواہ کے واسطے جو کچھ ایک ادا کرے اُسکو دوسرے سے نہین لے سکتا اگر ایک آدھے قرض سے زیادہ ادا کردے تو اس زیادتی کو دوسرے سے لے سکتا ہی۔ اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوئے تمام مال کے اور پھر یہ دونون آپس مین ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو جو کچھ ایک ادا کرے اُسکا آدھا دوسرے سے لے یا جو کچھ ادا کیا ہی سب اصیل سے لے (اگر اُسکے حکم سے کفالت ہوئی ہو) اگر مدعی ان دونون کفیلونمین سے ایک کو بری کردے تو دوسرے سے سب مال لے سکتا ہی۔ دو شخصونمین شرکت مفاوضہ ہی اور دونون مقروض ہین اور شرکت مذکور ان دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کرسکتا ہی اور ہر ایک جبتک نصف سے زیادہ قرض ادا نکردے دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ایک شخص اپنے دو غلامونکو ایک ہی بار مکاتب کرے اور یہ دونون غلام آپس مین ایک دوسرے کے کفیل ہوجائین تو جو کچھ ایک ادا کردے اُسکا آدھا دوسرے سے وصول کرے۔ اسیصورتمین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونون مین سے ایک کو آزاد کردیا تو جسکو نہین آزاد کیا اُسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے (خواہ اُس آزاد سے خواہ مکاتب سے) اگر آزاد سے مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہی اور اگر مکاتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھ نہین لے سکتا۔ جو شخص غلام کا ضامن ہوا اُس مال کا جو بعد آزادی کے اُسپر واجب الادا ہو (یعنے اگر کوئی ضامن نہو تو بعد آزادی کے اُسپر [illegible] سکتا) اسصورتمین وہ مال فی الحال واجب ہوگا آزادی پر موقوف نہین گو

یعنی نصف ۱۲

باب دو شخصونکے ضامن ہونے اور غلام کیطرف سے ضامن ہونے کے بیان مین

۵ شرکت مفاوضہ اسکو کہتے ہین کہ دو شخص مال برابر برابر لگا کر تجارت کرین اور ہر ایک اپنے شریک کی طرف سے کفیل اور وکیل ہو ۱۲

غلام نے اُسے معین نکیا ہو (کہ مجھ پر اتنا چاہیئے) ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دعویٰ کیا کہ میرا ہی اور ایک شخص ضامن ہوگیا کہ تمہارا ہوگا تو مین دونگا پھر غلام مرگیا اور مدعی گواہ لایا کہ یہ غلام میرا تھا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی۔ اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دعویٰ کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کردینے کا کفیل ہوجاوے اور غلام مرجاوے تو حاضر ضامنی والا بری ہوجاویگا ضمانت سے۔ اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اُسکے حکم سے اور مالک نے غلام کو آزاد کردیا اور غلام نے آزادی کے بعد وہ مال مدعی کو ادا کردیا یا مالک غلام کا ضامن اُسکی اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کیطرف سے ادا کیا تو ان دونوں صورتوں مین غلام اور مالک ایکدوسرے سے مطالبہ نہین کرسکتے (کیونکہ آزادی سے پہلے اگر ایک دوسرے کی طرف سے ادا کردیتا تو دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا تھا۔ اسیطرح بعد آزادی کے ہوگا۔ واللہ اعلم)

کتاب الحوالۃ

اسمین حوالہ کردینے کا بیان ہے۔ حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک کے ذمے سے دوسرے پر اُتار دینا۔ قرض مین حوالہ درست ہی مگر عین مین (یعنے معین چیز مین درست نہین) اگر محتال (یعنی قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اُتارا) اور محتال علیہ (جسپر اُتارا) راضی ہون (تو حوالہ صحیح ہوگا) بعد حوالہ کے محیل (یعنے قرضدار جسنے اپنے ذمے سے اُتار دیا) اُس قرض سے بری ہوجائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا۔ محتال محیل کے اوپر پھر تقاضا نکرے لیکن اگر اُسکا حق ہلاک ہوجاوے اسطرح کہ محتال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم کھالے اور اُسپر کوئی گواہ بھی حوالے کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہوکے مرجاوے تو اسصورت مین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کرسکتا ہی (کیونکہ جسپر قرض اُتارا

اس سے وصول نہوا) اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اُسپر اُتارا تھا اور محیل کہے
کہ (مین نے مفت حوالہ نہین کیا تھا بلکہ) میرا جو تجھپر آتا تھا اُسکے بدلے مین مین نے اپنا قرض
تجھ پر اُتار دیا تھا تو (یہ کہنا محیل کا معتبر ہوگا) اور بقدر دین اُسکو دینا پڑیگا (اور محتال علیہ کے
ذمے پر اُسکا قرض ثابت نہوگا اور قول محتال علیہ کا ہی معتبر ہوگا) اگر محیل محتال سے
کہے کہ مین نے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور
محتال کہے کہ تو نے میرے قرض کو اُسپر اُتارا تھا جو میرا تجھ پر آتا تھا تو اسصورت مین محیل کا قول
معتبر ہی (یعنے فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہوگا) اگر محیل محتال علیہ سے
کہے کہ زید کے پاس میری امانت ہی اُسکو لیکر محتال کا قرض جو مجھپر ہے ادا کردے) تو
یہ حوالہ صحیح ہے پس اگر ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا
(کیونکہ حوالہ تو امانت پر تھا اور امانت ضائع ہوگئی تو اُسکو اپنے پاس سے مال دینا نہین
پڑے گا) مکروہ ہے سفاتج (اور سفاتج جمع ہی سفتجہ کی جو معرب ہے سفتہ کا یعنی
قرض دینا اسطرح پر کہ خطرہ راہ وغیرہ کا نرہے جسطرح ہنڈوی ایک جگہ سے دوسری
جگہ بھیجتے ہین سفتجہ کی اصل یہ ہے کہ ایک لاٹھی کو خالی کرکے اُسمین مال رکھکر اپنے
ہمراہ لیجاتے تھے تاکہ کسیکو خبر نہو اور راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے)

کتاب القضاء

اس مین قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہی۔ جو شخص گواہی کے قابل ہی وہی قاضی بھی ہوسکتا
ہی فاسق قاضی ہوسکتا ہی جیسے گواہی دیسکتا ہی مگر مناسب نہین ہی کہ فاسق کو قاضی
کیا جاوے۔ اگر قاضی عادل ہو اور پھر بسبب رشوت لینے کے فاسق ہوجاوے تو عہدہ قضا
سے معزول نہین ہوجائیگا لیکن لائق معزول کرنیکے ہوجائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدہ قضا

کتاب القضاء

لیوے تو قاضی نہوگا فاسق فتوی دینے کے قابل ہے (یعنے حکم شرعی مسائل فقہیہ مین سائل سے بیان کردے) اور ایک روایت مین فاسق قابل فتویٰ نہین چاہیئے کہ قاضی بدمزاج اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو۔ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیئے جسکی پرہیزگاری اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث دانی اور صحابہ رضہ کے قول اور شریعت کی راہونکے عالم ہونے پر اعتماد ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہی (ایسا نہین کہ بدون اُسکے عہدہ قضا درست نہو) مفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے (جیسا قاضی ہو) ایسے شخص کو خدمت قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہے جسکو اپنے ظلم کرنیکا خوف ہو اور جو ظلم کرنے کے خوف سے مامون ہو تو اُسکے حق مین عہدہ قضا مکروہ نہین مگر قاضی ہوجانے کی خواہش نہین چاہیئے عہدۂ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیونکے یہان سے جو عادل بادشاہ کے ملک پر غالب ہوگئے ہون لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اُسکو چاہیئے کہ پہلے قاضی کا دفتر طلب کرے دفتر سے مراد وہ بستے ہین کہ جن مین دستخطی نوشتے اور محضر وغیرہ ہون۔ اور چاہیئے کہ قیدیون کو دیکھے جو قیدی اقرار کرے کیسکے حق کا یا اُسپر گواہ قائم ہون تو وہ حق اُسپر لازم کردے اور نہین تو منادی پھروائے (کہ جسکا اس قیدی پر دعوے ہو وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اُس قیدی کو چھوڑدے) اور قاضی تو امانتون مین اور وقف کی پیداواری مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل نکرے لیکن اگر کوئی قابض و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھے یہ امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول نے دیا ہی تو اس صورتین قاضی معزول کا قول قبول کرے۔ مسجد مین بیٹھکر یا اپنے گھر پر قاضی کچہری کرے۔ جو کوئی ہدیہ بھیجے قاضی کو اُسے پھیردے۔ مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کرلے۔ دعوت بھی ...

قبول نکرے خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نماز جنازہ اور عیادت مریض
کے لیے قاضی کو جانا چاہیئے ۔ مدعی مدعاعلیہ دونون کو برابر بٹھادے اور دونون کیطرف
برابر توجہ کرے اور ایک سے کان مین بات نکرے اور نہ اشارے سے اُن مین سے
کسی سے کچھ نہ کہے اور نہ کسیکو انمین سے بحث سکھلائے اور نہ کسی کی دعوت کرے اور نہ
ہنسی کرے اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھاوے **فصل** جب مدعی کا حق مدعاعلیہ پر
ثابت ہوجاوے تو حکم کرے مدعاعلیہ کو کہ جو کچھ تجھ پر ثابت ہوا مدعی کے حوالے کر۔ اگر وہ دینے
سے انکار کرے تو اُسکو قید کرے اس حق کے بدلے مین بشرطیکہ یہ حق کسی شئے کی قیمت ہو
(جو مدعی نے بیچی تھی) یا قرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت سے کچھ مال لازم ہوا ہو۔ اسکے
سوا اور حقون مین اگر مدعاعلیہ اپنی مفلسی کا دعوٰی کرے تو قید نکرے پس اگر مدعی اُسکی
امیری ثابت کردے تو قید کرے جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیون سے پوچھے اگر
اُسکا کوئی مال ظاہر نہو تو اُسکو چھوڑ دے مگر قرضخواہ اُنکو اُس سے مواخذہ کرنیسے مانع نہو۔
(یعنے قرضخواہون کو اختیار رہے کہ باوجود اُسکے پاس مال نہ نکلنے کے اُس سے موخذہ
کرین) اگر قید سے پہلے مدعاعلیہ مفلسی کے گواہ لائے تو اُنکو قاضی نہ سُنے اگر دونون
قسم کے گواہ قائم ہون (یعنے مدعاعلیہ مفلسی کے گواہ لاوے اور مدعی غیر مفلسی کے) تو غیر
مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو توانگر یعنے غیر مفلس مدعاعلیہ مدعی کے حق کے دینے
سے انکار کرے اُسکو ہمیشہ قید رکھنا صحیح ہے (جبتک ادا نکرے) خاوند اپنی بیوی
کے نفقے کی بابت قید کیا جاوے نہ باپ بیٹے کے قرض کے سبب سے (مگر
اُس وقت کہ باپ اُسکے روٹی کپڑے وغیرہ دینے سے انکار کرے۔)

باب بیان مین قاضی کے خط لکھنے کے دوسرے قاضی کو (یا اور کسیکو) ایک قاضی دوسرے

قاضی کو سوای حد و قصاص کے اور حقوق کے باب مین لکھ سکتا ہی۔ اگر اُس قاضی کے
پاس گواہون نے گواہی دی کسی حاضر شخص پر تو یہ قاضی دوسرے کو لکھے کہ میرے گواہونکی
گواہی سے اسپر یہ حکم کیا ہی ایسے خط کو سجل کہتے ہین۔ اور اگر اُسکے پاس گواہ گواہی موجود
شخص پر نہ دین بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسرے قاضی کے علاقے مین ہو تو اُسکو
حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکھ بھیجے کہ گواہ یون بیان کرتے ہین تاکہ دوسرا
قاضی بموجب اُسکے حکم کرے اسطرحکے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین۔ مکتوب حکمی حقیقت
مین گواہی کا ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا ہے۔ یہ قاضی خط کو گواہونکے
روبرو پڑھے اور اُسپر اُنکے سامنے مہر کرکے اُنکو دیدے پھر جب یہ خط دوسرے
قاضی کے پاس پہونچے تو اس مہر کو دیکھے اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہونکے
اُسکو قبول نکرے پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہ خط فلان قاضی کا ہی اُسنے اپنی کچہری
مین ہمارے سپرد کیا ہے اور ہمارے روبرو پڑھا ہی اور اُسپر مہر کی ہی تو اُسکو کھولے اور
مدعا علیہ کے روبرو پڑھے اور جو خط مین ہو وہ اُسپر لازم کرے۔ خط جس قاضی کا ہی
اُسکے مرنے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکھا ہی اُسکے مرنے سے باطل ہو جائے گا
ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہ لکھا کہ مسلمانون کے قاضیون مین جس کے
پاس یہ خط پہونچے وہ اُس کی تعمیل کرے تو مکتوب الیہ کے مرنے سے باطل نہوگا۔
جسکے باب مین یہ خط لکھا گیا ہی اُسکے مرنیسے یہ خط باطل نہوگا سوائے حد و قصاص کے
اور حکمونکی قضا عورت کر سکتی ہی۔ قاضی اپنا نائب کسیکو نکرے لیکن اگر اُسکو نائب کرنی
کا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کر سکتا ہی بخلاف اُس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہی
(کہ اُسکو نائب کرنیکا اختیار ہے گو اُس سے نہ کہا گیا ہو) اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا

حکم آوے تو اُسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ مخالف قرآن اور حدیث مشہور اور
اجماع امت کے نہو۔ اگر جھوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کردیا تو صحیح ہی عقدوں اور فسخون
مین ظاہر مین بھی (یعنے قاضی اگر حکم کرے جھوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ
مین تو یہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونون مین یعنی اُس چیز سے نفع لینا اُنکو حلال ہوجائیگا)
نہ املاک مُرسلہ مین (یعنے اُن ملکون کے دعوی مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نکرے
صرف ظاہر مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہوگا۔ مثلاً زید نے دعوی کیا عورت پر نکاح کا
اور وہ دوسرے کے نکاح مین ہے اور یہ بیان نہ کیا کہ شوہر نے اُسکو چھوڑ دیا ہی اور قاضی نے
جھوٹی گواہی سے مدعی کو وہ عورت دلادی تو اُسکی صحبت اُسکو صحیح نہین اسلیے کہ
اپنا نکاح مطلق بیان کیا تھا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تھی بیان نہین کیا تھا اور اس
مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رحؒ کی یہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
سامنے ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ قائم کیے حضرت علیؓ
نے وہ عورت اُسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المومنین میرا نکاح اس سے کردیجیے آپنے فرمایا
ان دونون گواہون نے نکاح کردیا یعنے پہلا حکم جاری ہوگیا ظاہر اور باطن مین اور قاضی کا
حکم ایک نیا عقد پیدا کردیتا ہی جسجگہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جسجگہ نیا عقد نہوسکتا ہو وہان
البتہ حکم قاضی سے نیا عقد نہوگا۔ مثلاً عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا مدعی کی ذی رحم
محرم ہو تو قاضی کے حکم سے نکاح نہوگا واللہ اعلم) غائب پر قاضی حکم نکرے جبتک
اُسکا قائم مقام حاضر نہو جیسے وکیل یا وصی یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا ہے
سبب ہو اُس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہے مثلاً دعوی کرے ایک چیز معین کا جو
ایک حاضر کے قبضے مین ہی یون کہکر کہ یہ مین نے فلان غائب سے خریدی ہی) کیونکہ خرید نا

۵ یعنی قائم مقام تین طرح ہوسکتا ہی خواہ غائب نے خود کیا ہو جیسے وکیل ہو یا شرع کی رو سے ہو جیسے وصی ہو یا حکما ہو اسطرح کہ جس چیز کا دعوی غائب پر کرتا ہی وہ حاضر شخص پر دعوی کرنے کا سبب لازم ہو تو ایسی صورت مین حاضر شخص قائم مقام غائب کا ہوگا ۱۲

غائب سے سبب ہے دعوی کا حاضر پر) قاضی کو اختیار ہے کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیدے اور اُسکا خط لکھ لے نہ وصی اور باپ کو (یعنے وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے بیٹے کا مال قرض دینے کا اختیار نہین)۔

باب پنچ بدنے کے بیان مین

باب پنچ بدنے کے بیان مین اگر دو شخصون نے ایک کو پنچ بدا تاکہ دونون مین فیصلہ کردے پس اُس پنچ نے گواہون سے یا اقرار پر یا قسم سے انکار کرجانے پر سوائے حدود قصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی اور مقدمون مین حکم کیا تو حکم اسکا صحیح ہے اگر وہ قاضی ہونیکے قابل ہو (یعنے قاضی کی صفتین اسمین موجود ہون) دونون پنچ بدنے والون کو پنچ کے حکم سے پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہے پس اگر پنچ حکم کرچکا تو یہ حکم لازم ہوگیا دونون پر۔ قاضی پنچ کے حکم جاری کرے اگر اُسکا حکم اُس کے مذہب کے موافق ہوا اور اگر نہو تو اُسکو باطل کردے۔ اگر پنچ نے اپنے مان باپ اور زن و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو یہ حکم باطل ہے جیسے قاضی کا حکم ان لوگون کے نفع کا باطل ہے۔ بخلاف اس حکم کے کہ پنچ مان باپ یا زن و فرزند کے ضرر کا کرے وہ حکم صحیح ہوگا۔

متفرق مسئلے

متفرق مسئلے نیچے کا رہنے والا بغیر رضامندی بالاخانے والے کے گھر مین مینخ نہ گاڑے نہ سوراخ کرے۔ اگر ایک لمبی گلی ہے کہ اسمین سے ویسی ہی اور پیدا ہوئی مگر راہ اُسمین نہین ہی (یعنی غیر نافذہ ہے) تو پہلی گلی کا رہنے والا اُس کوچہ غیر نافذہ مین دروازہ نہین نکال سکتا ہی بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول ہو (کہ اُسمین دروازہ نکال سکتا ہے صورت اُسکی یہ ہے۔

گلی کے اندر گلی لمبی

اگر ایسے گھر کا دعوی کیا جو دوسرے کے پاس ہی اسطرح

کہ اُس نے مجکو ایک وقت مین یہ گھر ہبہ کر دیا تھا پھر اُس سے گواہ مانگے گئے تو کہا
کہ مدعا علیہ نے گھر کے ہبہ کرنیسے انکار کیا تھا تو مین نے یہ گھر اُس سے خرید لیا تھا اور خرید کے
گواہ لاوے تو جسوقت دیے ڈالنے کا دعویٰ کیا تھا اُس سے پہلے اگر خریدنے کے گواہ
ہین تو قبول نہونگے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہونگے۔ زید کے پاس ایک لونڈی
ہے اُسنے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ لونڈی خریدی تھی اور عمرو نے خریدنے سے
انکار کیا (تو بائع یعنے زید کو) اُس سے صحبت کرنی درست ہے بشرطیکہ عمرو سے جھگڑا چھوڑ دے
ایک شخص اقرار کرے کہ مین نے فلانے سے دس روپیے لیے تھے پھر کہے کہ وہ کھوٹے تھے تو
قسم کھانے کے بعد اُسکا اعتبار کیا جائیگا۔ جو کہے دوسرے سے کہ مجھ پر ہزار روپیے آتے
ہین اور دوسرا اُسکے کہنے کو رد کرے اور پھر مان لے تو اب اقرار کرنے والے پر کچھ لازم نہوگا
(کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اُسکے اقرار کو نہ مانا تو اب ماننے سے اُسپر کچھ ثابت نہوگا)
جو شخص دوسرے پر مال کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ کہے کہ میرے اوپر تیرا کبھی کچھہ نہین تھا
اور مدعی گواہ لاوے ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاوے ان ہزار کے ادا کر دینے کے۔ یا
بخشدینے کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کیے جاوینگے اور اگر مدعا علیہ یہی کہتا کہ مین تجکو
پہچانتا ہی نہین تو یہ گواہ نہ قبول کیے جاتے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تو نے اپنی لونڈی
میرے ہاتھ بیچی ہے اور عمرو نے کہا کہ مینے تیرے ہاتھ نہین بیچی پس زید گواہ لایا اپنے
خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی اُسکو دلوادی اور اسمین اُسنے کوئی عیب پایا پس
عمرو نے گواہ گذرانے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سے مجکو بری الذمہ کر چکا تھا تو یہ عمرو کے
گواہ مقبول نہونگے۔ جب اقرارنامے یا وعدے کے اخیر مین لفظ ان شاء اللہ ہوگا تو وہ
باطل ہے۔ ایک ذمی مرا اور اُسکی بیوی نے کہا کہ مین اُسکے مرنیسے پیچھے مسلمان ہوگئی ہون

خاوند کی میراث مجکو ملنی چاہیئے اور ذمی کے وارثون نے کہا کہ موت سے پہلے مسلمان ہو گئی تھی تو وارثون کا قول معتبر ہوگا (اور عورت کو میراث نہ ملے گی) زید کے پاس عمرو کی کچھ امانت تھی اور عمرو مر گیا زید نے خالد کو کہا کہ یہ عمرو کا بیٹا ہے اور عمرو کا اُسکے سوا اور کوئی وارث نہین ہے تو وہ امانت خالد کو دیدے اور اگر چند روز کے بعد زید بکر کو بتائے کہ یہ بھی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کہے کہ تو جھوٹا ہے تو وہ مال امانت (بکر کو نہین مل سکتا) خالد ہی کو ملے گا۔ اگر کسی کی میراث اُسکے وارثون یا قرضخواہون پر بانٹی جاوے تو اُن سے اُسکی ضمانت نہ لیجاوے (کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا ہوگا تو اُسکا حصہ دینا ہوگا) زید نے ایک گھر کا اسطرح دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کا تھا اور وہ مر گیا مین اور میرا بھائی جو یہان نہین ہے اسکے وارث ہین اور اس دعوی پر گواہ گذرانے تو زید کو فقط آدھا گھر ملیگا (دوسرے بھائی کا حصہ جو غائب ہے نہین ملیگا) ایک شخص نے کہا کہ جو میرا مال ہے یا جسکا مین مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہے یہ کہنا اُسکے مال مین جاری ہوگا جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہو (یعنے حاجت سے زائد اور بڑہنے والی چیزون پر حکم صدقہ کا کیا جاویگا خواہ تھوڑی ہون یا بہت اُنکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے گھوڑے اور اسباب ضروری) ایک شخص کو کوئی وصیت کر مرا اور وصی یہ نہین جانتا کہ کس باب مین وصیت کی تھی اُسکا وصی ہونا صحیح ہے بخلاف وکیل کے (کہ اگر وکیل یہ نہین جانتا کہ کس چیز کا وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین) اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے تو اُسکو تصرف کرنا موکل کے مال مین صحیح ہے (خبر دینے والا آزاد ہو یا غلام بچہ ہو یا بڑا عادل یا مستور) معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینے ایک مرد عادل یا دو مرد مستور الحال کے ثابت نہین ہوتا جیسے مالک کو غلام کی تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر دینی

یعنے وہ شخص جسکو وصیت کی ہے

اور کنواری لڑکی کو اُسکے نکاح کی خبر دینی اور اُس مسلمان کو جو دار الحرب سے دار الاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی (کہ ان سب مین ایک مرد عادل یا دو مستور الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنی اگر ایک مرد کسیطرحکا خبر دیگا تو اُسکا ماننا ضرور نہوگا اور عادل کی خبر خواہ دو مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلاً مالک کو اگر عادل نے کہا کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اُس قصور کا تاوان آوے گا اسیطرح اور مثالونکو سمجھنا چاہیئے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسی کے غلام کو اُسکے قرضخواہونکے لیے بیچکر مشتری سے قیمت لے لے۔ اور وہ قیمت تلف ہوجاوے اور غلام کسی اور کا نکلے تو قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہین مشتری قرضخواہون سے غلام کی قیمت لے جنکے واسطے بیچا تھا۔ اگر قاضی کسی کے وصی کو حکم کرے کہ اُسکے غلام کو قرضخواہون کے لیے بیچڈال اور غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضے سے پہلے مرگیا اور قیمت ضائع ہوگئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور وصی قرضخواہون سے (جنکے واسطے بیچا تھا) اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص پر مین نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا یا ہاتھ کاٹنے کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کردے تو قاضی کے حکم کی تعمیل اُس شخص کو جائز ہے اگر معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے جو تجھ سے ہزار روپیہ لیے ہین تو فلان مقدمہ مین جو زید کے روپیے مین نے تجھ پر ثابت کیے تھے اُسکو دیدیے اور وہ کہے کہ تو نے مجھ سے ہزار براہ ظلم لیے ہین تو قاضی کا قول معتبر ہوگا (اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار نہوگا) اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے حق پر تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا (یعنے بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ میرے ہاتھ تو نے ظلم سے کاٹے ہین تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہ دونون صورتین) اس حال مین (ہین کہ ہاتھ

کٹا ہوا شخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونے کی
حالت مین ہاتھ کاٹا ہے یا مال لیا ہے

کتاب الشہادۃ

اسمین گواہی کا بیان ہے۔ گواہی کہتے ہین کسی حال کی خبر دینے کو آنکھوں سے دیکھکر
نہ فقط اٹکل اور گمان سے۔ اگر مدعی کسیکو گواہی کے لیے طلب کرے تو گواہی دینی
اسکو لازم ہے۔ حدود کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے۔ چوری کی گواہی مین یہ کہے کہ فلان
شخص نے مال لیا یون نہ کہے کہ چورا لیا (تاکہ مال ثابت ہوجاوے اور ہاتھ کاٹنا لازم نہ ہو)
زنا کے ثبوت کے واسطے چار مردون کی گواہی ضرور ہے اور باقی حدون اور قصاص
کے واسطے دو مرد دونکی کافی ہے۔ اور کنواری ہونے اور جننے اور عورتونکے اُن عیبون
کے لیے جنپر مرد مطلع نہین ہوتے ہین ایک عورت کی گواہی کافی ہے اسکے سوا مین دو
مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی چاہیئے اور سب مین گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا
لفظ زبان سے کہنا شرط ہے خواہ گواہ مرد ہو خواہ عورت قاضی آدمیوں سے پوشیدہ اور ظاہر
مین گواہونکا حال جملہ حقوق کے مقدمات مین تحقیق کرے (کہ گواہی کے قابل ہین یا نہین
صاحب خصومت یعنی) مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہونکو عادل بتاوے تو اُسکا اعتبار نہین
گواہونکی عدالت کے تحقیق کرنے کو اور قاصدی اور ترجمہ کرنے کے لیے (یعنے
دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کے لیے) ایک شخص کافی ہے (یعنے اگر قاضی ایک ہی
شخص سے گواہ کا حال تحقیق کرلے خواہ ایک آدمی کو مزکی کے پاس بھیجے یا گواہ کی
زبان کا ترجمہ ایک شخص کردے تو جائز ہے دو کی ضرورت نہین) درست ہے گواہ کو گواہی
دینی سُنی ہوئی اور دیکھی ہوئی چیز کی جیسے بیع یا اقرار یا حاکم کا حکم یا چھین لینا

یا مار ڈالتا ہے گو اُسکو کسی نے گواہ نہ کیا ہو مگر دوسرے کی گواہی دینے پر گواہی نہ دے کہ
جبتک کہ اُسکو اُس گواہی پر گواہ نہ کیا جاوے۔ قاضی اور گواہ اور راوی کسی نوشتہ
پر عمل نکرین جبتک کہ وہ مقدمہ یاد نہو۔ ایسی چیز کی گواہی ندے جس کو نہ دیکھا ہو۔
سوائے ان چیزون کے۔ نسب۔ موت۔ نکاح۔ صحبت کرنا عورت سے۔ حکومت قاضی
کی اصل وقف کرنا کسی چیز کا کہ ان چیزون مین کسی معتبر سے سُنکر گواہی دیسکتا ہے
(مگر وقف کرنیوالے نے جو وقف مین شرطین کی ہون اُنکو غیر سے سُنکر گواہی نہ دینی
چاہیئے) جسکے ہاتھ مین کوئی چیز سوائے غلام لونڈی کے دیکھے اُسکی گواہی دیسکتا ہے
کہ یہ اُسی کی ہے۔ ان مسئلونمین اگر قاضی سے صاف صاف کہے کہ مین سُنکر گواہی
دیتا ہون یا قبضہ دیکھکر تو قبول نہوگی۔ اگر کوئی گواہی دے کہ مین فلانے کے دفن مین
یا نماز جنازہ مین حاضر تھا تو یہ موت کے دیکھنے کے برابر ہے۔ یہانتک کہ ایسی گواہی
اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اُسکو قبول کرے (واللہ اعلم)

باب گواہان مقبول وغیر مقبول کی شہادت کے بیان مین

باب۔ اُن شخصون کے بیان مین جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی غیر مقبول۔ اندھے
اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی یا نابالغی
مین گواہ ہوئے اور آزادی اور بلوغ کے وقت مین گواہی دین تو مقبول ہوگی۔ جسکو
حد ماری گئی ہو گالی دینے پر گو اُسنے توبہ کرلی ہو اُسکی گواہی مقبول نہین لیکن اگر
کفر کی حالت مین اُسپر یہ حد لگی اور پھر وہ مسلمان ہوگیا ہو تو مقبول ہے لڑکے کو اپنے
مان باپ دادی نانی نانا کی گواہی درست نہین ہے اور اُسکے برعکس بھی نہین
درست ہے (یعنے مان باپ وغیرہا کی گواہی بیٹے پوتے نواسے کے واسطے بھی صحیح نہین ہے)
جورو خاوند ایک دوسرے کے گواہ نہین ہوسکتے۔ مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ

نہین ہوسکتا ہی۔ ایک شریک دوسرے شریک کا شرکت کے باب مین گواہ نہین ہوسکتا
مخنث اور نوحہ کرنیوالے اور گانیوالے کی گواہی مقبول نہین۔ دشمن جسکی دشمنی اگرچہ دنیا ہی
کے واسطے ہو اور دائم الخمر جو (دوا کے واسطے شراب نہ پیتا ہو بلکہ) کھیل کے لیے پیتا ہو
اُن دونون کی گواہی نہ مانی جائیگی) اور جانورون سے کھیلنے والے (مثلاً کبوتر باز و مرغباز
وغیرہ) اور لوگونکے سنانے کو گانے والے اور ایسے گناہ کرنے والے جسپر حد جاری
ہوتی ہی۔ یا ننگے حمام مین نہانے والے یا سود کھانے والے یا چوسر اور شطرنج بدکر کھیلنے
والے۔ یا اُن دونون کے سبب سے نماز کھودینے والے یا آدمیونکی راہ مین پیشاب کرنیوالے
یا راہ مین کھانیوالے یا پچھلونکو علانیہ بُرا کہنے والے (جیسے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وغیرہم کو انمین سے کسی) کی گواہی مقبول نہین۔ مقبول ہوگی گواہی ایک شخص کی
اپنے بھائی یا چچا یا دودہ کی مان یا باپ کے لیے یا اپنی ساس یا بی بی کے بیٹے یا داماد
یا بہو یا باپ کی بی بی کے واسطے صحیح ہے گواہی اہل ہوا یعنے بدمذہب کی مگر فرقہ خطابیہ
کی (کہ کٹے رافضی ہوتے ہین) جائز نہین (اسلیے کہ اُنکے نزدیک مدعی کی قسم کے لحاظ سے
جھوٹی گواہی درست ہے) ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی گواہی حربی پر جائز ہے مگر حربی
کی ذمی پر درست نہین۔ صحیح ہے گواہی گناہ صغیرہ کرنے والے کی اگر کبیرہ سے بچے اور
نہ کیے ہوئے کی اور آختہ یعنی خصی اور حرامی اور خنثیٰ کی (جسکے مرد و عورت دونونکی علامت
ہو) اور بادشاہی عاملونکی (جو ظالم نہون) اور آزاد کیے ہوئے کی گواہی آزاد کرنے والے
کے واسطے درست ہے۔ اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے باپ نے وصی
کیا تھا اور وہ بھی اقرار کرے وصی ہونیکا تو یہ گواہی درست ہوگی (اور وہ شخص وصی
ہوگا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اُس شخص کو

اپنا قرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کرے یا نکرے گواہی مقبول نہوگی۔ قاضی گواہون پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو نہ سُنے (جیسے کہین کہ گواہ گواہی کے قابل نہین ہین مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا حق العباد ہو سُنے) جو شخص گواہی دے اور کچہری سے جانے کے پہلے کہے کہ مین نے بعض گواہی مین وہم کیا ہے تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہے۔

باب دو گواہون کی گواہی کے اختلاف کے بیان مین۔ گواہی اگر دعوی کے موافق ہے تو قبول ہوگی ورنہ نہین۔ مدعی نے ایک گھر کا دعوی بسبب وراثت کے یا خرید کے باعث کیا اور اُسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہ گھر کا مالک ہے سبب کو نہ بیان کیا تو یہ گواہی بیکار ہے اور برعکس اسکے صحیح ہے (یعنے مدعی نے فقط ایک گھر کے مالک ہونیکا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دونون گواہون کا اظہار متفق چاہئیے لفظ اور معنی مین پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو مقبول نہوگی اسی صورت مین اگر دوسرے نے ڈیڑہ ہزار کی گواہی دی اور دعوی بھی ڈیڑھ ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی۔ دونون نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہ بھی کہا کہ پانسو مدعا علیہ نے ادا کر دیے ہین تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی نہ سُنی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اُسکے ساتھ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو مانی جاویگی مگر چاہیے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی مین بیان نکرے جبتک کہ مدعی وصول کا اقبال نکرے۔ دو شخص گواہی دین کہ مدعی کے ہزار قرض ہین اور ایک اُنمین سے یہ کہے کہ وہ ادا بھی ہو گئے ہین تو یہ گواہی قرض دینے پر جائز ہوگی دگر

لینے والے کو اس سے ادا کرنا لازم نہوگا کیونکہ احتمال ادا کا ہی) اگر دو آدمی گواہی دیں کہ فلانے نے عید الضحیٰ کے روز مکے مین زید کو مار ڈالا اور دوسرا کہے کہ عید الضحیٰ کے دن مصر مین مار ڈالا تو دونون کی مقبول نہوگی۔ ایسی صورت مین اگر ایک گواہی پر حکم ہوگیا ہو دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہی۔ دو شخصون نے گواہی دی ایک گائے کی چوری پر اور گلئے کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتھ کاٹا جاویگا بخلاف اسکے کہ نر اور مادہ ہونے مین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو چھین لینے کے مقدمہ مین نہ چوری کے کہ ان دونون صورتون مین گواہی مقبول نہوگی اور ہاتھ نہ کٹے گا۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے لیے گواہی دی کہ اُس نے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہے اور دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑھ ہزار کو خریدا ہی تو گواہی باطل ہی اسیطرح کتابت اور خلع مین روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی نہ مانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر کے اختلاف کی صورت مین ہزار پر ثابت ہو جاویگا جو مورث کا مال ہی اُسکے وارث کو نہ دلایا جاویگا جبتک یہ ثابت نہو کہ وارث کے ملک مین آگیا (یعنے اگر گواہ گواہی دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تھا تو قاضی حکم نہ دیوے کہ اُس شئی کو اُسکے وارثونکو دیدین جبتک یہ نہ کہین کہ مورث مر گیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چھوڑ گیا) لیکن اگر گواہی دین کہ میت مرنے کے وقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کے وقت کسی اور نے اُس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تھا (کہ یہ بھی حقیقت مین میت کا تصرف ہے) تو مرنے کے وقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہونے سے بھی قاضی وارثون کو دلا سکتا ہے) اگر گواہی دین کہ یہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے یا ایک برس سے ہے تو یہ گواہی مقبول نہوگی (یعنے اُسکی ملک ثابت نہوگی مثلاً

زید نے عمرو کی شئے پر دعوی کیا کہ میری ہے - اور گواہون نے زید کی گواہی دی کہ یہ شئے ایک مہینے سے ہمنے زید کے پاس دیکھی ہے تو اس سے وہ شئے زید کو نہ دلائی جائے گی کیونکہ احتمال ہے کہ زید کے پاس منگنی پر ہو) اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہ مال مدعی کے پاس ایک مہینے سے ہے یا مدعا علیہ کے اُس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی اُسکو مدعی کو دیوے -

باب - گواہی پر گواہی دینے کے بیان مین - ایسے معاملون مین جو شبہ سے ساقط نہین ہوتے ہین (یعنے سوائے حد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور اسمین بھی یہ شرط ہے کہ اصلی دونون گواہون مین سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد گواہی دین اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی - گواہ فرعی (یعنی گواہی پر گواہ) بکڑنیکا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ (فرعی سے یون) کہے کہ گواہ رہ میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے اقرار کیا اس بات کا اور (ایسی گواہی کے ادا کا یہ طریقہ ہے کہ) فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ بکڑا ہے اپنی اس گواہی کا کہ فلان شخص نے فلان امر کا اقرار اصیل کے سامنے کیا اور اصیل نے مجھسے کہدیا ہی کہ تو میرے گواہ ہونیکا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ اصل نہ مرے یا بیمار نہو یا سفر نکرے - اگر فرع کے گواہ اصل گواہونکا عدل ہونا بھی بیان کرین تو انکی عدالت ثابت ہوجاویگی ورنہ قاضی اورون سے اُنکا حال پوچھے - اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے - اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کی فلان عورت بڑ فلانے کی بیٹی ہے اور فلانے

گھرانے کی ہے ہزار آتے ہین اور ہم یعنی بکر اور خالد اُسکو پہچانتے ہین تو اس صورت مین اگر مدعی ایک عورت کو لائے اور زید وعمرو کہین کہ ہم اُسکو نہین پہچانتے ہین کہ یہ وہی مدعا علیہا ہے یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاوے گا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہ عورت وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہے اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کی طرف جاوے (اگر خط لیجانے والے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا قاضی مدعی سے کہے کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہی میرا مدعا علیہ ہے) اگر ان صورتون مین فرع کے گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم سے ہے (یعنے اوپر کا قبیلہ بتلا دین) تو کافی نہوگا جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلے کو ذکر نکرین (اسلیے کہ اوپر کی قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان نہوگی جب تک کہ اُسکے باپ دادے کا خاص لقب جو چند پشت سے ہو جایا کرتا ہے بیان نہ کیا جاوے) اگر ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مین نے جھوٹی گواہی دی تھی تو اُسکو شہر و بازار مین تشہیر کیا جاوے تعزیر نہ کیا جاوے۔

باب. گواہی سے پھر جانے کے بیان مین. گواہ کو گواہی سے پھرنا درست نہین مگر قاضی کے روبرو۔ اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونون گواہ پھر گئے تو قاضی انکی گواہی کے موجب حکم نہ دے حکم کے بعد پھر جانے سے حکم نہ ٹوٹیگا۔ اس صورت مین اگر مدعی نے مدعا علیہ سے کچھ لے لیا ہو دین ہو یا عین تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا ہو وہ دونون گواہون سے پھر لے (یعنے قاضی اُنسے دلادے) اگر ایک پھر گیا تو مدعا علیہ کے آدھے مال کا ضامن ہوگا جتنے گواہ گواہی سے نہ پھرین شمار انکی معتبر ہے پھرنیوالونکی گنتی معتبر نہین مثلاً اگر تین گواہون مین سے ایک پھر گیا تو اسکو کچھ دینا نہ آویگا (اسلیے کہ دو گواہ

باب ... کے بیان مین ... ۶ ... [illegible]

نہین پھرے مال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے بھی ثابت ہے) اور اگر دوسرا اور پھر جاوے تو اُن دونون پھرنے والونکو آدھا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہین پھرا ہے وہ ایک ہے اُس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دونون سے لیا جاویگا) اگر دو عورتون اور ایک مردنے گواہی دی اور ایک عورت پھر گئی تو یہ چہارم مال کی ضامن ہوگی اور دونون پھر گئین تو آدھے مال کی دونون ضامن ہونگی اگر ایک مرد اور دس عورتین گواہ ہین اور آٹھ پھر گئین تو اُنپر کچھ نہین ہے اور نو پھرین تو اُنپر چہارم ہے اور اگر سب عورتین مع مرد پھر گئین تو نقصان کے چھ حصے برابر ہوکر (ایک حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتون پر) پڑینگے (کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد کے برابر ہین تو گویا دس عورتین بجاے پانچ مردون کے ہوئین اور ایک مرد گواہ تھا تو کل گویا چھ مرد ہوئے) اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر اس مضمون کی کہ مہر مثل پر نکاح کیا ہے اور پھر اس گواہی سے پھر جاوین تو کسی چیز کے ضامن نہونگے لیکن اگر مہر مثل سے زیادہ کی گواہی دی تھی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دین گے اور (اگر) بیع (کے باب) مین (قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پھر جانے پر) کچھ نہ دینا پڑیگا۔ لیکن اگر قیمت کی گواہی ہے تو جسقدر مبیع کی قیمت سے کم ہوگی اُسقدر بائع کے لیے ضامن ہونگے صحبت سے پہلے طلاق کے دونون گواہ اگر پھر جاوین تو نصف مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق کے بعد صحبت کے گواہ پھر جاوینگے تو اُنکو کچھ ضمان نہ دینا ہوگا۔ اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پھر جاوین تو اُسکی قیمت دینی پڑیگی اگر خون کی گواہی سے پھر جاوین تو خونبہا مقتول کا اُن سے بھر لیا جاوے گا مگر قصاص مین مارے نہ جاوینگے۔ اگر فرع کے گواہ جنہون نے اورونکے گواہ

یعنی بائع کو کچھ نہ دینگے کہ جو چیز بائع کے پاس سے اُن کی گواہی سے گئی اُسکا عوض اُسکے پاس آگیا ۱۲

ہونیکی گواہی دی ہے پھر جاوینگے تو وہ ہی ضامن ہونگے بشرطیکہ اصیل کے
گواہ یون کہین کہ ہمنے اُنکو اپنی گواہی پر گواہ نکیا تھا یا یون کہین کہ ہمنے اُنکو گواہ
بیشک کیا تھا مگر ہم سے غلطی ہوئی تھی۔ اگر اصل و فرع دونونکے گواہ پھر جاوین تو
ضامن فرع کے گواہ ہونگے اور اُنکے اس کہنے پر التفات نکیا جاویگا کہ ہم سے
اصل کے گواہون نے جھوٹ کہا تھا یا غلطی کی تھی۔ جس شخص نے گواہون کی
عدالت کی تحقیقات کی پھر اُس سے پھر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا۔
ایسی قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو اور زنا کے گواہ ضامن ہونگے لیکن
زانی کے محصن ہونے کے گواہ اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچھ تاوان نہ دینگے
(یعنے اگر چار گواہون نے کسی کے زنا کی گواہی دی اور دوسرے دو گواہون نے
اُسکے محصن ہونے کی گواہی دی جس سے سنگساری لازم ہوئی اور پھر یہ سب گواہی
سے پھر گئے تو سنگسار کیے ہوئے شخص کا خون بہا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا
نہ محصن ہونے کے دو گواہون پر اور شرط کے واقع ہونے کی صورت یہ ہے کہ دو
گواہون نے کہا کہ زید نے اپنے غلام سے کہا تھا کہ اگر تو گھر مین جائے تو آزاد ہے اور
دو گواہون نے گواہی دی کہ وہ غلام گھر مین گیا پھر چارون گواہ پھر گئے
تو پہلے دو گواہ غلام کی قیمت کے ضامن ہون گے نہ دوسرے)

کتاب الوکالۃ

اسمین وکیل کرنے کا بیان ہے۔ وکیل کرنا صحیح ہے اور معنی اُسکے یہ ہین کہ دوسرے
کو اپنی ذات کے قائم مقام کر دینا ایسے تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار ہے
خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکے لیے مالک کا حکم نہین بشرطیکہ

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کرسکتا ہی انمین وکیل کو اپنی
قائم مقام کرسکتا ہے اور (وکیل کرنا اپنے) جواب وسوال کے واسطے حقوق مین طرفثانی
کی رضامندی سے (درست ہے) لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تین منزل
کے عرصے یا اُسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو تو (ان صورتو نمین
طرفثانی کی) رضامندی ضرور نہین اور (اسیطرح صحیح ہے وکیل کرنا) کوئی حق دینے
یا لینے کے واسطے سواء حد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اُس مجلس مین
حاضر ہو تو وکیل کرنا حد اور قصاص لینے کے واسطے بھی صحیح ہی کیونکہ موکل کے ہوتے
ہوئے وکیل کا کچھ اعتبار نہین تو گویا یہ امور موکل ہی نے کیے) جس عقد کو وکیل اپنی طرف
نسبت کرے مثلاً بیچنا یا ٹھیکہ دینا یا اقرار سے صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سے متعلق
ہو جائینگے بشرطیکہ وکیل وہ غلام نہو جسکو معاملہ کرنے کے لیے مالک کا حکم نہین اور
حقوق یہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اُسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بائع سے
قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا (یہ سب معاملات وکیل سے متعلق
ہوتے ہین) اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہے معاملے کے شروع ہی سے یہانتک کہ
اگر وکیل اپنے رشتہ دار کو خریدے تو وہ آزاد نہوگا اور جن معاملونکو وکیل موکل کیطرف
نسبت کرے جیسے نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خون سے یا انکار سے صلح کرنا تو
اُنکے حقوق متعلق موکل سے ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیلِ شوہر سے نکاح مین
مہر کا مواخذہ نہین ہوسکتا۔ اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنے کا مواخذہ
نہین کیا جاویگا۔ خریدنے والے کو اختیار ہے کہ موکل کو قیمت ندے (وکیل ہی کو
دی کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہے) اور اگر موکل کو دیدے تو بھی صحیح ہی پھر وکیل اُس سے

سوا خذہ نکرے (کیونکہ حق حق دار کو پہونچ گیا)

باب خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنیکے بیان مین

باب خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنیکے بیان مین - اگر وکیل سے کہے کہ مثلاً ٹانڈے کی سوسی یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہے خواہ قیمت مقرر کرے یا نکرے - اگر یون کہے کہ غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بتا دیگا تو درست ہے ورنہ جائز نہوگا - اگر کپڑا خریدنے کو بغیر قید ٹانڈے وغیرہ کے کہے یا کہے کہ چارپایہ خرید گھوڑے خچر وغیرہ کا نام نہ لے تو صحیح نہین ہے گو قیمت بتاوے - اگر مطلق طعام خریدنے کو کہے تو گیہون یا آٹا مراد ہوگا - وکیل کو مبیع کا پھیر دینا بہ سبب عیب کے صحیح ہے - جب مبیع اس کے پاس ہو اور جب موکل کو دیدے تو بے حکم اُسکے پھیر نہین سکتا - اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے پاس سے دیدی تو مبیع روک سکتا ہے جب تک موکل قیمت اُسکی ندے - اگر مبیع وکیل کے پاس سے جاتی رہی تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمے سے اُسکے دام ساقط نہونگے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اُسکا حکم (اُس) مبیع کا سا ہے (جو بائع کے پاس مشتری کے دینے سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل سے نہ لیجائیگی) بیع صرف اور سلم جنمین عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہے اُسمین وکیل کی جدائی کا اعتبار ہے نہ موکل کی (یعنے وکیل کو نہ چاہیئے کہ بیع صرف اور سلم مین بدون قبضہ بدل کے علحدہ ہو اور موکل علحدہ ہو تو مضائقہ نہین) ایک شخص کو وکیل کیا روپیہ کا آٹھ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھ سیر بکتا ہے روپیہ کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھ آنے کا آٹھ سیر خرید کر لینا ضرور ہے - اگر کسی خاص چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنے واسطے اُس چیز کو نہین لے سکتا - اگر اسی چیز کو وکیل (روپیہ پیسے یعنے) نقد کے عوض نہ لے یا جو موکل نے اُسکی قیمت بتاوی تھی

اُسکے خلاف لے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی۔ اگر وکیل کرے کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا تو وہ خرید بھی وکیل کی ہے لیکن وکیل نے اگر نیت کرلی کہ موکل کے واسطے خریدتا ہوں یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو مین نے موکل کیواسطے خریدا ہے اور موکل کہے کہ تونے اپنے واسطے خریدا ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اگر اسی صورت مین موکل نے پہلے سے قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ زید نے عمرو سے کہا کہ خالد کیواسطے یہ چیز میرے ہاتھ بیچدے اور عمرو نے بیچڈالی اور پھر زید وکالت سے انکار کرے کہ مین نے خالد کیواسطے نہین خریدی ہے تو خالد اُس شئی کو لے سکتا ہے لیکن اگر خالد کہے کہ مین نے زید کو وکیل نہین کیا تھا (کہ میرے واسطے خرید) تو خالد اُسکو نہین لے سکتا۔ ہان اگر زید اُسکو وہ چیز دے چکا ہو (تو البتہ خالد لے سکتا ہے پھر زید کو نہ ملے گی) اگر وکیل سے کہے کہ فلانے دو غلام میرے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کرے پس وکیل ایک غلام اُسکے واسطے خریدے تو صحیح ہے۔ اگر اُن دونون کو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہے اور دونو کی قیمت برابر ہو پھر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدے تو بھی صحیح ہے۔ اور اگر پانسو سے زیادہ کو خریدے تو نہین صحیح ہے۔ ہان اگر موکل کے جھگڑنے سے پیشتر دوسرے غلام کو پانسو سے اُتنے کم کو خریدے جتنا پہلے مین زیادہ دیا ہے تو صحیح ہے (کہ دونون ہزار مین ہوگئے) اگر کوئی اپنے قرضدار کو وکیل کرے کہ فلان چیز میرے قرض کے بدلے جو تجھپر آتا ہے خریدے اور وہ خریدے تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شئے کو اسطرح کہے تو وہ خرید وکیل کی ہوگی۔ اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہے کہ اتنے کو میرے واسطے لونڈی خرید اور اُسنے خریدی پھر موکل نے کہا کہ یہ پانسو کی ہے اس صورت مین خریدنیوالے (یعنی وکیل کا) قول معتبر ہوگا (کیونکہ موکل اُس سے لینا چاہتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے

اور منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوتا ہے) اور اگر پہلے سے ہزار نہین دیے ہین تو اس
صورت مین موکل کا قول معتبر ہوگا (کیونکہ وکیل اس سے پانسو زیادہ لیا چاہتا ہے
اور وہ منکر ہے) اگر ایک معین شئے کے خریدنے کو وکیل کیا اور پھر اختلاف ہوا وکیل کہتا ہے
کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہے کہ پانسو کو اور اُس شئی کا بائع وکیل کی سی کہتا ہے
تو وکیل و موکل آپس مین قسم کھائین (اگر دونون نے قسم کھائی تو وہ شئی وکیل کی
ٹھیرے گی نہ موکل کی) ایک غلام زید سے کہے کہ تو مجکو میرے مالک سے میرے لیے
ہزار روپیے کو خرید دے اور غلام نے ہزار دیدیے اور زید نے مالک سے کہدیا کہ مین تیرے
فلانے غلام کو خاص اُسکے لیے خریدتا ہون اور مالک اسی شرط پر بیچ ڈالے تو غلام آزاد
ہو جاویگا اور ولاء اُسکی مالک کو ملے گی اور اگر زید کہے کہ اس غلام کو مین اپنے واسطے
خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھیریگا اور اُسکے ذمے ہزار روپیے اور لازم ہونگے (اسلیے کہ
غلام والے ہزار روپیے تو مالک ہی کے ہین کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ مالک کا ہے
اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام سے کہ تو میرے واسطے اپنے
آپ کو اپنے مالک سے خریدلے اور غلام مالک سے کہے کہ مجکو فلان شخص کے واسطے
بیچ اور وہ بیچ ڈالے تو حکم کرنیوالے کا غلام ٹھیریگا اور اگر یون نہ کہے کہ فلانے کے واسطے
بیچ تو آزاد ہو جائیگا۔ **فصل** وکیل خرید و فروخت کا ایسے شخص سے معاملہ نکرے کہ
جسکے واسطے گواہی نہ دیسکے (مثلاً اپنے ماں باپ لڑکا لڑکی بی بی خاوند شریک وغیرہ
سے معاملے خرید و فروخت کے نکرے کہ خوف ہے تہمت کا) اور صحیح ہے کہ وکیل
بیع کا کم زیادہ قیمت کے عوض مین خواہ اسباب کے بدلے مین خواہ کسی
وقت تک قرض پر چیز کو بیچ دے اور (اگر خریدنیکے لیے وکیل ہو تو) اوسکی

فصل

خرید مین یہ شرط ہے کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑھاوے کہ اتنا نقصان
رائج ہو یعنی قیمت لگانے والے بڑھکر سے بڑھکر اتنا دام لگائین (ایسا نہو کہ کوئی اُسکی
قیمت اتنی نہ لگائے) اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور اُس نے آدھا غلام بیچا تو
صحیح ہے۔ اور اگر غلام خریدنے کا وکیل کیا اور آدھا خریدا تو یہ خرید موقوف ہوگی
باقی آدھے کے خریدنے پر (اگر وہ بھی خرید لیا۔ تو موکل کو لینا پڑیگا) اگر مشتری
عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے ثابت ہو یا وکیل کی قسم نہ
کھانے سے ثابت ہو مبیع وکیل کو پھیر دے تو وہ موکل کو پھیر دے اسیطرح اگر وکیل
نے مبیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو (جیسے ایک زائد انگلی یا دانت زائد کا
مثلاً) اور اس عیب سے وہ چیز وکیل کے پاس پھر آوے تب بھی موکل کو پھیر دے
(اور اگر ایسے عیب کا اقرار نہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ موکل کو نہ پھیریگا)
اور اگر وکیل کچھ اور اُدھار پر بیچ ڈالے اور موکل کہے کہ مین نے نقد بیچنے کو کہا تھا
اور وکیل کہے کہ مطلق بیچنے کو کہا تھا (نقد اور اُدھار کی قید نہین لگائی تھی)
تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت[۱] مین یہ صورت واقع ہو تو مضارب کا
قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کرے اور وہ وکیل کے
پاس ضائع ہو جاوے یا مشتری سے کوئی ضامن لے لے (اور ضامن مثلاً
مفلس ہوکر مرجاوے) اور قیمت ہاتھ نہ لگے تو وکیل ضامن نہوگا (قیمت کا) اگر کسی
کے دو وکیل ہون تو ا ُنمین سے فقط ایک کسی معاملہ مین تصرف نکرے مگر جھگڑا
کرنے مین کسی سے اور طلاق دینے مین بغیر بدل کے اور آزاد کرنے مین بغیر عوض
کے اور سونپی ہوئی امانت کو پھیر دینے مین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین (کہ اگر

[۱] مضاربت اس عقد کو کہتے ہین کہ ایک شخص کا مال ہو اور دوسرے کی محنت اور نفع مین دونون شریک ہون

ان امور مین دو وکیل ہون تو ہر ایک اُن مین سے بغیر دوسرے کے ان معاملات کو
کرسکتا ہے اور معاملون مین دونون اتفاق سے کام کرین) وکیل اپنی طرف سے
کسی اور کو وکیل نکرے مگر موکل کے کہنے سے یا اس صورت مین کہ موکل نے اُس سے
کہہ رکھا ہو کہ جیسا تیری عقل مین آوے ویسا کر (ان دونون صورتو مین وکیل اپنی طرف
سے وکیل کرسکتا ہے) اگر وکیل نے بے حکم موکل کے کسیکو وکیل کرلیا۔ پس اس وکیل کے وکیل نے
اصل وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کیطرف سے کیا
اور اس عقد کو اصل وکیل نے جائز رکھا تو صحیح ہے (یعنے اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے
خواہ پیچھے عقد کرے اور وکیل اُسکو جائز رکھے تو وہ عقد درست ہوجائیگا گو وہ شخص
اجنبی وکیل کا وکیل نہو) اگر نکاح کردے غلام یا مکاتب یا کافر اپنی چھوٹی لڑکی کا جو
آزاد اور مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھ اُسکے لیے خریدے یا بیع کرے تو یہ
صورتین صحیح نہونگی (کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہین ہوسکتا)

باب جھگڑا کرنے کے یا مال لینے کے لیے وکیل کرنے کے بیان مین۔ جو شخص
جھگڑنے یا تقاضا کرنے کا وکیل ہے وہ قرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار نہین رکھتا ہے
اور جو قرض کے وصول کرنے کا وکیل ہے وہ جھگڑنے کا مختار ہے اور جو کسی خاص
چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہے وہ جھگڑنے کا مختار نہین۔ اگر اسی صورت مین
چیز مذکور کے قابض نے وکیل کے روبرو گواہ قائم کیے کہ اس چیز کو تیرے موکل
زید نے میرے ہاتھ بیچڈالا ہے تو حکم موقوف رہے گا جب تک کہ زید غائب حاضر نہو
(جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جاویگا زید کے سامنے گواہ قائم کرنیکا) اسیطرح طلاق
اور آزادی کا حال ہے (یعنے ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بی بی یا

جھگڑا کرنے کے یا مال لینے کے لیے وکیل کرنے کے بیان مین

میرے غلام کو لے آ اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ زید نے مجکو طلاق دیدی ہے
یا غلام نے گواہ قائم کیے کہ زید نے مجکو آزاد کردیا ہے تو بغیر زید کے حاضر ہونے
کے حکم موقوف رہے گا (یعنے گواہ اُسی کے سامنے سُنے جاوینگے) جو شخص
جھگڑا کرنیکا وکیل ہو وہ اپنے موکل کے ذمے پر طرف ثانی کے حق کا اقرار اگر قاضی
کے سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا۔ اور اگر قاضی کے سامنے نہین کیا تو معتبر نہین
مال ضامن کو اُسی مال کے وصول کرنیکا وکیل کرنا صحیح نہین (کیونکہ جس مال کا وہ
کفیل ہو اُسی کے وصول کرنے کا وکیل نہین ہوسکتا) اگر زید دعوی کرے کہ مین
فلان غائب کا وکیل ہون اُسکے قرض کے وصول کرنے کا اور قرضدار اُسکے کہنے کو
درست بتادے تو اُسکو حکم کیا جاوے گا کہ اس وکیل کو قرض ادا کردے پس اگر
وہ غائب آیا اور اُسنے وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ قرض ادا کرنا
پڑیگا اور اگر وکیل کے پاس اُسکا مال موجود ہے تو پھیر لے اور اگر جاتا رہا ہو تو کچھ
نہ پاویگا۔ البتہ اگر وکیل قرض وصول کرتے وقت ضامن ہوگیا تھا (کہ اگر موکل کو
یہ مال نہ پہونچے تو مین ذمہ دار ہون) یا قرضدار نے اُسکی وکالت کو درست نکہا ہو
تو فقط دعوی وکالت پر اُسکو وہ مال دیا ہو (ان دونون صورتون مین اگر وکیل
کے پاس مال بھی ہوگیا ہو تو وصول کرلے) اور اگر ایک شخص کہے کہ مین
امانت لینے کے واسطے وکیل ہون اور جسکے پاس امانت سپرد ہو وہ اُسکو سچا بتاوے تو اس سے
وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی اسیطرح اگر کوئی یون کہے کہ جسکی یہ امانت ہو
اُس سے مین نے مول لی ہے اور امانت دار اس بات کو سچا کہے (تب بھی امانت دار
سے وہ امانت نہ دلائی جائیگی) اور اگر کوئی یون کہے کہ مالک اس امانت کا مرگیا

یہ امانت میرے لیے میراث چھوڑ مرا ہے اور جسکے پاس امانت ہے وہ اُس شخص کو سچا کہے تو وہ امانت اس مدعی کو دلوائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنے مال لینے کے واسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے مالک کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال حوالے کرے اور (اسکو حکم ہوگا کہ اگر) مالک (کو) مال (ادا کر دیا ہے تو) اس سے مواخذہ کرے اور (اگر مالک مال لینے سے انکار کریگا تو قرضدار) اُسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو وکیل کیا (کہ) بائع سے اس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی مین نکلا ہے جواب وسوال کر (اور اُسنے بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہو گیا تھا تو وکیل لونڈی کو نہین پھیر سکتا جبتک مشتری قسم نہ کھالے (کہ مین راضی نہوا تھا اگر قسم کھالے تو پھیر دینے کا حکم ہوگا) زید نے عمرو کو دس روپیے دیے کہ ان کو میرے گھر والون پر خرچ کرے اور عمرو نے اپنے پاس سے دس اُنپر خرچ کر دیے تو یہ دس مقابل ہو گئے زید والے دس کے (یعنے زید عمرو سے اپنے روپیے نہین لے سکتا یون کہکر کہ تو نے تو اپنے پاس سے خرچ کیے)۔

باب۔ وکیل کو برطرف کرنے کے بیان مین۔ اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا اور وکیل کو اسکی خبر بھی ہو گئی تو وکالت باطل ہو گئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مر گیا یا مجنون ہو گیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہو کر دار الحرب کو چلا گیا یا جن دو شریکون نے شرکت مین وکیل کیا تھا وہ شریک آپس مین نرہے یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اسکو لازم تھی جیسے مفاوضہ یا موکل مکاتب تھا اور وہ ادائی زر کتابت سے عاجز ہو گیا یا موکل غلام ماذون تھا پھر اُسکو عقود سے مالک نے منع کر دیا (ان سب صورتون مین

کفرستان ۱۲ ۔ باہم ۱۲ ۔ معاملات ۱۲ ۔ اجازت دیا ہوا ۱۲

سبب برطرفی کے بیان مین

وکالت باطل ہو جائے گی) جس کام کے لیے وکیل کیا ہے اگر موکل اُسکو بذات خود کرنے لگے تو وکالت جاتی رہتی ہے۔

کتاب الدعوی

اسمین دعوی کا بیان ہے۔ دعوی کہتے ہین جھگڑے مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنیکو (یعنے یون کہنے کو کہ یہ میری چیز ہے) مدعی اُسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے اور جو جھگڑا چھوڑ بیٹھے تو اُس سے مواخذہ نہو۔ مدعاعلیہ مدعی کے خلاف ہی (یعنی جسپر دعوی کیا جاوے اور اگر وہ جوابدہی سے چپ ہو رہے تو زبردستی اس سے جواب طلب ہو) دعوی صحیح نہین جبتک وہ شئے جسپر دعوی ہی بیان نکردیجاوے اور اُسکا اندازہ اور جنس بیان نہو پس اگر وہ شئے معین مدعاعلیہ کے پاس ہو تو مدعاعلیہ کو اُسکے حاضر کرنے کی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوے مین اُسکی طرف اشارہ کرے۔ یہی حال ہے گواہونکے گواہی دینے اور مدعاعلیہ کی قسم دلانے مین (یعنی چیز کا حاضر کرنا چاہیے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعاعلیہ اپنی قسم مین اُسکی طرف اشارہ کرین) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اُس کی قیمت ذکر کردے اگر دعوی غیر منقول شئے کا ہو (مثل زمین یا گھر کے) تو اُسکی حدین بیان کردے تین حدونکا بیان کردینا کافی ہے (کیونکہ چوتھی حد اسی سے معلوم ہوسکتی ہے) ان حدونکے مالکون کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہو اُسکے دادا تک کا نام بتانا ضرور ہے۔ یہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی ہی وہ بعینہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین ہے۔ غیر منقول شئے مین قبض و تصرف فقط مدعی مدعاعلیہ کے ایکدوسرے کو سچا کہنے سے ثابت نہوگا جبتک گواہون سے یا قاضی کے جاننے سے ثابت نہو بخلاف

منقول کے (کہ انمین قبض وتصرف طرفین کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائیگا) معین چیز کے دعوے مین ضرور ہے کہ مدعی ذکر کر دے کہ عین شئے مدعا بہا کو مدعا علیہ سے طلب کرتا ہون۔ اگر وہ شئے دَین ہو تو اسکا وصف بیان کرے اور یہ کہ اُسکو مدعا علیہ سے چاہتا ہون جب دعوی صحیح ہو جاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے پس اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعوی کا تو اُسکے دلانے کا حکم کر دے اور انکار کرے تو مدعی اپنے گواہ لاوے اور گواہونکے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنے شئے مدعا بہا مدعی کو دلاوے) اور اگر گواہ مدعی کے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہے واسطے مدعا علیہ کے) ملک کے دعوی مین شخص متصرف کے گواہ مقبول نہووینگے۔ اگر مطلق ملک بیان کرین (اور سبب ملک کا ذکر نکرین جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہے اگر دونون شخص قابض اور بے قبضہ خلل گواہ گذارین تو) جو شخص متصرف نہین ہے اُسکے گواہون کی سماعت (بہ نسبت گواہون متصرف کے) بہتر ہے۔ اگر (مدعا علیہ سے قسم کھانیکو) ایکبار (کہا گیا اور اُسنے) انکار کیا یا چپ ہو رہا تو بدون قسم دلانے کے اُسپر حکم ہو جائیگا (کہ مدعی کا مدعا حوالہ کر) مستحب ہے مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر سے قاضی ان چیزون مین قسم نہ لے اول نکاح۔ دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت ایلاء کے بعد چہارم لونڈی کو ام ولد کرنے مین پنجم غلام ہونے مین ششم ثبوت نسب مین ہفتم۔ حق ولا مین اور حد اور لعان مین بھی قسم نہ دلائی جاوے اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا ہے کہ فتوی اسپر ہے کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیجاوے۔ چھون

فائدہ اشیائے مذکورہ مین (یعنے نکاح سے ولا تک **فائدہ** جاننا چاہیئے کہ نکاح

سے دلاتا تک سات شئے ہین انکو چھ اسواسطے قرار دیا کہ ام ولد بنانا اور اثبات نسب لازم اور ملزوم ہین گویا وہ دونون ایک قسم ہین) چور کو قسم دلائی جاوے پس اگر انکار کرے قسم سے تو چوری کے مال کا ضامن ہو جائیگا مگر ہاتھ نہین کٹے گا اگر بیوی خاوند پر دعویٰ کرے کہ مجکو صحبت سے پہلے طلاق دی ہے تو خاوند کو قسم دلائی جائیگی اگر انکار کیا قسم سے تو آدھے مہر کا ذمہ دار ہو گیا جو شخص انکار کرے قصاص کے مقدمہ مین تو اُسکو بھی قسم دلائی جاوے پس اگر جان کی قصاص مین قسم سے انکار کرے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ اقرار خون کا کرے یا قسم کھائے اور جان کے سوا اور چیزون کے قصاص مین مثل زخم وغیرہ کے بمجرد انکار کے قصاص لیا جاوے۔ اگر مدعی کہے کہ میرے گواہ حاضر ہین اور پھر مدعاعلیہ سے قسم کی درخواست کرے تو اُسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعاعلیہ سے کہا جاویگا کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدے۔ پس اگر مدعاعلیہ ضمانت دینے سے انکار کرے تو مدعی اُسکے ہمراہ رہے جہان جائے لیکن اگر مدعاعلیہ مسافر ہو تو اُسکی ہمراہی صرف قاضی کے محکمہ مین کرے (اسلیے کہ اس سے زیادہ مسافر کے ساتھ رہنے یا اُس سے ضامن لینے مین مسافر کا کمال نقصان ہے) اور قسم جو مدعاعلیہ کھاوے تو معتبر خدا کی قسم ہے (یعنے یون کہنا کہ خدا کی قسم مدعی کا حق مجھپر نہین) طلاق اور آزادی کی قسم نہ کھاوے یعنے یہ نہ کہے کہ اگر مدعی کا حق مجھپر ہو تو میری بی بی طلاق یا غلام آزاد ہے) البتہ اگر مدعی اصرار کرے (کہ اُسکو طلاق یا عتاق کے ساتھ قسم دلائی جاوے تو ایسی قسم کا بھی اعتبار ہے) قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیئے (کہ عالم الغیب ہے اور گنہگارونکو عذاب دینے والا ہے اور جھوٹ پر سزا دینے والا ہے) وقت اور جگہ سے تاکید قسم ضرور نہین (یعنے مدعی یہ درخواست نکرے کہ مثلاً یہ مدعاعلیہ عصر کے وقت

یا جمعہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کھاوے۔ یہودی کو قسم یون دلائی جاوے
کہ قسم ہے اُس خدا کی جس نے حضرت موسےٰ علیہ السلام پر توریت اُتاری اور نصرانی کو اسطرح
کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور مجوسی آتش پرست
کو اسطرح کہ قسم ہے اس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیجاوے
بغیر ملانے کسی اور لفظ کے) ان سب کو اُنکے عبادت خانون مین قسم نہ دلائی جاوے
قسم دلائی جاوے حاصل دعوی پر مثلاً بیع کے دعوی مین یون کہا جاوے کہ خدا کی
قسم ہم دونون مین اسوقت بیع قائم نہین ہے اور نکاح کے دعوی مین یون کہ قسم خدا
کی ہم دونون مین نکاح اسوقت مین قائم نہین اور غصب کے دعوی مین یون کہ باللہ اسوقت
مجکو اس چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق کے دعوی مین یون کہ اللہ کی قسم یہ
عورت اس وقت مجھ سے بائن نہین۔ اگر مدعی پڑوس کے سبب حق شفعہ کا دعوی کرے
یا بائن طلاق دی ہوئی عورت کے نفقہ کا دعوی کرے اور (مدعا علیہ یعنے) مشتری یا
خاوند معتقد انکا نہو (مثلاً شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعیؒ کے یہان حق شفعہ اور
نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین) تو (ایسی صورت مین) قسم دلائی جاویگی سبب دعوی پر
(مثلاً مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نے مدعی کے پڑوس کا گھر نہین خریدا ہے یا اس
عورت کو طلاق بائن نہین دی ہے) اور غلام کے وارث ہونے مین قسم جاننے پر دیجاویگی
(مثلاً زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا ہے تو زید سے یون
قسم لیجاویگی کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون کہ یہ غلام عمرو کا ہے) اور اگر زید اس
غلام کا ہبہ سے یا خریدنے سے مالک ہوا ہے تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی نجاننے پر (یعنے
زید کو یون کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہ غلام عمرو کا نہین ہے) منکر قسم اگر عوض دیدے

قسم کا یا مدعی سے صلح کرلے قسم سے تو یہ صحیح ہے۔ عوض یا صلح کے بعد پھر اُسکو قسم نہ دلائی جاوے گی (عوض دینا یا صلح کرنی یون ہے کہ منکر کہے کہ مجھ پر جو قسم لازم ہے اُسکے بدلے مین تجکو یہ چیز دیتا ہون یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون یہ دونون صحیح ہین)۔

باب۔ آپس مین قسم کھانے کے بیان مین۔ اگر بائع اور مشتری اختلاف کرین مقدار بیع یا مقدار قیمت مین (مثلاً بائع ثمن دوسو بتاوے اور مشتری پونے دوسو یا بائع مبیع بیس من غلہ بتاوے اور مشتری اکیس من) تو جو گواہ لاوے اُسکی خاطرخواہ حکم ہوگا اگر دونون گواہ لاوین تو جسکے گواہون سے زیادہ ثابت ہو اُسکے موافق حکم ہوگا اگر دونون گواہ نہ لاسکین اور آپس مین راضی بھی ہون تو دونون قسم کھائین اور پہلے مشتری کو قسم دلائی جاویگی اور اگر دونون مین ایک بھی فسخ بیع چاہی تو قاضی بیع کو فسخ کردے اور جو قسم سے انکار کریگا دوسرے کا دعویٰ اُسپر ثابت ہو جاویگا۔

اگر دونون مین اختلاف ہو وقت اداء ثمن مین (کہ بائع کہے کہ مین نے نقد بیچا ہے اور مشتری کہے کہ اُدھار) یا شرط خیار مین اختلاف کرین (ایک کہے کہ بیع مین خیار تھا دوسرا کہے کہ نتھا) یا کسیقدر قیمت کے لینے مین (اختلاف ہو) یا مبیع کے سب یا تھوڑے جاتے رہنے کے بعد (مقدار قیمت مین اختلاف ہو) یا (مکاتب اور مالک) زرکتابت کی مقدار مختلف بتاوین (مالک زیادہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع سلم کے فسخ کے بعد (سلم کرنے والا اور جس سے سلم کی تھی وہ شخص) راس المال کی مقدار مین اختلاف کرین) تو (ان سب صورتون مین) دونونکو قسم نہ دلائی جاویگی بلکہ منکر کا قول اُسکی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اگر بیع کے اقالہ کے بعد بائع اور مشتری مقدار مین اختلاف کرین تو دونون

حاشیہ: یعنی آپس مین قسم کھانے کے بیان مین

قسم آدیگی اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین تو جو گواہ لائیگا وہی جیتے گا اگر دونون گواہ لاوین تو عورت جیتے گی۔ اگر دونون گواہ نہ لاسکین تو دونون قسم کھائین اور نکاح فسخ نہ کیا جاوے بلکہ دونون کی قسم کی صورت مین مہر مثل کو دیکھا جاویگا اگر مہر مثل خاوند کے قول کے مطابق یا اُس سے کم ہی تو اُسکے قول کے موافق حکم ہوگا۔ اور اگر عورت کے قول کے مطابق یا اُس سے زائد ہوگا تو حکم اُسکے قول کے بموجب ہوگا اور جو دونو نکے قول کے درمیان ہوگا تو مہر مثل ہی دیا جاویگا۔ اگر (ٹھیکہ دینے والا او رمستاجر یعنے ٹھیکہ لینے والا) اختلاف کرین ٹھیکہ مین (یعنے اُسکی اُجرت خواہ منافع مین) نفع لینے سے پہلے تو باہم قسم کھائین اور نفع لینے کے بعد دونون قسم نہ کھائین بلکہ (اس صورت مین) قول مستاجر کا قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین اختلاف ہونیکا ایک حکم ہے (یعنے تھوڑا نفع لینے کے بعد اگر اُسکی اُجرت کی مقدار مین اختلاف کرینگے تو دونون کو قسم نہ دیجاوے گی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کے لیے اور باقی اجارہ فسخ کردیا جاویگا) اگر عورت اور خاوند گھر کے اسباب مین اختلاف کرین تو اسباب جسکے لائق ہو اُسکو دلایا جاویگا اور جو دونو نکے کام کا ہے وہ خاوند کو دلایا جائیگا (یعنے اگر خاوند بی بی ہر ایک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ عورت کے کار آمد ہے وہ عورت کو ملیگا اور ہتھیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونو نکے کار آمد ہوتی ہین جیسے برتن وغیرہ تو وہ بھی خاوند کو ملین گے) پس اگر دونون مین سے ایک مر جاوے (اور اُسکا وارث اُسکی جگہ دعوی کرے) تو (دونون کی کار آمد چیز) زندہ کو ملے گی۔ اور اگر دونون مین سے کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہونچے گا بشرطیکہ وہ دونون زندہ ہون اور اگر ایک مر گیا ہو تو زندہ کو ملے گا۔

فصل

فصل اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ (اس چیز پر جو تو دعوی کرتا ہے

یہ مجکو فلانے غائب نے امانت دی ہی یا کرایہ کو دی ہی یا منگنی دی ہی یا گرو رکھی ہی
میرے پاس یا مین نے اُس سے چھین لی ہی اور اس قول کے گواہ گذرانے تو مدعی کا
جھگڑا اُس سے دفع کیا جاویگا (یعنے مدعی کو اُسپر دعوی نہین پہونچتا بلکہ اُسی غائب
پر دعویٰ کرے) اور اگر مدعا علیہ کہے کہ مین نے یہ شئے مدعاہا اُس غائب سے خرید کی ہے
یا مدعی کہے کہ میرے پاس سے یہ شئے چوری گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجکو فلان
شخص نے امانت دی ہی اور امانت ہونیکو گواہون سے ثابت کردے تو مدعی کا جھگڑا
اُس سے دفع نہین کیا جائیگا۔ اور اگر مدعی کہے کہ یہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی
ہے اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجکو یہ چیز اُسی فلان شخص نے امانت دی ہے تب بھی
خصومت مدعی کی مدعا علیہ سے ساقط ہوجاوے گی (کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعوے
نہین کرتا ہے پس مدعی کو خریدنے کا ثبوت دینا چاہیئے)۔

باب۔ ایک چیز پر دو شخصون کے دعویٰ کرنے کے بیان مین۔ اگر دو شخص ایک
چیز کا دعوی کرین جو تیسرے کے قبضے مین ہے اور ہر ایک گواہون سے ثابت کردی
(کہ یہ چیز میری ہے) تو وہ چیز دونون کو نصفا نصف دیجاوے گی۔ اگر ایک عورت پر دو
شخص اپنی اپنی منکوحہ ہونیکے گواہ قائم کرین تو دونون کے گواہ نامعتبر ہونگے اور
عورت اُسکو ملیگی جسکی بات کو وہ سچا کہے یا جسکے گواہ پیشتر گذر چکے ہون۔ اگر دونون
مدعی گواہ لاوین کہ یہ چیز کسی تیسرے سے مول لی ہے تو ہر ایک کو نصف شئی مدعاہا
ملیگی نصف قیمت کے عوض مین چاہے تو لے لے اور اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونون
مین سے ایک نے آدھے لینے سے انکار کیا تو دوسرے کو سب ملیگی۔ اور اگر تاریخ خرید کی
دو مدعیون نے بیان کی تو اُسکو دلائی جاویگی جو پہلا خریدار ہے اور اگر تاریخ بیان نہ کی تو

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیان مین

قابض کو ملیگی۔ خریدنے کا دعوی اور اُسکے گواہ بہ نسبت ہبہ کے دعوے اور گواہون کے زیادہ مقبول ہین (مثلاً زیدنے کہا کہ یہ چیز مین نے بکر سے مول لی ہے اور عمرو نے دعوی کیا کہ بکر نے مجکو ہبہ کرکے قابض کرادیا اور دونون نے اپنے دعوے پر گواہ گذرانے تو زید کے گواہون کا قبول کرنا بہتر ہے) خریدنے کا دعوی اور مہر مین لینے کا دعوی دونون برابر ہین۔ گرور کھنے کا دعوی بہ نسبت ہبہ کے مقبول تر ہے۔ اگر دو شخص خارج یعنے غیر قابض گواہ لائین کسی شئے کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنے کے ایک ہی شخص سے پس پہلی تاریخ والا اُس چیز کا زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر گواہ لائین دونون مدعی جُدا جُدا شخصو نسے چیز مذکور کے خریدنے کے اور دونون تاریخ بھی بیان کرین تو یہ گواہ دونون کے آپس مین برابر ہین خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچھے ہو (یعنے وہ چیز دونونکو نصفا نصف پہنچیگی) اگر گواہ لاوے خارج (جو قابض نہین ہے) اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید کی تاریخ اس سے پہلے گواہون سے ثابت کرے یا خارج اور قابض گواہ لادین اسکے کہ یہ بچہ میرے جانور کا ہے اور میری ملک مین پیدا ہوا ہے یا دونون گواہ لائین ملک کے ایسے سبب پر جو مکرر نہین ہوتا (جیسے کہین کہ یہ کپڑا مین نے بُنا ہے یا پیڑ میرے لگائے ہین) یا خارج گواہ لائے مالک ہونیکے اور قابض اپنی خرید پر خارج سے گواہ پیش کرے (توان سب صورتون مین گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دونون ایکدوسرے سے خواہ تیسرے شخص سے خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنے دعوی پر گواہ پیش کرین اور تاریخ خرید مذکور نہو تو دونونکے گواہ ساقط ہین اور جس گھر کا دعوی ہے قابض ہی کے پاس رہیگا گواہونکی گنتی زیادہ ہونے سے دعوی کو ترجیح نہین ہوتی ہے (مثلاً ایک مدعی دو گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونون برابر ہین) ایک گھر کے پاس ہے اور عمرو نے

اُسکے آدھے کا دعوی کیا اور خالد نے سبکا اور دونون مدعی دو گواہ لائے قابض پر
تو عمرو کو چوتھائی گھر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گھر انہین مدعیون
(یعنے خالد اور عمرو) کے پاس تھا تو خالد کو جو کل کا دعویدار ہے وہ سب گھر ملے گا۔
اگر دو شخص گواہ لائین ایک چارپایہ کے جننے پر اپنے اپنے ملک مین اور دونون تاریخ بھی
بیان کرین تو وہ اُسکو دلایا جاوے گا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات نہ
پہچانی جاوے تو دونون مدعیون کو شرکت مین دلایا جاوے۔ دو خارج شخصون مین سے
ایک گواہ لایا کہ مجھ سے قابض نے یہ شئے چھین لی ہے اور دوسرا گواہ لایا کہ مین نے
قابض کو یہ شئے امانت دی ہی تو یہ دونون گواہ برابر ہین (یعنے کسیکو شئے مدعا بہانہ دلائی
جاویگی) جو شخص سواری پر یا کوئی کپڑا پہنے ہوئے ہے تو وہ ملک کے ثابت ہونے مین نسبت
لگام یا آستین پکڑنے والے کے زیادہ مستحق ہی (مثلاً زید ایک گھوڑے پر سوار ہی اور عمرو اُسکی لگام
پکڑے ہی اگر اُس گھوڑے کی ملکیت مین دونون جھگڑا کرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہے) اگر لدے ہوئے
اونٹ مین جھگڑا ہو یا ایسی دیوار مین جسپر چھت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کے
گھر سے ملی ہو تو ملک اُسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجھ کا یا کڑیون کا مالک ہی یا
جسکے گھر سے دیوار ملی ہوئی ہی۔ ایک شخص کے ہاتھ مین کپڑا ہی اور دوسرے کے ہاتھ مین اُسکا
کنارہ ہی اور دونون اُسکا دعوی کرتے ہین تو آدھا آدھا بانٹ دیا جاوے۔ ایک شخص کے
پاس ایک لڑکا ہی جو اپنا حال کہہ سکتا ہی (یعنے عاقل ہے) اور وہ لڑکا کہے کہ مین آزاد
ہون تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر کہے کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا کچھ
اپنا حال ہی بیان نکرے تو قابض ہی کا غلام ٹھیریگا (بشرطیکہ وہ مدعی ہو) ایک مکان مین اگر
کوٹھریان ایک کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹھری دوسرے کے قبضہ مین تو صحن اس مکان کا جھگڑے

کے وقت اُن دونون کو آدھا آدھا ملیگا۔ زید و عمرو نے دعوی کیا ایک زمین کا اور
زید نے پہلے اُس مین اینٹین بنائی تھین یا کچھ مکان بنایا تھا یا گڑھا کھودا تھا تو وہ
زمین زید کی ٹھیرے گی (یعنے جیسے گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہو جاتا
ہے اسی طرح یہ امور بھی قبض کے شاہد ہین)

باب۔ رشتہ کے ثابت ہونے کے بیان مین۔ زید نے ایک لونڈی بیچی اور مشتری
کے یہان چھ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہ بچہ مجھ سے ہے تو زید ہی کا
ٹھیریگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھیریگی اور زید بیع کو فسخ کرکے مشتری کے دام
پھیر دے (کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہین) اگرچہ مشتری بھی بائع کے دعوی کے ساتھ
یا اُسکے دعوی کے پیچھے کہے کہ یہ بچہ مجھ سے ہے اسیطرح اگر زید اس لونڈی کے مرنیکے
بعد اُس بچہ کا دعوی کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے (کہ اگر اُس وقت مین دعوی کریگا تو بچہ
اُسکا نہین ٹھیریگا) مشتری اگر لونڈی مذکور کو یا اُسکے بچہ کو آزاد کردے تو اُسکا آزاد
ہو جانا ثبوت نسب مین مرنیکے حکم مین ہے۔ اگر یہ لونڈی چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو زید کا
دعوی رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعوی رد نہین کیا جائیگا
جو شخص دو لڑکون توام مین سے ایک کا دعوی کرے کہ یہ میرا ہے تو دونون اُسی کے ٹھیرینگے
پس اگر مدعی دوسرے کو بیع کردے اور مشتری اُسکو آزاد کردے تو مشتری کا آزاد کرنا
باطل ہوگا (کیونکہ ایک کے دعوی سے دوسرے کا نسب بھی مدعی سے ثابت ہوگیا پس
اُسکی بیع باطل ٹھیری اسلیے آزاد کرنا باطل ہوا) زید کے پاس ایک لڑکا ہے اور زید نے
کہا کہ یہ عمرو کا لڑکا ہے اور پھر کہا کہ میرا ہے تو زید کا نہ ٹھیریگا گو کہ عمرو اُسکو اپنا لڑکا نہ بتاوے
ایک لڑکا ایک مسلمان اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہے کہ یہ میرا غلام

ہے تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھیرے گا۔ ایک لڑکا ہے جورو خاوند کے پاس جورو کہتی ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے دوسرے خاوند سے اور خاوند کہتا ہے کہ میرا لڑکا ہے دوسری بی بی سے تو دونوں کا ٹھیرے گا۔ مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اُسکے اولاد مشتری سے ہوئی پھر وہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دی گئی) تو مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو دے اور لڑکا آزاد ہے اگر یہ بچہ مرجاوے تو باپ (یعنی مشتری) اُسکی قیمت کا تاوان نہ دے اگرچہ وہ لڑکا کچھ مال چھوڑے (جو باپ کو وارث پہونچے) اور اگر باپ اپنے آپ اُسکو مار ڈالے تو البتہ اُسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کے دام اور بچہ کی قیمت بائع سے لیوے مگر اجرت صحبت کی نہ لیوے (یعنے غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اُسکی اُجرت بھی اگر مشتری سے مالک لے لے تب بھی مشتری بائع سے نہ لیوے)

کتاب الاقرار

اسمین اقرار کا بیان ہے۔ اقرار کہتے ہین اِس بات کی خبر دینے کو کہ غیر کا حق میرے اوپر ثابت ہے (جو شخص اقرار کرتا ہے اُسکو مقر کہتے ہین اور جسکا حق اپنے اوپر بتاتا ہے اُسکو مقر لہ بولتے ہین) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو یہ اقرار صحیح ہے گو مجہول ہو جیسے (یون کہے کہ مجھپر فلان شخص کا کچھ ہے یا کوئی حق ہے) پھر زبردستی اُس سے بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کردے کہ فلان چیز ہے (یعنی مجہول شئے کا اقرار کیا تو قاضی بہ جبر اُس سے پوچھے کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ حق اور چیز کی کچھ قیمت ہو) اور (اس باب مین) اگر (مقر اور مقر لہ مین اختلاف ہو یعنی) مقر کم بتاوے (اور) مقر لہ زیادہ تو مقر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا (اول ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلان کا میرے ذمے مال ہے اور جب بیان کیا تو ایکدرم سے کم کہا تو اسکا یہ کہنا

مانا نہ جائیگا (اسلیے کہ ایک درم سے کم کو عادت مین مال نہین کہتے) اگر بڑے مال یا بہت مال کا اقرار کرے تو مقدار نصابؔ لازم ہوگا اور بہت سے مالونکا کرے تو تین نصابین اور بہت روپے کہے تو دس روپے ہونگے اور اگر کہے کہ روپے ہین تعداد کچھ نہ کہے تو تین کا اقرار ہوگا اگر کذا درہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا وکذا (واؤ عطف کے ساتھ) اکیس کا اور تین بار کذا (دو واؤ عطف سے) ایک سو اکیس کا اور چار بار (تین واؤ عطف سے) ایک ہزار ایک سو اکیس کا (غرضکہ ایک کذا سے صرف ایک مراد ہے اور دوسرے کذا کو اسکے ساتھ بدون عطف ملادین تو اس سے دس مراد ہونگے اور مع عطف ملاوین تو بیس اور تیسرے کو اگر مع عطف ملاوین تو اس سئے اور چوتھے سے ہزار مراد ہونگے) اگر کہے کہ مجھپر یا میری طرف فلانے کا اسقدر ہے تو قرض کا اقرار ہے۔ اور اگر کہے کہ میرے پاس یا میرے ساتھ یا میرے گھر مین یا میرے صندوق مین یا میری تھیلی مین اسکا ہے تو اس کہنے سے امانت کا اقرار ثابت ہوگا۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے اوپر میرے ہزار روپے ہین اور عمرو نے کہا کہ انکو تول لے یا پرکھ لے یا مجھے انکے ادا کرنے کی مہلت دے یا مین نے تجھکو وہ ادا کر دیے۔ یا وہ دوسرے پر تجھکو اتروا دیے۔ ان سب کلمات سے ہزار پر عمرو کا اقرار ثابت ہوگا اور بغیر ضمیر کے اقرار نہوگا (مثلاً کہے کہ تول لے یا پرکھ لے اور انکو نہ کہے تو اقرار ثابت نہوگا) اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اتنے روزون مین ادا کرنا ہے اور مقرلہ کہے کہ بالفعل تجھکو دینا ہے تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل۔ مگر مقرلہ سے جو منکر وعدہ کا ہے وعدہ نہونے کی قسم لیجاویگی۔ ایک شخص کہے کہ مجھ پر سو اور ایک روپیہ تو سو سے بھی روپے مراد ہونگے (یعنے ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے ک

له یعنی دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونا ۱۲

عه یعنی مقر اس کلام ظاہر کرے گا تو مانا نہ جاویگا اور اگر زیادہ بتلاوے کہ ہم کام دو اتنی بھی تو اعتبار اسکے قول کا ہوگا ۱۲

سو اور ایک تھان ہے تو پوچھا جاویگا کہ سو سے کیا مراد ہے اسیطرح سو اور دو تھانونکے
اقرار مین البتہ سو اور تین تھانونکے اقرار مین سب تھان مراد ہون گے
ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلانے کے خشک چھوہارے ٹوکرے مین دینے ہین تو
ٹوکرے اور چھوہارے دونون کا اقرار ہوا (اور دونون دینے ہونگے) اور اگر
یون کہے کہ اُسنے مجکو گھوڑا طویلے مین دیا تھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا (نہ طویلہ) اور انگوٹھی
کے اقرار مین چھلہ اور نگینہ (دونون لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار مین اسکا پھل اور میان
اور پرتلہ داخل ہے اور چھپر کھٹ کے اقرار مین اسکی لکڑیان اور پردے اور پوشش
وغیرہ داخل ہین۔ اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینے ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ مجھپر تھان
ہے کپڑے مین تو دونون کا اقرار ہوا (یعنے کپڑے اور گٹھری پہلی صورت مین اور
تھان اور کپڑا دوسری صورت مین لازم ہونگے) اور دس مین ایک کپڑے کے اقرار سے
ایک کپڑا لازم ہوگا۔ اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین (اُس کے میرے اوپر ہین)
اور اس سے (یعنی پانچ مین پانچ سے) ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے[۵] اور اگر پانچ
کے ساتھ پانچ مراد ہین تو دس دینے ہونگے۔ اگر یون کہے کہ اُسکے مجھپر ایک روپیہ
سے دس تک ہین یا کہے کہ ایک روپیہ سے دس تک کے درمیان مین ہین تو نو دینے
ہونگے۔ اگر کہے کہ اُسکی زمین میرے گھر مین اس دیوار سے اُس دیوار تک کے درمیان
ہی تو دیوارین دونون داخل نہونگی۔ صحیح ہے اقرار حمل کا (مثلاً یون کہے کہ میری
لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہے) اور صحیح ہے اقرار واسطے حمل کے
(مثلاً کہے کہ فلان حمل کے لیے مجھپر سو روپیے ہین) اسمین یہ شرط ہی کہ کوئی ایسا سبب
بیان کردے جس سے وہ مال حمل کا ہو سکے (مثلاً کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سے

[۵] کیونکہ فقہا کے نزدیک ضرب سے زیادتی شئے کی نہین ہوتی جیسا کہ [illegible] مین ذکر ہوا

حمل کو پہونچتا ہو) اور اگر سبب نہ بیان کریگا تو حمل کے لیئے اقرار صحیح نہو گا اگر اقرار کرے کسی چیز کا اس شرط پر کہ مجکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہے تو وہ شئے اُس پر لازم ہو جاوے گی اور اختیار اقرار مین باطل ہو گا۔

باب۔ اقرار کی چیز مین سے کچھ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل مشروط کرنے وغیرہ کے بیان مین جس چیز کا اقرار کیا ہو اُسمین سے کسیقدر کو استثنا کرنا یعنی خارج از اقرار کر ڈالنا صحیح ہے بشرطیکہ اقرار کے ساتھ ہی خارج بھی کرے (مثلاً کہے کہ زید کے مجھپر دس روپیے ہین دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہوگا) اور اس صورتمین استثناء سے جسقدر بچے اُسقدر کا دینا لازم ہوگا (مثلاً مثال مذکور مین آٹھ روپیے دینے ہونگے) سبکا سب مین سی نکالنا نہین صحیح ہو (مثلاً کہے کہ ہزار میرے اوپر ہین ہزار کم تو صحیح نہوگا) جو چیزین نپتی ہین یا تلتی ہین انکو روپیون مین سے استثنا کرنا درست ہے اُنکے سوا اور چیزونکو نکالنا درست نہین (مثلاً کہے کہ مجھپر ہزار درہم ہین دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یون کہے کہ دس بکریان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین) اگر اقرار مین انشاءالله ملا دیگا تو اقرار باطل ہوگا۔ (اگر مکان کے) اقرار مین سے عمارت کا استثناء کرے تو صحیح نہین ہے یعنی دونون مقرلہ کے ہونگے۔ البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہی اور صحن تیرا ہی تو جیسا کہے گا ویسا ہی ہوگا۔ اور اگر کہے کہ اُسکے میرے اوپر ہزار روپیے ہین بابتہ قیمت غلام کے جو مین نے ابھی نہین لیا ہے پس اگر معین کر دیا غلام کو اور مقرلہ نے وہ غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہونگے اور اگر غلام نہ دیا تو کچھ نہین دینا ہوگا۔ اور اگر مقر نے غلام مقرر نہ کیا تو مقر پر ہزار واجب ہو گئے جس طرح یون کہنے مین

باب مین سے چیز کے استثنا کے بیان مین

کہ شراب یا سوٗر کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہین (تو ہزار دینے ہوتے اور مقر کو شراب یا سوٗر دینا نہوتا) اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب کے یا کہے کہ مجکو اُسنے ہزار قرض دیے تھے مگر وہ کھوٹے یا غیر مروج تھے تو اُسکو ہزار کھرے دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے مین نے اُس سے کھوٹے یا غیر مروج ہزار چھین لیے تھے یا اُسنے مجکو امانتاً دیے تھے (کہ اس صورتمین ویسے ہی دینے ہونگے) اور اگر (کہے کہ مجھپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت بطور غصب کے اور) ساتھ ہی کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر استثنا ٹھیر کیا تو معتبر نہوگا۔ جو شخص اقرار کرے کپڑے کے چھین لینے کا پھر عیب دار کپڑا لائے اور کہے کہ یہ چھینا تھا تو اُسکا قول معتبر ہوگا۔ اگر کہے کہ مین نے تجھ سے ہزار امانتاً لیے تھے اور وہ جاتے رہے اور مقرلہ کہے کہ تو نے چھین لیے تھے تو مقر کے ذمے پر ہزار ہوجائینگے اور اگر کہے کہ تو نے مجکو ہزار امانتاً دیے تھے اور وہ کہے کہ چھین لیے تھے تو اس صورتمین ہزار مقر کے ذمے عائد نہونگے (کیونکہ اس صورتمین مقرلہ کا دینا اُسکے اقرار سے ثابت ہی اور پہلی صورتمین مقر کا لینا ثابت ہے اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل ہی نہ امانت کی اسلیے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہی اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہے) اگر زید کہے عمرو سے کہ یہ چیز میری تیرے پاس امانت تھی سو مین نے لے لی اور عمرو کہے کہ امانت نہین تھی بلکہ میری ہی تھی تو عمرو اُس شئے کو زید سے لے لے (کیونکہ زید کے کہنے سے عمرو کا قبضہ ثابت ہے تو قابض کے حوالے کردینی پڑیگی پھر اگر زید کو دعوی ہو تو ثابت کرے) اگر زید کہے کہ مین نے اپنا اونٹ یا کپڑا اُسکو کرایہ دیا تھا پس یہ سوار ہوا یا پہنا اور مجکو پھیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہ میرا ہی تھا کرایہ پر نہین تھا تو زید کا قول

معتبر ہوگا۔ اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی نہین ہے بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہوگئے اور اُسیقدر یعنے ہزار عمرو کے اُسپر لازم ہوئے۔

باب بیان مریض کے اقرار میں

باب- مریض کے اقرار کے بیان مین- اگر بیمار مرض الموت مین کسی کے دین کا اقرار کرے تو اول اُسکے ترکہ مین سے صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اُسپر بیماری مین دوا اور خورونوش معمولی کے سبب ہوا ادا کیا جاویگا اور بعد اُسکے وہ ادا کرنا ہوگا جسکا اقرار کیا ہو۔ بیماری کی حالت مین مگر دونون میراث سے پہلے ادا کیے جائینگے (یعنے ترکہ وارثون مین اُسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سب طرح کے دَین ادا ہو چکین) بیمار اپنے وارث کے واسطے اگر اقرار کرے تو یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اُس اقرار کو سچا بیان کرین تو صحیح ہے اور غیر کے واسطے اقرار ہر حال مین صحیح ہے گو مریض کا سب مال اُسمین آجاوے۔ اگر اقرار کیا بیگانہ کے قرض کا پھر اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میرا لڑکا ہے تو لڑکا ہونا ثابت ہوجائیگا اور اقرار قرض باطل ہوگا۔ اگر بیگانی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اُس سے نکاح کرلیا تو اقرار اور نکاح دونون صحیح ہین۔ بخلاف ہبہ اور وصیت کے (کہ اگر بیمار بیگانی عورت کے لیے ہبہ یا وصیت کریگا اور پھر اُس سے نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور ہبہ یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کرے قرض کا اُس عورت کے لیے جسکو اپنی بیماری مین تین طلاقین دیچکا ہے تو عورت کو میراث اور اقرار مین سے جو کم ہوگا وہ ملے گا۔ اگر مقر نے ایک لڑکے پر اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین ہو تو اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسے شخص سے پیدا بھی ہوسکتا ہے اور لڑکا مقر کے کہنے کو سچ بتلاوے تو بیٹا ہونا اُسکا ثابت ہوجائیگا اگرچہ مقر بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثونکا میراث مین شریک ہوگا۔ مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا ماں یا بی بی یا آزاد کرنے والا

یعنے مولا بتا دے تو درست ہے اسیطرح عورت اگر کسیکو اپنا باپ یا ماں یا خاوند
یا مولا بتاوے تو درست ہی۔ لیکن عورت اگر کسیکو اپنا بیٹا بتاوے تو اُس مین یہ شرط
ہے کہ دائی کہدے کہ اس عورت سے پیدا ہوا ہے یا خاوند اُس عورت کو سچی کہے اور ان
صورتون مین سب مین شرط ہی کہ مقرلہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنیکے بعد مقرلہ اُسکو سچا بتاوے
تب بھی درست ہی مگر تصدیق کرنا شوہر کا زوجیت کو بعد موت زوجہ کے صحیح نہین اگر
اقرار کرے کسی رشتہ دار کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہوگا پس اگر مقر کا کوئی وارث
ہی مقرلہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تب تو مقرلہ وارث ہوگا اور اگر کوئی اور وارث ہی تو
یہ وارث نہوگا جسکا باپ مرگیا ہے وہ اگر اقرار کرے کسی کے واسطے اپنے بھائی ہونیکا تو مقرلہ
اُسکا وراثت مین شریک اور بھائی ٹھیر جائیگا مگر اُسکے باپ سے اُسکا رشتہ ثابت نہوگا
زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور زید کے ایک پر سو روپیہ آتے تھے اب ان مین سے
ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس سے پچاس روپیہ لے لیے تھے تو اُس لڑکے
کو اُن سو مین سے کچھ نہین ملے گا اور دوسرے کو پچاس دلوائے جاوینگے۔

کتاب الصلح

اس مین صلح کا بیان ہے صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہی جو دو شخصون مین جھگڑا دور کردے
ہر حال مین خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر۔ اگر مدعی
کو مال کا دعوی ہے اور مدعا علیہ دعوی کا مقر اور اس صورت مین مال مدعا بہا سے اور مال
پر صلح کرلے تو یہ صلح بیع کے حکم مین ہی اسمین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار عیب اور
رویت اور شرط کے احکام جاری ہونگے (مثلاً اگر زید عمرو کے مکان پر دعوی
رکھتا ہے اور عمرو اُسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوی سے باز رہے تو

کتاب الصلح

اسکے یہ معنے ہین کہ عمرو نے وہ مکان سو روپیے کو زید سے خریدا) صلح مین اگر بدل صلح (یعنے جس مال پر صلح ہوئی وہ) معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس چیز کے دعوی سے صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہوگی (جیسے دعوی کیا کسی حق یا کسی قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو درم معلوم ہین گو جس سے صلح کی یعنے قرض وغیرہ مجہول ہے) جس شئے کے دعوے سے صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی نکلے گی تو جسقدر حصہ رسد اسکے مقابل بدل صلح پڑیگا اُتنا مدعا علیہ مدعی سے لے گا اور کل چیز کا کوئی اور حق دار نکلے گا تو مدعا علیہ نے جو کچھ مدعی کو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل صلح اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوی تھا لے لے۔ صلح مین اگر مال کی جگہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیوے (مثلاً کسی دعوی کے عوض کوئی مکان اُسکے رہنے کو دیدے) تو یہ صلح اجارے کا حکم رکھتی ہے اس لیے اس مین شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو۔ اور باطل ہوگی یہ صلح دونون مین سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ چپ رہنے یا انکار سے ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق مین (کیونکہ قسم جو اُسپر لازم آتی ہے تو گویا اُسکا عوض دیتا ہے) اور مدعی کے حق مین معاوضہ ہے پس اگر صلح کرے دعوی سے سکوت یا انکار کی صورت مین تو شفعہ ثابت نہوگا اور اگر اسی صورت مین گھر پر صلح کرے (یعنے صلح کا بدل گھر ہو) تو شفعہ ثابت ہوگا (اس لیے کہ یہ گھر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے ہے) جس اسباب مین جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا نکلے اسطرح مین (کہ صلح سکوت

یا انکار مین تو مدعی) اُس مستحق سے جھگڑ سکتا ہی اور مدعا علیہ اول سی جو بدل صلح
لے چکا ہے پھیر دے اور اگر تھوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اُسیقدر کی خصومت اُس سے
کر سکتا ہے اور اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے
کل کی صورتمین کل دعوی پیش کرے اور بعض کی صورتمین بعض بدل صلح کا جاتا رہنا
مدعی کے سونپنے سے پہلے دوسرے کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہی۔ دونوان صورتمین
یعنے اگر مدعا علیہ مقر ہو اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہی
اُسکا حکم ہی اور جسطرح سکوت اور انکار کی صورت مین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اُسکے
جاتے رہنے کا ہی) **فصل** مال کے دعوی اور نفع کے دعوی اور جنایت کے دعوی سی صلح
درست ہی خواہ جنایت جان بوجھکر ہو خواہ بھول کر لیکن حدود مین صلح درست نہین (کسیکا نقصان کرنا)
(اسلیے کہ خدا تعالےٰ کا حق ہے) نکاح کے دعوے اور دوسرے کو اپنا غلام بنانے کے
دعوی سے بھی درست ہی اور ان دونون صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہے اور دوسری
بمنزلہ آزادی کے ہی مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہو اپنے مالک
کیطرف سے ایک شخص کو جان کر مار ڈالے تو اُسکا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شئی پر
نہین صحیح ہے (کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اُسکے مالک کو چاہیئے کہ صلح کرے) اور
ایسے غلام کا غلام اگر کسیکو جان کر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنے غلام کیطرف سی صلح
کر سکتا ہی (کیونکہ اُسکا غلام تو مال تجارت سے ہے جسکی اُسکو اجازت ہے) چھینی ہوئی
چیز اگر غاصب کے پاس سے ضائع ہو اور اس سے مالک اُسکی قیمت سے زیادہ پر
یا کسی اسباب پر صلح کرے تو صحیح ہے اگر دو شریکوںمین سی تو انگر شریک شرکت کے
غلام کو آزاد کر دے پھر دوسرا شریک نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کرے تو نہین صحیح ہی (کیونکہ

فصل

شریک کا حق نصف سے زیادہ مین نہین) اگر کسیکو صلح کرنیکے لیے اپنی طرف سے وکیل کرے اور وکیل صلح کرے تو وکیل پر بدل صلح جسپر اُسنے صلح کی لازم نہوگا بلکہ اُسکے موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن بھی ہو تو اُسکے ذمہ پر لازم ہوگا۔ اگر وکیل موکل کیطرف سے بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہے بشرطیکہ ضامن ہو بدل صلح کا یا نسبت کرے صلح کی اپنے مال کیطرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہے کہ مین نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعی کو دیدیے اگر یہ شرطین نہ ہونگی تو صلح موقوف رہیگی موکل کی اجازت پر اگر اجازت دی تو لازم ہو جائے گی مدعا علیہ موکل پر اور نہین تو باطل۔

باب۔ قرض واجب الادا سے صلح کرنے کے بیان مین۔ اُس چیز سے صلح کرنا جو عقد دین مین لازم ہوئی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہے نہ بمنزلہ معاوضہ کے۔ اگر صلح کرے ہزار سے پانسو پر یا ہزار پر یا کچھ وعدے کے ساتھ تو صلح صحیح ہے اور اگر ہزار درہم قرض سے اشرفیون پر یا کچھ وعدے کے ساتھ صلح کی۔ یا وعدہ والے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھے درمون پر اُسی وقت مین یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہین (کیونکہ سفید رنگ والے اُسکا حق نہ تھے جو بعض لیتا اور باقی چھوڑ دیتا) جسکے کسی پر ہزار روپیہ ہون اور وہ مدیون سے کہے کہ اگر تو کل کو آدھے ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر کل ادا نکرے تو بری الذمہ نہوگا۔ زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال کا اقرار قاضی کے سامنے نہین کرونگا جبتک تو کچھ نہین چھوڑیگا یا مہلت ندیگا تو اُسپر صلح صحیح ہے پس جب اقرار کردے عمرو تو زید اُسکو مہلت دے یا کچھ قرض

فصل

چھوڑے شرط کے موافق **فصل** اگر قرض دو کی شرکت کا ہے اور اُنمین سے ایک
نے اپنے حصہ سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا نصف قرضہ
مدیون سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لے لے ہان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی
حصہ قرض کا تو منزلہ آدھے کپڑے دینے کے ہوگیا۔ ان دونو نمین سے اگر ایک اپنا حصہ
قرضدار سے وصول کرے تو اُسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب دونون قرضدار سے
باقی کا مطالبہ کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار سے کچھ خریدلے تو یہ مشتری
دوسرے شریک کے واسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ دار ہوگا۔ باطل ہے صلح و بیع
سلم والون مین سے ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اُسپر جو اُسنے راس المال دیا ہو
(صورت اُسکی یہ ہے کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پھر زید نے
خالد سے صلح کی کہ جو مین نے تجکو دیا تھا اُسکو پھیر دے مین سلم کی چیز کے حصے
درگذرا تو یہ صلح صحیح نہین ہے) کسیکے وارث اگر آپس مین سے ایک وارث کو کچھ اسباب
عوض مال منقول یا غیر منقول کے دے کر ورثہ سے علحدہ کردین یا سونے کے بدلے
مین چاندی دیکر یا اسکے برعکس پر تو یہ صلح صحیح ہے خواہ عوض بہت ہو اُسکے حق سے
خواہ تھوڑا اگر ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونون ہون اور وارث مذکور کو صرف
چاندی یا روپیہ یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج ازمیراث کرین تو درست نہوگا
جبتک کہ بدل صلح اُس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اُسی جنس مین سے
حصہ پہونچے کہ اس صورت مین یہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کے عوض ہوجاویگی
جس سے صلح کی ہے (اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربوا لازم آویگا کہ بہت سا سونا یا چاندی
تھوڑی کے مقابل ہوجاویگی) زید مرا اور لوگون پر اپنا قرض چھوڑ گیا اب زید کے وارثون نے

ایک کو کچھ دے کر علحدہ کر دیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہے تو یہ باطل ہی (اسلیے کہ یہ صورت مدیون کے سوا اور لوگونکو دین کے مالک کرنیکی ہے جو درست نہین) اور اگر وارث مذکور سے یہ شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدارونکو اپنا حصہ معاف کر دے تو درست ہے (اس لیے کہ اس صورت مین دین کا مالک اُنہین کو کرے گا جنکے ذمے پر قرض ہے اور یہ صورت جائز ہے۔)

کتاب المضاربۃ

اس مین عقد مضاربت کا بیان ہے. مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہے جس مین مال ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی (اول کو رب المال یعنی مالکِ مال کہتے ہین اور دوسرے کو مضارب یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنے والا) مضارب یعنی محنت والا اصل مال مین تصرف سے پہلے امین کے حکم مین ہی (یعنی اگر مال جاتا رہیگا تو اُسکو دینا نہ پڑے گا) اور بعد تصرف کے وکیل کے حکم مین ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک ہے نفع کا اور عقد مضاربت فاسد ہونے کے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور درصورت نافرمانی (صاحب مال کے) غاصب کا حکم رکھتا ہی اور درصورت شرط کرنے سب نفع کے اپنے واسطے قرض لینے والے کے حکم مین ہی اور درصورت شرط ہوئے تمام نفع کے ربالمال کے لیے سرمایہ لینے والے کے حکم مین ہے۔ صحیح نہین ہے مضاربت مگر اُس مال مین جس مین شرکت صحیح ہے (جیسے درہم اور دینار ہین) اسیطرح اگر نفع کی شرکت حصہ سے نہوگی (یعنی آدھون آدھ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ تب بھی مضاربت درست نہوگی) پس اگر ایک کے واسطے شرط کیگئی حصہ سے دس روپیہ زیادہ تو مضارب کو اُسکی محنت ضرور ملیگی اور وہ مزدوری مشروط سے زیادہ نہ دیجائیگی (نفع

رب المال کا ہوگا) جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو فاسد کر دیتی ہے (جیسے یہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گھر رہے کہ اپنی مضارب نے آدھے نفع کو اپنی محنت اور گھر کے کرایہ کے عوض کر دیا یہ معلوم نہوا کہ کام کے عوض کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہو وہ عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ خود وہ شرط باطل ہے جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمے ہے (نہ رب المال کے) رب المال مال مضارب کو دیدے پھر مضارب کو اختیار ہے کہ اس مال سے خرید و فروخت کرے نقد دن اور قرضون اور اصالتًا اور وکالتًا اور وطن مین اور سفر مین اور دوسرے کو سرمایہ دیدے تجارت کے واسطے اور کسی کو امانت سونپ دے (یہ سب ہوا اسکو جائز ہین) نکاح نکرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سے اور نہ اپنا کسیکو مضارب بنائے مگر رب المال کے حکم سے یا اُسکے یون کہدینے سے کہ اپنی عقل سے کام کر اور اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین بتادیا ہو تو اُس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاوز نکرے اور نہ خریدے اُس غلام لونڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے آزاد ہو جائے (یعنے رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نہ خریدے (اسیطرح جو خود اُسکے مالک ہونیسے آزاد ہو جائے اُسکو بھی نہ خریدے بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم ہوتی ہو (اسلیے کہ اُسوقت اگر خریدیگا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب آزاد ہو جائیگا) بلکہ اگر خریدیگا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید صحیح ہے (کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہے اور نفع ابھی معلوم نہین ہوا ہے تو مضارب غلام کا مالک ہی نہین ہے جو وہ آزاد ہو جائے) پس اگر ایسے غلام کے خریدنیکے بعد

نفع ظاہر ہو تو یہ غلام آدھا یعنے مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو ضمان
دینا نہوگا (کیونکہ اپنے اختیار سے اُسنے آزاد نہین کیا) اب یہ غلام اپنی آدھی قیمت
جو رب المال کا حصہ ہے اُسکو کما دے۔ اگر مضارب کو ہزار روپیے دیے آدھون
آدھ نفع پر اور اُس نے اس قیمت کی ایک لونڈی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ
برابر ہزار روپیہ کے تھا اب مضارب نے اپنے توانگر ہونے کا حال مین دعوی کیا کہ یہ لڑکا
میرا ہی اور لڑکے کی قیمت ڈیڑھ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہوگئی تو وہ لڑکا رب المال
کے واسطے سوا ہزار کما دے یا رب المال چاہے تو اسکو آزاد کر دے پس اگر رب المال
نے ہزار روپیے لڑکے سے لے لیے تو (مضارب رب المال کو آدھی قیمت لونڈی کے پانسو روپیے
اور دے کیونکہ یہ لڑکا نفع مین تھا لیکن اصل مال سے مشتبہ تھا جب قیمت اُسکی پانسو
زیادہ ہوگئی تو اُسکے نفع ہونیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپے اس لڑکے
سے لے لیے تو اُسکے اصل مال ہونیکی جانب کو ترجیح ہوگئی کیونکہ مضارب کے معاملہ مین
پہلے راس المال لیتے ہین اب لونڈی بالکل نفع مین رہی اس لیے) مدعی نسب یعنے
مضارب ضامن ہوگا نصف قیمت لونڈی کا (اور ڈھائی سو بابت قیمت لڑکے کے
بھی ادا کرے کہ اُسکی قیمت جو پانسو زیادہ ہوگئے تھے وہ بھی نفع مین شمار ہونگے۔
فائدہ۔ جاننا چاہیئے کہ اس مسئلے مین مضارب کے توانگر ہونیکی جو قید ہے اُسکا یہ
نفع ہی کہ اگر مفلس ہوگا تو بطریق اولی قیمت لڑکے کا ضامن نہوگا اور شرکت کے غلام کے
آزاد کرنے مین آزاد کرنے والا اگر توانگر ہو تو ہو سکتا ہی کہ دوسرا شریک اس سے اپنے
حصہ کے دام بھر لے لیکن اس صورت مضاربت مین سوا لڑکے سے اپنا حصہ کموانے یا
اُسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہین یعنی مضارب سے اُسکا تاوان لینا نہین

ف

کیونکہ مالک ہوجانا مضارب کا اس لڑکے کو بسبب دعوی نسب کے ایک امر لابدی
ہی کچھ مضاربت کے کرنے سے نہین ہوتا تاکہ اسکو قیمت دینی پڑے بخلاف نصف قیمت لونڈی
کے کہ یہ ضمان تصرف کے سبب سے ہے اور تصرف مضاربت کے کرنے پر منحصر ہے)

باب مضارب کے مضاربت کرنے کے بیان مین

باب ـ مضارب کے مضاربت کرنے کے بیان مین ـ اگر مضارب اپنی طرف سے
کسیکو بلا اذن رب المال کے مضارب کرے تو راس المال کا ضامن نہوگا جب تک
کہ دوسرا مضارب عمل نکرے (اور جب دوسرا مضارب عمل بیع و شرا کا کرے تو مضارب
اول مال کا ضامن ہوجائیگا) اگر رب المال کے حکم کرنے سے زید مضارب نے عمرو کو تہائی
نفع پر مضارب کیا اور زید سے رب المال نے کہدیا کہ جو کچھ خدا نفع دے وہ ہم تم مین آدھون
آدھ ہی لیس جو نفع ہوگا اسمین سے آدھا رب المال کا اور چھٹا حصہ زید مضارب اول کا
اور تہائی عمرو مضارب ثانی کا ہوگا اور اگر یون کہا تھا کہ جو کچھ اللہ تعالی تجکو نفع دے
وہ ہم تم مین آدھون آدھ ہی تو عمرو کو تہائی اور باقی دو تہائی اُن دونون مین (یعنی
رب المال اور مضارب اول مین) آدھون آدھ بٹ جائینگی ـ اور اگر رب المال نے
زید سے یون کہا کہ جو تو نفع پاوے وہ ہم تم مین آدھون آدھ ہوگا اور مضارب اول
مضارب ثانی کو نصف نفع پر مال دے تو آدھا نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدھا رب المال
اور مضارب اول مین نصفا نصف بٹجاویگا (یعنے ہر ایک کو چوتھائی ملیگا) اور اگر رب المال
نے مضارب اول سے کہدیا کہ جو اللہ نفع دے اسمین سے مین آدھا لونگا اور مضارب مال
دوسرے کو نصف نفع پر دے تو اس صورت مین نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب
دوم کو اور مضارب اول کو کچھ نہ ملیگا ـ اور اگر پہلا مضارب دوسرے مضارب کے لیے
دو تہائی نفع شرط کرلے ـ اور رب المال کا آدھا نفع بدستور ہی تو پہلا مضارب دوسرے

کیواسطے چھٹے حصے کا ضامن ہوگا (کیونکہ رب المال جب آدھا لے لیگا تو دوسرے مضارب کو دو تہائی سے چھٹا حصہ کم پہونچے گا یہ مقدار مضارب اول کو اپنے پاس سے دینی ہوگی) اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اُسکے غلام کی اس شرط سے کہ غلام بھی اُسکے ساتھ کام کرے اور تہائی اپنے واسطے ٹھیراوے تو درست ہے رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دار الحرب کو چلے جانے سے مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔ مالک کے برطرف کرنے سے مضارب معزول ہو جاتا ہے اگر اُسکو برطرف کرنا معلوم ہو جاوے پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اس حال مین کہ مال مضاربت اسباب تھا تو مضارب اُسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف پھر نکرے۔ اگر رب المال اور مضارب دونون عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت لوگون پر قرض ہو اور نفع بھی ہو تو حاکم مضارب سے بزور قرضدارون پر تقاضا کراوے اور اگر نفع اُس تجارت مین نہو تو تقاضے کا جبر اُسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سے تقاضا کرنے کا رب المال کو وکیل کردے۔ دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر اور مبیع کی قیمت مشتری سے لینے پر۔ جو مال مضاربت سے جاتا رہے وہ نفع سے لیا جاویگا۔ اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو وہ دینا نہوگا۔ اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو دونون نے بانٹ لیا ہے پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرلے جو بچے اُسے دونون پھر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نکرے یعنی اصل مال کم رہے تو مضارب پر دینا نہ آویگا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ کردیا بعد اسکے از سر نو عقد مضاربت کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا

نفع اس مین نہین لگایا جاوے گا (کیونکہ یہ تو نیا عقد ہے)

فصل عقد مضاربت مالک کو بضاعت کے طور پر مال دیدینے سے نہین ٹوٹتا ہی
(یعنی اگر مضارب مال مالک کو دے یہ کہکر کہ اسمین جو نفع ہو سب مجکو دینا تو مضاربت
نہ جاویگی) اگر مضارب سفر کو جاوے تو اُسکا کھانا پینا پہننا سواری سب مال مضاربت کے
صرف سے ہوگی۔ اور اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہ سب خرچ اپنے مال مین سے اُٹھائے جیسے خرچ
بیماری دوا وغیرہ (شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک
وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سے مضارب کے صرف مین آیا پھر جو نفع رہے اُسے
بانٹ لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہے) اگر مضارب کوئی چیز خریدیہ نفع سے بیچے تو جو کچھ
اُسپر صرف ہوا ہی جیسے دُھلائی رنگائی ڈھلائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہے کہ اتنے
کی خرید ہی اور یہ صرف ہوا ہی اور یہ نفع لونگا اور جو کچھ اپنی ذات پر صرف کیا ہی اُسکا اسمین
حساب نہ لگائے۔ اگر ڈھلائی یا دُھلائی مضارب اپنے پاس سے دے اور اُس سے مالک نے
کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا (مالک کے
ذمہ یہ خرچ نہ ٹھیریگا) اگر تھان کو مضارب سُرخ رنگائے تو جسقدر قیمت رنگ کے سبب سے
بڑھجاویگی اُسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کے واسطے سفید تھان کی قیمت کا ذمہ دار ہوگا۔ اگر مضارب
نے ہزار روپیہ مالک سے آدھون آدھ نفع پر لیے پھر اُنسے کپڑا خریدکر دو ہزار کو بیچا۔ اور اون
دو ہزار سے غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے وہ دونون ہزار جاتے رہے تو
بائع کو مضارب اور مالک دونون ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک اکہزار اور دے (کیونکہ
ہزار نفع کے دونون کی شرکت مین تھے اور ہزار صرف مالک کے تھے غرضکہ مالک پندرہ سو سے
[illegible] غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہی اور باقی تین حصے مال مضاربت کا

نہ رہیگا اور اصل مال ڈہائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈہائی ہزار صرف ہوئے
یعنی پندرہ سواب دیے اور ایک ہزار پہلے دیے تھے) اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت
پر بیچے تو نفع دو ہزار پر لے (کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے) اگر مضارب نے رب المال
سے ایک غلام ہزار کو خرید ا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے کے وقت
مضارب کہے کہ پانسو کو پڑا ہی (اسپر نفع لیتا ہون) اگر مضارب کے پاس ہزار ہین آدھون آدھ
نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہی اور اس غلام نے براہ خطا
یعنے نادانستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خونبہا تین چوتھائی مالک کے ذمہ ہوگا
اور ایک چوتھائی مضارب کے ذمے اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب
کی ایک روز (کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہی اور اسی حساب سے دونونکی ملک مین ہے)
مضارب کے پاس ہزار ہین اور اُنسے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار
تلف ہو گئے تو مالک کو دینے ہونگے اور اگر پھر جاتے رہین تو اور دینے ہونگے اور اصل مال
ٹھیرینگے سب جسقدر دیے ہین۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون اور رب المال سے کہے
کہ تو نے مجکو ایک ہزار دیے ہین اور ایکہزار نفع کے ہین اور رب المال کہے کہ مین نے
تجکو دو ہزار دیے ہین تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ ایک کے پاس ہزار ہین اور کہتا ہی کہ یہ مضاربت
کے ہین آدھون آدھ نفع پر اور اُن سے ہزار نفع کے ملے ہین اور مالک کہے کہ یہ سرمایہ تجارت
کے ہین (یعنے نفع مین تجکو شرکت نہین ہے) تو مالک ہی کا قول معتبر ہے۔

کتاب الودیعۃ

اسمین امانت سپرد کرنے کا بیان ہی۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہی کہ دوسرے کو اپنے
مال پر قبضہ کرا دے تا کہ وہ مال کو بچائے رکھے (اور اُس شخص [illegible]

کتاب الودیعۃ

مال اُسکے پاس چھوڑتے ہین وہ ودیعت کہلاتا ہے اور وہ اُسکے پاس امانت رہتا ہی کہ اُسکے جاتے رہنے سے وہ تاوان نہ دیگا۔ امین کو اختیار ہے کہ امانت کی محافظت خود کرے یا اپنے گھر والونکے پاس رکھدے پس اگر انکے سوا کسی اور کو سونپے گا تو درصورت جاتے رہنے امانت کے ضامن ہوگا۔ البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا ڈوبنے کے خوف سے دوسرے کشتی والے کو سونپ دیگا تو بروقتِ تلف ضامن نہوگا اگر مالک نے امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے نہ دی یا اپنے مال مین ملالی کہ اُسکی پہچان نرہی تو امین اُسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود ملگئی ہے اسکے ملانے کے تو اُس امانت مین دونون شریک ہوجائینگے۔ اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنے خرچ مین لاوے اور اسکی جگہ ویسی ہی اور ملادے تو سبکا ضامن ہوگا (اس لیے کہ اُسنے اپنے مال کو مال امانت مین خلط کردیا) اگر امانت مین ایسی تعدی کری کہ ضمان دینا آوے پھر وہ تعدی دور ہوجاوے تو ضمان بھی موقوف ہوجائیگا (جیسے کسی اجنبی کو امانت سونپ دے پھر اس سے لے لے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکہ لینے والے کے (کہ یہ دونون اگر اس قسم کی تعدی کرین تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان اُنکو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنے کے بعد انکار کے (یعنے مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا پھر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کی صورت مین ضمان دینا ہوگا) امین کو جائز ہے سفر کرنا ساتھ امانت کے اگر مالک نے منع نہ کیا ہو اور خوف جاتے رہنے کا بھی نہو۔ اگر دو شخص مل کر امانت سونپین تو امین اُنمین سے ایک کو اُسکا حصہ نہ دے جبتک کہ دوسرا حاضر نہو۔ اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم ہوسکتی ہے تو دونون کو چاہیئے کہ آدھی آدھی تقسیم کرکے ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی

محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اُسکا ضامن ہوگا۔ بخلاف اُس امانت کے جو بٹ نہین سکتی (کہ اُسین ضامن نہوگا) اگر سونپنے والا امین سے کہے کہ اُسکو اپنے کنبے والون کو نہ دینا یا اُسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکھنا اور امین نے ایسے شخص کو سپرد کی جسکے دیے بدون چارہ نہین (جیسے بی بی یا نوکر) یا اُس مکان کی کسی اور کوٹھری مین اُسکی محافظت کی اور امانت ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر بے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان مین حفاظت کی تو ضامن ہوگا۔ غاصب کا امین درصورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین (یعنے اگر کسی نے کسیکی چیز چھین کر امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی آویگی اور اگر عمرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف ضامن نہوگا) زید کے پاس ہزار ہین عمرو کہتا ہے کہ یہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہی کہ میری اور زید کہتا ہے کہ دونون کے نہین ہین اور قسم نہین کھاتا تو یہ ہزار بکر اور عمرو کے ٹھیرینگے اور ایک ہزار زید کو اور دینے ہونگے اور بکر اور عمرو انکو بھی آدھون آدھ لیوین (کیونکہ ہر ایک نے ایک ایک ہزار کا دعوے کیا تھا اور دونو کے دعوی کے انکار پر اُس نے قسم نہ کھائی)۔

کتاب العاریۃ

اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہے۔ عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے نفع کے مالک کردینے کو بغیر عوض کے (یعنے کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا اور اُس سے کچھ عوض نہ لینا) ان الفاظ سے عاریت صحیح ہوجاتی ہے یہ چیز مین نے تجکو عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجکو دیا یا اپنا کپڑا پہننے کو تجکو دیا یا [illegible]

کتاب العاریۃ

سواری سوار ہونیکو تجکو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیرے رہنے کو ہے یا میرا گھر عمر بھر تیرے رہنے کو ہے۔ عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز پھیر لے۔ اگر ہلاک ہو جائے بغیر تعدی کے تو مانگنے والا ضامن نہو گا۔ منگنی کی چیز کو کرایے دینا اور گروی رکھنا صحیح نہین ہے مثل امانت کے۔ اگر کرایہ دی اور جاتی رہے تو ضمان دینا ہو گا جسکے پاس منگنی ہے وہ دوسرے کو منگنی دیسکتا ہی ایسی چیزین جو استعمال کرنے والے کے بدلنے سے مختلف نہون (جیسے گھر کا رہنا یا غلام کی خدمت اور جو چیز مستعمل کے اختلاف سے مختلف ہو جائے جیسے گھوڑے کی سواری کا اُسکا دوسرے کو عاریت دینا نہین صحیح ہے) اگر مالک عاریت کسی وقت خاص یا نفع خاص سے مقید کردے (مثلاً کہدے کہ فلانے دن اس سے نفع لینا یا فلان کام مین لانا) یا دونون کی قید کردے تو مانگنے والا اُس قید سے تجاوز نکرے اور اگر کوئی قید نہین ہے تو ہر نفع ہر وقت لے سکتا ہے۔ روپیہ اشرفی اور کیل کی چیز (جیسے گیہون وغیرہ) اور تول کی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار کی (جیسے انڈے اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہے (کہ اُسکو خرچ کر کر اور دیدینا صحیح ہے اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا مین سے نہو تو بعینہ اُسیکو واپس کرنا چاہیئے۔ مثلاً اگر کپڑے یا ہتھیار ہون اُنہین کا پھیر دینا ضرور ہوگا) مکان بنانے یا درخت لگانے کے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہے اور مالک کو پھیر لینے کا اختیار ہے اور مانگنے والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو اور اگر عاریت کا وقت مقرر نہ کیا تو تاوان کچھ ندے لیکن اگر کسیوقت تک عاریت تھی اور اُس سے پہلے پھیر لینا چاہے تو کچھ مکان وغیرہ اُکھڑنے سے مانگنے والے کا نقصان

ہوگا مالک کو دینا پڑیگا - اگر کھیتی کرنے کے لیے زمین عاریت دی توجبتک کھیتی کا
وقت نہ آوے نہین پھیر سکتا خواہ وقت معین کیا ہو خواہ نہ کیا ہو چیز کے واپس کرنے
مین جو خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنے والے کے ذمہ ہے اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ
مین ٹھیکہ دینے والے کے ذمے اور غصب مین چھیننے والے کے ذمہ اور گرو مین گرو رکھنے والے
کے ذمے - اگر مستعیر یعنے عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ
مین پہونچا دیا یا غلام کو مالک کے گھر پہونچا دیا تو مستعیر بری الذمہ ہوا بخلاف غاصب اور
امین کے (کہ غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دینا ضرور ہے) اگر مستعیر نے
اپنے غلام یا اپنے نوکر درماہہ دار کے ہاتھ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھ بھیجدیا تو بری
الذمہ ہو جائیگا بخلاف اجنبی کے ہاتھ بھیجنے کے (کہ اس صورت مین اگر ضائع ہو گی
توضمان دینا ہوگا) جس کو زمین عاریت دی گئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے
اطمینان مالک کے لکھدے کہ تو نے اپنی زمین مجکو عاریت دی -

کتاب الہبۃ

اسمین ہبہ کا بیان ہے - ہبہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز پر کسیکو مفت بلاعوض مالک
کردے (جو چیز دیتا ہے اُسکو واہب کہتے ہین اور جسکو اُسکا مالک کرتا ہے اُسکو موہوب لہ
کہتے ہین - اور جس چیز کو ہبہ کرتا ہے وہ موہوب کہلاتی ہے) ہبہ اُسوقت درست ہے
کہ واہب کیطرف سے ایجاب ہو اور موہوب لہ اُسکو قبول کر کے قبضہ کر لے) ہبہ کے
ایجاب کے یہ الفاظ ہین کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دے ڈالا یا مینے یہ کھانا
کھانے کے لیے تجھے دیا یا اُسکو تیرا ہی کر دیا یا یہ چیز عمر بھر کو تجھے دی یا ہبہ کی نیت سے
یہ کہا کہ سواری مین نے سوار ہونے کو تجھے دی یا یہ کپڑا تجھے پہنا دیا یا مرا گھر

تیرے لیے ہبہ ہے اسمین رہیو۔ اور اگر یون کہیگا کہ میرا گھر رہنے کو ہبہ ہی یا ہبہ کا رہنا ہے تو ان دونون لفظون سے ایجاب نہوگا (ایجاب کے بعد) درستی ہبہ کے لیے موہوب لہ کا قبول کرنا چاہیئے۔ اور قبضہ اسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہے اور بعد مجلس کے حکم اُس کا ضرور ہے۔ ہبہ کرنا ایسی چیز کا درست ہی جو واہب کے قبضہ مین تقسیم ہوکر آگئی ہو اور (اگر) مشترک چیز جو تقسیم نہین ہوسکتی (جیسے کنوان اور چھوٹا حمام وغیرہ مین سے کوئی حصہ ہبہ کرے تو درست ہی) اور جو تقسیم ہوسکتی ہی اُسمین سے کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کرکے موہوب لہ کے حوالہ کریگا تو درست ہوجائیگا (مثلاً ایک مکان کئی شخصون مین مشترک ہے اور اُنمین سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلاتقسیم ہبہ کردیا تو درست نہوگا۔ ہان اگر شرکا سے تقسیم کرکے اپنا حصہ علحدہ کرلیا اور ہبہ کیا تو درست ہوگا) اگر گیہونکے اندر آٹا ہبہ کیا تو صحیح نہین گو اُسکو پیس کر حوالے کرے۔ اسیطرح تلونکے اندر کا تیل اور دودھ کے اندر کا گھی ہبہ کرنا صحیح نہین۔ جو چیز ہبہ کی ہے اگر وہ شئے موہوب لہ ہی کے پاس ہے تو بغیر قبضہ کے مالک ہوجائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین۔ اگر باپ اپنے بچہ کو ہبہ کرے تو فقط ایجاب سے ہبہ پورا ہوجائیگا (یعنے باپ ہی کا قبضہ بچے کیطرف سے کافی ہے)۔ اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دے تو اُسکے ولی یا مان کے قبضہ کرنیسے یا اجنبی کے جسکی گود مین بچہ ہی ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کرنا جانتا ہو تو اُسکے قبض سے تمام ہوجائیگا۔ اگر دو آدمی ایک گھر کسی شخص کو ہبہ کردین تو صحیح ہے نہ برخلاف اسکا (یعنے ایک آدمی کو ایک گھر دے بلا تفصیل حصص کے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک کا [illegible] نہین ہے۔ دس روپیون کو دو فقیرون پر تصدق کرنا

اور ہبہ کرنا صحیح ہے دو توانگر پر صحیح نہین کیونکہ دو فقیرونکو دینا ایسا ہی ہے جیسا فقیر
کو سب دیا کہ نیت خدا کیواسطے ہوتی ہے بخلاف توانگرونکے کہ اُسمین نیت اُنہین
کے دینے کی ہے اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلاتعین درست نہین) ۔

باب ہبہ پھیر لینے کے بیان مین

باب - ہبہ پھیر لینے کے بیان مین - صحیح ہے دیکر پھیر لینا لیکن پھیرنے
سات امر منع کرتے ہین (جو دمع خزقہ (سے سمجھے جاتے ہین) د سے تو وہ زیادتی مراد ہے
جو موہوب چیز سے جدا ہو سکتی ہو جیسے زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنوانا یا جانور
موہوب کا موٹا ہو جانا (کہ اس صورت مین ہبہ نہ پھیریگا) اور م سے مراد ہے مرنا ایک کا
واہب اور موہوب لہ مین سے (کہ اگر کوئی مر جائیگا تو ہبہ واپس نہوگا) اور ع سے
عوض مراد ہے (جو ہبہ کے عوض مین واہب نے موہوب لہ سے لیا ہے) اگر موہوب لہ
واہب سے کہے کہ تو اپنی ہبہ کا عوض یا بدل یا اُسکے مقابلہ مین یہ چیز مجھ سے لے لے اور
وہ لے لے تو اختیار موہوب کے پھیر لینے کا واہب کو نرہیگا - اور اگر کوئی اجنبی جو موہوب لہ
نہین ہے ہبہ کا بدلہ دیدے تو جائز ہے اور واہب کو اب بھی اختیار نرہے گا -
اگر عوض دینے کی صورت مین آدھا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدھا عوض پھیر لے اور
اگر عوض مین آدھا کسی اور کا نکلا تو واہب آدھا موہوب واپس نہین لے سکتا جب تک
کہ موہوب لہ دوسرا نصف بھی نہ واپس کرے - اگر آدھے موہوب کا بدلہ پہنچ گیا تو باقی
آدھے کا پھیر لینا صحیح ہے اور خ سے مراد ہے موہوب کا خارج ہو جانا موہوب لہ
کی ملک سے (کہ یہ بھی مانع واپسی ہے) اگر موہوب لہ نے آدھا موہوب بیچ ڈالا تو واہب
آدھا باقی پھیر لے سکتا ہے جسطرح کہ اگر بالکل نہ بیچا ہو تو پھیر سکتا ہے اور ز سے
مراد زوجیت ہے (یعنے موہوب لہ کا خاوند یا جورو ہونا) [illegible]

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھ ہبہ کیا پھر اس سے نکاح کیا تو ہبہ پھیر سکتا ہی نہ اسکے
عکس مین (یعنے پہلے نکاح کرے اور پھر اُسکو کچھ دے تو نہین پھیر سکتا اور م) ق
سے مراد قرابت ہے۔ پس اگر اپنے ذی رحم محرم کو کچھ دے تو پھیر نہین سکتا اور ہ سے
مراد ہلاک ہے (یعنے موہوب کا موہوب لہ کے پاس سے جاتا رہنا کہ اس سے
بھی ہبہ واپس نہوگا) اگر موہوب لہ دعوی کرے کہ موہوب جاتا رہا تو اُسکا کہنا
معتبر ہوگا۔ پھیر لینا جب ہی صحیح ہے جب دونون واہب اور موہوب لیہ راضی ہون
یا حاکم حکم کرے (کیونکہ دے کر پھیر لینا مسئلہ مختلف فیہ ہی پس ان دوامرون سے ایک کا
ہونا ضرور چاہیئے تاکہ جائز ہونے کی جانب قوت پکڑے) پس اگر عین موہوب
تلف ہوگیا اور پھر اُسکا کوئی مستحق پیدا ہوا اور موہوب لہ نے مستحق کو موہوب کے
بدلہ مین تاوان دیا تو یہ تاوان واہب سے وصول نہین کرسکتا۔ ہبہ کرنا عوض لینے
کی شرط پر ابتدا مین تو ہبہ کا حکم رکھتا ہے یعنی شرط ہی کہ واہب موہوب لہ دونون
عوضون پر قابض ہوجاوین اور اگر موہوب مشترک بے تقسیم ہوگا تو یہ معاملہ باطل
ہوگا (جیساکہ ہبہ کا حال ہے) اور انتہا مین یہ عقد بیع کا حکم رکھتی ہی پس پھیر سکتا
ہے بسبب عیب اور خیار رویت کے اور (اگر موہوب گھر یا زمین ہوگی تو پڑوسی
کو) حق شفعہ پہونچ سکتا ہے (جیسے بیع مین پہونچ سکتا ہے)

فصل

فصل جسنے حاملہ لونڈی کو ہبہ کیا اور اُسکا حمل ہبہ نہ کیا اس شرط پر لونڈی کو
ہبہ کیا کہ مجکو پھیر دیدینا یا اُسکو آزاد کردینا یا ام ولد کرلینا یا گھر ہبہ کیا اس شرط پر
کہ تھوڑا اسمین سے مجکو پھیر دینا یا تھوڑے کا عوض دینا تو (ہبہ) صحیح ہی اور استثناء
اور یہ سب شرطین باطل ہین۔ اگر قرضخواہ قرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو وہ قرض

تیراہی یا تو اُس سے بری الذمہ ہے یا کہے کہ مجکو آدھا قرض ادا کردے تو باقی آدھا تیرا ہے یا تو اس سے بری الذمہ ہے تو یہ قول باطل ہے (اس لیے کہ دونون صورتون مین قرض کے ہبہ کرنے کو شرط پر مشروط کیا ہے اور وہ درست نہین) صحیح ہے ہبہ عُمریٰ مُعمَرلہٗ کے واسطے اُسکی زندگی تک اور اُسکے مرنے کے بعد اُسکے وارثون کے واسطے عُمریٰ اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا گھر کسیکو اُسکی زندگی تک دیوے اور جب وہ مرجاوے تو مالک کو پھیر دیا جاوے۔ یون کہکر ہبہ صحیح نہین کہ اگر مین تجھسے پہلے مرجاؤن تو یہ چیز تیری ہے اور اُسکو فقہا کی اصطلاح مین رُقبےٰ کہتے ہین صدقہ کا حکم ہبہ کا سا ہے کہ صحیح نہین ہوتا بغیر قبضہ کے اور بھی نہین صحیح ہوتا ایسی شئے مشترک مین جو تقسیم کے قابل ہے مگر صدقہ کو مثل ہبہ کے پھیر لینا صحیح نہین ہے (کیونکہ صدقہ تو خدا کے واسطے ہے نہ ہبہ)

کتاب الاجارۃ

اسمین ٹھیکہ اور کرایہ دینے کا بیان ہے۔ اجارہ کہتے ہین ایک نفع معلوم کو بیچنا چیز معلوم کے بدلے مین اور جو چیز قیمت ہوسکتی ہی وہ اجرت اجارہ کی بھی ہوسکتی ہی ٹھیکے کی مدت کے بیان کردینے سے نفع معلوم ہوجاتا ہی جیسے گھر مین رہنے یا زمین کی کھیتی کرنے مین (ایک سال یا دو سال مقرر کردیے تو گھر کا یا زمین کا نفع مجہول نرہا بلکہ معلوم ہوگیا) تو بڑی چھوٹی مدت دونون مقرر کرنا صحیح ہے مگر وقفونکے اجارہ مین تین برس سے زیادہ مدت مقرر نہ کیجاویگی۔ اجارہ کی چیزونکا نام لے دینے سی بھی نفع معلوم ہوجاتا ہی جیسے رنگائی یا سلائی کے لیے اجارہ کرنا اور ڈھلائی وغیرہ مین اشارہ کرنیسے نفع معلوم ہوجاتا ہی مثلاً یون کہنا کہ اس غلہ کو ۔۔۔ لیجا ۔۔۔ وہان ۔۔۔

اجیر یا مزدور فقط عقد اجارے سے اجرت کا مستحق اور مالک نہین ہوتا بلکہ چار صورتون
سے ہوسکتا ہی یا اجرت بلا شرط پہلے دیدیجاوے یا پیشگی اجرت کی شرط ہوجاوے یا کام
تمام کر چکے یا مستاجر اجارہ کی چیز پر قادر ہوجاوے (مثلاً اگر گھر رہنے کو کرایہ دیا اور
کرایہ دار نے اپنے قبضہ مین کرلیا تو گو اسمین نرہے مگر مالک مستحق کرایہ کا ہوگا) اگر کپڑ
وغیرہ کے لیے مزدور کیا اور اُس کو اُس سے کسی نے چھین لیا تو اُسکی مزدوری
ساقط ہوجاویگی - گھر کا یا زمین کا مالک کرایہ دار سے کرایہ روز وصول کرسکتا ہی
اور اونٹ والا اپنے اونٹ کا کرایہ ہر منزل پر پہونچکر لے سکتا ہی اور دھوبی درزی
اپنے کام سے فراغت ہوکر اور نان بائی روٹی تنور سے نکالکر پس اگر روٹی تنور سے
نکالے اور وہ جلی ہو تو مزدوری اُسکی دینی ہوگی اور روٹی کا تاوان اُسکے ذمہ نہین ہی اور روٹی پا
تنور بانکالنے پر اور خشت ساز بعد تیار کرنے اور کھڑا کرنے اینٹ کے لے سکتے ہین جسکے
کام کا اثر معین شے مین قائم ہو جیسے رنگریز اور دھوبی (کہ اُنکے رنگنے اور دھونے کا اثر یعنے
رنگ اور سفید ہونا کپڑے مین موجود ہوتا ہے) تو وہ اپنی مزدوری کے بدلے مین اُس شے
معین کو روک سکتا ہی پس اگر بعد روکنے کے وہ شے تلف ہوگئی تو اُسکی قیمت دینی نہ آویگی
اور مزدوری بھی نہ ملیگی - اور جسکے کام کا اثر قائم نہو اُسکو اُس شے کا روکنا مزدوری کیواسطے
نہین صحیح ہی (جیسے بلے دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کیلیے چیز کو روکنے کا اختیار
نہین) اگر مزدور سے ٹھیر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ دوسرے شخص کو اپنی جگہ مزدور
نہین کرسکتا اور اگر یہ شرط نہین ہے تو درست ہی - اگر ایک کو مزدور کیا اپنے
گھر والون کے لانے کے واسطے اور بعض اُن مین مرگئے اور مزدور باقیون کو
لے آیا تو اُسکو مزدوری حصہ رسدی ملیگی (یعنے مردونکا حصہ کم ہوجائے گا) اگر کو

مزدور کیا عمرو کے پاس خط لیجا کر جواب لانے پر یا کھانا لیجانے پر اور عمرو کے مرجانے کے سبب سے زید خط یا کھانا لوٹا لایا تو زید کو مزدوری نہین ملے گی۔

باب۔ اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جن مین اختلاف ہے اُنکے بیان مین

صحیح ہی گھرون اور دُکانونکا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اُس کام کے جو اُن مین کیا جاویگا اور کرایہ دار کو اختیار ہے کہ جو کام چاہے اُن مین کرے مگر یہ کہ لوہار یا دھوبی یا آٹا پیسنے والے کو اُن مین نہ رکھے (کہ اُنکے رکھنے سے عمارت کو نقصان پہونچتا ہی) کھیتی کے واسطے زمین کا کرایہ لینا صحیح ہے بشرطیکہ اُسمین جو شئے بووے اُسے بیان کر دے یا یون کہدے کہ جو چاہونگا بوؤنگا۔ زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانے کے واسطے بھی صحیح ہے پس جب ٹھیکہ کی مدت گذر جائے تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو اُکھیڑ لے اور زمین کو خالی کر کر دیدے لیکن اگر مالک زمین اس عمارت یا درخت کی وہ قیمت ادا کر دے جو اُکھیڑنے کے بعد ملے اور آپ اُسکا مالک ہونا چاہے (تو اس صورتمین اُنکا اُکھیڑنا ضرور نہین) یا عمارت و درخت رہنے دینے پر راضی ہو جاوے تو اب درخت اور عمارت مستاجر یعنی ٹھیکہ لینے والے کے ہونگے اور زمین موجر یعنے ٹھیکہ دینے والے کی اور رطبہ کا حکم درخت کا سا ہی۔ اگر کھیتی تیار نہین ہوئی ہی اور مدت ٹھیکہ کی پوری ہوگئی تو ٹھیکے کے نرخ پر پکنے تک زمین مین رہنے دیجاویگی۔ چارپایہ کا ٹھیکہ واسطے سوار ہونے کے اور لادنے کے درست ہی اور کپڑے کا واسطے پہننے کے پس اگر ٹھیکہ مین سوار یا پہننے والے کا نام نہین لیا ہی تو دوسرے کو بھی سوار کر سکتا ہی اور اگر سوار یا پہننے والیکو معین کر دیا پھر دوسرے کو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر ضمان دینا آوے گا۔ اسیطرح حال ہے ہر چیز کا جو استعمال کرنیوالے کے اختلاف

اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جن مین اختلاف ہے اُنکے بیان مین

[illegible]

مختلف ہوجاتی ہو۔ جو چیز ایسی نہین ہے اُسمین قید لگانا باطل ہو جیسے قید کرے کہ گھر
مین فلان شخص ہی رہے تو اُس کا کچھ اعتبار نہین مستاجر جسکو چاہے رکھے۔ جانور
کے ٹھیکے مین اگر بوجھ کی قسم مقرر کردے جیسے گیہون کی گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا
اس سے ہلکی اور چیز کے لادنیکا اختیار ہی نہ زیادہ نقصان کرنیوالی چیز کا جیسے نمک
(کہ یہ گیہون سے بھاری ہے) اگر سواری دوسرے کو پیچھے بٹھا لینے سے مرگئی تو مستاجر کو
نصف قیمت دینی ہوگی۔ اور اگر مقرر بوجھ سے زیادہ کرنے کے سبب مرگئی تو جسقدر
زیادہ کیا اُسی کے موافق اوا کرنی ہوگی۔ اگر مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اُتار لینے
یا پالان باندھنے یا ایسے زین باندھنے سے کہ اُس جیسے جانور پر نہ باندھتے ہون
یا جو راہ ٹھیر گیا تھا اُسکو چھوڑکر دوسرا اختیار کرنے سے بشرطیکہ دونون راہون
مین فرق ہو (یعنے دوسرا زیادہ یا سخت ہو) یا جنگل کے واسطے کرایہ کیے ہوئے جانور
کو دریا مین لادنے سے ہلاک ہوجاوے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود
کو پہونچا دیا تو جو کرایہ ٹھیرا تھا وہی دینا ہوگا۔ اگر گیہونکی کھیتی ٹھیری تھی اور رطبہ
بو یا۔ تو جو کچھ رطبہ بونے سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہوگی۔ اگر
کُرتا سینے کو کہا تھا اور قبا سی دی تو کپڑے کی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا
کی سلائی دستور کے موافق دے کر قبا ہی لے لے تب بھی صحیح ہے۔

باب۔ اجارہ فاسد کے بیان مین۔ اجارہ فاسد ہوجاتا ہے (اُس) شرط سے (جو
عقد کے خلاف ہو) اور اس صورتین اگر مزدور کام کریگا تو جیسا کام کریگا ویسی ہی مزدوری
ملے گی مگر جو پہلے ٹھیری تھی اُس سے زیادہ نہوگی۔ اگر مکان کرایہ لیا ر دیہ مہینے
فقط ایک مہینہ کے لیے صحیح ہے مگر یہ کہ بیان کردے سب مہینونکو۔ جس مہینے کی

باب اجارہ فاسد کے بیان مین

ایک ساعت بھی رہیگا تو اُس مہینہ کا کرایہ صحیح ہو جائیگا۔ اگر مکان ایک سال کے
واسطے کرایہ لیا تو صحیح ہے گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے۔ شروع مدت ٹھیکہ کی عقد کے
وقت سے ہے پس اگر جسوقت چاند دیکھا اُسوقت عقد کیا تب تو مہینے در مہینے کا حساب
رہیگا اور جو نہین تو دنو نکا حساب رہیگا۔ پچھنے لگانے اور حمام مین نہلانے کی اُجرت لینی
درست ہے مگر مادہ پر نر کے ڈالنے کی مزدوری لینی درست نہین۔ اسیطرح اذان کہنے
کی مزدوری اور حج کرنے کی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم فقہ
کے سکھلانے کی مزدوری ناجائز ہے مگر اس زمانہ مین فتویٰ اسپر ہے کہ قرآن
سکھلانے کی مزدوری صحیح ہے اسلیے کہ لوگو نکو مفت سکھانیکی توفیق نہین رہی اور
گانے اور نوحہ کرنے اور ستار اور دف وغیرہ بجانے پر مزدوری لینی درست نہین زمین
مشاع کا اجارہ فاسد ہے (یعنی آدھی یا تہائی غیر معین کو اجارہ دے تو فاسد ہے)
لیکن اگر شریک کو دے جسکے پاس باقی ہے تو درست ہے۔ دایہ کا نوکر رکھنا اُجرت معلوم
پر صحیح ہے اور کھانے پہننے پر رکھنا بھی صحیح ہے۔ دایہ کے خاوند کو اُسکے صحبت کرنیسے
نہ منع کرے پس اگر دایہ حاملہ ہو جاوے یا بیمار ہو جاوے تو عقد اجارہ فسخ ہو جاویگا اور دایہ کو لڑکے
کی خوراک کا درست کرنا لازم ہے پس اگر لڑکے کو بکری کا دودھ پلائیگی تو مزدوری
نہ ملیگی۔ اگر سوت دیا کہ آدھے کا کپڑا بُن دے اور آدھا بُنائی مین لے یا مزدور کیا کہ میرا
اناج فلان جگہ پہونچا دے اور اُس مین سے سیر بھر لینا یا مجھکو کسیقدر آٹے کی روٹی
آج ایکدرم کے بدلے مین پکا دے یہ سب جائز نہین۔ اگر زمین ٹھیکہ مین لی اس شرط پر کہ
اُسمین ہل جوتونگا اور کھیتی کرونگا یا اُسکو پانی دونگا اور کھیتی کرونگا تو صحیح ہے
پس اگر شرط کرے کہ زمین پھیرتے وقت پھر ہل جوتیو یا مکرر ہل جوتیو یا اُس مین نالی

عدم جواز اجرت بر اذان و حج و تعلیم فقہ

کھود دیجیو یا کھات ڈالیو یا اُجرت اُسکے ٹھیکے کی یہ مقرر کی کہ اس زمین کے عوض مین اپنی زمین مجکو زراعت کے لیے دینا تو یہ سب صورتین صحیح نہین جیسے اپنی گھر مین رہنے کے کرایہ کے عوض کرایہ دار کا گھر رہنے کو لے تو یہ بھی درست نہین۔ اگر مزدور کیا اُس اناج کے اُٹھانے کے واسطے جو اُسکی اور مزدور کی شرکت مین ہی تو اُسکو مزدوری نہ ملیگی جیسے راہن کا مرتہن سے مرہون چیز کا کرایہ لینا ہی (یعنی زید نے اپنا گھر عمرو کے پاس رہن رکھا پھر عمرو سے کرایہ کو لیلیا تو یہ صحیح نہین ہی اور کرایہ عمرو کو نہین پہونچتا) اگر زمین ٹھیکہ مین لی اور یہ بیان نہ کیا کہ اسمین کھیتی کرونگا یا کون سی چیز بوؤنگا پھر اُس مین کھیتی کی اور ٹھیکہ کا وقت گذر گیا تو جو اُجرت ٹھیری تھی وہی دینی ہوگی اگر سواری کو مکہ معظمہ تک کرایہ کیا اور یہ نہ مقرر کیا کہ کیا لادونگا پھر جیسا لوگ لادتے ہین موافق دستور کے اُسپر لادا اور سواری ہلاک ہوگئی تو قیمت کا ضامن نہوگا اور اگر اُس نے مکہ شریف تک پہونچادیا تو جو ٹھیرا تھا وہ دینا ہوگا۔ اگر موجر اور مستاجر مین جھگڑا ہو زمین کے بونے یا جانور کے لادنے سے پہلے یون کہ مستاجر کسی چیز کو بونا یا لادنا چاہے اور موجر اور چیز کو یا کم لادے اور یہ دونون قاضی کے پاس جھگڑا لیجاوین تو قاضی عقد اجارہ توڑدے تاکہ فساد رفع ہوجاوے۔

باب۔ اجیر کے ضامن ہونے کے بیان مین۔ اجیر مشترک وہ ہی جو کسی خاص شخص کا کام نکرے (بلکہ جو چاہے اُس سے کام لے) اور مستحق مزدوری کا نہین ہوتا جب تک وہ کام کر ندے جیسے رنگریز یا دھوبی اور اسباب اُسکے پاس امانت رہتا ہی (یعنی ہلاک ہونے پر تاوان ندیگا) جو چیز اجیر کے کام سے تلف ہوجاوی جیسے کپڑا دھوبی کے [illegible] کے پھسلنے سے خواہ جس رسّی مین بوجھ باندھا ہو اُسکے ٹوٹنے

اجیر کے ضامن ہونیکے بیان مین

سے اسباب ٹوٹ جاوے یا ملاح کشتی کو کھینچ لے اور اسلیے کشتی ڈوب جاوے تو جتنا
مال کا نقصان ہوگا اسکا تاوان ان صورتون مین لیا جاویگا مگر وہ آدمی کہ اُس کشتی
کے ڈوبنے سے ضائع ہوگئے ہون اُنکا تاوان نہین لیا جاویگا۔ پس اگر مزدور سے
مٹکا جسکے اُٹھانے کے واسطے مزدور ہوا تھا راہ مین ٹوٹ جاوے تو مزدور اُسکی قیمت
مالک کو وہان دیوے جہان سے مٹکا اُٹھایا تھا اور اس صورت مین مزدوری اُسکو
نہ ملیگی یا وہان سے دے جہان ٹوٹا ہے اور مزدوری اُسقدر لے جتنی راہ طے کر چکا تھا
پچھنے لگانے والا اور فصد کھولنے والا جانورون خواہ انسانونکا اگر پچھنے لگانے خواہ
نشتر مارنے مین معمولی جگہ سے فرق نکرین تو تاوان نہ دینگے خاص مزدور اپنی مزدوری
کا مستحق ہوجاتا ہے جب سے کہ مدت اجارہ مین کام پر مستعد ہوجاوے خواہ اُس
سے کام لیا جاوے یا نہ لیا جاوے جیسے کسیکو خدمتگاری کے واسطے
یا بکریان چرانے کے واسطے نوکر رکھا اور یہ مزدور تاوان نہ دے اُس چیز کا جو اُسکے
پاس سے تلف ہوجاوے یا اُسکے کام کرنیسے جاتی رہے۔ صحیح ہے دوسری مزدوری
مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسرے وقت کے اعتبار سے پہلی شرط
مین (یعنی یہ اجارہ دو مزدوری کا دو طرح کے خواہ دو وقتون کے کامون پر درست
ہے مگر اجرت موافق شرط اول کے دینی آتی ہے مثلاً اگر درزی سے کہے کہ اگر
اس کپڑے کی قبا بے فارسی سیئے گا تو ایک روپیہ اور اگر رومی قبا سیئے گا تو آٹھ
آنے دونگا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سیئے تو ایک روپیہ مزدوری
دے اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سیئے تو جو اُسکی مزدوری کا دستور ہے
وہ دینا ہوگا آٹھ آنے دینے نہونگے اسیطرح اگر یون کہا کہ اگر آج سیئے گا تو ایک

ایک نسخہ مین بجائے دوسرے کے ہے

کل سیئ ویگا تو آٹھ آنے تو اُس دن سیے گا تو ایک روپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز
سیے گا تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے) ایسا ہی حال ہے
دکان اور حجرے مین (مثلاً کہے کہ اگر دکان مین درزی کو بٹھائیگا تو اُسکا کرایہ ایکروپیہ
اور اگر لوہار کو بٹھائیگا تو دو روپیے پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھائیگا تو ایک
روپیہ کرایہ کا ہوگا اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھائیگا تو کرایہ مثل یعنی دستور کے
موافق لازم آویگا نہ دو روپیے) اسیطرح چارپایہ مین دوسری اجرت باعتبار مسافت
کے یا بوجھ کے مقرر کرنی درست ہے (جیسے کہے کہ اگر مکے تک لیجاوے یا دس من
لاوے تو ایک روپیہ اور اگر طائف تک لیجاوے یا پانچ من لاوے تو آٹھ آنے تو اگر پہلی
شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھیرے ہوئے کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے موافق
کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا نہ جو ٹھیرا تھا) جس غلام کو خدمت کے واسطے حالت
اقامت مین اجیر مقرر کیا اُسکو سفر مین ساتھ لیجانا صحیح نہین ہے بغیر پہلے سے شرط
کر لینے کے (اگر سفر کی شرط بھی کر لی تو لیجانا درست ہے) مستاجر غلام ممنوع العمل
کو اُسکی خدمت کے عوض مین جو اجرت دے وہ اُس سے واپس نہ لے (صورت
اُسکی یہ ہے کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام سے منع کر دیا ہے اجیر کیا اور
کام لیا اور مزدوری دیدی پھر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کی طرف سے
تو اب زید مزدوری پھیر نہین سکتا) زید نے ایک غلام عمرو سے چھین لیا پھر اُس سے
مزدوری کرا کر اُسکی کمائی کھا گیا تو واپس کرنا اُس اجرت کا زید پر نہ آویگا۔ اگر غلام
ممنوع کا مالک مزدوری جو اُس نے کی اُس غلام کے ہاتھ مین موجود پاوے تو
لے سکتا ہے۔ صحیح ہے غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا لے لینا (یعنی مستاجر اگر

غلام کے حوالے کر دے اور وہ قبضہ کر لے تو بری الذمہ ہو جائیگا) اگر غلام کو دو مہینے کے واسطے اسطرح نوکر رکھا کہ ایک مہینہ چار روپیہ پر اور ایک مہینہ پانچ پر تو صحیح ہی پہلے مہینہ میں چار اور دوسرے میں پانچ لازم ہونگے (پہلے میں پانچ اور دوسرے میں چار نہیں ہو سکتے) اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپس میں اختلاف کریں مستاجر کہے کہ تو نے جو غلام ٹھیکے میں دیا تھا وہ بھاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجر کہے کہ ایسا نہیں ہوا تو دیکھا جاویگا کہ اگر جھگڑے کے وقت واقع میں بھاگا ہوا ہے یا بیمار ہے تو مستاجر کا قول معتبر ہوگا اور جو نہیں تو قول موجر کا۔ کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا۔ کرتے یا قبا کے سینے میں اور سرخ یا زرد رنگنے میں اور مزدوری لازم ہونے یا نہونے میں (صورت اخیرہ یہ ہے کہ مستاجر کہے کہ یہ کام تو نے اس کپڑے میں مفت کیا ہی اور اجیر کہے کہ اجرت کے عوض میں یہ میں نے کیا ہے تو مالک کا قول معتبر ہوگا)*

باب۔ ٹھیکہ توڑنے کے بیان میں۔ ایسے عیب کے سبب جو نفع لینے سی مانع ہو اور کرایہ کے مکان کے خراب ہو جانے سے اور کھیتی کی زمین اور پنچکی کے پانی بند ہونے سے اجارہ فسخ ہو جاتا ہے۔ اگر عاقدین میں سی ایک بھی مر جاوے درصورتیکہ اجارہ اپنی ذات کیواسطے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہو جاویگا اور غیر کے واسطے عقد کیا تھا جیسے وکیل اور وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہے تو فسخ نہوگا۔ ٹوٹ جاتا ہی اجارہ خیار شرط اور خیار رویت سے (مثلاً کہے کہ مجکو تین روز تک اختیار ہی چاہوں رہنے دوں چاہوں توڑ ڈالوں یا یہ کہے کہ جب دیکھوں تو مجکو اجارہ توڑ ڈالنے کا اختیار ہے) اور اجارہ عذر سے بھی فسخ ہو جاتا ہے اور عذر اسکو کہتے ہیں کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اسپر ضرور نہیں چاہے مثلاً

پڑھی ... مالک ... مستاجر کا ... نہ ہوگا

باب ٹھیکہ توڑنے کے بیان میں

کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑھ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور کیا پھر درد جاتا
رہا یا ولیمہ کا کھانا پکانے کے واسطے مقرر کیا پھر عورت نے اُس سے خلع کر لیا یا دُکان
تجارت کے واسطے کرایہ لی پھر مفلس ہو گیا یا دُکان کرایہ پر دی پھر اُسکے ذمہ قرض
لازم ہو گیا ظاہر مین یا اُسکے بیان سے یا اُسکے اقرار سے اور سوائے اُس دُکان
کے اور کچھ مال اُسکا نہین یا جانور سفر کے لیے کرایہ کیا پھر ایسی کوئی بات نکل آئی
کہ سفر اُسکو نہ کرنا مصلحت ہو اِن سب صورتون مین فسخ اجارہ کر سکتا ہے
اگر جانور کرایہ دینے والے کو کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین
توڑ سکتا (کیونکہ دوسرے کو اپنی جگہ جانور کے ساتھ بھیج سکتا ہے) ؟ -

مسائل متفرقہ

مسائل متفرقہ - اگر منگنی کی زمین یا ٹھیکہ مین لی ہوئی زمین کی کھیتی جلا دی اور
اُسکے سبب سے دوسرے کی زمین کی کھیتی بھی جل گئی تو اُسپر تاوان نہین آویگا
(اگر ہوا نہ ہو گی اور جلانے کے وقت ہوا تھی تو تاوان دینا ہو گا) اگر درزی یا رنگریز
اپنی دُکان مین کسیکو بٹھالے تاکہ کام کر دے اور نصف اُجرت لے صحیح ہے
اگر اونٹ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اُسپر کجاوہ رکھے اور دو سواریان بٹھلاوے تو صحیح ہی
اور اُسکو اختیار ہے کہ ایسا کجاوہ رکھ لے جو مروج ہو مگر اس کجاوہ کا دیکھ لینا بہتر
ہے تاکہ پھر بکھیڑا نہو چھوٹے بڑے مین اگر توشہ کے لادنے کے لیے کرایہ کیا
اور مقدار توشہ کی معین کر دی تو اگر اُسمین سے کچھ کھالے تو اتنا ہی اور اُسکے
عوض رکھ سکتا ہی - صحیح ہے اجارہ کرنا اور اُسکا فسخ کرنا اور کھیتی کرنا اور سینچنے کا
معاملہ کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی صفت و
[illegible] کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی وقت

کی طرف نسبت کرکر (مثلاً کہے کہ مین نے ٹھیکہ کیا مہینے کے شروع سے یا
سال کے شروع سے وعلے ہذا القیاس دوسری چیزین) بیع اور بیع کی اجازت
درصورت کسی اجنبی کے بیع کرنے کے اور فسخ کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت
اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور خلع مال سے اور بری الذمہ
کرنا قرض سے ان امور کو کسی اور وقت کیطرف مضاف کرنا نہین صحیح ہے (مثلاً
یون کہنا کہ کل سے مین بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دونگا وغیرہ)۔

کتاب المکاتب

اسمین مکاتب کا بیان ہے (اور مکاتب وہ غلام ہے جس سے مالک نے اُسکے
آزاد کرنے کے لیے کچھ روپیہ ٹھیرالیا ہو کہ اتنا دیدے تو تو آزاد ہے) کتابت مین
غلام تصرف پر قادر ہونے کی راہ سے تو فوراً اُسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور ذات کے
اعتبار سے انجام کو آزاد ہوتا ہے جبکہ کتابت کا بدلہ ادا کردے زید اگر اپنے چھوٹے
غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہے مال کے عوض مین بالفعل یا مدت ٹھیرا کر یا قسطون کے
ساتھ مکاتب کرے اور وہ قبول کرے تو صحیح ہے۔ اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ
مین نے تیرے ذمہ ہزار کیے انکو تو قسطون مین ادا کردے جنمین سے اول قسط اتنی
ہو اور آخر اتنی لیس اگر تو اُن کو ادا کردے تب تو آزاد ہے اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک
کے تصرف سے نکلجائیگا نہ اُسکی ملک سے (یعنی غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ
کرسکتا ہے اور روپیہ کما سکتا ہے) مالک اگر لونڈی مکاتبہ سے صحبت کری یا اسپر
یا اُسکے لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے (مثلاً اُسکو مار ڈالے یا ہاتھ
پائون توڑ ڈالے) خواہ مکاتبہ کا مال تلف کرے تو ان صورتون مین مالک کو

دینا آویگا - اگر زید اپنے مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سور یا قیمت اس مملوک کے یا بدلے مین ایسی شئے کے جو اُس مملوک کی ملک نہو یا عوض سو روپیہ کے اس شرط پر کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین الیس دے یہان سب صورتون مین کتابت باطل ہو جائیگی پس اگر ادا کر دے غلام وہ شراب تو آزاد ہو جائے گا اور اپنی قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شرط سے کم (ہوگی تو کم نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجا دیگی - اگر ایک جانور کے بدلے مین مکاتب کیا (اور اسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دے) تو (کتابت) صحیح ہے گو وصف اُس جانور کا نہ بیان کیا جاوے - صحیح ہے مالک کافر کا غلام کافر کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے مین اور انمین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو مالک کو قیمت شراب کی پہونچے گی اور شراب کے لے لینے سے بھی آزاد ہو جائیگا ۔

باب - جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہے اور جنکا درست نہین اُنکے بیان مین - مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہے گو مالک نے شرط کر دی ہو کہ شہر سے نہ نکلنا اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب دوم نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونیسے پہلے ادا کر دیا تو اُسکی ولا مالک کو پہونچے گی اور نہین تو مکاتب اول کو - مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے اور ہبہ کرنا اور ادنے چیز کے سوا تصدق کرنا اور کسیکا ضامن ہونا اور قرض دینا اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کے عوض مین ہو اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کر دینا اپنے غلام کا درست نہین - باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق ... [illegible] مین ... مذکورہ سابق مکاتب نہین کرسکتا ہے وہ باپ ...

باب ان افعال کے بیان مین جنکا کرنا مکاتب کو درست یا نادرست

بچہ کے مملوک سے اور وصی اپنے موصی کی اولاد صغیر کے مملوک سے بھی نہین کرسکتا) مضارب اور شریک کو امور مذکورہ مین سے کسیکا اختیار نہین ہے اگر زید مکاتب اپنے باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہوجائینگے (یعنی کتابت اول مین داخل ہونگے اور مکاتب کے ساتھ آزاد ہوجائینگے) اور اگر بھائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے تو مکاتب نہونگے۔ اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدکرے جو اُسکی زنی نی تھی غیر شخص کی مملوک اور اُس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب ہوجائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدے تو اُسکا بیچنا صحیح ہے اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنے تو لڑکا مکاتب ہوجائیگا اور جو کمائی اُسکی ہوگی وہ باپ کو ملیگی۔ اگر مکاتب اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کردے پھر دونون کو مکاتب کردے اور اُن سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا مان کی کتابت مین داخل ہوکر مکاتب ہوجائیگا اور اُسکی کمائی مان کو ملیگی۔ اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی دانست مین اپنے آپ کو آزاد جانتی ہے نکاح کیا اور اُسکے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ کسی اور کی لونڈی ہے تو وہ لڑکا اُسیکا غلام ٹھیریگا جسکی لونڈی ہے۔ اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خریدکر اس سے صحبت کرین پھر وہ کسی اور کی نکلے یا خرید فاسد سے خریدی تھی اور صحبت کرنیکے بعد وہ واپس ہوگئی تو صحبت کی اُجرت دونون مسئلے مین مالک کے ذمے محسوب ہوگی اور بے اجازت مالک کے نکاح کرکر صحبت کی ہوگی تو اُسمین جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب کی آزادی کے بعد اس سے وصول کیا جائیگا فصل اگر مکاتب لونڈی کے مالک سے اولاد ہوئی تو مکاتب ہی رہیگی (یعنے [illegible]

فصل

اور اگر بدلِ کتابت ادا نہو تو ام ولد ٹھیریگی۔ اگر کوئی شخص اپنے مدبر یا ام ولد کو مکاتب کرے تو صحیح ہے اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا عوض آزاد ہوجاویگی مگر مدبر دو ثلث اپنی قیمت کے وارثونکو کما دیگا اور اگر مالک فقیر ہوکر مرگیا ہو تو تمام بدلِ کتابت اُسکو کما دینا ہوگا۔ اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کردے تو یہ بھی صحیح ہے پس اگر یہ بدلِ کتابت ادا کردیگا تو آزاد ہوجائیگا ورنہ مدبر رہیگا اور اگر مالک اُسکا فقیر مرے تو دو ثلث اپنی قیمت کے یا دو ثلث بدلِ کتابت کے کمادے۔ اگر مکاتب کو مالک آزاد کردیگا تو آزاد ہوجائیگا اور بدلِ کتابت اُسکے ذمہ سے اُترجائیگا۔ اور اگر ہزار روپیہ پر جو کسی وقت تک ادا ہونا ٹھیرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اُس سے صلح کرلی فی الحال پانسو دینے پر تب بھی صحیح ہے۔ اگر کوئی بیمار جس نے اپنے غلام کو دو ہزار کے عوض ایک برس تک کی مدت مین ادا کردینے پر مکاتب کیا تھا مرجاوے اور غلام کی قیمت ایکہزار ہے اور وارثون نے بدلِ کتابت کو دیر مین دینا روا نرکھا تو غلام مذکور دو تہائی بدلِ کتابت فے الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر مین دیتا رہے یا اگر عاجز ہو بدلِ کتابت سے تو غلامی مین رہے۔ اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر مکاتب کیا تھا اور قیمت اُسکی دو ہزار ہے۔ اور وارثون نے سال بھر کی دیر روا نہ رکھی تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کردے یا غلامی مین رہے۔ اگر ایک آزاد نے کسی غلام کو اُسکے مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدلِ کتابت بھی ادا کردیا تو وہ غلام آزاد ہوگیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنے مکاتب ہونے کو جائز رکھا تو وہ مکاتب ہوگا (یعنے جو مال آزاد شخص نے اُسکے مالک کو دیا ہے وہ اُسکے ذمہ لازم ہوگا) اگر ایک شخص دو غلامون کو مکاتب کرے جسمین ایک موجود اور ایک

غائب ہی اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کرلے تو صحیح ہے اب ان دونوں مین سے جو مال کتابت ادا کریگا دونون آزاد ہو جائینگے اور جو ادا کرے وہ دوسرے سے اسکا حصہ نہین لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھ نہین ہوگا بلکہ مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کرے اور غائب کا عقد قبول کرنا لغو ہے (یعنے اُسکے قبول سے بدل کتابت اُسکے ذمہ لازم نہوگا) اگر ایک لونڈی اپنے اور اپنے دو بچونکی طرف سے جو چھوٹے ہون عقد کتابت کرے تو صحیح ہے اب ان تینون مین سے جو مال ادا کردے گا دوسرے سے نہین لے سکتا ؛

باب مشترک غلام کے مکاتب کرنے کے بیان مین - زید و عمرو ایک غلام مین شریک ہین انہین سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کی عوض مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کرلینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھ بدل کتابت وصول کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہوگیا تو جو لیا ہے وہ عمرو کا ہے نہ زید کا زید و عمرو کی شرکت مین ایک لونڈی ہے اور دونون نے اُسے مکاتب کیا پھر زید نے اُس سے صحبت کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہے پھر عمرو نے صحبت کی اور دوسرا بچہ ہوا اور عمرو نے کہا کہ یہ میرا ہے پھر لونڈی ادائے بدل کتابت سے عاجز ہوگئی تو لونڈی زید کی ام ولد ٹھیریگی اور زید عمرو کو آدھی قیمت لونڈی کی اور آدھا تاوان صحبت کا ادا کردے اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے لڑکے کی قیمت ادا کردے اور یہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھیریگا اور زید و عمرو مین سے جو کوئی صحبت کا تاوان اُس لونڈی مکاتب کو دیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک اُس سے مواخذہ نہین کرسکتا مگر یہ حکم اُسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہے اور بعد

عاجز ہونے کے تاوانِ صحبت زید کو پہونچے گا نہ لونڈی کو۔ اور اگر عمرو نے اُس لونڈی مشترک زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعوی کرنیکے بعد مدبر کر دیا اور عمرو نے صحبت نہین کی ہی پھر لونڈی ادائے بدل سے عاجز ہوئی تو عمرو کا مدبر کرنا باطل ہی اور زید کی یہ لونڈی ام ولد ٹھیریگی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور نصف تاوان صحبت کا دے اور لڑکا زید کا ہوگا۔ اگر زید و عمرو مین سی کوئی اس لونڈی مکاتب کو آزاد کر دے اور وہ مالدار ہو پھر لونڈی ادائے زر کتابت سے عاجز ہو تو آزاد کرنے والا دوسرے شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دے اور یہ نصف اُس لونڈی سے وصول کرے (اگر دوسرا شریک بھی آزاد کر دے یا اُس لونڈی سے نصف قیمت کموالے تو پہلے آزاد کرنے والے سے کچھ نہین لے سکتا) اگر زید و عمرو مین ایک غلام مشترک ہے اور پھر زید نے اُسکو مدبر کر دیا اور عمرو نے اپنا حصہ حالت توانگری مین آزاد کر دیا تو زید عمرو سے نصف قیمت لے سکتا ہے اور اگر عمرو کے آزاد کرنے کے بعد زید مدبر کرے تو کچھ نہین لے سکتا (ہان غلام سے چاہے تو نصف قیمت کموالے چاہے آزاد کر دے)؛

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اُسکے مالک کے مرنیکے بیان مین۔ مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنیسے عاجز ہو جائے اور کہین سے اُسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اُسکے عاجز ہونے کا حکم نکرے اور اگر کوئی مال اُسکا نہین ہی تو حاکم اُسکو عاجز ٹھیرا کر عقد کتابت فسخ کر دے یا مالک اُسکی رضامندی سے فسخ کر دے اور اب اُسپر غلامی کے سب احکام لوٹ آوینگے اور جو مال اُسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہو جاوے گا۔ اگر مکاتب کچھ

مکاتب کی عاجزی یا موت خواہ مالک کی موت کے بیان مین

مال چھوڑ کر مر جاوے تو عقدِ کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدلِ کتابت اُسکے مال
سے ادا کیا جاویگا اور زندگی کے آخر دنون مین اسپر حکم آزادی کا کیا جائے گا (یعنی
موت آزادی کے بعد متصور ہوگی) اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ایامِ کتابت مین
پیدا ہوا ہی اور کوئی مال بدلِ کتابت کے ادا کرنے کے لیے نہو تو یہ لڑکا باپ کیطرح
بدلِ کتابت کی قسطون کے ادا کرنے مین کوشش کرے پس اگر بدل ادا کر دیگا تو
یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اُسکا باپ بھی موت سے پہلے آزاد ٹھیریگا۔ اگر مکاتب نے
اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خرید ا تھا تو اس لڑکے کو بدلِ کتابت بالفعل اکٹھا دینا ہوگا
نہ قسطون سے پس اگر ادا کر دیا تو آزاد ہی اور نہین تو غلام ہو جائیگا۔ اور اگر مکاتب
نے اپنے بیٹے کو خریدا اور مر گیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدلِ کتابت کو کافی ہو تو یہ لڑکا
اُسکا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے زرِ کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا۔ اور
لڑکا بھی اُسکا تابع ہوا آزاد ہونے مین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جس طرح کہ اگر
باپ بیٹے دونون کو ساتھ ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اُسکا
ہوتا) اگر مکاتب آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اسقدر قرض اپنا اور دینہ
چھوڑے جو بدلِ کتابت کو کافی ہو اور اُس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جس کے تاوان کا
قاضی نے اُسکی مان کے کنبے پر حکم کیا تو اُس حکم سے یہ ثابت نہو گا کہ قاضی نے
مکاتب کو ادائے بدلِ کتابت سے عاجز ٹھیرایا (کیونکہ مقتضائے کتابت یہی تھا
کہ لڑکے کو مان کے کنبے مین ملا دین تاکہ باپ کیطرف سے بدلِ کتابت کے ادا ہونے
پر باپ سے لاحق ہو جاوے) اور اگر بچہ کے مان باپ کے آزاد کرنے والے اُسکی ولا مین
جھگڑین اور قاضی مان کے آزاد کرنے والے کو ولا بچہ کی دلوا دے تو یہ حکم

سے مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا (اسلیے کہ ماں کے آزاد کرنیوالے کو ولا کا دلانا اس بات کی دلیل ہے کہ اُسکا باپ قابلیت اسکی نہین رکھتا کہ اپنے لڑکے کی ولا اپنے آزاد کرنے والے کو پہونچاوے اور یہ قابلیت نرکھنا آزاد ہونیکے سبب سے ہوتا ہے اور آزاد نہونا بغیر بدلِ کتابت سے عاجز ہونیکے نہین ہوسکتا اسلیے اس حکم سے اسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا) اگر مکاتب نے زکوۃ وصدقہ وغیرہ کا مال لوگونسے لیکر مالک کو بدلِ کتابت مین دیا اور پھر عاجز ہوگیا تو یہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ وصدقہ مالک کو خود لینا درست نہو (اسکی وجہ یہ ہے کہ سببِ ملک کا بدل گیا یعنی مکاتب تو اس مال کا بطور صدقہ اور خیرات کے مالک ہوا تھا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکے عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو ہوئی) غلام اگر تقصیر کرے پھر اُسکو اُسکا مالک مکاتب کردے اور اُسکی تقصیر کرنے کی مالک کو اطلاع نہو پھر یہ مکاتب ادائے زرِ کتابت سے عاجز ہو تو مالک اس غلام کو اُس شخص کے حوالے کرے جسکا اُسنے نقصان کیا ہے یا اُسکے قصور کا تاوان دے اسیطرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابھی تاوان دینے کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہوجاوے ادائے بدلِ کتابت سے تو اس صورت مین بھی نقصان والے کو یا غلام دیا جاویگا یا تاوان پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پھر اُسکے بعد بدلِ کتابت سے عاجز ہو تو یہ تاوان اُسکے ذمے بمنزلہ قرض کے ہوگا کہ اُسمین غلام مذکور بیچا جاویگا (اگر مالک مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب کے وارثون کو بدلِ کتابت اپنی قسطون سے ادا کرے اور اگر وارث اُسکو آزاد کرین تو آزاد ہوسکتا ہے بلے بدل کے اور اگر بعض وارث آزاد کرین تو اُن کا آزاد کرنا جاری نہوگا) ❊

کتاب الولاء

بالفتح ۱۲

اس مین ولاء کا بیان ہے (آزاد کیا ہوا مملوک اگر مر جاوے اور کوئی وارث نچھوڑے
تو اسکا ترکہ آزاد کرنے والے کو پہونچتا ہے اور اس ترکے کو ولا کہتے ہین) ولا اُسکو
ملیگی جس نے آزاد کیا ہو گو مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے مالک ہونے
سے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بسبب قرابت کے
مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اُسکی ولا زید کو پہونچے گی) اور شرط ولا کے نہ پہونچنے
کی لغو ہے (یعنی اگر بروقت آزاد کرنے کے یہ شرط کیجاوے گی کہ ولا آزاد کرنیوالیکو
نہ ملے تو یہ شرط لغو ٹھیرے گی - سائبہ جو عبارت کنز مین ہے اُسکے معنے آنے جانیوالے
کے ہین یعنی جو کسی کی قید مین نہو) اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنے خاوند
سے کہ وہ بھی غلام ہے حمل رکھتی ہو تو لونڈی کے بچے کی ولا زید سے کبھی تجاوز نکریگی
(یعنے اُسکی ماں کے آزاد کرنے والے کو ملیگی - اگرچہ آزادی کے بعد چھ مہینے سے
کم مین جنے) اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین جنے تب بھی بچہ کی ولا اُسکی ماں کے مولا (یعنے زید ۱۲)
کو ملیگی (اگر اُس بچہ کا باپ آزاد نہو جاوے) اور اگر وہ آزاد ہو گیا ہو تو اپنے آزاد کرنیوالے (زید ۱۲)
کیطرف ولا کو کھینچ لیگا (خلاصہ یہ کہ آزادی سے چھ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنے تو
بہر صورت بچہ کی ولا اُسکی ماں کے آزاد کرنیوالے کو ملیگی اور اگر چھ مہینے سے زائد مین
جنے اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونے کے وقت لونڈی کو حمل تھا یا نہ تھا تب بھی ولا ماں کو
پہونچیگی لیکن اگر اُس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوے تو وہ ولا مذکور اپنے آزاد کرنیوالے کیطرف
کھینچ لیگا اسلیے کہ باپ کی جانب قوی تر ہے) اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی
ہوئی عورت سے پھر وہ جنی تو اُس لڑکے کی ولا اُسکی ماں کے آزاد کرنیوالیکو ملیگی گو اُس
عجمی نے کسی سے عقد موالات کیا ہو (کیونکہ ترکہ پانے مین مولی عتاقہ مقدم ہے مولی

موالات پر اور عقد موالات یہ ہے کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام
لائے اور یہ عہد کرے کہ میرے بعد میری میراث تجکو پہونچیگی اور عجمی کی قید اسواسطے
ہے کہ اگر باپ عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کی طرف نہ ماں کے
آزاد کرنیوالے کیطرف) آزاد کرنے والا میراث لینے مین مقدم ہے ذوی الارحام پر اور مؤخر ہے
عصبہ نسبی سے پس اگر آزاد کرنے والا اول مرجاوے پھر اُسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوے
تو اس آزاد کیے ہوئے کی میراث آزاد کرنیوالے کے اُس عصبے کو پہونچیگی جو سب سے نزدیک
ہے (یعنی اُسکے سب وارثونکو نہین ملیگی) عورتونکو ولاعتاقہ نہین ملتی مگر اُسکی جسکو
اُنہون نے خود آزاد کیا ہو یا اُنکے آزاد کیے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور اُنکے مکاتب کی
اور مکاتب کے مکاتب کی (یعنی عورتین اپنے مورث کے ترکہ مین سے ولا کا حصہ نہین
لے سکتین مثلاً اگر کوئی شخص مرے اور کچھ ترکہ چھوڑے اور اُسکے ترکے مین سے
ولا کا مال بھی ہو اور وارث مرد اور عورتین ہون تو عورتونکو ولا مین سے حصہ نملے گا
اُسکے مالک فقط مرد ہونگے ہان جسکو اُنہون نے خود آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو
تو اُس آزاد اور مکاتب نے کسیکو آزاد اور مکاتب کیا ہو اُسکی ولا عورت کو ملے گی
(یعنی عصبہ قریب ۱۲)
بخلاف مردون کے کہ وہ مورث کی ولا مین سے بھی وارث ہوتے ہین) *

فصل

فصل - ایک شخص ایک کے ہاتھ پر اسلام لایا (یعنی اُسکی رہنمونی سے مسلمان ہوا)
اس شرط پر کہ نومسلم کے مرنے کے بعد اُسکے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو
اور اگر وہ نومسلم کسیکا کچھ نقصان کرے تو اُس نقصان کا تاوان بھی وہی ہادی
دیوے یا ہادی کے سوا کسی غیر سے یہ معاملہ کرلے تو درست ہے (غرض جس سے اسطرح
کا معاملہ کریگا اُسکو مولی موالات کہتے ہین بعد اس عقد کے) اگر نومسلم جنایت کریگا تو تاوان

موالے کو دینا ہوگا (اور اگر مرجاویگا) اور اسکا کوئی وارث نہوگا تو میراث بھی اسکو ملیگی - اور مولی الموالات میراث لینے مین ذوی الارحام کے بعد ہے (یعنی میت کے ذوی الارحام مین سے بھی اگر کوئی نہوگا تب اسکو ترکہ پہونچے گا) جائز ہی اس نومسلم کو کہ ایک مولی الموالات سے اسکے سامنے عقد موالات فسخ کرکر دوسرے سے منعقد کرے جبتک کہ اس پہلے نے اسکے بدلے تاوان قصور ندیا ہو (اور اگر اسکے عوض کچھ ڈنڈ بھر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہوگا) آزاد کیے ہوئے غلام کو درست نہین ہی کہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ مولی اسکا وہی آزاد کرنیوالا ہوگا نہ دوسرا) اگر عورت نے عقد موالات کرے اور پھر جنے تو اسکا لڑکا بھی مان کے تابع ہوگا اس عقد مین (یعنے لڑکے کا مولی الموالات بھی وہی ہوگا جو اسکی مان کا ہی (واللہ اعلم)

کتاب الاکراہ

اسمین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہے - اکراہ اس کام کو کہتے ہین جس کو آدمی دوسرے کے سبب سے کرے تو ظاہر ہے کہ وہ خود اس کام پر راضی نہین اور زبردستی مین دو شرطین ہین اول یہ کہ زبردستی کرنے والا (مثلاً) بادشاہ ہو یا چور جس چیز سے کہ ڈراتا ہو اسکے کرنے پر قادر ہو (مثلاً مار ڈالنے سے اگر ڈراتا ہو تو یہ شرط ہے کہ مار ڈالنا اسکے قابو مین ہو) دوسری شرط یہ ہی کہ جسپر زبردستی ہو وہ اس شئی کے واقع ہونے سے ڈرے (اب اسکے احکام بیان کیے جاتے ہین) اگر کسیکو دوسرے نے ڈرایا کہ تو یہ چیز بیچ ڈال یا مول لے یا اقرار کرلے یا اجارہ دیدے ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا بہت دنون قید کرونگا اور اس نے ڈرکر اختیار کرلیا تو بعد اسکے اسکو اختیار ہی چاہے اس بیع کو رکھے چاہے [illegible]

بیع سے ملک اُسوقت ثابت ہوگی جس وقت مبیع پر قبضہ ہوجائیگا (قبضہ سے پہلے ملک نہوگی کیونکہ زبردستی کی وجہ سے بیع مین فساد آگیا ہی) قیمت اپنی خوشی سے لینا بیع کی اجازت ہی جسطرح بیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہی (یعنی اس صورت مین حکم زبردستی کا نہ کیا جاویگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کوئی چیز مول لی مگر بائع نے کسی کی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ شئے مشتری کے پاس ہی جاتی رہی تو مشتری کو اُسکا دام (نرخ بازار) بائع کے حوالے کرنا چاہیئے اور بائع کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس نے اُسپر زبردستی کی ہو اُس سے چیز کا تاوان لے (مشتری دام شلے) اگر سؤر کا گوشت یا مُردار کھانے یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کری یا باندھنے یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈراوے تو ان چیزونکا کھانا پینا حلال نہوگا۔ اور اگر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو انکا کھانا پینا حلال ہوجائیگا بلکہ اگر نہ کھاوے گا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر صبر کریگا تو گنہگار ہوگا اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرنے یا عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو ان کامونکے کرنے کی رخصت ہے اور اگر صبر کری اور یہ کام نکرے تو ثواب دیا جاویگا اور سوائے خوف قتل اور عضو کٹنے کے اور باتون سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہین۔ اور جسکا مال تلف ہو وہ اُس ہی سے لے سکتا ہی جسنے تلف پر زبردستی کی ہو۔ اگر زید نے عمرو کو دبایا کہ بکر کو مار ڈال ورنہ مین تجکو جان سے مارے دیتا ہون تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنے کی اجازت نہین اگر مار ڈالیگا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہین لیا جاویگا بلکہ فقط زید سے لیا جاوے گا۔ اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی کے

آزاد کرنے یا بی بی کے طلاق دینے پر اور اُس نے ایسا کیا تو آزادی اور طلاق واقع ہوجائیگی - اب زید اپنی زبردستی کرنے والے سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر بی بی کا لے - اگر بغیر صحبت کیے طلاق دی ہے - اور اگر اکراہ (زبردستی ۱۲) کیا جاویگا مرتد ہونے پر تو بی بی اُسکی بائن نہوگی ؁

کتاب الحجر

اسمین تصرف سے روکنے کا بیان ہے - حجر اُسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ پن کے باعث قول کے تصرف سے شرعاً روک دیا جاوی اور فعل سے روک نہو (یعنے اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہے تب تو نا جائز ہو جیسے معاملات ہین اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سے متعلق ہے تو وہ ممنوع نہو مثلاً کسی کا نقصان کردے تو اُسکا تاوان دینا پڑے گا) صحیح نہین ہے تصرف بچہ اور غلام کا بے اذن ولی یا مالک کے اور نہ تصرف مجنون کا کسی حال مین (نہ اذن سے نہ بغیر اذن کے) اگر عقد کرے انمین سے کوئی اور اُسکو عقد کی سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہے چاہے عقد کو رہنے دے چاہے فسخ کرے اور اگر یہ تلف کردینگے کوئی شئے تو اُسکے ضامن ہونگے - اقرار کرنا بچہ اور دیوانے کا معتبر نہین اور غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہے نہ مالک کے حق مین یعنے اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پر اقرار کرے تو اس مال کا ادا کرنا اُس کے ذمہ پر بعد آزادی کے لازم ہوجاویگا - (کیونکہ اُسوقت اسکا مال ملک مالک ہی بعد آزادی کے اُسکا خود کا ہوگا) اور اگر اقرار کرے گا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر تو اُسیوقت جاری کیجاویگی - بیوقوفی تصرف کی مانع نہین - پس اگر بالغ ہو

بیوقوف اُسکو اُسکا مال نہ دیا جاوے جبتک کہ ۲۵ برس کا نہولے اور جو بیع وشرا
اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب ۲۵ برس کو پہونچ جاوے تب مال حوالے
کردیا جاوے گو خراب کرے اور بدکاری اور کاروبار سے غفلت کرنی بھی مانع تصرف
نہین۔ اگر قرضخواہ ایسے شخص سے اپنا قرض مانگے تو قید کیا جاوے تاکہ اپنا مال
قرض مین بیچے پس اگر اُسپر قرض بھی روپیہ ہو اور اُسکا مال بھی روپیے ہون تو قرض
بدون اُسکی اجازت کے اول روپیون سے ادا کردیا جاوے اور اگر اُسکے ذمہ قرض
اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیے ہین اور مال اشرفیان ہون تو
ان روپیون اشرفیون کو بیچکر قرض ادا کردیا جاوے اور اسباب اور زمین وغیرہ اُسکی
بے اجازت قرض کے واسطے نہ بیچے جاوین (لیکن قید کیا جاویگا تاکہ خود بیچدے)
مفلسی بھی مانع نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بیچنے والا قیمت
کے لینے مین اور قرضخواہون کے برابر ہے (یعنے وہ چیز بیچکر سبکو حصہ رسد دام ملینگے
یہ نہین کہ فقط بائع ہی کو وہ شئے ملجاوے) **فصل** بالغ ہونا لڑکے کا ان امور سے
ثابت ہوتا ہی یا احتلام سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے پس اگر
یہ کوئی بات نہین ہے تو پوری اٹھارہ برس کی عمر مین بالغ ٹھہرے گا اور عورت کا
بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہے یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال
سے اور اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برس کی ہوجاوے اور لڑکا لڑکی دونون
کے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر مین فتویٰ دیا جاتا ہی۔ کم سے کم عمر بالغ ہونے
کی صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ
ہوگئے صغیر اور صغیرہ اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئے تو اُنکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم اُنکا

فصل

بالغون کا سا ہو جائیگا۔

کتاب الماذون

اسمین اذن دیے ہوئے کا بیان ہے۔ اذن روک کے دور کرنے اور اپنے منع کے حق کو ساقط کرنے کو کہتے ہین اور اذن کسی وقت معین اور خاص مین منحصر نہین رہتا (گو مالک نے خاص کسی تجارت کا اذن دیا ہو) مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر چپ ہو رہے تو اذن ثابت ہو جاتا ہی پس اگر مالک اذن عام دیدے نہ کسی خاص چیز کے مول لینے کا تو غلام کو درست ہی خریدنا بیچنا خرید و فروخت کیواسطے وکیل کرنا گرو رکھدینا گرو رکھ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا۔ اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا یا اپنے غلام لونڈی کا نکاح کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہو گا اور ماذون کو درست ہی کہ تھوڑا سا کھانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اُسکو کھلاوے اُسکی دعوت کردے یا عیب کے سبب چیز کے دام کم کردے۔ ماذون کے ذمہ پر اگر قرض ہو جاوے تو وہ اُسکی ذات سے متعلق ہوگا یعنے اگر مالک اُسکی طرف سے ندے تو قرض کے عوض مین فروخت ہوگا اور سب قرضخواہونکو حصہ رسد بٹجاویگا اور اگر پھر بھی کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے بعد باقی کا مطالبہ اُس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے سے رک جائیگا بشرطیکہ اکثر بازار والے اُسکے روک دینے سے مطلع ہو جاوین اور اگر مالک مرجاوے یا دیوانہ ہو جاوے یا دین سے پھر کر دار الحرب مین چلا جاوے یا خود غلام ماذون بھاگ جاوے تب بھی تصرف سی رک جاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو ام ولد بنالے تو تصرف سے رکجاویگی لیکن اگر مالک غلام ماذون کو مدبر کردے تو اذن مین نقصان نہو گا اور ام ولد بنانے

اور مدبر کرنے سے مالک کو اُنکی قیمت قرضخواہونکو دینی ہوگی (اسلیے کہ ان دونوں کی بیع ناجائز ہے تو قرضخواہ اپنے قرضہ مین اُنکو بیچ نہ سکین گے اسلیے مالک کے ذمہ اُنکی قیمت دینی آویگی) اگر غلام ماذون بعد روک دینے کے اقرار کرے کہ میری پاس جو کچھ ہے وہ دوسرے شخص کا ہے تو یہ اقرار درست ہے۔ اگر ماذون کے پاس کا مال مع اُسکی قیمت کے اُسکے ذمے کے قرض کو کافی نہو تو مالک اُسکے پاس کے مال کا مالک نہوگا۔ اس سے یہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو اور مالک اُسکو آزاد کردیگا تو یہ آزاد کرنا درست نہوگا۔ ہان اگر قرض اُسکی قیمت اور مال سے کم ہوگا تو آزاد کردینا اُسکے غلام کا درست ہوگا۔ غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتھ کچھ بیچے تو بیع جب ہی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل لے (یعنے کم دام پر نہ بیچے) اسیطرح مالک اگر اُسکے ہاتھ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچے تو درست ہے (زیادہ پر بیچنا درست نہین اسلیے کہ قرضخواہونکی حق تلفی ہوگی) اگر مالک غلام ماذون قرضدار کے ہاتھ کچھ بیع کرے اور قیمت لینے سے پیشتر مبیع کو اُسکے حوالے کردے تو اب قیمت اُسکی جاتی رہی (اسلیے کہ جب مبیع اپنے غلام کو دیدی تو ثمن اُسکے ذمہ قرض ہوگیا اور غلام مالک کا قرضدار ہو۔ یہ نہین ہوسکتا) ہان مبیع کو اگر مالک ثمن لینے کے لیے روک رکھے تو درست ہے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کردے تو درست ہے مگر اس صورت مین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہونکو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی قرضخواہونکو دیدے اور پھر بھی قرض باقی رہے تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی کے بعد ہوگا۔ اگر ماذون قرضدار کو مالک فروخت کردے اور مشتری اُسکو قرضخواہون سے چھپادے (اُنکے حوالے نکرے) تو قرضخواہ اُسکی قیمت مالک سے بھر لینگے پھر اگر غلام

مذکور مالک کے پاس عیب کے باعث پھر آوی تو مالک نے جو کچھ قرضخواہون کو
دیا ہو اُن سے پھیر لے اور اُن کا قرض غلام مذکور سے متعلق رہیگا غلام کو اُن کے
حوالے کرے کہ اگر قرضخواہ چاہین تو مشتری سے غلام کی قیمت بھر لین جس نے اُسکو
چھپا دیا ہو یا اُس بیع کو جائز رکھین اور اُسکے دام مشتری مذکور سے لے لین اگر
مالک غلام مذکور کو فروخت کردے اور مشتری سے مالک کہدے کہ اُسکے ذمہ قرض
ہے تو قرضخواہون کو اختیار ہے کہ اس بیع کو توڑ ڈالین اور اگر بائع بیع کے بعد
چلا جاوے تو مشتری قرضخواہون کا مدعا علیہ نرہے گا (یعنے قرضخواہ اُس سے
مواخذہ نکرین بلکہ بائع کو جب پاوین مواخذہ کرین) اگر ایک غلام نے کسی شہر
مین آکر کہا کہ مین زید کا غلام ہون اور خرید اور فروخت کی تو اُسپر تجارت مین کی
ہر چیز کا مواخذہ لازم ہو جائیگا اور یہ غلام سوداگرونکے قرضہ مین فروخت نہوگا
جب تک کہ اُسکا مالک نہ آوے (اور اُسکے اذن دینے کا اقرار نکرے) پس
اگر زید آکر اُسکو تجارت کی اجازت دینے کا مقر ہوگا تب تو وہ قرض مین
فروخت ہوگا ورنہ نہوگا۔ اگر لڑکے یا کم سمجھ شخص کو جو خرید و فروخت کو سمجھتے
ہون اُن کا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدے تو اُنکا حکم خرید و فروخت
مین غلام ماذون کا سا ہے۔

کتاب الغصب

اس مین (غصب یعنی) کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے غصب اُسکو کہتے ہین
کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف حق طور پر رکھتا ہے اُسکو دوسرا شخص اپنے
تصرف ناحق سے دور کردے مثلاً کسیکا غلام چھین کر اُس سے اپنی خدمت کرا دیا جانو

چھین کر اُسپر اپنا بوجھ لادے تو یہ غصب مین داخل ہے۔ اور اگر مالک فرش پر بچھا
ہو اور اُسپر کوئی جا بیٹھے تو یہ غصب نہین (اسلیے کہ اسمین مالک کے تصرف کو دور
نہین کیا۔ جس چیز کو غصب سے لے لیا ہو اُسکے احکام یہ ہین) اگر وہ بعینہ غاصب
یعنے چھیننے والے کے پاس موجود ہو تو واجب ہے کہ اُسکو جس جگہ مین چھینا ہو اُسی
جگہ مالک کو پھیر دے اور اگر چھینی ہوئی چیز غاصب کے پاس سے جاتی رہی ہو تو اُسکی
دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ چیز مثلی تھی تو اُس جیسی اور چیز دے دیوے اور اگر
اُس چیز کا مثل اُسوقت نہ پایا جاتا ہو تو اُسکا دام جھگڑے کے دن جو کچھ ہو وہ
مدعی کے حوالے کرے۔ دوسرے یہ کہ چیز مذکور قیمت کی چیزون مین سے ہو
تو اُس صورت مین اُسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھیننے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب
نے دعوی کیا کہ وہ چیز جاتی رہی تو قاضی اُسکو اتنے دنون کو قید رکھے کہ یقیناً
جان لے کہ اگر اُسکے پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پھر اسپر حکم کر دے
کہ اُس شئے کا عوض حوالے کر۔ اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہے پس اگر زمین کو
غصب کیا اور وہ غاصب کے پاس سے جاتی رہی (مثلاً دریا برد ہوگئی) تو اُسکا تاوان نہ دیگا
ہان اگر مکان مغصوب اُسکے رہنے کے باعث یا زمین اُسکے زراعت کرنیسے ناقص
ہو جاویگی تو جسقدر نقصان ہوگا وہ غاصب کے ذمے پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال
ہے (کہ اگر غاصب کے استعمال کرنے سے اُسمین کچھ نقصان آجاویگا تو وہ غاصب کو دینا
پڑیگا) اگر زمین مغصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اُسکو خیرات کرے
اور یہی حال ہے اُس نفع کا جو غاصب شئے مغصوب مین تصرف کرنیسے پیدا کرے یا امانت
مال ودیعت سے تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کرے (تو یہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیے)

مغصوب چیز کو اگر غاصب اپنے تصرف سے کچھ کا کچھ کر دے تو وہ چیز اسکی ملک
ہو جاتی ہے مگر اس سے تاوان دینے کے بیشتر نفع لینا حلال نہین مثلاً بکری چھینکر
اسکو بھونے پکاوے یا گیہون مغصوب کو پیسے بووے یا لوہا چھینکر تلوار بنائے خواہ
سونے چاندی کے سوا اور چیز تانبا وغیرہ چھینکر برتن بناوے یا سال کی لکڑی چھینکر
اسپر عمارت قائم کرے (تو ان اعمال سے ان چیزونکا مالک تو ہو جاویگا مگر ان سے نفع جب
حلال ہوگا کہ انکی قیمت مالک کو حوالے کرے اور اگر چاندی سونا چھین کر برتن بنالیگا
تو انکا مالک بھی نہوگا) اگر غاصب نے بکری چھین کر ذبح کی یا کپڑا چھین کر بہت سا پھاڑ ڈالا
تو مالک کو اختیار ہے کہ خواہ قیمت انکی غاصب سے لیوے اور وہ چیزین اسکے حوالے
کرے یا چیزین آپ رکھے اور غاصب سے انکا نقصان بھرے اور اگر تھوڑا پھاڑ دیا ہو تو اس
صورت مین مالک کپڑا آپ رکھے اور غاصب سے نقصان لیوے۔ اگر غاصب نے کسیکی
زمین مین عمارت بنائی یا درخت لگا دیے تو عمارت و درخت اکھاڑ کر زمین مالک کو دیجاویگی
اور اگر انکے اکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک انکو رہنے دیگا اور اکھڑنے
کے بعد جو دام انکے ہوتے وہ غاصب کے حوالے کرنے پڑینگے۔ اگر غاصب نے کپڑا لیکر
اسکو رنگ لیا یا ستو چھین کر اس مین گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے سفید
کپڑے اور نرے ستو کے دام غاصب سے بھر لے چاہے یہ چیزین آپ لے لے اور جسقدر رنگ
اور گھی سے انکا دام بڑھا ہو وہ غاصب کو دیدے۔ **فصل** اگر غاصب نے مغصوب چیز
کو چھپا دیا اور اسکی قیمت مالک کو دیدی تو اس چیز کا مالک ہو جاوے گا قیمت
کے باب مین قول غاصب کا مع قسم معتبر ہے اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
کرے تو اسکے گواہ معتبر ہونگے۔ اگر غاصب نے مغصوب کو چھپا کر اسکی قیمت جو مالک نے

ف یعنی سونا چاندی برتن وغیرہ بنا دینے [illegible] زمین [illegible] نہین ہوتا ۱۲

فصل

کہی یا اُسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اُسنے قسم سے
انکار کیا اس جہت سے وہ قیمت مالک کو بھر دی اور پھر وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہوا
کہ قیمت مذکور سے زیادہ کی ہے تو اس صورت مین چیز غاصب ہی کی رہے گی مالک کو
اختیار نہو گا (کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کر کے اس چیز کو خود لیلے) ہان
اگر غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہو اور پھر زیادہ کی نکلی تو مالک کو اختیار
ہوگا کہ چاہے اُسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لے لے اور قیمت مذکور غاصب کو پھیر دے
اگر غاصب غلام مغصوب کو بیچ ڈالے پھر غلام کا مالک غاصب سے اُسکا تاوان بھر لے
تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کر دے اسکے بعد
مالک اس غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا۔ مغصوب چیز مین جو
چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی (مثلاً مغصوب لونڈی کے
بچہ ہو یا باغ مغصوب مین پھل لگے تو بچہ اور میوہ دونون غاصب کے پاس امانت رہین گے
(یعنے اگر آپسے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور) اگر زیادتی کر کے انکو
ہلاک و برباد کر دیگا یا مالک کے مانگنے پر انکو اُسکے حوالے نکرے گا اور جاتے رہینگے
تو قیمت دینی آویگی مغصوب لونڈی بچہ جننے سے جسقدر کم ہو جاویگی اُسکا تاوان
غاصب کو دینا ہوگا لیکن بچہ اگر موجود ہوگا تو اُسی سے نقصان پورا کیا جاویگا
(یعنے لونڈی کے نقصان کے عوض مین وہ بچہ بھی مالک کو ملے گا) اگر غاصب
نے مغصوب لونڈی سے زنا کیا پھر مالک کو پھیر دی اور بچہ پیدا ہونے سے وہ
مرگئی تو غاصب سے اُس لونڈی کی قیمت لیجاویگی۔ اور اگر آزاد عورت سے بزور زنا
کیا اور بچہ جننے مین مرگئی تو اُسکا خونبہا زانی غاصب کو نہ دینا ہوگا مغصوب

لہ کیونکہ غصب اموال مین تاوان آتا ہے اور آزاد عورت مال نہین کہ غصب سے اُسکا تاوان لازم آوے ۱۲

چیز کے منافع کا تاوان غاصب کے ذمے کچھ نہوگا (مثلاً اگر کسی شخص کی سواری چھینکر اُسپر سوار ہوا یا گھر چھین کر اسمین رہا تو سوار ہونے اور رہنے کی اجرت اُسپر لازم نہوگی) اگر غاصب کسی مسلمان کی شراب یا سور چھینکر ضائع کردے تو اُسپر تاوان نہ آویگا لیکن اگر شراب اور سور ذمی کے ہونگے اور تلف کریگا تو قیمت دینی ہوگی اگر غاصب نے مسلمان سے شراب چھینکر سرکہ بنالیا یا مردار کی کھال چھینکر اُسکو دباغت دی تو مالک کو اختیار ہے کہ یہ چیزین غاصب سے لے لے اور جسقدر کہ دباغت سے دام چمڑے کے بڑھ گئے ہون وہ غاصب کو دیدے اور اگر غاصب ان دونون چیزون کو تلف کرے تو تاوان صرف سرکے کا دینا ہوگا (چمڑے کی قیمت نہ دینی پڑیگی) اور جو شخص گانے کے آلات توڑ ڈالے یا چھوہارے کی شراب یا شراب منصف گرادے تو اُسکو انکی قیمت دینی ہوگی اور ان چیزونکا بیچنا درست ہے (اور منصف اُسکو کہتے ہین کہ انگور کے شیرہ کو جوش کرین یہان تک کہ نصف رہ جاوے پھر اُسکو رہنے دین تاکہ شراب بنجاوے) اگر کوئی شخص کسی کی اُم ولد یا مدبر لونڈی کو چھین لے اور وہ غاصب کے یہان مرجاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی ہوگی اُم ولد کی نہ دینی ہوگی۔

کتاب الشفعة

اسمین شفعہ کا بیان ہے شفعہ اُسکو کہتے ہین کہ جتنے کو کوئی زمین مشتری کو پڑی ہو اُتنے کے عوض بدون اُسکی رضامندی کے دوسرا شخص زمین کا مالک ہوجاوے اور اس سے وہ زمین لے لے شفعہ اول خلیط کو پہونچتا ہے۔ یعنے ایسے شریک کو جو مبیع کی ذات مین شریک ہو پھر اُسکو جو مبیع کے حقوق مین شریک ہو مثلاً گھاٹ اور راستہ مین اگر یہ دونون حق خاص ہون (اور اگر سب لوگونکے ہونگے تو اسمین حق شفعہ

کسیکا حق نہین) پھر اُسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہے جو متصل مبیع کے ہو (اور امام
شافعی کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پہونچتا اور امام اعظم رح کی دلیل آنحضرت صلعم
کا قول ہی کہ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ یعنے مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہے
اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے) اور جسکی چھت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک
کڑی مین شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکھی ہو تو وہ اُس مکان کا ہمسایہ ہے شریک
نہین ہی یعنی اگر کوئی شریک نہوگا تو اُسکو شفعہ پہونچے گا) شفعہ شفیعونکی گنتی کے
موافق ہوتا ہے (یعنے جتنے شفیع ہونگے اتنے حصے برابر اُس زمین کے کرکے ہر ایک
کو ایک ایک پہونچے گا - یہ نہوگا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہے اُسکو زیادہ ملے
اور کم سہام والے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہی اور
طلب شفعہ پر گواہی کر دینے سے مقرر ہو جاتا ہے اور زمین مبیع ملک مین شفیع
کے یا مشتری کی رضامندی سے آتی ہے یا قاضی کے حکم سے ؛

باب شفعہ کے طلب کے بیان مین

باب شفعہ کے طلب کرنے کے بیان مین - جب شفیع کو زمین کے فروخت
کرنے کی خبر ہو تو اُسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہی کر دے پھر بائع پر گواہ کرے
اگر اُسنے زمین مذکور مشتری کے حوالے نہ کی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے
(یعنی اول گواہ کرے اپنی طلب پر پھر گواہ کرے بائع پر کہ یہ بیچتا ہی یا مشتری پر کہ
وہ خریدتا ہی یا زمین پر کہ یہ بکی ہے اور مین اُسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ مین اسکو
چاہتا ہون جب اس طرح گواہ کر چکے گا) تو اب طلب مین تاخیر کرنے سے
حق شفعہ کا جاتا رہیگا (جب چاہے لیوے) جب شفیع قاضی کے یہان شفعہ
طلب کرے تو قاضی مدعا علیہ (یعنے مشتری سے) سوال کرے کہ جس زمین کی ملکیت

سے شفیع حق شفعہ کا طالب ہے، وہ اُسکی ملک ہے یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ جس زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہی وہ شفیع کی ملک ہی یا مشتری قسم لازم ہوئی اور وہ قسم سے انکار کر گیا یا شفیع نے اپنی ملک کے گواہ قائم کر دیے (توان صورتون مین دعوی شفیع کا مسموع ہوگا) پھر قاضی مشتری سے زمین متنازع کے خریدنے کا حال پوچھے کہ تو نے مول لی ہے یا نہین اگر وہ خریدنے کا اقرار کرے یا قسم کھانے سے انکار کرے یا شفیع گواہون سے اُسکی خرید ثابت کر دے تو قاضی حکم کر دے کہ یہ زمین شفیع کو پہونچتی ہے اور مشتری سے اُسکو دلاوے۔ اور شفیع پر لازم نہین کہ دعوی شفعہ کے وقت ثمن بھی لاوے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود کرنا زمین کے لینے کے لیے ضرور ہے۔ اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اسی پر نالش زمین کے دلاپانے کی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سُنے جبتک مشتری حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو اُسکے سامنے بیع کو توڑ دے (اور زمین شفیع کو دلاوے) اور زمین کی قیمت کا ضمان بائع پر ہے (یعنے زمین اگر دوسرے کی نکلی تو ثمن کا ضمان بائع دیگا مشتری سے سروکار نہین) اور جو شخص خریدنے کے لیے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہو سکتا ہی جبتک کہ زمین مبیع کو اپنے موکل کے سپرد نکر دے (یعنی قاضی کے یہان شفیع اُسپر نالش طلب شفعہ کی کر سکتا ہے) اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کر دے تو اُسوقت وکیل سے کچھ سروکار نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا۔ شفیع کو دیکھنے کے بعد اور عیب نکلنے پر مبیع کو پھیر دینے کا اختیار ہے گو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلے گا تو نہ پھیرونگا اگر شفیع اور مشتری قیمت مبیع کی مختلف بتا دین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ پیش کرین تو شفیع کے گواہ مقبول ہونگے۔ اگر مشتری کچھہ قیمت کم اور

بائع اُس سے کم کہے اور ابھی بائع نے قیمت وصول نہ کی ہو تو شفیع اُسقدر قیمت دیوے جو بائع کہتا ہے اور اگر بائع قیمت مشتری سے لے چکا ہو تو شفیع اُسقدر کو لے جو مشتری بیان کرتا ہے۔ ثمن مین سے کچھ کم کردینا شفیع کے حق مین ظاہر ہوگا (یعنے اگر مشتری کے لیے بائع نے کچھ ثمن کم کردیا ہو تو شفیع بھی اُسیقدر کم کو لیگا) لیکن اگر بائع نے مشتری کو بالکل معاف کردیا ہو یا مشتری نے کچھ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہ دونون شفیع کیلیے لازم نہونگے۔ اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین دی ہے تو شفیع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آوے گی اور اگر اسباب مثلی چیزون مین سے ہوگا تو اُس جیسا دینا آویگا۔ اگر مشتری نے ثمن کے دینے کی کوئی مدت ٹھیرائی ہو تو شفیع کو اختیار ہے چاہے اُسیوقت دام دیکر زمین لیلے خواہ صبر کرے یہانتک کہ مدت گذر جائے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے۔ اگر ذمی نے شراب یا سُور کے بدلے مین زمین خریدی ہو تو شفیع بھی اگر ذمی ہو تو شراب اور سُور دیکر اُسکو لیلے اور اگر شفیع مسلمان ہو تو ان دونون کی قیمت دیکر لیوے۔ اگر مشتری نے زمین مبیع مین عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینے منظور ہون تو ثمن زمین کے ساتھ اُنکی قیمت جسقدر لوگ دیوین مشتری کے حوالے کرے ورنہ مشتری سے بزور اُنکو اُکھڑوا ڈالے اور ثمن دیکر زمین لے لے۔ اگر زمین شفعہ مین عمارت و درخت شفیع نے قائم کیئے پھر وہ زمین دوسرے کی نکلی اور اُس نے لے لی تو شفیع بائع سے صرف زمین کا ثمن پھیرے (عمارت اور درخت کے دام اُس سے نہین پھیر سکتا) اگر زمین مبیع مین کوئی مکان تھا کہ وہ مشتری کے قبضہ مین آکر گر گیا یا درخت تھا کہ سوکھ گیا تو شفیع کو زمین کا کل ثمن دینا ہوویگا (نقصان کا اعتبار نہ کیا جاویگا) اگر مشتری زمین مبیع کے مکان کو توڑ ڈالے تو

شفیع صرف میدان کی قیمت دے کر زمین لے لے ملبہ مشتری کا رہیگا (اُسکے دام نہ دیے)
اگر مشتری نے زمین اور اُسکے اندر کے درخت مع پھل پھول لیے یا درختون پر پھل
مشتری کے پاس آکر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پھلون کے لیگا اور اگر پھل پہلے
سے لگے ہوئے تھے مشتری نے اُنکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین سے اُنکے دام کم کر دے ❊

باب - اُن چیزونکے بیان مین جنمین شفعہ ہوتا ہے اور جن مین نہین ہوتا شفعہ اُسی
زمین مین متحقق ہوتا ہے جو مال کے بدلے مین ملک مین آوے اور جس صورتمین کہ عوض
مال نہوگا اُسمین شفعہ بھی نہوگا (مثلاً کوئی مکان مہر مین لیا جاوے تو اُسمین شفعہ نہوگا) اسباب
منقول مین اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے فروخت ہون
شفعہ نہین ہوتا مکان جو مہر مین ٹھہرا دیا ہو یا اُجرت کے عوض مین کسیکو دیا ہو یا عورت
نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین کسی مکان پر صلح ہوئی
ہو یا غلام کے آزاد کرنے کے عوض مین کسیکی ملک مین آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے
کو ہبہ کر ڈالا اور موہوب لہ سے اُسکا عوض کچھ نہ ٹھہرایا ہو تو ان صورتون مین حق شفعہ
شفیع کو نہین پہنچتا - اگر مکان یا زمین اسطرح بیع ہوئی کہ بائع کو اُسکے پھیر لینے کا
اختیار رہا تو جبتک بائع کا اختیار رہیگا تب تک اُسمین شفعہ ثابت نہوگا - اگر بیع فاسد
کوئی زمین بکی تو جب تک اس بیع کے فسخ کرنیکا حق مشتری کو رہیگا تب تک اُسمین شفعہ
نہوگا ہان اگر مشتری اُس زمین مین مکان یا درخت طیار کرے اور حق فسخ جاتا رہے
اُس صورت مین البتہ شفعہ ثابت ہوگا اگر شرکت کی زمین شریکون نے باہم تقسیم کی
تو اُسمین شفعہ نہوگا - اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو دیدیا پھر زمین مبیع مشتری نے
بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم کے حکم سے پھیر دی

تو اب اس مین حق شفعه ثابت نہوگا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کے واپس کی یا بائع و مشتری نے بیع کا اقاله کر لیا ہو تو شفعه ثابت ہوگا۔

باب شفعه کی باطل کرنیوالی چیزونکے بیان مین (جاننا چاہیئے که شفعه کی طلب کے دو طور ہین ایک) طلب مواثبت (که بفور سننے خبر بیع کے اٹھ کھڑا ہو) اور (اپنے شفعه کے طلب کرنے پر گواہ کردے دوم) طلب تقریر (که بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر گواہ طلب شفعه کے کردے پس ان دونون) کے نکرنے سے شفعه باطل ہو جاتا ہے (یعنی اگر بیع کی خبر سنتے ہی شفعه کی طلب کے گواہ نه کیے نه بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر گواہ کیے تو پھر اگر شفعه طلب کریگا تو دعوی سنا نه جاویگا) اگر شفیع مشتری سے کچھ لیکر شفعه سے دست بردار ہو تو شفعه باطل ہے اور شفیع پر اس عوض کا مشتری کو پھیر دینا واجب ہے۔ شفیع اگر مر جاوے تو شفعه باطل ہوگا مگر مشتری کے مرنیسے شفع باطل نہوگا اگر شفیع نے کسی زمین کی جہت سے دعوی شفعه کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعه کے ملنے کا نہین کیا تھا که شفیع نے وہ زمین بیچڈالی تو اسکا حق شفعه باطل ہو جاویگا اور شفعه نہین ہی اس شخص کو جو کسی کے لیے وکالتاً فروخت کرے یا خود اسکے لیے فروخت ہوئی ہو (اول مسئله کی صورت یه ہے که بائع نے ایک مکان کے فروخت کا زید کو وکیل کیا اور اسنے مکان کو فروخت کیا مگر اسکا شفیع بھی زید ہی تو اب زید کا شفعه بیع کا وکیل ہونیسے جاتا رہا اور دوسرے کی صورت یه ہے که مکان کا بائع زید کا مضارب ہے که اسکے لیے مال فروخت کرتا ہے اگر مضارب کو رمال مضارب مین سے کسی مکان کو بیچے گا تو زید کو اسمین شفعه نه پہنچیگا) اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری سے ضمان درک کیا (یعنی یه کہا که اگر کسیکا نکلیگا تو مین ضامن ہون) تو اس ضمانت

شفعه کی باطل کرنے والی چیزون سے بیان مین

سے عمرو کا شفعہ جاتا رہیگا - اور جو شخص کسی کے لیے وکالتاً خریدے یا خود اُسکے لیے
خرید واقع ہو تو اُسکو شفعہ پہونچیگا (یعنے خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا مضارب
کسی مکان کو مال مضاربت سے خریدے اور رب المال دعویٰ شفعہ کرے تو دعویٰ
مسموع ہوگا) اگر شفیع نے لوگون سے سُنا کہ مکان ہزار روپیہ کو بکا تو اُسنے شفعہ
طلب نہ کیا لیکن پھر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہی یا گیہون خواہ جَو کے عوض مین بکا ہی
جنکی قیمت ہزار یا زیادہ ہی تو اُسکو تئین شفعہ کا دعویٰ کرسکتا ہی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اشرفیون
کے عوض مین فروخت ہوا ہی جنکی قیمت ایک ہزار ہی تو شفعہ نہ پہونچے گا - اگر شفیع نے
سُنا کہ مشتری زید ہی اور وہ شفعہ سے دست بردار ہوا پھر معلوم ہوا کہ مشتری عمرو ہے
تو اُسکو شفعہ پہونچ سکتا ہی - اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع کیطرف
ملی تھی اُدھر سے ایک گز کم کرکے بیچدی (یعنے شفیع کے طرف کی گز بھر زمین فروخت
نہ کی) تو شفیع کو شفعہ نہ پہونچے گا (اسلیے کہ شفعہ کی زمین زمین مبیع سے ملی ہوئی نرہی
اور یہ امر شفعہ کے ساقط کرنیکا ایک حیلہ ہے) اگر مکان مین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا
چوتھائی کسی ثمن کی عوض مشتری نے خریدا بعد اسکے باقی سہامونکو خرید لیا تو ہمسایہ کا
حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصون مین نہوگا (اسلیے کہ مشتری جب اول
خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اُس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک
ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہے اور یہ صورت بھی شفعہ کے ساقط کرنے کی تدبیر ہی کہ اول
ایک سہام کو بہت سے دام دیکر لے لیا بعد اُسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامونکو
خرید لیا تا کہ ہمسایہ باقی سہامونکو تو اسوجہ سے نہ لے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہوگیا
ہی اور اول سہام کو بسبب گرانی قیمت اور کارآمد نہونے کے نہ خریدے) اگر زمین کو ثمن کے عوض

حیلۂ اسقاط شفعہ و حکم آن

خرید کرائسکے بدلے مین کپڑا بائع کو دے تو شفیع کو شفعہ وہی ثمن دینا ہوگا نہ کپڑا اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے نہ واجب ہونے کے لیے حیلہ کرنا مکروہ نہین (لیکن علمار کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر سے بچنے کے لیے ہو تو اسکا کچھ مضائقہ نہین جائز ہے اور اگر ایسا نہین تو مکروہ ہی باقی رہا زکوۃ کے ساقط کرنے کی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہی چنانچہ دیندار پر یہ امر مخفی نہین) اگر بائع ایک ہو اور کئی مشتریونکے ہاتھ اپنی زمین فروخت کرے تو شفیع کو اختیار ہے کہ کچھ مشتریونکا حصہ لے لے اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھ بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑ دے۔ اگر مشتری نے آدھا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لے سکتا ہی جو بائع تقسیم کردے۔ اگر مالک کوئی مکان بیچے اور غلام ماذون قرضدار اسکو شفعہ مین لے لے تو درست ہے اسیطرح اسکا عکس بھی جائز ہے (یعنی مالک کو بھی حق شفعہ غلام مدیون ماذون کی فروخت مین پہونچتا ہے) اگر کم سن لڑکے کا باپ یا وصی حق شفعہ سے دست بردار ہون تو درست ہے اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لیے موکل کیطرف سے حق شفعہ سے درگذرے تب بھی درست ہی ‡

کتاب القسمۃ

اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے۔ جو حصہ سب چیز معین مین پھیلا ہوا ہے اسکو ایک جا کردینے کا نام قسمت ہی (مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہین کہ کونسا ہے قطعہ خاص مین اسکو علحدہ اور معین کردین تو یہ قسمت ہوگی) پھر قسمت مین دو معنی پائے جاتے ہین۔ ایک حصہ کا جدا کرنا دوسرے ایک حق سے دوسرے حق کا بدل جانا

(اسلیے کہ حصہ دونون شریکونکا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہے تو بانٹنے مین
مبادلہ ضرور ہوگا) اور مثلی چیزون (یعنے مکیل اور موزون وغیرہ کے بانٹنے) مین
جدا کرنے کو غلبہ ہے اسی لیے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب ہونے
کی صورت مین مثلی چیزون مین لے سکتا ہی (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے مین
حاجت دوسرے کے آنے کی نہین) اور جو چیزین غیر مثلی ہین اُنکی تقسیم مین مبادلہ
کو غلبہ ہے اسیوجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین لے سکتا
(کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے مین دونون بدلنے والون کی حاجت
ہوتی ہے) اگر مال ایک جنس کا ہو جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوئی شریک
درخواست اُسکی تقسیم کی ایک شریک موجود سے کرے تو شریک مذکور پر تقسیم کرنیکے
لیے جبر کیا جاویگا (اور شریکونکا انتظار نہوگا) لیکن اگر مال مختلف جنسونکا مشترک ہو گا
تو اُسمین زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لیے نہوگی (اسلیے کہ ایک جنس ہونے مین
تو جدا کرنے کو غلبہ ہی پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے اور مختلف جنسون مین
مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لیے جبر نہین کر سکتا) مستحب ہے کہ قاضی ایک
بانٹنے والا مقرر کرے جو شرکا مین مال کو تقسیم کردیا کرے اور اُن سے اپنی اُجرت نہ لے
بلکہ اُسکا روزینہ بیت المال مین سے ملے۔ اگر بیت المال مین گنجایش نہو تو بانٹنے
والے کو اُجرت شرکا سے بحسب شمار شریکونکے ملنی چاہیئے (یعنے اجرت سہام
موقوف نہو بلکہ شرکا کے شمار پر ہو مثلاً اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون
ایک تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا امین دونون مین اُسکو تقسیم کرے تو
اُسکی اجرت دونون سے آدھون آدھ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہوگی)

بانٹنے والے کا عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضرور ہے
قسمت کرنے کو ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیئے کہ اسکے سوا دوسرا تقسیم نکرسکے
ایک اسباب کی تقسیم مین چند قسمت کرنے والے شریک نہونے پاوین۔ اگر وارث ایسی
زمین کو میراث مین ملنے کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجاوے
جبتک وارث اپنے مورث کے مرنے کے اور وارثونکے شمار کے گواہ نہ گذرانین
اور اگر چند شرکا منقول چیز کی تقسیم کے خواستگار ہون یا یہ کہین کہ یہ زمین ہمنے خریدی
ہی اسکی تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوی کرین کہ ہماری ملک مین ہی (سبب ذکر نکرین کہ کسطرح
سے ملک مین آئی) تو ان صورتون مین تقسیم کردینا درست ہی۔ اور اگر دو شریک دعوی
کرین کہ یہ زمین ہمارے تصرف مین ہی اسکو تقسیم کردو تو تقسیم نہ کیجاوے جبتک کہ
دونون اپنی ملک کے گواہ پیش نکرین۔ اگر دو وارثون نے گواہ گذرانے کہ ہمارا مورث
مرگیا اور اُسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین اور مکان موروثی اُنکے
قبضہ مین ہی اور اُنکے ساتھ ایک وارث ہے جو اُسوقت موجود نہین یا صغیر ہی
اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اُس مکان کو تقسیم کرد ے اور غائب کیطرف سے
وکیل خواہ بچے کیطرف سے وصی مقرر کردے کہ وہ اپنے موکل خواہ بچہ کا حصہ اپنے
قبضہ مین رکھے۔ اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ سب خریدار ہون اور
ایک مشتری انمین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ مین غائب وارث کے یا
صغیر کے قبضے مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثون مین سے ایک ہی ہو اور باقی غائب
ہون توان سب صورتونمین مکان تقسیم نہ کیا جاویگا۔ اگر مال مشترک کی تقسیم کا ایک
شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہی تو تقسیم

کردیا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہی تو قسمت نہ کیا جاویگا جبتک کہ سب
راضی نہون اور اگر بعضون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضون کو تھوڑا حصہ ملنے کی جہت سے
نقصان ہوتا ہو تو اسصورتین اگر بڑا حصہ دار خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کردیا جاویگا چھوٹے
حصہ والے کی درخواست سے تقسیم نہوگا۔ اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا رین تقسیم
کردیا جاوے گو سب راضی ہون یا نہون۔ اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ جواہر
یا غلام یا حمام یا کنوان یا چکی ہو تو اُنکو قاضی بدون سب شرکاء کی مرضی کے تقسیم نکرے
اگر مال مشترک کئی حویلیان ہون یا ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دوکان ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جُدا جُدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
ہین تقسیم کرنیوالے کو چاہئے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اُسکا نقشہ کھینچے اور
حصے برابر درست لگاوے اور گز سے پیمایش کرے اور ملبہ کے دام لگاوے اور ہر ایک
شریک کا حصہ مع راہ آمدورفت اور پانی کے حق کے جدا کردے اور اُن حصونپر نشان اول
اور دوم اور سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالدے جسکا نام پہلے نکلے اُسکو
پہلا حصہ دے جسکا دوسری بار نکلے اُسکو دوسرا اور علے ہذا القیاس۔ اور روپیونکو بدون
رضامندی شرکاء کے قسمت مین داخل نکرے (اسلیے کہ روپیونین کسی کے تقسیم کردینے
کی حاجت نہین انہین گن لینا کافی ہوتا ہے) اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوئی اور ایک
شریک کے پانی بہنے کی راہ یا آمدورفت کا راستہ دوسرے کی ملک مین رہا اور تقسیم کے
وقت اسطرح نہین ٹھیر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اُسکا راستہ اُسی کی ملک مین کو
کردیا جاوے اور اگر نہو سکے تو یہ تقسیم توڑ دیجاوے (اور از سر نو تقسیم ہو کہ اُسمین
یہ خلجان نہ پڑے) اگر مال مشترک ایک مکان ہو جس کے اوپر بالاخانہ ہو

اور ایک مکان بدون بالاخانہ کے ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو اُنکی
تقسیم اسطرح ہوگی کہ ہر ایک کی علحدہ علحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم
کر دیے جاوینگے - اگر شرکا میں سے کوئی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دو بانٹنے
والے گواہی حق بانٹ لینے کی دیوین تو اُنکی گواہی مقبول ہوگی اگر اول ایک شریک نے
اقرار کیا کہ مین اپنا حصہ پا چکا پھر دعوی کیا کہ میرا کسیقدر حصہ فلان شریک کے
قبضہ مین ہے تو بدون گواہی کے اُسکا قول معتبر نہوگا (اور) اگر دوسرے شریک سے کہے
مین اپنا حق سارا پا چکا تھا مگر بعد کو تو نے کچھ دبا لیا تو مدعا علیہ یعنی دوسرے شریک کا
قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا - اور اگر مدعی نے اپنے حصہ کے بھرپانیکا اقرار نہ کیا ہو اور
دعوی کرے کہ فلان جگہ تک میرا حصہ ہے مدعا علیہ نے مجھے نہین دیا اور مدعا علیہ نے
اُسکو جھوٹا بنایا تو دونون کو قسم کھانی پڑیگی اور قسم کے بعد قسمت توڑ دیجاویگی
اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے - اگر شرکا مین مکان تقسیم
ہوگیا اور ایک شریک کے حصہ مین سے کچھہ سہام کا حقدار کوئی اور نکلا جس نے
اپنا حق اُس شریک سے لے لیا تو یہ شریک دوسرے شریکون سے بقدر حق دار کے
حصہ کے دلا پاویگا اور تقسیم کو فسخ نکرینگے - اگر دو شریک ایک مکان یا دو مکانون
مین رہنے کی باری مقرر کرلین یا ایک غلام خواہ دو غلامون سے خدمت لینے کی نوبت
مقرر کرلین یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کے کرایہ کی باری ٹھیرالین (مثلاً یون ٹھیرالین
کہ اس گھر مین ایک مہینا ایک رہے اور ایک مہینا دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ ایک لے
اور ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا دوسرا
تو درست ہے - اگر ایک غلام کی یا دو غلامون کی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون

کی کرایہ مین یا اُن کی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودھ مین باری ٹھیراوین تو درست نہین۔

کتاب المزارعة

اسمین زراعت کا بیان ہی۔ مزارعت اُس معاملہ کو کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین سے کسیقدر کے عوض مین اسکو کاشت کرایا جاوے اس معاملہ کی درستی کیلیے اتنی شرطین ہین اوّل زمین کا قابل زراعت ہونا۔ دوم زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا۔ سوم مدت زراعت کا بیان کر دینا۔ چہارم بیج کے مالک کا بیان کر دینا (کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا) پنجم اسکی جنس بیان کرنی (کہ گیہون ہونگے یا جو) ششم کسان کے حصے کا ذکر ہو جانا (کہ کل پیداوار مین سے کسقدر ہوگا) ہفتم۔ زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالے کرنا ہشتم۔ زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا شریک رہنا نہم زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون (ان شرائط سے اگر کاشت کرائی جاویگی تو درست ہوگی) اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور محنت دوسرے کی یا بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کے یا بیج اور بیل ایک کے ہون اور باقی دوسرے کے یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کے لیے چند پیمانے معین کر دیے (سب کو مشترک نہ رکھا) یا یون ٹھیرایا کہ جو کچھ پانی کی نالیون اور گولون کے قریب اگے وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہ کہ بیج والا صرف اپنا بیج لے لے باقی دونو کے ساجھے مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار مین سے مجرا دیکر باقی شترک رہے تو ان سب صورتون مین مزارعت فاسد ہو جاویگی ہان اگر خراج معین پیمانے ہونگے

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتھائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی (پچھلی صورت مین) مزارعت فاسد مین پیداوار سب بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کو جسقدر اُسنے کام کیا ہوگا اُسکی مزدوری معمول کے موافق ملے گی اور (یہ صورت اُسوقت ہے کہ زمین دوسرے کی نہو اور اگر زمین بھی اُسی کی ہو تو) زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر یہ مزدوری اور کرایہ اُسقدر سے زیادہ نہ دیا جاویگا جو آپس مین دونون کے ٹھیر چکا تھا اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھ درست ہو تو پیداوار اُسیطرح تقسیم ہوگی جو اُنھون نے آپس مین شرط کر لی ہو اور اگر زمین مین کچھ پیدا نہو تو محنت کرنیوالے کو کچھ نہ ملیگا بعد معاملہ زراعت کے اگر دونون مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنیسے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جاویگا۔ لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اُسپر زبردستی نکیجاوے اگر دونون عقد کرنے والون مین سے کوئی مرجاوے تو مزارعت باطل ہوجاویگی۔ اگر مدت جو زراعت کیلیے معین کی تھی گذرجاوے اور کھیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اُجرت اُسجگہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جبتک کہ کھیتی تیار ہو (یعنی زائد دنون کا کرایہ مثل اُسکے ذمہ ہوگا) کھیتی مین جو خرچ پڑے (مثلاً کاٹنے اور اُٹھانے اور دائین چلانے اور اُڑانے مین) وہ دونونکے ذمے حقوق کے موافق پڑیگا اور اگر شرط کرلین کہ سب خرچ کسان کے ذمے رہے تو عقد فاسد ہوجاویگا۔

کتاب المساقاة

اسمین درختونکو پانی دینے کے معاملہ کرنے کا بیان ہے۔ مساقات اُس عقد کو کہتے ہین کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کرنے کے لیے یہ ٹھیرا کردے کہ اُنمین جو پھل لگے وہ ہم دونون مین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتو نمین مثل مزارعت کے ہے

کتاب المساقاة

میوہ کے درختون اور انگورون اور رطبہ مین اور بینگنون کی جڑون مین یہ معاملہ کرنا درست ہی۔ اگر پھل لگے درخت پرورش کو دیے اور پھل ایسے ہون کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑہتے ہون تو درست ہے اور اگر انکا بڑہنا پورا ہوچکا ہو تو مساقات درست نہوگی جیسے مزارعت (کہ کھیتی تیار ہونیکے بعد درست نہین ہوتی) اور عقد مساقات جب فاسد ہوجاوے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنیوالے کو معمولی مزدوری ملیگی۔ یہ عقد دونون عقد والون سے ایک کے مرجانے سے باطل ہوجاتا ہے اور عذر کے سبب سے فسخ ہوجاتا ہے جیسے مزارعت عذر کے سبب ٹوٹ جاتی ہے اور عذر یہ ہے کہ مثلاً کارکن چور ہو یا بیمار ہو کہ کام نہ کرسکے ؛

کتاب الذبائح

اسمین ذبح کیے ہوئے جانورونکا بیان ہے۔ ذبائح جمع ذبیحہ کی ہے اور ذبیحہ اُس جانور کو کہتے ہین جو ذبح کیا جائے اور ذبح گلے کی رگین کاٹنے کو کہتے ہین مسلمان اور اہل کتاب (یعنے یہودی اور نصرانی کا) اور لڑکے اور عورت اور گونگے اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ (یعنے حلال کیا ہوا جانور) حلال ہی۔ اور آتش پرست اور بت پرست اور مرتد اور احرام باندھے ہوئے شخص کا اور ذبح کے وقت جان کر بسم اللہ کے چھوڑنے والے کا ذبیحہ درست نہین لیکن اگر بھول کر بسم اللہ نہ کہے تو اُسکا ذبیحہ حلال ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر جانکر بھی بسم اللہ نہ کہے تو اُسکا ذبیحہ حلال ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول اللہ تعالے کا ہی وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ یعنے مت کھاؤ اُن جانورونمین

ایک کھال نو ... جب ... دون کو کھانے ... نہین

سے کہ جنکے ذبح کے وقت خدا کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اور اگر بھولکر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال ہوگا اسلیئے کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَ النِّسْیَانُ یعنے میری امت سے بھول چوک معاف ہے) اور ذبح کے وقت خدا تعالے کے نام کے ساتھ اور کسیکا نام لینا یا یون کہنا کہ الٰہی اُسکو فلانے کیطرف سے قبول کر ذبیحہ کو مکروہ کر دیتا ہی اور یہ الفاظ اگر بسم اللہ سے اور جانور کے لٹانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہین اور ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچ مین ہی اور ذبح مین نرخرا یعنے سانس کی رگ اور کھانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اُسکے آس پاس کی کاٹنی چاہیئین اور ان چار مین سی اگر تین بھی کٹجاوینگی تو کافی ہوگا اگرچہ ناخن سے یا دانت سے کہ بدن مین نہ لگے ہون علحدہ ہون یا سینگ سے یا ہڈی سے یا نرکل کے پوست یا تیز پتھر سے یا ایسی چیز سے جو خون جاری کردے ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدن مین لگے ہون تو اُنسے ذبح درست نہوگا ذبح کے واسطے چھری کا تیز کر لینا مستحب ہے ذبح مین اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری پہونچ جاوے یا سر علحدہ ہو جاوے مکروہ ہے (اور) گدی کیطرف سے بھی ذبح کرنا مکروہ ہی۔ اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہو اُسکو ذبح کرنا چاہیئے اور جو چوپایہ پلاؤ کہ وحشی ہو کر بھاگ جاوے یا کنوئین مین گر پڑی اور اُسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اُسکو زخم لگا دینا چاہیئے[ا] (کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی) اونٹ کے لیے نحر مسنون ہی (یعنے اُسکے سینے کے اوپر اور گردن کے نیچے نیزہ مارین) اور گائے بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اسکا اُلٹا کرنا (کہ گائے بکری کو نحر کرین اور اونٹ کو ذبح یہ) مکروہ ہی (ایسا نکرنا چاہیئے) اور اگر ایسا کرین تو جانور حلال ہو جاوے گا۔ مان کے ذبح ہونے سے اُسکے پیٹ کا بچہ ذبح

[ا] یعنی اُسکا حکم شکار کا سا ہی یعنی کہ کسی جگہ زخم لگجانا کافی ہے۔

ہمین ہوتا (یعنے اگر کسی گائے بکری کو ذبح کیا اور اُسکے پیٹ کے اندر سے مرا ہوا
بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اُسکو ذبح کرنا چاہیے
ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک ماں کے ذبح سے بچہ بھی ذبح ہوجاتا ہے
اور اُسکا کھانا حلال ہے چنانچہ بعضی حدیثون سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور دلیل امام اعظم
کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منخنقہ کو حرام فرمایا ہے۔ یعنی اُس جانور کو جو سانس
رُک کر مرجاوے اور یہ بچہ بھی ایسا ہی ہے کہ سانس رُکنے سے مرجاتا ہے یا اس
مین شبہہ ہے کہ ماں کے ذبح سے مرجاتا ہے یا سانس رُکنے سے اور جس چیز مین شبہہ
حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہے اسمین حرام ہونیکی طرف کو غلبہ ہوتا ہے اسلیے حرام ہے)

فصل

فصل اُن جانورونکے بیان مین جنکا کھانا درست ہے اور جنکا نادرست۔ درندون
مین سے کچلیون والے جانور یعنی ٹیڑھے دانت کے اور پرندون مین سے جو پنجہ کے
شکار کرین حرام ہین۔ جو کوا کھیتی کھاتا ہے (اور ناپاکی نہین کھاتا) حلال ہے مگر جو کوا ابلق
کہ مردار کھاتا ہے حرام ہے (اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہے کہ اُسکی گردن کا رنگ
بہ نسبت پرونکے سفید ہوتا ہے اُسکا کھانا حرام ہے۔ کفتار اور گوہ اور بھڑ اور کچھوا اور
(سوسمار[۱۲] زنبور[۱۲])
زمین مین رہنے والے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچھو) اور بستی کا گدھا اور خچر
اور گھوڑا حلال نہین (اور بستی کا گدھا اسلیے کہا کہ وحشی گدھا یعنی گورخر حلال ہے)
اور خرگوش حلال ہے۔ جس جانور کا کھانا درست نہین ذبح کرنے سے اُسکا گوشت
اور پوست پاک ہوجاتا ہے (اگرچہ کھانا حرام ہے لیکن آدمی اور سوٗر کو اگر ذبح بھی کرین
چمڑا اور گوشت پاک نہوگا) پانی کے جانورون مین سے مچھلی کے سوا اور کوئی حلال
نہین اور مچھلی بھی بہ شرط ہے کہ خود مرکر پانی پر نہ تیر آئی ہو (کہ اُسکا کھانا حرام ہے

اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہے جیسے ٹیڑی (بے ذبح کیے ہوئے حلال ہی) اور
امام شافعی رح اور امام مالک رح کے نزدیک سب جانور دریا کی پیدائش کے حلال ہین
اور دلیل امام اعظم رح کی اللہ تعالے کا ارشاد ہی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ یعنی حرام کرتا
ہے اُن پر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریائی جانور لطیف طبعونکے نزدیک سب
خبیث ہین اور یہ جو اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ یعنی تمکو دریا کا
شکار حلال ہی اس سے مراد مچھلی ہی ہے کہ عرف مین اُسکے سوا اور چیز کا شکار
نہین کرتے اور انحضرت صلعم نے جس دوا مین مینڈک ہو اُسکے کھانے سے منع فرمایا
اور کیکڑے کی بیع سے منع فرمایا) اگر ذبح کرنے والے کو بکری خواہ دوسرے جانور کی
موت حیات کا حال نہ معلوم ہو اور ذبح کرنے سے وہ حرکت کرے یا خون نکلے تو وہ
حلال ہے اور اگر ان دونون مین سے کچھ نہو تو حرام ہے اور اگر اُسکو ذبح کے وقت
اُسکا جینا معلوم ہو تو حلال ہے اگرچہ حرکت نکرے اور خون نہ نکلے۔

کتاب الاضحیۃ

اسمین قربانی کا بیان ہے۔ قربانی کرنا اُس مسلمان پر واجب ہی جو آزاد اور مقیم اور
تونگر ہو قربانی اپنی طرف سے چاہیئے مالدار لڑکے کیطرف سے اُسپر واجب نہین
اور قربانی کم سے کم ایک بکری کی یا ساتوان حصہ بدنہ کا یعنے گائے اور اونٹ کا
ہی عید الضحی کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اُسکا وقت ہی شہر کا رہنے والا
نماز عید سے پہلے قربانی ذبح نکرے گانون والے کو اختیار ہی کہ نماز سے پہلے قربانی
کرے۔ قربانی کا جانور اگر بے سینگ کا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ اُسکی قربانی درست ہے،
لیکن اندھا یا کانا اور اتنا دُبلا کہ ہڈیونمین گودا نہو اور لنگڑا اور کان اور دُم اور آنکھ اور چکی

مین سے زیادہ حصہ کٹا ہو درست نہین - اونٹ کی اور گائے کی اور بھیڑ بکری ہی کی قربانی درست ہے نر ہون یا مادہ - اونٹ کی عمر پانچ برس سے کم نہو اور گائے کی دو برس سے کم نہو اور بکری سال بھر سے کم نہو اور بھیڑ مین سے وہ بھی درست ہی جسکی عمر چھ مہینے سے زیادہ ہو (بشرطیکہ بڑی بھیڑ دن مین ملجاوے یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو) اگر سات شریکون نے ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہی اور ایک اُنمین سے مرگیا اور اُسکے وارثون نے کہا کہ اسکو میت کیطرف سے اور اپنی طرف سے ذبح کرلو تو یہ قربانی کرنی درست ہے اگر چھ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہین اور ساتوان شریک نصرانی یا مرتد ہی یا مسلمان ہی کہ اُسکی نیت قربانی کرنے کی نہین بلکہ گوشت کا شریک ہے تو یہ قربانی کسی کیطرف سے درست نہوگی - قربانی کے گوشت مین سے آپ کھانا اور مفلس اور توانگر کو کھلانا اور رکھ چھوڑنا درست ہی اور مستحب ہے کہ مفلسونکو تہائی سے کم خیرات نکرے - قربانی کے چمڑے کو خیرات کردینا چاہیئے یا اُسکا کوئی تھیلا یا چلنی بنالے کہ لوگونکے کام آوے اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے - یہودی اور نصرانی اسے ذبح کرانا مکروہ ہی - اگر دو شخص غلطی سے ایکدوسرے کی قربانی کو ذبح کردین تو دونونکی طرف سے قربانی ہوگئی اور کسیکو دونون مین سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نہ پڑیگی -

کتاب الکراہیۃ

اسمین ممنوع چیزونکا بیان ہی - مکروہ چیز حرام کے قریب ہی اور امام محمد صاحب نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے

فصل کھانے پینے کی چیزونکے بیان مین

مکروہ ہے گدھی کا دودھ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن مین کھانا اور پینا اور تیل اور خوشبو لگانا مردون عورتون سب کو مگر رانگ اور کانچ اور بلور اور

عقیق کے برتن مین کھانا پینا وغیرہ مکروہ نہین جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اُسکا استعمال حلال ہی مگر اسطرح استعمال کرے کہ چاندی کی جگہ بچی رہے (مثلاً برتن کے کنارے پر نہو کہ مُنہ اُسپر لگے یا زین اور کرسی بر بیٹھنے کی جگہ خالی ہو) اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے مین مقبول ہوگا (مثلاً کسی مسلمان کا خادم آتش پرست ہو اور وہ گوشت لاوے اور کہے کہ یہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہی تو اُس مسلمان کو اُسکا کھانا درست ہوگا) غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب مین مقبول ہی (مثلاً غلام یا لڑکا کہے کہ یہ کھانا تمکو ہدیہ بھیجا ہی یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ اندر بلاتا ہی تو اسکا کہا مان لیا جاویگا) بدکار شخص کا قول معاملات مین مقبول ہی اور دین کی باتون مین معتبر نہین (مثلاً اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت مین بدکار کچھ کہیگا تو مان لین گے اور اگر پانی کی نجاست وغیرہ امور دینی مین کچھ کہیگا تو نہ مانینگے) اور جس شخص کی کوئی ضیافت ولیمہ مین کرے اور وہان راگ رنگ ہو تو یہ شخص بیٹھکر کھانا کھالے مترجم کہتا ہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہی کہ اگر شخص مذکور اُن لوگون مین سے ہو جنکے افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کرسکتا ہو تو وہ یکھیڑا موقوف کرادے اور کھانا کھاوے اور اگر منع نہین کرسکتا تو شریک دعوت نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اُسکا حکم وہی ہے جو کتاب مین ہے اور یہ سب اسوقت ہے کہ پہلے علم نہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہے تو جانا ہی نہ چاہیئے کذا فی العینی

فصل پہننے کے احکام کے بیان مین - مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہی (یعنے جسکا تانا بانا دونون ریشم ہون) مردونکو (حرام ہی) عورتون کو حرام نہین اور ریشمی کپڑے کی گوٹ مقدار چار اُنگل کے مردونکو بھی حلال ہی - ریشمی کپڑے کا تکیہ

یا بچھونا مردون کو درست ہی۔ جس کپڑی کا تانا ریشم کا اور بانا روئی یا اون کا ہو اسکا پہننا مرد کو حلال ہی اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اسکا پہننا مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہے۔ مرد سونے چاندی کا زیور نہ پہنے کہ حرام ہے۔ ہان اگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضائقہ نہین اور سوائے بادشاہ اور قاضی کے اور لوگون کے حق مین افضل یہ ہی کہ انگوٹھی نہ پہنین۔ اور پتھر اور لوہے اور پیتل اور سونے کی انگوٹھی پہننی حرام ہے۔ نگینے کے سوراخ مین سونے کی کیل لگانی اور دانتون کو چاندی کے تارون سے باندہنا درست ہے سونیکے تارون سے درست نہین۔ لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہی۔ وضو کا پانی خشک کرنے کو رومال رکھنا یا ناک صاف کرنیکو کپڑا رکھنا یا بات کے یاد رکھنے کو انگلی مین دھاگا باندہنا مکروہ نہین۔

فصل دیکھنے اور ہاتھ لگانے کے بیان مین۔ آزاد عورت جو اجنبی ہو مرد کو اُس کے چہرے اور ہتھیلیونکے سوا اور کچھ دیکھنا درست نہین اور جس مرد کو دیکھے سے شہوت ہوتی ہو اُسکو چہرہ کا دیکھنا بھی نہ چاہئیے مگر حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینے والا (یعنے جو اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو وہ اگر چہرہ دیکھے تو مضائقہ نہین) اور طبیب کو بیماری کی جگہ کا دیکھنا درست ہے۔ مرد کا تمام بدن سوائے برہنگی (یعنے ناف سے زانو تک) کے مرد کو دیکھنا جائز ہی اور عورت کا دیکھنا مرد اور عورت کو بھی ایسا ہی ہی (یعنے عورت دوسری عورت یا مرد کے تمام بدن کو سوائے برہنگی کے دیکھ سکتی ہے) مرد اپنی بی بی اور لونڈی کے مکان مخصوص کو دیکھ سکتا ہے اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیون اور بازؤن کو دیکھ سکتا ہی مگر پیٹھ اور پیٹ اور رانونکو دیکھنا درست

نہین - جن اعضا کا دیکھنا جائز ہے انکو ہاتھ لگانا بھی درست ہے - غیر کی لونڈی مثل محرم عورت کے ہے (یعنے اُسکے سر اور بازو وغیرہ کا دیکھنا درست ہے) اور اگر اُسکے خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکھنا درست ہو اُنکو ہاتھ بھی لگادے گو شہوت ہو جب لونڈی بالغ ہو جاوے تو اُسکو صرف ایک تہمد بندھا کر مردون کے سامنے نہ آنے دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیئے) اور خصی اور آلت کٹا ہوا اور ہیجڑا مردون مین شمار ہین (یعنے دیکھنے اور ہاتھ لگانے مین جو مردونکو جائز ہے وہی اُنکو بھی درست ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہے (یعنے عورت کو اُس سے بھی پردہ ضرور ہے) مرد کو اپنی لونڈی سے بدون اجازت اور بی بی سے اُسکی اجازت کے ساتھ عزل درست ہے (یعنے صحبت کے وقت انزال باہر کرنا لونڈی سے بلا اجازت اور بی بی سے باجازت درست ہے) فصل عورت کے رحم کو صاف کر لینے کے بیان مین - جس شخص کی ملک مین کوئی لونڈی آوے تو اُسکو اُسکے ساتھ صحبت کرنا اور ہاتھ لگانا اور اُسکی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا درست نہین جب تک کہ اُسکو ایک حیض نہ آچکے - ایک شخص کے پاس دو بہنین اُسکی لونڈیان ہین اور اُس نے دونونکا بوسہ شہوت سے لے لیا تو اب اُسکو اُنمین سے کسیکے ساتھ صحبت کرنی یا لوازم صحبت کرنے (مثلاً مساس یا گلے چمٹانا) حرام ہے - جبتک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نکردے (یعنے جبتک ایک کو اپنی ملکیت سے باہر نکردے) مثلاً دوسرے کے ہاتھ بیچدے یا ہبہ کردے یا کسیکے ساتھ اُسکا نکاح کردے یا آزاد کردے تب تک دوسری سے صحبت نکرے - مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا ایک تہمد باندھے ہوئے مکروہ ہے اور اگر تہمد پر کرتا بھی پہنے ہو تو درست ہے جیسے ہاتھ ملانا جائز ہے - فصل - بیع اور غلہ بھرنے اور اجارہ وغیرہ کے بیان مین - آدمی کے پاخانہ کا

فصل

فصل

بیچنا مکروہ ہے مگر گوبر اور لید کی بیع مکروہ نہین - اگر بکر نے عمرو سے کہا کہ یہ لونڈی زید
کی ہے اور اُسنے اُسکے بیچنے کے لیے مجھے وکیل کیا ہے تو عمرو کو اُسکا خرید نا جائز ہے گواہون
کی گواہی پر خرید کو موقوف نہ رکھے (کہ وکالت ثابت ہو تو خرید کرون) اگر زید کا قرضہ عمرو
کے ذمے ہے اور دونون مسلمان ہین اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا کیا تو زید
کو شراب کا دام قرضہ مین لینا مکروہ ہے - اور اگر عمرو کافر ہے تو شراب بیچ کر اگر
قرضہ ادا کرے تو زید کو دام لینے مکروہ نہین - آدمی کی غذا مثل گیہون وغیرہ کے
اور جانورونکی غذا مثل بھس وغیرہ کے گرانی کی نیت سے ایسے شہر مین بند کر رکھنا
مکروہ ہے جہان بند کر رکھنے سے لوگونکو تکلیف ہو لیکن اپنی زمین کا غلہ بند کر رکھنا یا
دوسرے شہر سے تجارت کے لیے لاکر روک رکھنا مکروہ نہین - حاکم اپنی طرف سے
نرخ مقرر نکرے مگر جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کردین (اُسوقت نرخ مقرر
کرنا درست ہے) شراب بنانیوالے کے ہاتھ شیرہ بیچنا جائز ہے اور نواح شہر مین گھر کا کرایہ دینا
کہ کرایہ دار اُسمین آگ کو پوجے یا یہودی خواہ نصرانی اُسکو اپنی عبادتگاہ مقرر کرین یا اُسمین شراب
بکاے درست ہے (اور نواح شہر کی قید اسلیے ہے کہ خاص شہر کے اندر یہ امور ہونے بادشاہ
کیطرف سے ممنوع ہونے چاہئین اسلیے یہ باتین شہر کے باہر ہی ہونگی تو اُنکے لیے وہان
مکان کرایہ دینا جائز ہے) ذمی کی مزدوری کرنی شراب اُٹھانے کے لیے جائز ہے (اور
صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے) شہر مکے کے مکانونکی عمارت اور زمین کا بیچنا اور
قرآن مجید مین دس آیتون پر نشان (عشر یا ے کا) کرنا اور اُس کے حروف پر نقطے
اور اعراب لگانے اور سونے چاندی سے اُسکو مزین کرنا اور ذمی کا مسجد کے اندر
آنا اور ذمی کی بیمار پرسی کرنی اور چوپایون کو بدھیا کرنا اور گدھونکو گھوڑیون پر جھوڑنا کی

نسل کے لیے ڈالنا اور ماذون غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اسکی ضیافت ماننی اور
اُس سے سواری کا جانور مانگ لینا یہ سب باتین جائز ہین - اور اگر غلام ماذون کسیکو
کپڑا پہننے کو دے یا ہدیہ مین روپیہ اشرفی بھیجے تو مکروہ ہے - خصیے نکلے ہوئے آدمی کو زنانہ
مکان مین آنے دینا اور یون دعا مانگنی کہ الٰہی عرش پر اپنی عزت کے انعقاد کی جگہ کے
طفیل سے یہ کام کر دے یا یون دعا کرنا کہ الٰہی بحق فلان یہ کام کر دے مکروہ ہے - شطرنج
کھیلنا اور گوٹون سے کھیلنا اور تمام کھیل مکروہ ہین - اور غلامی کا نشان مثل لوہے
کے طوق وغیرہ کے غلام کے گلے مین ڈالنا مکروہ ہے مگر اُسکو قید کرنا درست ہے - دوا کیلیے
حقنہ کرنا - اور قاضی کا روزینہ بیت المال مین سے مقرر کرنا - اور لونڈی اور ام ولد کو
بدون محرم سفر کرنا - اور جو چیزین بچہ کے لیے ضروری ہون اُنکو اُسکے چچا خواہ مان کا
مول لینا یا بیچ ڈالنا جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ پڑا ہوا پاوے وہ بھی بچہ کی
ضروریات کی بیع وشرا کر سکتا ہے - بچہ کو کسیکا مزدور کرانا یا نوکر رکھانا
صرف مان کو جائز ہے - دوسرے کو اختیار نہین)

کتاب[ل] احیاء الموات

اسمین ویران زمین کے زراعت کرنیکا بیان ہے - موات اُس زمین کو کہتے ہین جسمین
کھیتی پانی کے نہونے یا پانی کی کثرت کے باعث نہو سکے اور وہ زمین بستی سے دور
ہو کہ چلانے کی آواز وہان سے بستی مین نہ پہونچے اور کسیکی ملک نہو پس ایسی زمین کو
اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے اُٹھاوے (یعنی کھیتی کے قابل کرے) تو وہ زمین اُسکی
ہو جاتی ہے - اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھر وغیرہ کی مینڈھ باندہ دے (یا اور کوئی نشان
خندق وغیرہ کا کر دے) تو اس سے اسکا مالک نہوگا اور آبادی کے قریب کی زمین

کتاب احیاء الموات

ل احیاء کے معنے زندہ کرنا اور موات زمین مردہ یعنی ویران کو کہتے ہین زمین جس سے کچھ فائدہ نہو ۱۲

زراعت کے قابل کرنا جائز نہین (یعنے زراعت کے قابل کرنیسے اسکا مالک نہوگا)
ویران زمین مین اگر کوئی شخص کنوان کھدوادے تو کنوئین کے سب طرف سے چالیس گز
اسکا حق ہوگا اور چشمہ (یعنی تالاب وغیرہ) کا گرد چہار طرف پانسو گز (ہوگا) پس اگر کوئی
شخص کنوئین کے گرد چالیس گز کے اندر اور چشمہ کے گرد پانسو گز کے اندر دوسرا کنوان (یا چشمہ) بنالیا
چاہے تو اسکو بنانے نہ دینگے - نہر کا گردہ اسقدر ہوتا ہی جو اسکے مناسب ہو - دریا پار اور
زمین اگر ایسی ہو کہ پھر وہان دریا نہ آویگا تو اسکا حکم موات کا ہی اور اگر احتمال دریا کے
پھر آنے کا ہو تو موات نہین - اگر موات زمین مین کوئی نہر کھودے تو اسکا گردہ کچھ نہوگا
(یعنی صرف کنارونکی مٹی جس جگہ پڑی ہی وہی اسکا حق ہی اور کچھ نہین) **فصل** پانی
کے گھاٹ کے مسائل مین - گھاٹ مین سے کھیتی اور جانورون کے لیے حصہ اور
باری ہونیکا نام شرب ہی - بڑی نہرین مثلاً دجلہ اور فرات اور گنگا جمنا کسی کی
ملک نہین اُنسے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور اُنپر پنچکی قائم کرنی
اور اُن سے نہر کھود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگونکا ضرر نہو ہر شخص کو اختیار
ہی - اور جو نہرین کہ کسیکی ملک ہون اُن سے اور کنوؤن اور حوضون سے ہر شخص کو پانی
پینے اور اپنے جانورونکو پانی پلانیکا اختیار ہی مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اور اگر
بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونیکا خوف ہو تو اُنکو پانی پلانے سے مالک روک
سکتا ہی اور پانی جو مٹکے وغیرہ مین رکھا ہوا ہو اُسکو بدون اجازت مالک کے کام
مین لانا درست نہین - اور چھوٹی نہرونکا صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال مین سے
چاہیئے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو لوگون سے اُسکے لیے بزور لینا
چاہیئے اور جو نہر کسیکی ملک ہو اُسکی صفائی اُسکے ذمہ لازم ہی اگر مالک انکار کرے

تو بزور اس سے صاف کرائی جاوے اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ نکالنے کا خرچ
شریکون کے ذمے ہے نہر کے اوپر کی جانب سے (یعنے شروع منبع کیطرف سے) ہوگا پس
جس شریک کی زمین سے نہر آگے بڑھ جاویگی وہ صفائی کے خرچ سے بری ہوجائیگا
اور جو آدمی اور جانور ایسی نہرون مین سے پانی پیتے ہون انپر اسکا صاف کرنا لازم نہین
گھاٹ پر اپنے پانی لینے کا دعوی کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بھی درست ہے۔ کچھ لوگون
مین ایک نہر مشترک ہے اور وہ اُس سے پانی لینے مین جھگڑا کرین تو نہر مذکور مین ایک
شریک کا حصہ اتنا ہوگا جتنی اُسکی زمین ہے (اور وہ مشترک رہیگی) شریکون مین سے
کسیکو اختیار نہوگا کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کھودلاوے یا اُسپر
پن چکی لگاوے یا رہٹ یا چرخہ سے پانی لیوے یا اُسپر پل باندھے یا نہر کے دہانہ کو
چوڑا کرے یا پانی کی تقسیم دنون کے اعتبار سے کرے اور پہلے قلابون کے اعتبار سے
ہوچکی ہو یا اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین مین لیجاوے جسکا پانی دینا
اس نہر مین سے نہوتا ہو (اور یہ امور اگر) شرکا کی (رضامندی سے کرے تو مضائقہ
نہین) بدون رضامندی (کسیکو اختیار انکا حاصل نہین) پانی دینے کا حق میراث
مین وارث کو پہونچ سکتا ہے اور بعینہ اُس سے نفع لینے کی وصیت دوسرے کو کردینی
(کہ میرے بعد تو کام مین لائیو) درست ہے مگر اُس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست
نہین۔ اگر ایک شخص نے اپنے کھیت کو پانی سے بھرا اور اُس سے اُسکے ہمسایہ کی
زمین کو ضرر ہوا یا ڈوب گئی تو اُس پر اُس زمین کا کچھ تاوان دینا نہ آویگا۔

کتاب الاشربۃ

اسمین شرابونکا ذکر ہے۔ شراب شریعت مین اُس چیز کا نام ہے جو نشہ کری چار

طرح کی شرابین حرام ہین اول خمر یعنی انگور کا کچا پانی جب خوب جوش مارنے لگے اور اسپر
جھاگ آجاوین تو اسمین سے تھوڑا اور بہت حرام ہوجاتا ہے اور دوسری شراب طلا ہے کہ انگور کو نچوڑکر
اتنا پکاوین کہ ایک تہائی سے زیادہ رہجاوے اور باقی جلجاوے۔ تیسری شراب کا نام
سکر ہے کہ تر چھوہارونکو پانی مین بھگو دیا اس کچے پانی کو سکر کہتے ہین چوتھی شراب نقیع
زبیب ہے یعنی کشمش کو پانی مین ترکرکے بدون پکائے رہنے دیا یہ تینون پچھلی قسمین اگر اپھن جاوین
اور کڑی ہوجاوین تو حرام ہین انکی حرمت خمر کی نسبت کم ہے یعنی ان تینون کو اگر کوئی حلال
جانیگا تو کافر ہوگا بخلاف خمر کے (کہ اسکا حلال جاننے والا کافر ہے) اور چار قسمین حلال ہین
ایک یہ کہ خشک چھوہارے خواہ کشمش پانی مین ترکرکے اس پانی کو جوش خفیف دیا جاوے تو یہ پانی
اگرچہ اٹھ کھڑا ہوگا اسمین سے اسقدر پینا کہ نشہ نہ لاوے جائز ہے اور خوشی اور کھیل کیلیے یہ بھی درست
نہین دوسری قسم یہ ہے کہ خشک چھوہارون اور کشمش کو جدا جدا ترکرکے دونون کا پانی ملاکر جوش
خفیف کے بعد رکھ چھوڑین یہانتک کہ اٹھ کھڑا ہو۔ تیسری یہ کہ شہد یا انجیر یا
گیہون یا جو یا چینا پانی مین ترکرکے رکھ چھوڑین جوش دین یا ندین اور یہ پانی اٹھ کھڑا ہے
چوتھے یہ کہ انگور کے عرق کو اتنا پکاوین کہ دو تہائی اڑجاوے بعد اسکے رکھ چھوڑین کہ اٹھ
آوے (اور ان چارون قسمون مین امام شافعیؒ کا اختلاف ہے انکے نزدیک سب نشہ آور
چیزین حرام ہین اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ چارون اگر نشہ نکرین اور کھیل اور
ترنگ کی راہ سے نہ پی جاوین تو حرام نہین یعنی مرض مین انکا استعمال کرنا درست ہے اسوجہ سے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ
یعنے خمر تو خود حرام ہے اور باقی شرابونکا نشہ حرام ہے اس حدیث کو اور دونے مرفوع
روایت کیا ہے اور نسائی نے ابن عباس پر موقوف روایت کیا ہے) کدو کے تونبے اور شراب کے

کوزے اور مزفت اور نقیر مین نبیذ بنانا (یعنی پھلون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکھنا)
حلال ہی (شروع اسلام مین ان برتنون مین نبیذ بنانا حرام ہو گیا تھا اسلیے کہ یہ برتن
شراب کے ہوتے تھے بعد اُسکے حرمت منسوخ ہوئی کہ برتن کی جہت سے حرام نہین بلکہ حرمت کا
سبب نشہ ہے) اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچھ ڈالکر اُسکو سرکہ بنالیا تو اُسکا کھانا جائز
ہے شراب کی تلچھٹ کا پینا اور اُس مین لڑکے کنگھی کرنی (جیسے بعض عورتونکی عادت ہے)
مکروہ ہے اور جو شخص تلچھٹ پیوے اُسپر حد نہ ماری جاوے جبتک کہ مست نہو

کتاب الصید

اسمین شکار کرنے کے مسئلے ہین۔ شکار کرنا سکھائے ہوئے کتے اور چیتے اور باز اور سب
سکھائے ہوئے شکاری جانورون سے حلال ہی۔ شکار کرنے مین تین باتین ضروری ہین اول تو
جانور شکاری کی تعلیم اور کُتّے کا تعلیم یافتہ ہونا یہ ہی کہ شکار کو پکڑ کے خود نہ کھانے لگے
جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہو گیا اور باز کی تعلیم یہ ہی کہ بلانے سے پھر آوے
دوسری بات یہ ہی کہ جب شکار پر جانور چھوڑا جاوے اُسوقت بسم اللہ کہکر چھوڑے
تیسرے یہ کہ شکاری جانور کے کسی جگہ مین زخم کردے۔ اگر شکار پکڑکر باز خود کھانے لگے
تو اُس شکار کو کھانا جائز ہے۔ اور اگر کتا یا چیتا کھانے لگے تو اُسکا درست نہین۔ اگر
شکار کھیلنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اُسکو ذبح کرے اگر زندہ پانے کی صورتمین ذبح
نکریگا تو وہ شکار حرام ہو جائیگا۔ اور یہی حال ہی اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ گلا گھونٹ کر
مار ڈالے یا شکاری کُتے کے ساتھ بدون تعلیم کیا ہوا کُتا یا کسی کافر غیر کتابی کا کُتا یا ایسا
کُتا جسکے چھوڑتے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نہ کہی ہو شکار مارنے مین شریک
ہوگیا تو شکار حرام ہو جائے گا۔ اگر ایک مسلمان نے اپنا کُتا شکار پر چھوڑا پھر

اُسکو کسی مجوسی نے ہلکارا اور کُتے نے ہلکار پر تیز ہو کر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور
اگر کُتے کو مجوسی نے چھوڑا اور مسلمان نے ہلکارا اور کُتے نے ہلکار سے تیز ہو کر شکار
مار لیا تو یہ شکار حرام ہوگا - اور اگر کُتے کو کسی نے نہین چھوڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا
تھا پھر اُسکو کسی مسلمان نے ہلکار دیا اور اُسنے جستی کر کے شکار مارا تو یہ شکار حلال ہوگا اگر
مسلمان بسم اللہ کہکر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اُسکا کھانا درست ہوگا
اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کر لے اور باوجود زندہ ملنے کے اگر ذبح نکریگا تو حرام ہو جاویگا
اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کھا کر وہ غائب ہو گیا اور شکاری اُسکو ڈھونڈہتا رہا پھر زخمی مرا
ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنے کے بعد شکاری نے اُسکی جستجو نہ کی اور بیٹھ رہا اور
پھر وہ شکار مُردہ پایا تو حلال نہوگا - اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانی مین گر گیا یا کسی
چھت پر یا پہاڑ پر گرا پھر وہان سے زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول ہی مین زمین پر
گر کر مر جاویگا تو حلال رہیگا - اگر تیر کو لکڑی کیطرح مارا اور شکار مر گیا یا غلّے اور گولی
سے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا - اگر شکار کے تیر مارا اور اُس سے کوئی عضو اُسکا جُدا ہو گیا
تو شکار کھایا جاویگا اور وہ عضو نہین کھایا جاویگا اور اگر شکار کو دو ٹکڑے اسطرح
کیا کہ تہائی سر کی طرف اور دو تہائی دھڑ کی طرف ہون تو سارا شکار کھایا جاویگا
(مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اُسکے ایسے دو ٹکڑے ہوئے کہ تہائی سر کی جانب
رہی تو سبکا کھانا درست ہے اور اگر ٹکڑے ایسے ہون کہ سر کیجانب آدھے سے زیادہ رہے
اور جو تڑ دنکی طرف کم رہے تو اس صورت مین جو تڑ دنکی طرف کا حصہ نہ کھایا جاویگا)
اور مجوسی اور بت پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (اسلیے کہ انکا ذبیحہ درست نہین)
اگر زید نے شکار کے تیر مارا مگر وہ سُست نہوا پھر اُسکے عمرو نے تیر مارا اور شکار مر گیا تو

وہ شکار عمرو کا ہوگا اور اُسکا کھانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈھیلا پڑ گیا اور پھر عمرو کے تیر سے مر گیا تو شکار زید کا ہوگا اور اُسکا کھانا حرام ہوگا (اسلیے کہ جب شکار مضمحل ہوگیا تھا تو چاہیے تھا کہ اُسکو ذبح کرتا چونکہ مار ڈالا اسلیے حرام ہوگیا) اور عمرو اُس شکار سے دام زید کو دیوے مگر اُسکی قیمت مین سے اسقدر دام مجرا کرلے جو زید کے تیر کے زخم سے اُسمین نقصان ہوا ہو۔ شکار کرنا سب جانورونکا درست ہے خواہ گوشت اُن کا کھایا جاتا ہو یا نہو (اسلیے کہ جنکے گوشت سے نفع نہین اُن کی ہڈی اور چمڑے سے نفع ہوسکتا ہے)

کتاب الرہن

اسمین گرو کرنے اور رکھنے کا بیان ہے کسی حق کے عوض مین مثل قرض وغیرہ کے ایسی چیز کے روک رکھنے کو رہن کہتے ہین جس سے روکنے والا اپنا حق وصول کرسکے (اس سے یہ نکلا کہ حدود و قصاص کی عوض مین اگر گرو کردیگا تو درست نہوگا اسلیے کہ گرو کی چیز سے حدود و قصاص کا ملنا ممکن نہین گرو کرنیوالے کو راہن کہتے ہین اور جو گرو رکھتا ہے اُسے مرتہن بولتے ہین اور گرو کی چیز کو مرہون) یہ معاملہ ایجاب اور قبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض ہونیسے لازم ہوجاتا ہے مگر مرہون چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سے خالی چاہیے اگر راہن نے مرہون چیز کو اپنی ملک و تصرف سے خالی کرکے مرتہن کے سامنے کردیا اسطرح کہ وہ اُسکو لے سکے یا بائع نے مبیع کو مشتری کے سامنے اسیطرح رکھدیا تو یہ صورت قبضہ کرنیمین داخل ہے۔ راہن کو اختیار ہے کہ اگر مرتہن نے شئے مرہونہ پر قبضہ نہ کیا ہو تو اپنے عقد رہن سے رجوع کرے (یعنے اپنی چیز ہٹالے اور گرو نہ رکھے) اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس سے جاتی رہے تو اُسکی قیمت اور قرض دونوں مین سے جونسا کم ہوگا اُتنا تاوان مرتہن کو دینا آویگا

(یعنی اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اس شے کی قیمت کم ہووے تو اتنی ہی دینی آوے گی) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس صورت مین کہ مرہون چیز ہلاک ہو اور اسکی قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیئے دونوں کی تعداد برابر ہو تو اس صورت مین مرتہن اپنا روپیہ بھر چکا (کہ جتنا اسکا راہن کے ذمہ تھا اتنا ہی راہن کے چیز کا اسکے ذمے ہوگیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض ذمگی راہن سے زیادہ ہو تب بھی اپنا حق پاچکا اور جسقدر قرض سے زیادہ کی چیز وہ تھی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت ہی (یعنے اسکا تاوان کچھہ نہ دینا ہوگا) اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ ہو اور مرہون کی قیمت کم۔ تو اس صورت مین مقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گویا پا چکا مگر باقی قرضہ راہن سے وصول کریگا۔ مرتہن کو اختیار ہے کہ بعد رہن کے راہن سے اپنے قرضہ کا تقاضا کرے اور قرضہ کی بابت اسکو قید کرے (غرضکہ رہن کر دینے سے یہ نہین ہوتا کہ قرض خواہ مانگنا اور مواخذہ چھوڑ دے) رہن کے چھڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز حاضر کری پھر راہن کو حکم ہوگا کہ قرضہ اسکا اول ادا کردے (پھر اپنی چیز لے لے) اور جبکہ مرہون چیز مرتہن کے پاس ہو اسکو اختیار ہے کہ راہن کو اسکے بیچنے سے روکدے جبتک کہ اپنا قرض راہن سے نہ بھر لے اور جب قرضہ وصول کر چکے تو مرہون کو اسکے حوالے کری مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا (یعنے اگر غلام وغیرہ ہو تو اس سے کام لینا اور مکان وغیرہ ہو تو اسمین رہنا اور کپڑا ہو تو اسکا پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر چلانا یا مانگے دینا) درست نہین۔ مرہون چیز کی حفاظت مرتہن اپنے آپ کرے یا اسکی بی بی خواہ لڑکا خواہ خادم جو اسکے متعلق ہو (یعنے خوراک پوشاک وغیرہ اسکے ذمہ ہو) کرے۔ اگر انکے سوا کسی اور سے حفاظت کرائیگا یا کسکے طور امانت سو...

اور کسیطرح کی زیادتی مرہون چیز پر کریگا اور وہ تلف ہوجاویگی تو مرتہن کو اُسکی قیمت دینی آویگی۔ جس گھر مین مرتہن چیز کی حفاظت کرے اُسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہے اور مرہون چیز کے چرانے والے کی اُجرت اور اُسکے کھانے پینے کا دام اور اگر زمین خراجی ہو اُسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ؎۔

باب ان چیزون کے بیان مین جنکا رہن کرنا

باب اُن چیزون کے بیان مین جنکا رہن کرنا اور جنکے عوض رہن کرنا جائز ہی یا ناجائز

غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا (مثلاً یون کہنا کہ اس گھر کا نصف یا تہائی گرو کرتا ہون بدون تقسیم کے) درست نہین۔ اسیطرح پھلونکا گرو کرنا بدون درخت کے اور کھیتی کا رہن کرنا بدون زمین کے اور زمین مین کے درخت کو بدون زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو رہن کرنا درست نہین اور امانت کے عوض مین کوئی چیز امین کی گرو رکھنی یا اس خوف سے کہ مبیع کسی اور کی نکل آوے کوئی چیز بائع کی گرو لینی یا مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہین کیا تو بائع سے اُسکی عوض کوئی چیز گرو کرنی درست نہین۔ رہن رکھنا اُس قرض کے عوض مین درست ہے جو واجب الادا ہو گو اُسکے ادا کا وعدہ دوسرے وقت پر ہو۔ اور اگر رب المال مضارب سے راس المال کی عوض کوئی چیز رہن رکھ لے تو درست ہے اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو رکھ لے یا بیع سلم مین جس چیز مین سلم کی ہے اُسکی قیمت کے بدلے مین کوئی چیز گرو کر لے تو جائز ہے پس اگر ان صور تو نمین مرہون چیز ہلاک ہوجاوے تو مرتہن اپنا حق لیچکا (اب راہن سے کچھ نہ پاویگا) باپ کو اختیار ہے کہ اپنے ذمہ کے قرض مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھدے چاندی سونے کو رہن رکھنا اور کیلی چیزون کو (مثل گیہون اور جو وغیرہ کے) اور

وزن کی چیزون کو (مثل تانبے اور لوہے کے) گرو رکھنا درست ہے۔ اگر ایک جنس کو اُسی کے عوض رہن رکھا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اُسیقدر قرض مین مجرا ہو جاویگی اور کھرے کھوٹے کا اُسمین اعتبار نہو گا (یعنے مرہون چیز اور جسکی عوض رہن ہوا ہے اگر دونون ایک جنس ہون تو کھرے کھوٹے ہونے کا فرق دونو نمین نکرنا چاہیئے) اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلے مین ایک معین چیز بائع کے پاس رہن کر دے پھر مشتری نے اُس چیز کے گرو رکھنے سے انکار کر دیا تو اب مشتری پر زور نکیا جاویگا (کہ خواہی نخواہی گرو کر دے) مگر بائع کو اختیار ہے کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نکرے یا اُس شئے کی قیمت جسکو رہن کرنا مشروط کیا تھا رہن کے اعتبار سے نہ دیدے تو بیع کو توڑ ڈالے۔ اگر کوئی مشتری بائع سے کہے کہ جبتک مین دام دون تم اس کپڑے کو رکھ لو تو وہ کپڑا رہن ہو جائیگا (گو زبان سے لفظ صریح رہن نہ کہا ہو) اگر دو غلامون کو ایک ساتھ ہزار کے عوض مین گرو کیا ہو تو یہ نہین ہو سکتا کہ راہن اُن مین سے ایک حصہ کا روپیہ ادا کر کے اُسکو پھیر لے جیسے یہ نہین درست ہے کہ مشتری ثمن مین سے کسیقدر ادا کر کے حصہ رسد مبیع کو لے لے۔ اگر ایک شئے معین کو دو شخصونکے پاس رہن رکھا تو درست ہے مگر تلف ہونے کی صورت مین تاوان دونون پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرض کے ہو گا پس اگر راہن نے دونو نمین سے ایک کا قرض ادا کر دیا تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی (جسکا قرض ادا نہین کیا ہے) زید اور عمرو دونون بکر کے غلام کے مدعی ہین (یعنے ہر ایک اُس سے یہ کہتا ہے) کہ اس غلام کو تو نے میرے پاس گرو رکھا تھا اور مین نے اُسپر قبضہ کر لیا تھا (اب تو ہٹا لایا ہے) اور دونون نے اپنے دعوی کے گواہ گذرانے تو دونون کے گواہ باطل ہو جاوینگے

(بلکہ ہر کسیکا دعوی ثابت نہوگا) اگر راہن دو مرتہنونکے قبضہ مین غلام چھوڑکر مرجاوے اور دونون مرتہن گواہ بموجب بیان سابق گذرانین (یعنی ہر ایک یہی ثابت کرے کہ میت نے میرے پاس گرو رکھا ہے) تو اس صورت مین وہ غلام دونونکے پاس ان دونون کے حق کے عوض مین آدھا آدھا رہن رہیگا *

باب مرہون چیز کو قرض خواہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے بیان مین

اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکھ دین تو درست ہے اور دونو مین سے کسیکو اُسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز جاتی رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا (یعنے اُسکا قرضہ راہن کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا) اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر مرتہن یا اُس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون چیز کے فروخت کرنے کا وکیل کردے تو درست ہے اور اگر رہن کرتے وقت یہ وکالت ٹھیر گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے موقوف کرنے سے اور اُسکے مرنے سے اور مرتہن کے مرجانے سے معزول نہوگا (بلکہ اُسکی وکالت بدستور قائم رہیگی) وکیل کو مرہون چیز کا بیچنا راہن کے وارثون کے بیٹھ پیچھے درست ہے۔ اگر وکیل مرجاوے تو اُسکی وکالت باطل ہوجاویگی۔ راہن اور مرتہن مین سے کسیکو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار بدون دوسرے کی رضامندی کے حاصل نہین۔ اگر مدت وعدہ کی پوری ہوجاوے اور راہن موجود نہو تو اُسکے وکیل پر شئے مذکور کے فروخت کرنیکے لیے جبر کیا جاویگا جیسے جوابدہی کے وکیل کا حال ہے کہ اگر موکل جوابدہی نکرے اور غائب ہوجاوے تو وکیل سے مقدمہ کی جوابدہی بزور کرائی جاویگی۔ اگر معتبر شخص نے اُس شئے کو بیچکر مرتہن کو اُسکا دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اُسکا تاوان لیا گیا تو وہ

ہے۔ کیا بیع رہن میں ... مرہون چیز ... دونون ... ثابت ... مرہون ... ایک غلام پیدا دونون کیطرف سے راہن ... اس صورت مین ... ترجیح ... اور نصف ... دلایا جاویگا ... اس سے ... ہیچے جاوے

مرہون چیز کی قیمت یا راہن سے بھر لے یا مرتہن سے وہ دام وصول کرے جو اس سے مستحق کو دلوائے گئے ہوں۔ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہاں مر جاوے اور وہ کسی دوسرے کا نکلے اور مالک راہن سے اسکی قیمت بھر لے تو اب یہ مرہون مرتہن کے دین کے عوض مریگا (یعنے مرتہن کو اب راہن سے کچھ نہ ملیگا) اور اگر مالک مرتہن سے مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن یہ دام جو اسنے مالک کو دیئے اور (نیز) اپنا قرضہ راہن سے لیوے (اس لیے کہ قرضہ ابھی ادا نہیں ہوا ہے)

باب۔ مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اسمیں نقصان ڈالنے اور مرہون کے دوسروں کا نقصان کر دینے کے بیان میں۔ اگر راہن نے مرہون کو بیچ ڈالا تو یہ بیع مرتہن کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنی اگر مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جائیگی) اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائیگا۔ لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہیں ہی تو راہن سے مرتہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعاد ہے تو راہن سے غلام مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھ دی جاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا کہ غلام کی قیمت نہیں دے سکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونوں میں سے جونسا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھ مرتہن کو دیوے اپنے مالک یعنی راہن سے لیوے (جسکی عوض مرتہن کو دیا تھا) اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اسکا حکم مثل آزاد کرنیکے ہے۔ اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اوسکی قیمت اجنبی سے وصول کرے اور یہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی۔ اگر مرتہن مرہون چیز راہن کو مانگے دے تو اسکے تاوان سے بری ہو جاویگا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی

مرہون میں تصرف یا نقصان کرنیکے بیان میں

سفت مین راہن کیجاویگی ہان اگر راہن پھر مرتہن کو دیدے تو مرتہن پر تاوان پھر آویگا اگر راہن یا مرتہن نے ایک دوسرے کی اجازت سے مرہون چیز کسیکو مانگی دی تو اُسکا تاوان مرتہن کے ذمہ نرہیگا اور دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مانگنے والے سے اُسکو واپس لیکر بدستور گرو رکھے اگر رہن کے لیے کسی سے کپڑا مانگے تو درست ہے لیکن اگر مالک مقدار اور جنس اور شہر کو معین کردے (مثلاً کہدے کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکھنا) اور راہن مالک کے کہنے کے بموجب نکرے تو مالک کو اختیار ہے چاہے اپنے کپڑے کے دام راہن سے لیوے خواہ مرتہن سے اور اگر راہن مالک کے کہنے کے بموجب کرے اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہے تو مرتہن کو اپنا دین بھر پاویگا اور راہن پر واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اُسکے ذمہ سے ساقط ہوا ہے اُسقدر حوالے مالک کے کرے اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب کرے اور راہن مرتہن کا قرض ادا کرچکا ہو تو مرتہن اُسکے دینے مین تامل نکرے۔ راہن اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کرین تو اُسکا تاوان دینا ہوگا (یعنے اگر راہن اُسکو تلف کردیگا تو اُسکی جگہ اور چیز رہن کرنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن اسکو تلف کریگا تو اُسکا دین ساقط ہوجاویگا) مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا کچھ نقصان کردے یا اُنکے مال کو بگاڑدے تو کچھ تاوان نہوگا۔ اگر ہزار روپیہ کا غلام ہزار روپیہ کے عوض رہن رکھا اور روپیون کے ادا کا مدت پر وعدہ ٹھیرا اس اثنا مین غلام کی قیمت کم ہوکر سو روپیہ رہ گئی اب اس غلام کو کسی نے مارڈالا اور قاتل کو سو روپیہ تاوان دینے آئے اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی تو مرتہن سو روپیہ قاتل سے اپنے حق مین وصول کرلے اور راہن سے کچھ نہ پاویگا اور اگر مرتہن راہن کی

اجازت سے اُسکو سو روپیہ کو بیچدے تو سو مشتری سے لیوے اور نو سو راہن سے طلب کرے اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مارڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل و مقتول کی عوض مین مرتہن کو ملجاوے تو راہن اُس غلام کو تمام قرضہ کے عوض مین چھڑاوے (یعنے جتنا قرض اُسکے ذمہ ہو سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے) اگر راہن مرجاوے تو اُسکا وصی مرہون کو بیچکر مرتہن کو قرضہ ادا کردے اور اگر اُسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کردے اور اُسکو مرہون کے بیچنے کا حکم کرے **فصل** دس روپیہ کا شیرہ انگور دس روپیہ کے عوض مین رہن رکھا پھر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہوگیا اور اُس سرکہ کے دام بھی دس روپے ہین تو یہ سرکہ شیرہ کی عوض مین رہن رہیگا۔ اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کے عوض گرو رکھی اور وہ مرگئی اور اُسکی کھال کو پکالیا اور کھال ایک روپیہ کی ہوئی تو یہ کھال مرتہن کے پاس ایک روپیہ کی عوض مین رہن رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہینگے مرہون مین جو کچھ بڑہے مثلاً لونڈی مرہونہ بچہ جنے اور درخت مرہون پر پھل لگے یا دودہ کا جانور دودہ دے یا اُسکی اون اُترے یہ سب راہن کا ہوگا اور اصل کے ساتھ گرو رہیگا اور اگر یہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہیگی تو مفت جاویگی (یعنے اسکے مقابل مین کچھ قرض مرتہن کا ساقط نہوگا) اور اگر اصل جاتی رہی اور زیادتی بچ رہی تو راہن اُسکے موافق دام حصہ رسد دے کر چھڑالے اسطرح کہ اصل رہن کے وہ دام لگادے جو مرتہن کے قبضہ کرنے کے دن تھے اور زیادتی کے وہ دام جو فک رہن کے روز ہون اور ان دونون کے مجموعہ پر مرتہن کے قرضہ کو بھانٹے اب جسقدر اصل رہن کے مقابل پڑے تو وہ اُسکے ذمہ سے ساقط ہوگا اور جسقدر زیادتی کے مقابل پڑے اُسقدر مرتہن کو دیکر اُسکو چھڑالے۔ مرہون چیز کا زیادہ کرنا درست ہے مگر

رہن کی چیز دوبارہ قرض لینا درست نہین

عوض کے قرض کا بڑھانا درست نہین (یعنے اگر ایک کپڑے کو دس روپیہ کے عوض رہن کیا ہو تو ہوسکتا ہی کہ اُسکے ساتھ دوسرا کپڑا اور شامل کر دے یہ نہین ہو سکتا کہ اُسی کپڑے کو رہن رہنے دے اور دس کی جگہ بیس روپیہ کرلے) اگر ایک غلام ہزار روپے کے عوض رہن رکھا پھر دوسرا غلام اُسکی جگہ پر مرتہن کے حوالے کیا اور اُن دونون غلامون مین سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہے تو اس صورتمین اول ہی غلام رہن ہوگا اور دوسرا نہوگا - لیکن اگر مرتہن اول کو راہن کے سپرد کر دے تو اب البتہ دوسرا رہن ہوگا اور جب تک دونون مرتہن کے پاس رہین تو مرتہن دوسرے غلام کے باب مین امانت دار ہوگا (یعنی اگر وہ مرجاویگا تو اُسکا قرضہ ساقط نہوگا نہ تاوان دینا ہوگا) ہان اگر دوسرے کو اول کی جگہ رہن کرلے گا تو تاوان دینا آوے گا اس لیے کہ اب دوسرا غلام رہن ہوگیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا) -

کتاب الجنایات

اسمین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہے (قتل یعنی جان سے مار ڈالنے کی چار صورتین ہین اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول) قتل عمد (ہے) یعنی جان بوجھکر کسیکو ہتھیار سے یا ایسی چیز سے مارے جو بدن کے اجزا جدا کر سکے مثلاً دھاردار لکڑی یا دھاردار پتھر یا بانس کی کھپاچ تیز سے قصداً مارے یا آگ سے جلادے اسکا حکم یہ ہے کہ قاتل گنہگار ہوتا ہے اور قصاص معین لازم آتا ہی (یعنے قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جائیگا) اور اس قتل کا کفارہ نہین (یعنی سوائے قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین) لیکن اگر مقتول کے وارث معاف کر دین تو قاتل پر سے قصاص جاتا رہتا ہے (دوسرا) قتل شبہ عمد (یعنے قصداً

کتاب الجنایات

مارنے کی مثل ہے) وہ اسطرح ہے کہ قاتل اُن چیزون کے سوا جو اوپر مذکور ہوئین (یعنے ہتھیار یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہوسکین) کسی اور چیز سے قصداً مارے اس قتل کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے اور اُسکے قبیلہ پر دیت مغلظہ لازم ہوتی ہے اور قاتل پر قصاص اسصورتین نہین (تیسری قسم قتل خطا (یعنی چوک اور بھولے سے مارنا قصداً نہ مارنا) اُسکی یہ صورت ہے کہ کسیکو اس خیال سے تیر مار دیا کہ شکار ہے یا کافر جانکر مارا اور وہ مسلمان نکلا - یا تیر نشانہ پر مارتا تھا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا اور کوئی اسطرح کی صورت ہو مثلاً کوئی سوتا ہوا دوسرے پر گر پڑے اور وہ دوسرا شخص دب کر مر جاوے اور اس قتل کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اُسکے کنبے پر دیت لازم ہوتی ہے (چوتھی قسم قتل بسبب ہے (یعنی قاتل نے ایسا سبب کیا جس سے مقتول مر گیا) مثلاً قاتل نے دوسرے کی ملک مین کنوان کھودا اور اسمین کوئی گر کر مر گیا یا دوسرے کی زمین مین پتھر رکھدیا اور اُس سے کوئی ٹھوکر کھا کر مر گیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے کنبے پر دیت ہے کفارہ قاتل پر نہین - ان چارون صورتون مین تین صورتین اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہین مگر پچھلی صورت سے یعنی سبب سے اگر قتل ہوگا تو قاتل میراث سے محروم نہوگا - شبہ عمد جان کے مار ڈالنے کے سوا اور اعضا کے نقصان مین حکم عمد رکھتا ہے (مثلاً اگر کوئی شخص دھاردار پتھر یا لکڑی سے کسیکا ہاتھ کاٹ ڈالے تو ایسا ہوگا کہ گویا چھری اور خنجر سے کاٹا اور اُس کا قصاص اُس سے لازم ہوگا یعنے اُسکا ہاتھ بھی کاٹا جاوے گا -

مسئلہ یعنی شبہ عمد جان مار ڈالنے کے سوا اور سی صورتین مین بمنزلہ عمد ہوتا ہے کذا فی الہدایہ

باب اُن صورتون کے بیان مین جن مین قصاص واجب ہوتا ہے یا نہین ہوتا -

باب ان صورتون کے بیان مین جن مین قصاص

خون کا قصاص (یعنے عوض مین مار ڈالنا) ایسے شخص کے قصداً خون کرنیسے ہوتا ہے جس کے مار ڈالنے کی اجازت شریعت مین کبھی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سے محفوظ ہے (یعنے

جسکا خون کرے وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد نہو) آزاد شخص آزاد اور غلام کے عوض مین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اُسکے عوض مین مارا جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالین تو اُسکے عوض مین نہ مارے جاوینگے۔ مرد اگر عورت کا خون کرے یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا تندرست آدمی اندھے کو خواہ اپاہج کو یا جسکے ہاتھ پاؤن نہون اُسکو یا دیوانے کو قتل کرے تو قصاص لیا جاویگا۔ بیٹا اگر باپ کو جان سے مار دے تو اُس سے قصاص لیا جاویگا اور امام شافعی رح کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرتے اور امام اعظم رح کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ یعنی جان کے عوض جان۔ اور دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے عوض مین قتل فرمایا اور امام محمد رح نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رض نے مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رض نے مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا) باپ اگر اپنے لڑکے کو مار ڈالے یا مان اپنے بچہ کو مار ڈالے تو انکو لڑکے کے عوض نہ مارا جاویگا۔ اور دادا نانا اور دادی نانی مثل مان باپ کے ہین (یعنے اگر اپنے پوتے یا نواسے کو مار ڈالین تو اُنسے قصاص نہ لیا جاویگا) مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مار ڈالے یا اپنے بیٹے کے غلام کو قتل کرے یا ایسے غلام کو قتل کرے جسمین تھوڑا قاتل کا ہی تو اس سے قصاص نہ لیا جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہو جاوے تو قصاص جاتا رہتا ہی (مثلاً ایک شخص نے اپنی بی بی کو مار ڈالا اور اُسکا لڑکا قصاص کا وارث ہی تو وہ باپ سے قصاص نلیوے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہی (یعنے قاتل کو تلوار سے مارنا چاہیئے

گو قاتل نے مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو) اگر مکاتب کو کوئی شخص قصداً مار ڈالے اور
مکاتب مذکور اتنا مال چھوڑے کہ بدلِ کتابت اُس سے ادا ہو سکے اور اُسکے آقا کے سوا کوئی اُسکا
دوسرا وارث نہو یا اُسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدلِ کتابت کو کافی ہو نہ چھوڑے
توان دونون صورتون مین اُسکے قاتل سے قصاص لینگے (اس لیے کہ ان صورتون مین
قصاص کا مدعی اُسکا مالک ہوگا اُسی کے دعوی سے قصاص لینگے) اور اگر مکاتب مذکور
مال بھی اتنا چھوڑے کہ بدلِ کتابت کے لیے کافی ہو اور مالک کے سوا دوسرا وارث بھی اُسکا
رہے تو اس صورت مین قصاص اُسکے قاتل سے نہ لیا جائیگا (کیونکہ اس صورت مین مدعی
مین شبہہ پڑ گیا ہی اسلیے کہ اگر مال کے موجود ہونیکے باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہین تو اُسکا مدعی
وارث ٹھیرتا ہی اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہین پہونچا اس لحاظ سے اگر اُسکو غلام کہین تو
مدعی قصاص کا اُسکا مالک ہوتا ہی پس مدعی مین شبہہ ہونیکی جہت سے قصاص ساقط ہو گیا
قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اُسکے وارث کو دلائی جاوے گی) اگر غلام مرہون کو
کوئی قتل کر ڈالے تو اُسکے قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا جب تک کہ راہن اور مرتہن
دونون دعویٰ قصاص نکرین۔ اگر بیعقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اُسکے باپ کو اختیار ہی
کہ قاتل سے اُسکا قصاص لے یا مال لیکر صلح کرلے لیکن اگر بے عقل کا ولی اُسکو مار ڈالے تو
اُسکو اُسکے خون کا معاف کرنا درست نہین (مثلاً بے عقل کا لڑکا اپنے باپ کو مار ڈالے
تو بے عقل کا باپ اپنے پوتے سے یا قصاص اپنے بیٹے کا لے یا مال لیوے معاف نکرے)
اور اس مسئلے مین قاضی باپ جیسا ہی (یعنے اگر بے عقل کا باپ نہو تو قاضی اُسکا قصاص
لے یا مال پر صلح کرے اور اگر بے عقل کا وصی ہو) اور باپ نہو تو وصی کو بھی اختیار ہے
کہ مال پر صلح کرلے (قصاص کا اختیار نہین) اور صغیر سن بچہ اس حکم مین مانند بیعقل کے

(اسکی صورت یہ ہی کہ لڑکے کی ماں اپنے بچہ کو مارڈالے تو بچہ کا باپ یا اُس سے قصاص لے یا مال لے معاف نکرے) اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونون طرحکے ہین تو بالغونکو اختیار ہے کہ قاتل سے اپنے مورث کا قصاص لے لین انتظار نابالغون کے بالغ ہونیکا نکرین - اگر کوئی شخص کسیکو کدال وغیرہ سے مارڈالے تو اگر تیز طرف سے مار یگا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر موٹھ کیطرف سے ماریگا تو قصاص نہ لیا جاویگا (اسلیے کہ موٹھ کیطرف سے مارنا ایسا ہی جیسا پتھر اور لاٹھی سے مارنا ہی پس اس صورت مین دیت واجب ہوتی ہی) اور یہی حال ہے اگر کسیکو گلا دبا کر یا پھانسی دیکر مارے یا پانی مین ڈبو دے (کہ اس صورت مین بھی قاتل کے کنبے پر دیت ہوتی ہی قصاص نہین ہوتا) اگر کسی شخص نے دوسرے کو قصداً زخمی کیا جس سی مجروح بہت دنون چارپائی سے نہ اُٹھا اور آخر کو مرگیا تو اول شخص سے اُسکا قصاص لیا جاویگا اگر وہ اُس زخم سے اسیوقت نہین مرا) اگر ایک شخص نے اپنے زخم لگایا اور زید نے بھی مجروح پر ایک زخم لگایا اور شیر نے بھی اُسکو زخمی کیا اور ایک سانپ نے بھی اُسے کاٹا اور ان چارون کے بعد وہ مرگیا تو زید پر اسکی تہائی دیت لازم ہوگی (اس لیے کہ اسکی موت تین طرحکے فعلونسے ہوئی ایک اسطرحکا فعل ہی کہ اسکی پوچھ دنیا اور آخرت دونو نمین کچھ نہین وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہے اور ایک فعل ایسا ہے کہ اُسکا مواخذہ صرف آخرت مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنے آپ کا زخم کرنا ہے اور ایک ایسا ہی کہ اسکی بازپرس دنیا و آخرت دونو نمین ہی وہ زید کا زخمی کرنا ہی پس اُسکی دیت تین جگہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئی) جو شخص مسلمان پر تلوار کھینچے (یعنے اُنکے خون کا ارادہ کرے) تو اُسکا مارڈالنا واجب ہے اور اُس شخص [illegible] ڈالنے سے کچھ واجب نہین ہوتا (نہ قصاص نہ دیت) اگر زید نے رات کو

یا دن کو شہر مین یا غیر شہر مین عمرو پر ہتھیار کھینچا یا رات کو شہر مین اور دنکو غیر شہر مین اُسپر لاٹھی اُٹھائی اور عمرو نے اُسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچھ دیت یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر دن کو شہر مین لاٹھی اُٹھائی تھی اور عمرو نے زید کو مار ڈالا تو عمرو سے قصاص لیا جاویگا اگر دیوانہ آدمی زید پر مثلاً ہتھیار کھینچے اور زید اُسکو قصداً مار ڈالے تو زید پر اُس دیوانہ کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کھینچے اور وہ لڑکے کو مار ڈالے تو اُسپر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور کو مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حوالے کرنی ہوگی۔ اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا ہاتھ لگا کر چلا گیا اور بکر نے اگر اُسکو مار ڈالا تو بکر کو اُسکے عوض مین قتل کرینگے (لیکن یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ عمرو زید کے زخم سے زندہ رہے اور اچھا ہو جائے) اگر کسی کے گھر مین چور گھس آوے اور مال چرا کر باہر نکلے اور مالک اُسکے پیچھے پڑے اور چور کو مار ڈالے تو مالک کے ذمہ کچھ لازم نہوگا۔

باب۔ جان مارڈالنے سے نیچے کے نقصانونکا قصاص (یعنے عوض) لینے کے بیان مین۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ پہنچے سے کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتھ بھی گٹے سے اُڑا دیا جاوے گو زید کا ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے بڑا ہو اور پاؤنکا حال بھی یہی ہے (کہ اگر جوڑ پر سے کاٹا ہوگا تو اُسکا پاؤن بھی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا) اور اگر زید نے عمرو کا نتھنا ناک کا خواہ کان کاٹ لیا یا آنکھ ایسی پھوڑی کہ اُسکا نور جاتا رہا مگر اپنی جگہ قایم رہی تو زید سے قصاص لیا جاویگا۔ اور اگر آنکھ کو بالکل نکال لے تو اُسمین قصاص نہوگا۔ اور اگر دانت توڑدے تو اُسکے دانت بھی توڑے جاوینگے گو دونون کے دانتون مین بڑے چھوٹے ہونیکا فرق ہو۔ جو زخم اسطرحکا ہو کہ ویسا زخم زخمی کرنے والے کو کر سکتے ہین تو اُسکا

بیان نقصانات کے قصاص کا

بلکہ دیت ہوگی ۱۲

عوض لیا جاویگا (اور جو زخم اسطرح کے نہون یعنی یکسان نہو سکتے ہون انمین قصاص
نہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی ہڈی توڑ دے تو زید سے قصاص نہ لینگے (اسلیے کہ یہ نہین
ہوسکتا کہ جسطرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہے اُسیطرح زید کی بھی ٹوٹے اسیطرح) اگر کوئی
مرد کسی عورت کا ہاتھ یا پانون کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پانون کاٹے تو قصاص
نہ لیا جاویگا (اسلیے کہ عورت مرد کے ہاتھ پانون مین مماثلت نہین) اور آزاد آدمی
اگر غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتھ کاٹے تو انمین مماثلت کے
نہونے سے بھی قصاص نہین ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھ پانون یکسان ہین
(اگر ایک دوسرے کے ہاتھ پانون کاٹین تو عوض لیا جاوے گا) اگر کوئی کسیکا
ہاتھ آدھے پہونچے سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا (اس لیے کہ ہڈی ٹوٹنے
مین برابری ممکن نہین) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہو گیا ہو تو اُس مین قصاص نہین اور زبان
اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین (اسلیے کہ یہ دونون چیزین سکڑتی پھیلتی
ہین انمین مساوات ممکن نہین) لیکن اگر ساری کاٹی ہو گی تو البتہ قاتل سے
قصاص لیا جاویگا۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھ سوکھا ہوا ہے
یا انگلیان چھوٹی ہین اور عمرو کا ہاتھ اچھا اور انگلیان پوری تھین تو عمرو کو اختیار ہے
چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتھ کی لے لے اور یہی حال ہے اگر
زید نے عمرو کے سر مین زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو)

فصل

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کرلین تو مال دینا قاتل پر اُسیوقت
واجب ہوجائیگا اور قصاص ساقط ہوجاویگا۔ اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام
ملکر زید کو مار ڈالین تو آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہین کہ زید کے وارثون سے

اس خون کی صلح ہزار روپیہ کی عوض کرادو - اور عمرو آنکو ہزار لینے پر راضی کرے
تو آزاد شخص اور مالک غلام کو آدھے آدھے دینے ہونگے (یعنے ہر واحد کے ذمہ پانسو ادا
کرنے ہونگے) اگر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کے عوض مال لینے پر صلح
کرلے یا قاتل کو اپنا حق معاف کرے تو اسصورتمین بھی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون
کو خونبہا کا حصہ ہی ملیگا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین توسب قتل کیے جاوینگے
اور اگر ایک شخص کئی کو قتل کرے تو صرف اس قاتل کا قتل کرنا کافی ہی پس اگر مقتولون
کے وارثون مین سے ایک مقتول کے وارث آدین اور قاتل سے قصاص کی درخواست
کرین تو اُسکے عوض مین قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثونکا حق
ساقط ہوگا جیسے قاتل کے مرنے سے حق قصاص کا جاتا رہتا ہے (اور قاتل کے
وارثون سے اسکا مواخذہ نہین رہتا) اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو تو
دونون کا ہاتھ نہ کٹیگا بلکہ ہاتھ کی دیت دونون سے لیجاویگی - اگر ایک شخص دو آدمیونکا
ہاتھ کاٹ ڈالے تو اُن دونون کو اختیار ہی کہ اُسکا ہاتھ کاٹین اور آدھی دیت ہاتھ کی
اُس سے وصول کرین اور اگر اُن دونون مین سے ایک حاضر ہو کر خواہان مجرم کے ہاتھ
کٹنے کا ہو اور اسکا ہاتھ کاٹا جاوے تو دوسرا دادخواہ نصف دیت ہاتھ کی پاویگا
اگر کوئی غلام اقرار کرے کہ مین نے دانستہ خون کیا ہی تو اُس سے قصاص لیا جاویگا
اگر ایک شخص نے قصداً تیر دوسرے کے مارا اور وہ تیر دوسرے کو پار ہو کر تیسرے
کے لگا اور دونون مرگئے تو تیر مارنے والے کو دوسرے کے عوض مین قتل کیا جاویگا
اور تیسرے شخص کے عوض مین اُسکے پر دیت لازم ہوگی ۔

فصل اگر زید عمرو کا ہاتھ کاٹے اور پھر اُسکو مار ڈالے تو زید سے دونون قصورونکا

مواخذہ ہوگا۔ اگرچہ دونون حرکتین اُسنے دانستہ کی ہون یا خطاسے خواہ ایک دانستہ
کی ہو اور دوسری چوک مین ہوگئی ہو اور دوکا ہونکے بیچ مین عمرو اچھا ہوا ہو یا نہو
(غرضکہ ان سب صورتون مین دونون جریمونکا مواخذہ اُس سے ہوگا) لیکن اگر چوک مین
ہاتھ کاٹا ہو اور ابھی عمرو اُس سے اچھا نہوا تھا کہ چوک ہی سے اُسکو قتل کیا تو اس صورت
مین البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسیطرح یہ صورت ہے کہ زید نے
عمرو کے سو کوڑے لگائے نوے سے تو وہ اچھا ہوگیا مگر دس سے مرگیا تو اسصورت مین
بھی ایک ہی دیت لازم آوے گی۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور عمرو نے یہ ہاتھ
کاٹنا زید کو معاف کردیا اور پھر اُسی تکلیف مین مرگیا تو زید کو اُسکی دیت دینی ہوگی
اور اگر یون معاف کیا کہ یہ ہاتھ کاٹنا اور جو کچھ اس سے آگے ہو مین نے معاف کیا
یا یہ کہا کہ یہ تقصیر زید کی معاف کی اور مرگیا تو اس صورت مین دیت زید پر نہ آویگی
اور اگر زید نے خطا سے ہاتھ کاٹا تھا اور عمرو نے معاف کردیا تو عمرو کے تہائی مال مین
سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتھ کاٹا تھا تو کل مال سے دیت معاف متصور
ہوگی۔ اگر ایک عورت نے زید کا ہاتھ قصداً کاٹ ڈالا پھر زید نے اُس سے نکاح کیا
اور مہر اپنے ہاتھ کا تاوان مقرر کیا اور اُسی تکلیف مین مرگیا تو عورت کو اُسکا مہر مثل
ملیگا اور دیت عورت کے مال مین سے دیجاویگی اور اگر خطا سے کاٹا ہوگا تو دیت ہاتھ
کی اس عورت کی قوم پر پڑیگی اور اگر زید نے اس سے نکاح کیا اسطرح کہ ہاتھ کا کٹنا اور جو کچھ
اُس سے آیندہ کو پیش آوے یا اُس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ہاتھ کے درد سے
مرگیا تو عورت کو دونون صورتون مین مہر مثل ملیگا اور عورت پر کچھ دینا لازم نہ آویگا
اگر اُسنے ہاتھ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا کاٹا ہوگا تو عورت کی قوم پر سے مہر مثل

ساقط ہو جائیگا اور جو کچھ زید نے اپنی دیت سے چھوڑا ہوگا اُسکا تہائی حصہ عورت
کی قوم کو پہونچیگا وصیت کے سبب سے (اسلیے کہ زید مرگیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت
واجب تھی ہاتھ کی نہ تھی اور دیت مہر ہو سکتی ہی مگر چونکہ زید نکاح کے وقت بیمار تھا اور
بیمار اگر کسی عورت سے کسی مال کے عوض مین نکاح کیا کرتا ہی تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہی
اور جو کسی مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہی اُسکو وصیت مین شمار کیا کرتے ہین اور اس صورت مین
عورت کو لیاقت وصیت کی نہین اسلیے کہ میت کی قاتل ہی اور قاتل کے حق مین وصیت
نہین ہو سکتی تو ضرور ہوا کہ یہ وصیت زید کی اس عورت کے کنبے کے لیے ہووے جب زید کی
دیت عورت کے کنبے کے لیے وصیت ٹھیری تو عورت کا حق اس دیت مین صرف مہر مثل
ہی اسلیے مہر مثل اُسکی قوم پر سے ساقط ہوا اور دیت کا تہائی حصہ اُسکے کنبے کو ملے گا لیکن
یہ تہائی اُس صورت مین ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھ دیت مین سے بچے وہ ترکہ میت
کی تہائی ہو سکے تاکہ وصیت اسمین جاری ہو سکے) اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹا اور
اُسکے عوض مین زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور پھر عمرو ہاتھ کے درد سے مرگیا تو زید کو بھی
قتل کیا جاویگا (یعنے ہاتھ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اُسکے ذمہ سے نہ جاویگا)
اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اُسکو معاف کردی
تو وارث مذکور کو قاتل کے ہاتھ کی دیت دینی ہوگی (اسلیے کہ اُسکا حق قصاص
لینے کا تھا کاٹنے کا نہ تھا جب قصاص کو معاف کردیا تو ہاتھ کاٹنا اُسکی طرف
سے زیادتی ہوئی اس لیے ہاتھ کی دیت لازم آوے گی)

باب خون کے باب مین گواہی دینے کے بیان مین۔ موجود شخص جس صورت مین کہ اُسکا
بھائی غائب ہو اور مدعی نہو اپنے گواہوں کے باعث قصاص قاتل سے نہین لے سکتا

(یعنی اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک موجود ہے۔ اور ایک غائب موجود نے دعوے
قتل قاتل پر پیش کر کے گواہ گذرانے تو ان گواہونکے سبب سے قاتل سے قصاص نہ لے
سکیگا) جب وہ غائب لوٹ آوے تو گواہونکو پھر سے حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے
قصاص دونون بھائی لیوین اور اگر قتل خطا سے ہوا ہو تو دیت ثابت کرنیکے لیے دوسرے
بھائی کا آجانا شرط نہین (موجود شخص گواہونسے قتل خطا ثابت کردے قاتل پر دیت لازم
ہوجاویگی) اسیطرح اگر اُنکے باپ کا کسیکے ذمہ قرض ہو (اور موجود بھائی گواہون سے
مدیون کے ذمہ قرض ثابت کردے تو غائب کے آنے پر اور گواہون کے دوہرانے پر
منحصر نہیگا) اگر صورت مذکورہ بالا مین قاتل ثابت کردے کہ غائب شخص نے اپنا
حق مجکو معاف کردیا ہے (تو اُس سے قصاص نہ لیا جاویگا) اور اگر دو بھائیون کا
غلام مشترک مارا جاوے اور ایک بھائی وہان موجود نہو تو قاتل سے بدون غائب کے
موجود ہونیکے قصاص نہ لینا چاہیے۔ اگر مقتول کے تین وارث ہین اُنہین سے دو نے
گواہی دی کہ تیسرے نے اپنا حق قاتل کو معاف کردیا تو یہ گواہی لغو ہوگی پھر اگر قاتل
نے اُن دونون کو سچا کہا تو قاتل سے دیت لیکر تینون وارثون کو ایک ایک تہائی
برابر ملیگی اور اگر قاتل نے انکو جھوٹا بتایا تو اُن دونون وارثونکو کچھ نہ ملیگا تیسرے کو
تہائی دیت کی پہونچیگی۔ دو گواہون نے یہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تھا اُسوقت
سے وہ چارپائی ہی پر پڑا رہا اور صحت نہ پائی یہانتک کہ مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا
اگر دونون گواہ جگہ اور وقت مین یا جس آلہ سے قتل کیا مثلاً لاٹھی خواہ ہتھیار مین اختلاف
کرین یا ایک گواہ کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مجکو معلوم نہین کہ کس چیز سے
مارا تو گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر دونون گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو

اس قاتل نے مارا اور ہمکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو قاتل پر دیت دینی آویگی
اگر دو قاتلون نے ایک مقتول کو مارنیکا اسطرح اقرار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ صرف
مین نے تنہا قتل کیا ہے اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونون نے
ملکر قتل کیا ہے تو وارث مذکور کو اختیار ہے کہ دونون کو قتل کرے اور اگر اقرار کیجگہ
گواہی ہوتی تو لغو ہوتی (یعنے اگر دو گواہ گواہی دین کہ اُسکو زید نے تنہا مارا ہے اور دو
یہ کہین کہ صرف عمرو نے مارا ہے اور وارث کہے کہ عمرو اور زید دونون نے ملکر
مارا ہے تو اس صورت مین چارون گواہونکی گواہی بیکار ہوگی ۔)

باب ۔ قتل کی حالت کے بیان مین کہ کس وقت قتل معتبر ہوتا ہے ۔ دیت وغیرہ
کے باب مین تیر چلانیکا وقت معتبر ہے اُسوقت مقتول جیسا ہوگا اُسکے اعتبار سے دیت
ہوگی مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اُسکے نہ لگا تھا کہ وہ مرتد ہوگیا اور تیر لگ کر مر گیا
تو دیت واجب ہوگی اسلیے کہ تیر چلاتے وقت وہ مسلمان تھا اور اگر کافر کے تیر مارا
اور وہ تیر لگنے سے پیشتر مسلمان ہوگیا اب تیر سے مرگیا تو دیت نہ آویگی (اسلیے
کہ وہ تیر چلانے کے وقت کافر تھا) اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پیشتر آزاد ہوگیا
اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی (اسلیے کہ تیر
پھینکنے کے وقت غلام تھا گو تیر لگتے وقت ان مقتولون کا حال بدل گیا) اگر زید کو سنگسار
کرنیکا حکم ہوا اور عمرو نے اُسکی طرف پتھر پھینکا اور پتھر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ اُسکے
زنا کا اپنی گواہی سے پھر گیا پھر زید پتھر لگنے سے مرگیا تو عمرو پر اُسکی دیت نہ آویگی (اسلیے
کہ پتھر پھینکنے کا وقت اس باب مین معتبر ہے پس جسوقت عمرو نے پتھر پھینکا تھا اُسوقت
زید کا سنگسار کرنا واجب تھا گو بعد کو گواہ زنا پھر گیا اور زید قابل رجم نہ رہا

قتل میں حالت کا اعتبار تیر لگنے سے پہلے ہے

اگر تیر چلانے والا حالت اسلام مین شکار کی طرف تیر چلاوے اور پھر مرتد ہوجاوے اور مرتد ہونے کے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر حالت کفر مین تیر چلایا اور پھر مسلمان ہوگیا تو شکار حرام ہوگا۔ اگر محرم آدمی شکار پر تیر مارے اور تیر لگنے سے پیشتر حلال ہوجاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنیکے وقت احرام باندھے ہوئے تھا) اور اگر تیر چلاکر احرام باندھ لیا پھر تیر شکار کے لگا اور مرگیا تو جزا واجب نہوگی (اس لیے کہ تیر چلاتے وقت محرم نہ تھا)

کتاب الدیات

اسمین دیتونکا یعنی خونبہا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے۔ قتل شبہ عمد کی دیت سو اونٹ چار طرح کے ہین پچیس ایسے جنکو دوسرا برس ہو اور پچیس جنکو تیسرا برس اور پچیس جنکو چوتھا سال ہو اور پچیس جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی مین ہو (اگر کسی طرح کے دینے پڑتے ہین اگر درہم یا دینار سے دیت ادا کرے تو ایک طرحکے دے سکتا ہے) قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرحکے بیس دوسرے برس مین کے نر اور بیس اسی عمر کے مادہ اور بیس تیسرے برس کے اور بیس جو چوتھے سال مین ہون اور بیس جو پانچوین مین ہون (یا ہزار دینار یا دس ہزار درہم سو اونٹونکے عوض دیوے) اور قتل شبہ عمد اور خطا دونونکا کفارہ وہ ہے جو قرآن مجید مین مذکور ہے (یعنی مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر بردہ نہوسکے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنے) کفارہ مین قتل کے کھانا مساکین کو کھلا دینا جائز نہین اور نہ مان کے پیٹ کے اندر کے بچے کو آزاد کرنا درست ہے۔ ہان اگر بچہ دودھ پیتا ہو اور اسکے والدین مین سے کوئی مسلمان ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہوگا (اور والدین مین سے کسیکا

مسلمان ہونا اسلیے ہی کہ بچہ بھی اُسکی تبعیت سے مسلمان ہووے) عورت کی دیت خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھ پائون وغیرہ کا مرد کی دیت سے آدھی ہی اور مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے۔

فصل صورتون مفصلہ ذیل مین پوری دیت واجب ہوتی ہے۔ یعنے جان سے مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپاری کاٹنے اور عقل دور کرنے اور قوت سُننے یا دیکھنے یا سونگھنے یا ذائقہ کے دور کرنے۔ اور ڈاڑھی اور سر کو سطرح مونڈنے مین کہ پھر بال نہ جمین اور دونون آنکھین پھوڑ ڈالنے اور دونون ہاتھ خواہ دونون پائون خواہ دونون کان خواہ دونون خصیے خواہ عورت کی دونون چھاتیان کاٹ ڈالنے مین اور دونون ابروکے مونڈ ڈالنے مین کہ پھر نہ جمین (دیت کامل دینی ہوگی) جو چیزین کہ دو دو ہین مثلاً آنکھ اور کان اور ہاتھ اور پائون انمین سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آوے گی۔ اگر دونون آنکھون کی چارون پلکونکے بال دور کردے تو پوری دیت ہوگی اور ایک پلک کے بال دور کیے تو چوتھائی دیت دینی آویگی۔ ہاتھ اور پائون مین سے ایک اُنگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسوان حصہ ہوگا اور جن اُنگلیون مین تین پورین ہین اُن کی ایک پور کی دیت اُنگلی کی دیت کی تہائی ہی اور جنمین دو پورین ہین مثلاً انگوٹھا تو اسکی پور کی دیت اُنگلی کی دیت کی آدھی ہوگی۔ ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو درم ہین۔ جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہو جاوے (یعنے جس کام کا تھا اُس سے جاتا رہے) مثلاً ہاتھ سوکھ جاوے یا آنکھ مین بینائی نرہے تو اُسمین پوری دیت لازم ہوگی

فصل زخمونکی دیت کے بیان مین جس زخم سے کہ سر کی ہڈی کھلجاوے اُسکی دیت بیسوان حصہ دیت کا ہی اور جس سے ہڈی سر کی ٹوٹ جاوے تو دیت کا دسوان حصہ اور

جس سے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے اُسکی دیت دسوان اور بیسوان حصہ دیت کا
ہی (یعنے دونون کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پہونچا ہو تو تہائی دیت کی اُسکی دیت ہے
اسیطرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پہونچے اُسکی بھی دیت تہائی ہی لیکن اگر پیٹھ کیطرف
پہونچگیا تو دو تہائی دیت کی اُسکی دیت ہوگی۔ اور جس زخم سی صرف سر کی کھال
چھلجاوے اور خون نہ نکلے یا خون چلکے اور بہے نہین یا خون بہے یا کھال کٹجاوے
یا گوشت کٹجاوے یا ہڈی کے پاس کی جھلّی تک زخم ہونچ جاوے تو یہ زخم اگر خطا سے
ہوئے ہون تو جو ایک مرد عادل انکی دیت دینے کو کہے اُسقدر دیت دینی ہوگی
زخمون مین سوا اُس زخم کے جس سے ہڈی کھلجاوے اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین
قصاص نہین۔ ایک ہاتھ کی سب انگلیون مین اگرچہ مع ہتھیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی
اور اگر نصف گٹے تک کٹی ہون تو انگلیون مین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا
قول۔ اگر ہتھیلی مع ایک اُنگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیونکے ساتھ مین
پانچوان حصہ دیت کا ہوگا اور ہتھیلی مین کچھ واجب نہین۔ اگر کسیکی زائد انگلی کاٹی یا بچہ کی آنکھ
مین چوٹ لگائی یا اُسکا عضو تناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے دیکھنے سے آنکھ کا
حال اور بولنے سے زبان کا اور ہلنے سے ذکر کا حال معلوم ہو کہ یہ اعضا اچھے ہین
تو مرد عادل کے کہنے کے بموجب دینا پڑیگا (اور اگر اُن کی صحت کا حال معلوم ہو
تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہے) اگر زید نے
عمرو کے سر پر زخم لگایا جس سے اُسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمے تو
زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بھی آگئی اور اگر زخم مذکور
سے اُسکے سُننے کی قوت یا دیکھنے یا بولنے کی بھی جاتی رہی تو انکی دیت اُس دیت مین

داخل نہو گی بلکہ انکی دیت جدا دینی پڑیگی) اگر زید کے سر پر ایسا زخم لگایا جس سے
اسکی آنکھین جاتی رہین یا ایک انگلی کاٹی اور دوسری انگلی بھی سوکھ گئی یا اوپر کی پور کاٹی
اس سے نیچے کی باقی انگلی سوکھ گئی یا ہاتھ نکما ہو گیا یا آدھا دانت توڑا اور باقی رہا ہوا
سیاہ پڑ گیا تو ان سب صورتون مین قصاص نہ لینا چاہیئے (بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصور کی
واجب ہو گی) اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اکھاڑ ڈالا اور اسکی جگہ دوسرا نکل آیا
تو دوسرے پر کچھ تاوان نہ ہیگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیا گیا بعد قصاص کے اس
شخص کا وہی دانت جم آیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا اگر زید نے
عمرو کے سر پر زخم لگایا اور وہ زخم بھر گیا اور اسکا نشان بھی باقی نہ رہا یا زید کی مار کی
جہت سے عمرو مجروح ہو گیا تھا پھر اچھا ہو گیا اور نشان نہ رہا تو زید پر کچھ تاوان نہوگا
اور زخم کر نیکا قصاص جبتک کہ مجروح اچھا نہولے لینا نہ چاہیئے (اسلیے کہ احتمال ہی
کہ زخم شاید بگڑ جائے اور مجروح مرجاوے تو اس صورت مین مدعا علیہ کو جان سے
مارنا لازم آویگا) جس قتل عمد مین کہ شبہہ سے قصاص جاتا رہے (جیسے باپ اپنے
بیٹے کو قصداً مار ڈالے کہ اسمین یہ شبہہ ہی کہ اگر قصاص لیوین تو خون کے وارث کو خون
کے عوض مین مارنا ہوگا) تو ایسے قتل مین مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال مین
ہوگی (اسکی قوم کے مال پر نہ آویگی اور یہی حال ہے اگر خون سی یا زخم سے مال پر
صلح کی ہو یا خون اور زخم قاتل کے اقرار سے ثابت ہوا ہو یا دیت بیسوین حصے سے
کم ہو تو یہ مال بھی قاتل کے مال مین سے دینا ہوگا) بچہ اور دیوانہ جو کچھ تقصیر خون
اور زخم کی قصداً کرین تو اسکا حکم خطا کا سا ہے اور اسکی دیت انکے کنبے پر ہوگی
اور ان پر کفارہ نہین ہوتا اور نہ مقتول کی میراث سے محروم ہون

فصل

فصل حمل کے بچے کے قتل کی صورتین - اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا اور اُسکا بچہ مرا ہوا اگر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ پوری دیت کے بیسوین حصہ کا دینا آویگا اور اگر جیتا بچہ گر کر مر جاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گرے اور پھر وہ عورت مرجاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کے عوض بردہ لازم آویگا - اور اگر عورت پہلے مرجاوے پھر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی - اور جو حمل کہ اس کے گرا دینے مین بردہ لازم ہوتا ہے اُس سے وراثت لیجاوے (اسلیے کہ اُسکو حیات کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہوکر مرا پس میراث بھی اُسکے وارثونکو ملنی چاہیئے) مگر مجرم اُسکے مال سے کچھ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بی بی حاملہ کے پیٹ پر مارا اور اُس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تھا وہ مردہ نکل پڑا تو اُس شخص کے کنبے پر بردہ اُس بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اُس بچہ کی میراث نہ پہونچیگی - اور لونڈی کے پیٹ کے بچہ کی یہ صورت ہے کہ اگر لڑکا گرے تو یہ دیکھا جاویگا کہ اگر جیتا تو کتنے کا ہوتا جتنی قیمت کا ٹھیرتا اُسکا بیسوان حصہ مجرم کو دینا آوے گا - اور اگر لڑکی گرے تو بچہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم آویگا - اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے پیٹ مین مارا پھر عمرو نے اُسکے حمل کو آزاد کر دیا بعد اُسکے اُس لونڈی کا وہ حمل گر گیا اور بچہ مر گیا تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سے اُسکی قیمت دینی آوے گی - اور بچہ کے عوض مین بردہ کا کفارہ لازم نہوگا - اگر عورت نے حمل گرانے کی دوائی یا اپنی شرمگاہ مین کچھ رکھ لیا جس سے بچہ گر گیا تو اگر یہ کام بدون شوہر کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کے کنبے پر بردہ دینا بیسوان حصہ دیت کا لازم ہوگا اور اجازت سے کیا تو کچھہ لازم نہوگا

فصل

فصل۔ راہ مین اگر کوئی کچھ امر نیا کرے اُسکے بیان مین۔ اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف سنڈاس یا پرنالہ نکالے یا برج یا چبوترہ یا دکان بناوے تو ہر شخص کو اُن چیزون کے توڑنے کا اختیار ہے۔ کوچہ نافذہ مین گھر والے کو یہ امور کرنے درست ہین بشرطیکہ لوگون کو ضرر نہو اور سر بند کوچہ مین بدون اُس کے باشندون کی اجازت کے اس طرح کا تصرف جائز نہین۔ اگر ایسی چیزو نکے کرنے سے کوئی مر جاوے تو میت کی دیت اُس شخص صاحب خانہ کے کنبے پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر راہ مین کنوان کھودے یا سِل رکھدے اور انکے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہو جاوے تو اُسکی دیت بھی اُس شخص کے کنبے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اُسکا تاوان اُس شخص کے مال مین ہوگا (قوم پر دینا نہ آویگا) اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے راستہ مین پاخانہ وغیرہ کے لیے کھتا بنادے یا اپنی ملک مین کھودے یا راستہ مین بلا اجازت بادشاہ کے لکڑی رکھدے یا پُل بنادے اور کوئی شخص قصداً اُس لکڑی اور پُل پر ہو کر گزرے اور تلف ہو جاوے تو ان سب صورتو نمین تاوان نہ دینا ہوگا۔ اگر کوئی شخص راہ مین بوجھ اُٹھائے جاتا ہو اور وہ بوجھ کسی پر گر پڑا اور وہ دب کر مر گیا تو اُس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر پہنے جاتا تھا اور اُسکے گرنے سے کوئی مر گیا تو تاوان نہوگا۔ اگر محلہ کے آدمیون مین سے کسی نے وہان کی مسجد مین قندیل باندھی یا بوریے ڈالے یا کنکر بچھائے اور اُس سے کوئی آدمی مر گیا تو اُس شخص پر ضمان نہوگا اور اگر ان کامونکا کرنے والا اُس محلہ کا رہنے والا نہو تو ضامن ہوگا۔ اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا تھا کہ اُس سے دب کر دوسرا ہلاک ہو گیا تو بیٹھنے والا گو اُسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہو گا تو ضمان دینا پڑیگا اور نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا

فصل

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین - اگر زید کی دیوار شارع عام کیطرف کو جھکی ہوئی ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اسکے توڑ ڈالنے کو کہدیا ہو اور جتنے عرصہ مین کہ وہ توڑوا سکتا تھا اتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچھ اُس دیوار سے جان خواہ مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اور اگر اول ہی سے زید نے اسکو جھکی ہوئی بنائی تھی تو اس صورت مین کسی کے کہنے وغیرہ کی کچھ شرط نہین جو کچھ اس سے نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اگر دیوار کسی کے مکان کیطرف کو جھکی تو اُسکے توڑ ڈالنے کی درخواست اس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والے کو مہلت دے یا بری الذمہ کردے تو درست ہے (یعنی پھر مالک کا نقصان ہوگا تو دیوار والے کو دینا نہ آویگا) بخلاف اُس صورت کے کہ دیوار شارع عام کیطرف کو جھکے (کہ اس صورت مین کسی خاص آدمی کی مہلت دینے اور بری الذمہ کردینے سے دیوار والے پر سے مواخذہ نہ جاویگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیون کی ملک ہے اور انہین سے ایک سے گواہ کرلیے گئے کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اسکو توڑوا ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی شخص دبکر مر گیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنے کو کہدیا تھا اُسپر پانچوان حصہ دیت کا لازم ہوگا اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اور اُن مین سے ایک نے اُس مین کنوان کھودا - یا دیوار بنائی اور اُس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اُسکے ذمہ دو تہائی دیت کی دینی آویگی (اس لیے کہ اپنے حصہ مین اُن چیزون کے بنانے سے ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنے دو شریکون کے حصہ مین یہ امر کیا تو گویا غصب کی راہ سے کیا اس لیے دو تہائی دیت کی دینی ہونگی) ؛

باب - جانور اگر کسیکا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسائل کے

بیان ہین ۔ اگر سوار کی سواری کا جانور کوئی چیز یا آدمی اپنی ٹانگون ہین ملدے یا
سر کی ٹکر سے یا مُنہ کے کاٹنے سے یا ٹاپ مارنے سے تلف کرے تو سوار پر ضمان آویگا
لیکن اگر جانور لات مارنے سے یا دُم سے کچھ نقصان کرے تو ضمان نہ آویگا مگر اُس صورت
مین کہ سواری کو راہ مین کھڑا کردیا ہو (کہ اُس صورت مین نقصان کا ضمان دینا پڑے گا)
اگر جانور کی ٹانگون سے کوئی کنکر یا گٹھلی اُچھلی یا خود اُسنے ٹانگون سے غبار یا چھوٹے
ڈھیلے اُڑائے اور انہین سے کسیکی آنکھ مین کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جا لگی اور اُسکی آنکھ پھوٹ
گئی تو سوار پر ضمان نہوگا اور اگر جانور نے بڑے ڈھیلے اُڑائے تو ضمان ہوگا ۔ اگر راہ مین جانور
کو لید پیشاب کرنے کے لیے کھڑا کیا اور اُسنے لید یا پیشاب کیا اور اُس سے کوئی تلف ہوگیا
تو سوار پر ضمان نہوگا ۔ اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تھا اور جانور نے ہگ موت دیا
اور اُس سے کوئی ضائع ہوا تو ضمان ہوگا ۔ اور جو کام کہ اُن سے سوار پر ضمان آتا ہے
اُنہین سے جانور کے ہانکنے والے اور باگ نکیل تھام کر لے جانے والے پر بھی
ضمان آتا ہے فرق اتنا ہو کہ اگر کوئی جان سے مرجاوے تو سوار کو کفارہ دینا بھی لازم
ہوتا ہے اور ہانکنے والے اور لیجانے والے پر کفارہ لازم نہین ۔ اگر دو سوار
یا دو پیادے آپس مین ٹکرا کر ایک دوسرے کے دھکے سے مرجاوین تو ہر شخص کی دیت
دوسرے کے کنبے پر ہوگی ۔ اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور اوسکا
زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مرگیا تو ہانکنے والے پر دیت کا ضمان ہوگا ۔ اگر زید اونٹون
کی قطار کی نکیل تھامے آگے لیے جاتا تھا اور ایک اونٹ کے پائون تلے کوئی آدمی
روندا گیا تو زید کے کنبے پر میت کی دیت آویگی ۔ اور اگر زید کے ساتھ بکر قطار کو پیچھے
سے ہانکتا تھا تو میت کی دیت زید اور بکر دونون پر آویگی اور اگر اونٹ مذکور

کسی نے قطار مین باندھ دیا تھا تو جو کچھ آگے سے لیجانے والے کے کنبے کو میت کے عوض دینا پڑیگا وہ اونٹ باندھنے والے کے کنبے سے بھرلین۔ اگر کوئی شخص کسی جانور کو دوڑاوے اسطرح کہ پیچھے سے اُسے ہانکدے تو اول ہی دوڑنے مین اگر آدمی یا مال کا نقصان ہوجاویگا تو وہ اُسکو دینا پڑیگا اور اگر پرندجانور کو اُڑایا یا کُتا چھوڑا اور پیچھے سے نہ مارا یا چوپایہ خودبخود بھاگا اور اُن سے کسیکی جان یا مال کا نقصان ہوا دنکو خواہ راتکو تو ضامن نہوگا۔ اگر قصائی کی بکری کی آنکھ نکال لے تو جسقدر بکری کی قیمت مین نقصان ہوگا اُتنا دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گائے اور اونٹ کی آنکھ نکالی تو تہائی کا مثل دینا ہوگا اور اگر گھوڑے یا گدھے کی آنکھ نکالی تو چوتھائی قیمت دینی ہوگی۔

باب بردہ کے نقصان کے بیان مین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اُسکا کوئی نقصان کرے۔ بردہ اگر بھٹ سے نقصان کرے تو واجب ہے کہ اُسکو ایکبار مالک نقصان والونکے حوالے کرے بشرطیکہ بردہ مذکور حوالے کرنیکے قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکے نرہا ہو (مثلاً بعد تصور کے مالک نے اُسکو آزاد کردیا ہو) تو مالک اُسکی قیمت سب نقصان والونکے حوالے کردے (یعنے سب نقصان والونکو ایک ایک قیمت مالک نہ دیوے بلکہ ایک ہی قیمت سبکے حوالے کردے) غلام نے قصداً کسیکا نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور کو اُسکے حوالے کیا تو وہ اُس غلام کا مالک ہوجائیگا جبتک کہ مالک اُسکے نقصان کا عوض دیکر نہ چھوڑالے۔ اب اگر مالک تاوان نقصان دیکر چھوڑالے اور غلام پھر کسیکا نقصان کرے تو اُسکا حکم مثل نقصان گذشتہ کے ہے (کہ مالک یا نقصان والیکو غلام دیڈالے یا اُسکے نقصان کا تاوان ادا کردے) اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اُسمین بھی مالک یا دو نقصان والونکو غلام دیڈالے یا دونو نکے نقصان کا تاوان دے۔ اگر غلام نے قصور کیا اور مالک کو اُسکا علم نہوا اور اُسکو آزاد کردیا تو مالک کو اُس نقصان کے تاوان اور

باب بردہ کے نقصان کے بیان مین

غلام کی قیمت مین سے جوکم ہوگا وہ دینا آویگا اور اگر اُسکے قصور کا حال معلوم تھا اور آزاد کردیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہو ویگا۔ اسیطرح بیع کا حال ہی (کہ اگر قصور سے مطلع ہوکر غلام کو بیچڈالیگا تو قصور کا تاوان دینا پڑیگا) اور اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مارڈالنے یا تیر مارنے یا اُسکو زخمی کرنے پر مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہوجاویگا اور مالک کو تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا۔ اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھ قصداً کاٹ لیا اور مالک نے وہ غلام اس آزاد کو دیڈالا اور اُسنے غلام مذکور آزاد کردیا اور پھر اُس ہاتھ کے درد مین مرگیا تو اس غلام کا دیڈالنا اُس تقصیر سے صلح ہوگی (یعنی تاوان آزاد کے قتل کا مالک کے ذمے کچھ نہوگا) ہان اگر آزاد نے اُس غلام کو آزاد نہ کیا ہو اور ہاتھ کے درد سے مرگیا ہو تو غلام مالک کو پھیر دینگے اور غلام سے قصاص لین گے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کسیکا نقصان خطا سے کرے اور مالک کو اُسکے قصور کی اطلاع نہو اور وہ اُسکو آزاد کردے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدار ون کو دے اور ایک قیمت نقصان والے کو حوالے کرے۔ اگر لونڈی ماذون قرضدار ہو اور بچہ جنے تو اُسکو مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا۔ لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کرے اور بچہ جنے تو نقصان والیکو (صرف لونڈی ملیگی) اُسکا بچہ نہ دلایا جاویگا۔ زید کا ایک غلام ہی اور عمرو نے اقرار کیا کہ اُسکے آقا نے اُسکو آزاد کردیا ہے اب اگر غلام مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مارڈالیگا تو عمرو کو اُس سے کچھ نہ ملیگا (اس لیے کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تھا اسلیے مالک سے مواخذہ نہ رہا اور چونکہ وہ واقع مین غلام ہے اسلیے اُسکے کنبے والون سے دیت کا مطالبہ نہ چاہیئے) اگر آزاد کیے ہوئے غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرے بھائی کو حالت غلامی مین قتل کیا ہی

اور اُس نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہی (یعنی اسکا قصاص
یا دیت تیرے ذمہ ہے مالک کے ذمہ نہین) تو اس صورت مین غلام کا قول معتبر ہوگا
(اور اُس سے قصاص یا دیت کا مواخذہ نہ کیا جاویگا) اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد سے
کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ تو نے آزاد
کرنے کے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہے (یعنے قصاص یا دیت تجھپر لازم ہے) تو لونڈی کا قول
معتبر ہے اور یہی حال ہے اُن چیزونمین جو آزاد کی ہوئی لونڈی سے مالک لے لیوے
(اور دعویٰ کرے کہ مین نے آزادی سے پیشتر لی ہین اور لونڈی کہے کہ بعد آزادی کے
تو قول لونڈی کا معتبر ہوگا) مگر اُس سے صحبت کرنے مین اور مزدوری کی کمائی مین
(اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا معتبر ہوگا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت سے ممنوع تھا
اُس نے ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنے کو کہا اور اُس لڑکے نے
مار ڈالا تو اس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسی کے
مار ڈالنے کو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اُسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے
وارث کے حوالے کرنا پڑے گا) ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید کے
بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام کو
معاف کر دیا تو مالک اُس غلام کا آدھا زید اور عمرو کے اُن دو وارثون کو دیوے
جنھون نے معاف نہ کیا ہو اور اگر آدھا غلام نہ دے تو دیت آدھون آدھ اُن دونونکو
دیدے۔ اور اگر زید کو غلام نے قصداً مار ڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو وارثون
مین سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دونون وارثون کو
اور آدھی دیت زید کے ایک وارث کو جس نے معاف نہین کیا حوالہ کرے

(حاشیہ) غلام نے انکار کیا ہو ... نہیں ... بلکہ اس سے ... مالک سے مطالبہ ...

یا غلام کو ان تینون کے حوالے کرے کہ تہائی تہائی لے لین (یعنی ایک حصہ زید کے ایک وارث کا اور دو حصے عمرو کے دونون وارثونکے) دو شخصونمین ایک غلام مشترک تھا اُسنے اُن دونونکے رشتہ دار کو مار ڈالا اور اُن دونون مین سے ایکنے یہ خون اسکو معاف کردیا تو مقتول کا سب خون ویسے ہی گیا (یعنی دوسرے مالک کو اُسکے باب مین معاف کرنیوالے پر کچھ مواخذہ نہین پہونچتا) **فصل** ایک غلام کو کسی نے خطا سے مار ڈالا تو قاتل سے اُسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی لیکن اگر اُسکی قیمت دسہزار درم ہوگی تو اُسمین سے دس درم کم لینگے (تاکہ غلام کی خونبہا آزاد شخص کی دیت کے برابر نہو جاوے) اور اگر قیمت دسہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس کم دسہزار دلاوینگے۔ اور اگر لونڈی کو کوئی مار ڈالے اور اُسکی قیمت پانچہزار درم ہو تب بھی دس کم پانچہزار دلائے جاوینگے بخلاف اُس غلام کے جو کسی نے غصب کرلیا ہو اور غاصب کے پاس مر جاوے کہ اس صورت مین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دسہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو آزاد کے لیے نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھیری ہوئی ہے اُتنے ہی غلام کے نقصان مین اُسکی قیمت مین سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ہاتھ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اُسکو دینی ہوگی (اسلیے کہ آزاد کے ہاتھ کلٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی غلام کا ہاتھ کسی نے کاٹ ڈالا اور اُسکے مالک نے اسکو آزاد کردیا اور آزاد ہونے کے بعد وہ ہاتھونکے درد مین مرگیا اور اُسکے دوسرے وارث بھی ہین تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا (اسواسطے کہ قصاص کا مدعی معین نہین رہا کہ مالک ہوگا یا وارث) اور اگر اُسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا (اسلیے کہ اس صورت مین مدعی قصاص کا مالک ہی ہے) اگر زید کے دو غلام ہین اور اُسنے دونون سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے

پھر کسی نے اُن دونون کے سر کو زخمی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ مین نے اُن مین سے فلان کو آزاد کیا تھا تو دونون کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا۔ اگر زید عمرو کے غلام کی دونون آنکھین پھوڑ دے تو عمرو کو اختیار ہے چاہے غلام زید کے حوالے کر دے اور اُس سے پوری قیمت لے لے یا غلام اندھا اپنے پاس رکھے اور زید سے کچھ نہ لے (اسلیے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زندہ آدمی ہے اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ اور آنکھین پھوڑنے کی صورت مین تمام قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ بدن اور آنکھون دونونکی ہے پس اگر غلام کو رکھیگا تو آدمی ہونیکا اعتبار لحاظ کیا جائیگا۔ اور فائدہ اُسکا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہین۔ پھر اس صورت مین اگر زید سے کچھ لیگا تو بدل اور مبدل منہ دونون اُسکے پاس ہوجاوینگے اور یہ درست نہین) اگر مدبر یا ام ولد کسیکا کچھ نقصان کردین تو مالک کو اُنکی قیمت اور تاوان سے جونسا کم ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے اُنکی قیمت نقصان والے کو دیچکا ہو اور پھر وہ نقصان کرین تو دوسرا نقصان والا پہلے نقصان والے کا شریک اُنکی قیمت مین ہوگا جو مالک سے اُسے ملی ہے اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے قیمت پہلے نقصان والے کو دی ہو تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مالک سے اپنے نقصان کے تاوان کا مواخذہ کرے یا پہلے نقصان والے سے۔

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اس اثنا مین اُنمین نقصان پڑجانیکے بیان مین۔ اگر ایک غلام کا ہاتھ کسینے کاٹ ڈالا ہو پھر اُسکو کوئی دوسرا شخص چھین لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ہاتھ کی تکلیف سے مرجاوے تو غاصب پر ہاتھ کٹے غلام کی قیمت دینی آویگی (صحیح سالم کی دینی نہ آویگی) اگر زید نے

باب غلام مدبر وغیرہ کے غصب کیے جانے اور انمین نقصان پڑجانیکے بیان مین

کسیکا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہان اُسکا ہاتھ کاٹا اور وہ غلام مرگیا تو زید
اُسکے تاوان سے بری ہوگیا (یعنے اب تاوان عمرو پر دینا آویگا) ایک غلام نے جسکو تجارت
کی اجازت نہ تھی آپ جیسے غلام کو چھین لیا اور دوسرا غلام اُس غلام غاصب کے
پاس مرگیا تو غاصب پر قیمت دوسرے غلام کی آویگی (اپنے آزاد ہونے کے بعد ادا
کرے) عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا قصور
کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا اور اب زید کا اُس نے نقصان کیا تو بکر اُس مدبر کے دام
آدھون آدھ خالد اور زید کو حوالے کرے یعنے غلام مذکور کی نصف قیمت اول عمرو سے
لیکر خالد کو دے (اسلیے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تھا زید اسوقت اُس کا
مزاحم اور شریک نہ تھا پھر بکر عمرو سے آدھی قیمت غلام مدبر کی اور لے اور زید آپ رکھے)
اور اس صورت کے عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجاویگی (یعنے اگر مدبر نے
بکر کے یہان زید کا نقصان کرلیا تھا کہ عمرو نے اُسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان خالد کا
بگاڑ کیا تو اس صورت مین عمرو سے صرف آدھی قیمت لیجاویگی) اور غلام مثل مدبر کے ہی
اس حکم مین صرف اتنا فرق ہے کہ غلام کی صورت مین مالک کو غلام حوالے کرنا پڑتا ہے
قصور والون کو اور مدبر کی صورت مین اُسکی قیمت دینی پڑتی ہے۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر
غصب کیا اور عمرو کے یہان اُسنے زید کا بگاڑ کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو دوبارہ
اُسکو چھین لے گیا اس دفعہ اُسنے خالد کا نقصان کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت زید
اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے بھر لے اور اُسمین سے
نصف زید کو دیدے اور یہ نصف جو زید کو دیا اُسکو عمرو سے پھر وصول کرے غاصب نے
ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اُسکے یہان آکر ناگہانی یا بخار سے مرگیا تو غاصب پر ضمان

نہوگا اور اگر بجلی اُسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مرگیا تو اُسکی دیت غاصب کی قوم پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر کسی لڑکے کے سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ لڑکا اُس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبے پر غلام کی قیمت آویگی اور اگر لڑکے کو کھانا امانت سپرد کیا جاوے اور وہ کھالے تو ضامن نہوگا۔

كتاب القسامة

اسمین قسامہ یعنے خون کے باب مین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہے اُسکا ذکر ہے اگر کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہین تو مقتول کا وارث اُس محلہ والون سے پچاس آدمیون کو چھانٹے اور اُن سے یہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے اسکو قتل کیا نہ اسکے قاتل کو جانین اگر اسطرح کی قسم کھالین تو محلہ والون پر اُس مقتول کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اسی محلہ مین رہتا ہو تو اُسکو قسم نہ دیجاوے گی اور جو شخص قسم کھانے سے انکار کرے اُسکو قید کیا جاوے یہانتک کہ قسم کھائے اور اگر محلہ کے قسم کھانیوالے پچاس نہون تو موجود شخصونکو مکرر قسمین دے کر پچاس قسمین پوری کرلیجاوینگی (مثلاً اگر چالیس ہون تو دس آدمیونکو دو بار قسم دینگے اور باقی کو ایکبار اور اگر دس ہی ہون تو سب کو پانچ پانچ بار قسم دیدینگے) لڑکے اور دیوانے اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین (یعنی خون کے مقدمہ مین اُنکو قسم ندینی چاہیئے) اور جس صورت مین میت پر نشان زخم یا مار کا نہو یا یہ کہ ناک یا منہ سے یا مقام پاخانہ سے خون جاری ہو تو اس صورت مین نہ محلہ والون پر قسم واجب ہوگی نہ اُس میت کی دیت دینی ہوگی (ناک منہ مقام پاخانہ سے خون جاری ہونیکی صورت مین دیت نہونیکی وجہ یہ ہے کہ اُنمین احتمال بیماری کا ہے

یقینی مار ڈالنا ثابت نہو گا) لیکن اگر آنکھوں سے یا کانوں سے خون چلتا ہو تو قسامہ
واجب ہو گا (اسلیے کہ ان جگہوں سے خون بدون چوٹ نہین بہتا) اگر مقتول کسی
جانور پر لدا ہوا پایا گیا اور اُس جانور کو کوئی آگے سے پکڑے لیے جاتا ہی یا پیچھے سے ہانکتا
ہے یا اُسپر سوار ہی تو اس ساتھ والے کے کنبے پر مُردہ کی دیت ہوگی۔ اگر کوئی جانور جسپر
مقتول شخص ہی دونوں گانٔوں کے درمیان ہو کر نکلا اور کوئی اُسکے ساتھ نہ تھا تو جو
گانٔوں نزدیک ہوگا اُسپر قسم اور دیت لازم ہوگی (اور اگر دونوں برابر فاصلہ پر
ہوں تو دونوں پر لازم ہوگی) اگر مقتول آدمی کسی کے مکان مین پایا جاوے
تو مالک مکان پر قسامہ ہوگا (یعنے پچاس قسمین کھائیگا) اور دیت اُسکے کنبے پر لازم
ہوگی۔ قسامہ زمینداروں پر واجب ہی نہ رہنے والوں اور خریدنے والوں پر (یعنے
جن لوگوں کو بادشاہ نے زمین دی ہو اُن لوگوں پر قسم واجب ہی جو باشندے اور
خریدار زمین کے ہوں اُنپر واجب نہین لیکن) اگر زمیندار و نمین سے کوئی نرہا ہو تو
اُس صورتمین خریدکرنے والونپر قسم ہوگی۔ اگر مقتول کسی حویلی مشترک مین پایا جاوے
اور شرکار کا حصہ یکساں نہین (کوئی نصف کا شریک ہی کوئی چوتھائی وغیرہ کا) تو قسامہ
اور دیت شریکوں کے عدد کے اعتبار سے ہوگی (نہ اُنکی ملکیت کے سہاموں کے اعتبار سے)
اگر ایسی حویلی مین مقتول ملا کہ اُسکی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ مین نہین آئی تھی
تو دیت بائع کی قوم پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی تھی تو وہ حویلی جسکے قبضہ
مین ہوگی اُس کے کنبے پر دیت لازم آویگی (خواہ قابض بائع ہو یا مشتری)
لیکن قابض کی قوم دیت نہ ادا کرین جبتک اس بات کے گواہ نہ گذر چکین
کہ یہ حویلی قابض کی ملکیت ہے (ورنہ صرف مکان مین رہنے سے بدون ملکیت

کے دیت اسکی طرف سے لازم نہو گی) اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اُسمین سوار اور ملاح ہون اُنپر قسامہ اور دیت ہو گی اور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملے تو محلہ والون پر ہو گی اور اگر شارع عام یا جامع مسجد مین ملے تو قسامہ اس صورت مین نہین اور دیت بیت المال مین سے دیجاویگی۔ اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچ مین دریا کے پایا جاوے تو اُسکی کچھ پرسش نہو گی (نہ قسم ہو گی نہ دیت) اور اگر دریا کنارے لٹکا ہوا یا بندھا ہوا ملے تو جو گانون وہان سے زیادہ نزدیک ہو گا اُسپر قسامہ لازم آویگا۔ اگر خون کے وارث نے اہل محلہ کے سوا کسیپر دعوٰی خون کا کیا تو قسامہ اس محلہ والون سے جاتا رہے گا اور اگر محلہ والون ہی مین سے ایک شخص معین پر دعوٰی کیا تو قسامہ انپر سے نجاویگا اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بھڑین اور ایک مقتول کو چھوڑکر جدا ہون تو قسامہ محلہ والون پر ہو گا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اُن لوگون پر جو تلوارین لیکر لڑے تھے دعوے کرے یا اُنمین سے ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والون پر قسامہ نہو گا۔ محلہ والون مین سے قسم والے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہے تو اُسکو اسطور پر قسم دیجاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوائے زید کے اُسکے قاتل کو جانون محلہ والونمین سے اگر کچھ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہے یا اس محلہ کے ایک شخص معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہے تو یہ گواہی باطل ہو گی[۱] ؛

کتاب المعاقل

اسمین دیتون کا بیان ہے (کہ کون کون آدمی دیت دین) معاقل جمع معقلہ کی ہے جسکے معنی دیت ہین جو خونبہا کہ نفس قتل پر دینا آتا ہے وہ عاقلہ پر ہوتا ہے (نفس قتل کی قید سے وہ خونبہا نکلگیا جو صلح کی راہ سے دیا جاوے یا شبہہ کی راہ سے مثلاً باپ اپنے بیٹے کو عمداً مار ڈالے کیونکہ ان دونون

[۱] کیونکہ وہ سب متہم ہین کہ اپنے اوپر سے بلا ٹالنے کو کہتے ہین ۱۲

کتاب المعاقل

[۱] یعنی خونبہا کے دینے والے ۱۲

صورتون مین خونبہا خاص قاتل کے مال مین ہوتا ہے نہ عاقلہ پر) اگر قاتل
روزینہ دار یا سپاہی بادشاہی ہو تو اُسکے عاقلہ وہ لوگ ہین جنکے نام دفتر بادشاہی
مین ہون (یعنے بادشاہ کے دفتر مین اگر خاص قوم کے روزینہ دار خواہ فوج کے
لوگ لکھے ہون اور اُن مین سے کوئی قاتل ہو تو باقی لوگ اُس کے عاقلہ ہین)
دیت کا روپیہ اُنکی تنخواہ سے تین برس کے عرصہ مین وصول کر لیا جاوے اور
اگر اُنکی تنخواہ تین برس سے زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اُسیوقت
دیت کو مجرا کر لین اور اگر قاتل دفتر والون مین سے نہو تو اُسکا عاقلہ اُسکا قبیلہ یعنی
برادری والے رشتہ دار ہین دیت اُن سے تین برس مین بھانٹ کر لیجاویگی
اور ایک شخص سے سال بھر کے عرصہ مین ایک درم خواہ ایک درم اور ایک درم کی
تہائی سے زیادہ نہ لیا جاوے گا تو اس حساب سے ایک آدمی سے تین برس کے
عرصہ مین چار درم سے زیادہ نہین لیا جاوے گا اگر اس قبیلے کے لوگ اتنے
نہون کہ اس حساب سے پرت پڑے بلکہ کم ہون اور چار درم سے زیادہ اُن پر
پڑتا ہو تو اُن مین عصبات کی ترتیب سے دوسرا قبیلہ اُن کا رشتہ دار ملا لیا
جاویگا (یعنے اول بھائیون کو پھر بھتیجون کو پھر چچون کو پھر اُن کے بیٹون کو)
قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاوے گا (یعنے جیسے اورون سے دیت وصول
ہوگی ویسے ہی اُس سے بھی لیجاویگی) آزاد کیے ہوئے کا عاقلہ اُسکے آزاد کرنیوالے
کی برادری ہے اور مولے موالات کا عاقلہ وہ ہے جسکے ہاتھ پر وہ مسلمان
ہوا ہو اور اُسکے کنبے کے لوگ۔ غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان عاقلہ پر نہین اور نہ
اُس تصور کا کہ آدمی جان کر کرے اور نہ اُسکا جو صلح کرے یا اقرار کرے کہ اُن

صرف مدعاعلیہ پرتاوان ہوتاہی لیکن اگر مدعا علیہ کے اقرار کی تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پرتاوان ہوگا۔ اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا کی راہ سے کرے تو اُسکا تاوان اُسکی برادری پر ہوگا (یعنے خطا کی راہ سے بگاڑ کرنے مین برادری پر دیت آنی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہووے یا غلام کا) ؂

کتاب الوصایا

اس مین وصیتون کا بیان ہے اور وصیت وہ ہے کہ اپنے مرنے کے بعد کسیکے لیے کچھ مقرر کرے (جو وصیت کرتا ہے اُسکو موصی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور جسکے لیے وصیت کی ہو اُسے موصی لہ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی تعمیل کے لیے کہا ہو اُسکو وصی کہتے ہین) وصیت مرنے کے بعد کے زمانہ مین کسی چیز کے مالک کرنیکو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہے میت کے مال متروک کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین قاتل کے لیے وصیت درست نہین (یعنے موصی اپنے قاتل کے لیے کچھ وصیت کرے تو جائز نہوگی) مورث اپنے وارث کیلیے اگر وصیت کرے تو درست نہین بشرطیکہ دوسرے وارث جائز نہ رکھین (لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز رکھین تو درست ہے) مسلمان اگر ذمی کے لیے وصیت کرے یا ذمی مسلمان کیلیے تو درست ہے۔ وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہیے اور اگر اُسکی زندگی مین موصی لہ اُسکو قبول نکرے یا قبول کرلے تو باطل ہی (بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے) اور مستحب ہے کہ مال کی تہائی سے وصیت کم کرے اور جب موصی لہ وصیت کی چیز کو قبول کرلے تو وہ اُسکی ملک مین آجاتی ہی ہان اگر موصی لہ موصی کے مرنیکے بعد ہی مرجاوے تو نوبت قبول وصیت کی نہ پہنچے تو بدون قبول کے بھی ملک موصی لہ کی ثابت ہوجاویگی۔ قرضدار کا قرض اگر اُسکے مال کا

محیط ہو (یعنے اُسکی برابر ہو یا زائد) تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین - اسی طرح لڑکا اور مکاتب اگر کچھ وصیت کرین تو درست نہین - حمل کے لیے کچھ مال کی وصیت کرنی (مثلاً یون کہنا کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کے بچے کو ملے) اور حمل کی وصیت کسی اور کو کرنی (مثلاً یہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا) درست ہے بشرطیکہ بچہ وصیت کے وقت سے چھ مہینہ کے اندر پیدا ہو (اور اگر چھ مہینہ یا زائد مین ہوگا تو وصیت دونون صورتون مین نہو سکیگی اسلئے کہ وصیت کے وقت حمل کا یقین نہ رہیگا) حمل کیواسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین - اگر لونڈی کی وصیت کی اور اُسکے حمل کو خارج رکھا تو درست ہے (موصی لہ کو لونڈی ملیگی حمل کا بچہ نہ ملیگا) موصی اپنی وصیت سے قول اور فعل سے پھر سکتا ہے (قول سے اسطرح کہ کہے کہ مینے جو وصیت کی تھی اُس سے رجوع کی - اور فعل سے) اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اُسکو بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا یا کپڑا تھا اُسکو بیونت لیا یا بکری تھی اُسکو ذبح کر لیا - اگر موصی وصیت سے انکار کرے تو اس سے رجوع ثابت نہوگا (مثلاً یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور موصی لہ گواہون سے ثابت کرے کہ وصیت کی تھی تو موصی لہ کو وصیت کی چیز پہونچے گی) *

باب - اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنے کے بیان مین - اگر موصی نے تہائی مال کی زید کے لیے وصیت کی اور دوسری تہائی کی عمرو کے لیے اور وارثون نے دو تہائی کی وصیت درست نرکھی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہو جاوے گی - اگر زید کے لیے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لیئے چھٹے حصہ کی اور وارثون نے جائز نہ رکھا تو تہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اسطرح تقسیم ہوگا کہ تین حصہ کرکے دو حصے زید کو اور ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا - اگر زید کیلیے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لیے تہائی

تہائی مال کی وصیت مین

مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نہ کہا تو ترکہ موصی کی تہائی زید و عمرو مین آدھون
آدھ تقسیم ہوگی۔ موصی لہ کو ترکہ کی تہائی سے زیادہ حصہ نہ ٹھیرایا جاوے مگر تین صورتون مین
اول محابات کی صورت مین (محابات بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً
سو کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سے ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور ایک
کی چھ سو اور وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھ دو سو کو بیچ ڈالنا اور چھ سو کا
عمرو کے ہاتھ سو کو بیچڈالنا اور دوسرا کوئی مال اُسکے پاس نہو اور اُسکے وارث اِس
وصیت کو جائز نہ رکھین پس چونکہ صورت مذکورہ مین زید کے ساتھ ہزار روپیے کی
رعایت کی تو گویا ہزار اُسکے لیے وصیت کیے اور عمرو کے ساتھ پانسو کی رعایت
کی ہے تو گویا اُسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے تہائی لیکر یعنی
دونون غلامونکی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہین اُسکی تہائی چھ سو روپیہ زید و عمرو
مین بموجب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنے زید کا حصہ عمرو سے دونا تھا تو اسقدر کی
تہائی عمرو کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنے دو سو عمرو کو ملین گے اور چار سو زید کو
حالانکہ اس نظر سے کہ زید کو ہزار کی وصیت ہے جو تہائی ترکہ سے زائد ہی اوپر کے
قاعدہ کے بموجب تہائی مین دونون شریک برابر کے ہوکر ہر ایک کو تین سو ملنے چاہئین
مگر محابات کی وجہ سے اوپر کا قاعدہ جاری نہوا) دوسرے سعایت کی صورت مین (اور اسکی
کیفیت یہ ہی کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور وہ
وصیت اُنکے آزاد کرنے کی کر جاوے اور سوا ان غلامون کے اور کچھ مال اُسکا
نہو اور اُسکے وارث وصیت کو جائز نہ رکھین تو کل ترکہ کی تہائی سی یہ وصیت جاری ہوگی
یعنی بقدر ہزار کے آزاد ہونگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنے دو ہزار ورثہ کو کما دینگے

اور ہزار کی آزادی مین وصیت کے بموجب ہر ایک کو حصہ ملیگا دونون کو برابر نہ ملیگا)
سوم دراہم مرسلہ یعنے مطلق کی صورت مین (جنمین قید ثلث کی تہائی اور چوتھائی کی نہو)
مثلاً زید کو تیس روپیہ کی وصیت کرے اور عمرو کو ساٹھ کی اور اُسکے پاس ان روپیونکے
سوا اور مال نہو تو درصورت نارضامندی ورثاء کے وصیت مذکور تہائی مال سے جاری
ہوگی اور زید و عمرو کو موافق اُنکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی مین سے دیا جاویگا
برابر نہ دیا جاوے گا) اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میرے بیٹے کا حصہ ملے تو یہ وصیت
باطل ہے (اسلیے کہ بیٹے کا حصہ کسیکو نہین پہونچ سکتا) ہان اگر یون وصیت کرے
کہ میرے بیٹے کے حصہ کی برابر اُسکو دینا تو درست ہے اس صورت مین اگر موصی کے
دو بیٹے ہون تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلیے کہ بیٹے کا حصہ تو آدھا ہے وہ تو اُسکو
مل نہین سکتا کیونکہ تہائی سے بڑھجاویگا اسی جہت سے تہائی مال دیا جاویگا اور
اب بھی اُسکا حصہ بیٹون کے برابر ہی رہیگا) اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال کا ایک
سہام یا ایک جزو فلانے کو دینا تو اُسکا بیان کرنا ورثہ کے اختیار مین ہے (جونسا
سہام چاہین موصی لہ کو دین) اگر یہ کہا کہ میرے مال کی تہائی فلانے کے لیے ہے
پھر دوبارہ کہا کہ فلانے کے لیے میرے مال کی تہائی ہے (یعنے ایک تہائی
ایک شخص کے لیے دوبار کہی) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملے گی (اس سے زیادہ
نہ ملیگا) اسیطرح اگر مال کے چھٹے حصے کو موصی لہ کے لیے مکرر کہے تو اُسکو ایک چھٹا
حصہ ملیگا (دو حصے نہ ملین گے) اگر یون وصیت کی کہ میرے نقد روپیون یا بکریونمین
سے تہائی فلان کو دینا پھر دو تہائی روپے خواہ بکریان تلف ہوجاوین تو موصی لہ
باقی بکریان یا بچے لے لے گا۔ اور اگر غلامون یا تھانون یا گھرونکی نسبت ایسا

کہا تھا اور اُنمین سے دو تہائی جاتی رہی تو اب موصی لہ کو (باقی نہ ملین گے بلکہ) باقی
کی تہائی ملیگی اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دیدینا اور ترکہ مال موجود اور لوگون کے
ذمہ قرض ہے پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہو سکتے ہون تب تو ہزار روپیہ موصی لہ
کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اُسکی تہائی ہو وہ موصی لہ کو حوالہ کرین اور
پھر قرض مین سے جسقدر آتا جاوے اُسکی تہائی اُسکو دیتے رہین یہانتک کہ ہزار
پورے ہو جاوین اگر وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اُسوقت
زندہ نہو تو تہائی ساری زید کو ملیگی اور اگر یون کہا کہ میرے مال کی تہائی مین شریک زید ہے اور عمرو
زندہ نہو تو زید کو چھٹا حصہ ملیگا (اور عمرو کو کچھ نہ ملے گا کہ وہ مردہ ہے) اگر یہ کہا کہ فلانے کو
میرا تہائی مال ہے اور مال موصی کے پاس کچھ نہین تو موصی اپنے مرنیکے وقت جس چیز کا
مالک ہو گا اُسکی تہائی موصی لہ کو پہونچیگی۔ اگر وصیت کی کہ میرے مال مین سے تہائی
میری تین ام ولد کو اور فقیرون اور مسکینون کو دینا تو تہائی ترکہ پانچ حصے کرکے
تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا
اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدھا
زید کو اور آدھا مسکینون کو ملے گا۔ اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو کی
عمرو کو پھر بکر سے کہا کہ مین نے تجھے اُن دونون کا شریک کیا تو بکر کو دونون
سو مین سے تہائی ملے گا (یعنے سو کی تہائی زید سے لے اور سو کی عمرو سے
اس صورت مین ہر ایک کا حصہ مساوی ہو گا کہ ہر ایک کے پاس سو کی دو تہائی
ہونگی) اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا کہ تجکو
دونون کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدھا حصہ ملے گا (یعنی زید کو چار سو

صورت ثانی مین مردہ کا بھی نام لیا ہے پھر بھی ہیچ موصی لہ اول صورت مین ہو گا کہ اول صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ تہائی زندہ کو دیا جاتا ہے اور دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری دینی منظور نہین ۱۲

کی وصیت تھی دوسو اسکے حصہ مین سے اور عمرو کو دوسو کی تھی سو اُسکے حصہ مین سے
بکر کو ملین گے غرضکہ بکر کو تین سو اور زید کو دوسو اور عمرو کو سو ملین گے[۱] اگر موصی نے
اپنے وارثون سے کہا کہ زید کا مجھپر قرض ہے اور وارثون نے اسکا قول مان لیا
تو یہ تہائی ترکہ مین ہوگا (یعنے اگر زید دعوٰی قرض کا کریگا تو تہائی تک سماعت
ہوگی ترکہ کی تہائی سے زائد مین دعوٰی مقبول نہوگا) اگر موصی نے اول
اپنے ذمہ زید کے دین کا اقرار کیا بعد اُسکے بہت سی وصیتین کین تو موصی کے مال
کی ایک تہائی وصیت والونکے لیے اور دو تہائیان وارثون کے لیے علٰحدہ
کرکے دونون جماعتون سے کہین کہ تمکو اپنے حصہ مین سے جسقدر قرضکے
مدعی زید کو سچا ٹھیرانا ہو بیان کرو جب وہ دونون گروہ بیان کردین تو ہر ایک
کے حصہ مین سے اُسیقدر زید کو دیوین اور اہل وصیت کے تہائی مین سے جسقدر
بچے اُسکو وہ تقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سے جو رہے وہ اُسکو
بانٹ لین۔ اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنے ایک وارث
کو کی تو اجنبی کو مال موصی بہ کا آدھا ملیگا اور وارث کے لیے وصیت باطل ہوگی
(اسلیے کہ وارث کے لیے وصیت درست نہین) اگر تین تھان مختلف صفت کے
یعنے ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا) زید اور عمرو اور بکر کو بترتیب
وصیت کیے اور اُن مین سے ایک جاتا رہا اور یہ معلوم نہوا کہ کسکے حصہ کا گیا اور
وارث میت تینون موصی لہ مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرے ہی حصہ کا گیا
تو اس صورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچھ نہ ملیگا لیکن اگر میت کا وارث دونون
باقی کے تھان اُن تینون کے سامنے لا رکھے اور کہدے کہ انکو آپس مین تقسیم کرلو

[۱] کیونکہ شرکت کے معنے مساوات کے ہین تو پہلی صورت مین تینون مساوی ہوسکتے ہین اور اس صورت مین چونکہ حصہ زید وعمرو کا کم زیادہ ہے بطور سابق مساوات ممکن نہین لہذا بکر کو دونون کے حصہ مین مساوی کردیا گیا ۱۲

تو وصیت جائز ہے اور زید کو عمدہ تھان کی دو تہائی ملینگی اور بکر کو دو تہائی گھٹیا تھان کی اور عمرو ایک تہائی اچھے تھان کی لے اور ایک تہائی بُرے کی (یعنی اُن دونوں باقی تھانونکو دو آدمی نہین لے سکتے مگر بطور مذکورہ بالا تینون تقسیم کرسکتے ہین اور اگر عمر والا کر یا آپس مین راضی ہوکر دو ہی شخص انکو لے لیوین تو ہو سکتا ہے) اگر ایک حویلی مشترک مین سے موصی نے ایک کوٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکے تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری موصی یہ موصی ہی کے حصہ مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر وہ کسی اور شریک کے حصہ مین آگئی تو موصی کے حصہ مین سے اُسقدر زمین جتنی کوٹھری مین ہے زید کو دیجاویگی اور اس باب مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہے (یعنے اگر بکر اپنی مشترک حویلی مین سے کسی خاص کوٹھری کا عمرو سے اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ کوٹھری بکر کے حصہ مین پڑے تو بعینہ اُسی کو حوالے عمرو کے کرے ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہو اُسقدر اپنے حصے مین سے اُسکے عوض دیدے) اگر زید نے عمرو کے مال مین سے ہزار روپیہ معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنے عمرو نے موصی کے مرنے کے بعد اُسکی وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدیے تو درست ہے مگر عمرو کو اختیار ہے کہ اجازت کے بعد چاہے تو روپیہ نہ دے۔ موصی کے دو بیٹے اگر اُسکا مال باہم بانٹ لین اور پھر اُنمین سے ایک اقرار کرے کہ ہمارے باپ نے یہ اتنے کی وصیت کی تھی تو اس اقرار سے صرف مقر کے حصہ کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی (دوسرے بھائی کے حصہ مین جاری نہوگی) اگر عمرو کے لیے لونڈی دینے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد اُسکے بچہ ہوا تو اگر اُس لونڈی اور اُسکے بچہ کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہو تو دونون عمرو کو ملینگے اور اگر دونونکی قیمت ترکے کی تہائی سے زائد ہو تو اول عمرو لونڈی لے اور پھر جسقدر اُسمین

تہائی ترکہ کی کمی ہے وہ بچے مین مجرا کرے (یعنی اُس کے دام کر کے ترکہ کی تہائی پورا کر کے باقی بچا وارثون کو پہیرے) موصی نے اپنے بیٹے کافر یا دوسرے کے غلام کے لیے اپنے مرض مین وصیت کی پہر وہ کافر مسلمان ہو گیا یا اُسکا بیٹا جو غلام تہا آزاد ہو گیا تو یہ وصیت باطل ہے اسیطرح اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے غلام کا ہو (اُسکو کچہہ ہبہ کرنا یا اُسکے لیے اقرار کرنا باطل ہے) اپاہج اور فالج زدہ اور لُنجا اور سِل کی بیماری والا اگر اُنکا مرض بڑہ جاوے اور اس مرض سے اُن کے مرنے کا خوف نہو تو تمام مال سے اُنکا ہبہ کرنا معتبر ہوگا (اس لیے کہ اس طرح کا مریض تندرست کے حکم مین ہے) اور اگر مرض مذکور سے اُن کے مرجانے کا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا۔

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان مین

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان مین۔ مرض موت مین اپنے غلام کو آزاد کرنا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچہہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہے (یعنی یہ امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگے) اور اگر اُسکے وارث اُسکے بعد غلام کی آزادی جائز رکھین تو وہ وارثون کے لیے کچہہ نہ کماوے - زید کے دو غلام ہین سالم اور غانم اور اُسنے مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پہر غانم کو آزاد کردیا اور اول کی فروخت مین جتنی رعایت کی ہی اور دوسرے کی قیمت ہر ایک زید کے ترکے کی تہائی کے برابر ہی تو اس صورت مین سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہی (کہ اُسمین معاوضہ ہی یعنے سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غانم آزاد نہ کیا جاوے گا) اور اگر پہلے غانم کو آزاد کیا پہر سالم کو رعایت کے ساتھ بیچا تو اب دونون باتین برابر ہین (خواہ اس کا اعتبار کرین خواہ اُس کا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیونکے عوض میری طرف سے ایک غلام کو آزاد کردینا اور اُنمین سے ایک روپیہ جاتا رہا تو وصیت

مذکور جاری نہوگی بخلاف وصیت حج کے (کہ اگر معین روپیون سے حج اپنی طرف سے کرانیکی وصیت کری اور اُنمین سے کچھ جاتے رہین تو وصیت اُسکی دوسرے روپیون سے جاری کرینگے) اگر اپنے غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد غلام نے کسیکا نقصان کیا اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان والے کے حوالہ کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کردین تو وصیت باطل نہوگی (یعنے غلام آزاد ہوجاویگا) اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو وصیت کرے اور ترکے مین ایک غلام بھی ہے جسکو زید کہتا ہی کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد کیا ہی اور وارث کہتا ہے کہ مرض موت مین اُسکو آزاد کیا ہے (یعنے یہ غلام بھی داخل وصیت ہے) تو اسصورت مین وارث کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم نہوگا تو زید کو کچھ نہ پہونچیگا اسلیے کہ وصیت تہائی مال مین ہوتی ہی وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری ہوگئی اور اگر غلام کی قیمت تہائی ترکہ سے کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سے ترکے کی تہائی زیادہ ہوگی اُسقدر زید کو ملیگا یا زید گواہون سے ثابت کردے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالت مین آزاد کیا تھا تو اب پوری تہائی ترکے کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ میرا قرض اُسکے ذمہ تھا اور اُسکے غلام نے یہ دعوی کیا کہ مجکو آزاد کر مرا ہے اور وارث نے دونون کا کہنا معتبر جانا اور مال اُس میت کا اور کچھ نہین تو غلام اپنی قیمت کما دے اور آزاد ہوجاوے (اور یہ) قیمت قرضخواہ کے حوالے کیجاوے ! اگر موصی نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالے کے میرے ذمے ہین اُنکو ادا کرنا تو اول فرائض ادا کیے جائینگے بعد اُنکے واجبات گو موصی نے اپنے کہنے مین فرائض کو پیچھے کہا ہو پس حج اور زکوۃ ادا کرنے سے پہلے ادا ہونگے اور اگر حقوق قوت مین برابر ہون (یعنی سب فرض

ایک طرح کے ہون یا واجب یکسان ہون) تو اول وہ ادا کیا جاویگا جو موصی کی زبان سے اول نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے۔ اگر موصی نے اپنی طرف سے حج فرض کرنے کی وصیت کی ہو تو اُس کے کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج کرنے کو سوار کر کے روانہ کرین اور اگر خرچ اس شہر سے نائب بھیجنے کو کافی نہو تو جہان سے کافی ہو وہان سے نائب روانہ کرین۔ ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ سے چل کر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اُسکے نائب کو اُسکے شہر سے حج کے لیے روانہ کرینگے (جہان وہ مرا ہی وہان سے روانہ نکرینگے) اور دوسرے کی طرف سے حج کرنے والے کا حال بھی ایسا ہی ہے (یعنے اگر وہ راستے مین مرجاوے تو دوبارہ حج کے لیے منیب کے وطن سے کسیکو روانہ کرنا پڑے گا مرنے کے مقام سے روانہ نکرین گے)

باب رشتہ دارون وغیرہ کے لئے وصیت کرنیکے بیان مین۔ موصی کے ہمسائے وہ ہونگے جنکے گھر اُسکے گھر سے ملے ہون اور اُسکے سسرے وہ ہونگے جو اُسکی بی بی کے رشتہ دار محرم ہون (یعنے جنکا نکاح اُسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو) اور اُسکے داماد وہ ہونگے جو اُن عورتون کے شوہر ہون جن سے اُسکا نکاح نہین ہوسکتا اور اُسکے اہل اُسکی بی بی ہوگی اور آل سب گھر کے لوگ اور جنس باپ کے گھر والے ہونگے (یعنے اگر وصیت کریگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میرے سسرون یا داماد یا اہل یا آل یا جنس کو دینا تو اُن سے یہ لوگ مراد ہونگے اسیطرح اگر یون کہے کہ میرا مال فلانے کے اہل یا عیال یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ سے وہی لوگ سمجھے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے) اگر اپنے قرابت والون یا اقارب یا

باب رشتہ دارون کے لئے وصیت کرنے مین

ذوی الارحام یا اپنے خاندانیونکو وصیت کی تو اول جو سب سے قریب ہو اُسکو دینگے
اور اگر وہ نہو تو جو اسکے بعد قریب تر ہو اُسکو دینگے اور اس وصیت میں ماں اور باپ
اور لڑکا اور جو موصی کا وارث ہو سکتا ہے داخل نہین (اسلیے کہ وصیت وارث کیلیے
درست نہین) اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلیے کہ جمع کا لفظ
موصی نے کہا ہے وہ ایک پر نہین بولا جا سکتا) اگر موصی نے اقارب کے لیے وصیت
کی اور اُسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت مذکور دونوں چچا کو ہوگی اور اگر ایک
چچا اور دو ماموں ہوں تو آدھی چچا کو اور آدھی دونوں ماموںنکو ملیگی اور اگر ایک چچا
اور ایک پھوپھی ہو تو دونوں کو برابر نصف نصف ملیگی - اگر کہے کہ فلانے کی اولاد کو اسقدر
دینا تو مرد اور عورت کو برابر ملے گا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثون کو دینا تو مرد کو
دو حصے اور عورت کو ایک حصہ ملے گا (اسلیے کہ وارثون کا حصہ اسیطرح ہے)

باب - غلام کی خدمت اور مکان کی سکونت اور درختونکے میوے کی وصیت کیسلیے کرنیکے بیان مین - اپنے غلام کی خدمت اور مکان مین رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کے
لیے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو موصی لہ
کے حوالے کر دیا جاویگا کہ اُسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی
سے زائد ہو تو دو روز وارثونکی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی (یعنی اپنی مالیت
کے حساب سے خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوے اُتنی موصی لہ کی خدمت
کرے اور باقی ورثہ کی) اگر موصی لہ مرجاوے تو غلام موصی کے وارثون کو
پھیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجاوے تو وصیت باطل ہوگی -
اگر موصی نے اپنے باغ کے میوے کی وصیت کی اور مر گیا اور باغ مین میوہ

موجود ہے تو موصی لہ کو وہی میوہ موجود ملے گا۔ اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ ہمیشہ بھی کہا تھا تو موصی لہ میوہ موجود اور جو آگے اس باغ مین ہو سب ملے گا جیسے یون کہے کہ باغ کی آمدنی دیجاوے (تو جو پیداوار اُسوقت ہو گی یا آگے کو وہ سب موصی لہ کو ملیگی) اگر اپنی بکری کی اُون یا بچون یا دودھ کی وصیت کی تو جس قدر ان مین سے موصی بہ موصی کے مرنے کے وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملے گی خواہ لفظ ہمیشہ کہا یا نہ کہا ہو۔

باب ذمی کے وصیت کرنے کے بیان مین

باب۔ ذمی کے وصیت کرنے کے بیان مین۔ اگر ذمی اپنے گھر کو حالت صحت مین گرجا نصاری کا یا یہودیونکی عبادتگاہ بناوے تو اُسکے مرنے کے بعد وہ مکان اُس کے وارثون کو میراث مین ملے گا۔ اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مکان کو بعد میرے فلان قوم کا گرجا بنا دینا تو یہ وصیت اُسکے مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی عبادت گاہ بنانے کو نہ کہے بلکہ غیر معین قوم کے لیے عبادت گاہ کی وصیت کرے تو درست ہے اسیطرح اگر کافر مستامن اپنے تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ ذمی کے لیے کرے تو درست ہے۔

باب وصی کرنے کے بیان مین

باب۔ وصی کرنیکے بیان مین (یعنی کسیکو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثون مین تقسیم کردے اور جسکے ذمے میت کا حق آتا ہو اُس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ کہہ مرے اُنکی تعمیل کرے) ایک شخص نے دوسرے کو اپنا وصی کیا اور اُسنے موصی کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اُسی کے سامنے پھر انکار کر دیا تو اس انکار سے وصی نرہے گا اور اگر سامنے انکار نکرے اُسکے بعد انکار کرے تو وصی ہونا رد نہوگا۔ وصی اگر موصی کے ترکے کو فروخت کرے تو یہ بیع کرنا اپنے وصی ہونیکو منظور کرلینا ہے اگر موصی مرجاوے

اور وصی کہے کہ مجھے وصی ہونا قبول نہین اور پھر قبول کرلے تو درست ہے بشرطیکہ قاضی اُسکے انکار کرنے کی جہت سے اُسکو وصی ہونے سے برطرف نکردے ورنہ پھر اُسکا قبول کرنا معتبر نہوگا۔ اگر دوسرے کے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اُسکو معزول کرکے دوسرا وصی اُسکی جگہ مقرر کرے۔ اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے اور اُسکے وارث صغیر سن ہون تو وصی کرنا درست ہی اور اگر وارث بالغ ہون تو غلام کو وصی کرنا درست نہین۔ اگر وصی وصیت کی بجاآوری سے عاجز ہو (یعنے اُسکے حقوق ادا نکر سکے) تو قاضی اُسکے ساتھ دوسرے شخص کو کردے تاکہ اُسکی اعانت سے وصیت کی تعمیل کرے۔ وصی اگر دو ہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کے بیوئے باطل ہوگا۔ لیکن مرے کے دفن کے لوازم اور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثون کے لیے اُنکی حاجت کی چیز مول لینی۔ اور اُنکو اگر کوئی کچھ دے اُسکو لے لینا اور امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا قرضہ ادا کرنا اور معین کا وصیت کا جاری کرنا اور معین غلام کا آزاد کرنا اور وصیت کے حقوق ہین جو ادا ہی کرنی (یہ امور اگر دو وصیون مین سے ایک بھی کریگا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دونون ترکون مین وصی ہوتا ہے (یعنی اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تھا اور عمرو نے مرتے دم بکر کو وصی کردیا تو بکر زید اور عمرو دونون کے ترکون کا وصی ہوگا) وارثون کیطرف سے موصی لہ سے مال کی تقسیم وصی کو جائز ہے اور اُسکا عکس درست نہین (یعنی موصی نے اگر زید کو کچھ مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثونکی طرف سے اُنکا حصہ موصی لہ کے حصے سے جدا کرسکتا ہے۔ اور اگر موصی لہ نہو اور وارث ہون تو موصی لہ کا حصہ وارثون سے تقسیم نہین کرسکتا) اور اگر وارثونسے موصی لہ کا حصہ لے لیا

اور وصی کے پاس جاتا رہا تو موصی لہ باقی مال کی تہائی وارثونسے لیگا۔ اگر موصی
نے اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کی تھی اور وصی نے مال وارثونمین تقسیم
کر دیا اور حج کرانے کا خرچ اپنے پاس رکھا اور اُسکے پاس سے وہ خرچ جاتا رہا
یا وہ خرچ حج کرنے والے کو دیدیا تھا اُسکے پاس سے جاتا رہا تو اب باقی ترکے کی
تہائی مین سے موصی کی طرف سے حج کرایا جاویگا۔ اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز
ہے کہ وارثون مین مال تقسیم کر دے اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنے پاس رکھے۔ وصی کو جائز ہے
کہ موصی کے قرضخواہ اگر موجود نہون تو اُنکے پیٹھ پیچھے ترکے کے غلام کو فروخت کردے
اگر موصی نے وصیت کی تھی کہ میرا غلام بیچکر اُسکی قیمت خیرات کر دینا اور وصی نے
غلام کو فروخت کر دیا اور قیمت اپنے پاس رکھی اور وہ تلف ہوگئی پھر غلام کسی اور کا
نکلا تو وصی کو اُسکی قیمت مشتری کو پھیر دینی ہوگی اور جو کچھ مشتری کو دیوے
وہ ترکہ موصی مین سے لے لے۔ اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہو اور اُسکے
حصے مین کوئی غلام آوے اور وصی اس غلام کو بیچ کر اُسکی قیمت اپنے پاس رکھے
اور اُسکے پاس سے دام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلے تو لڑکا وہ دام
اور وارثون سے لیوے۔ لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسرے پر حوالہ کرے یعنی اُتار دے
(مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمے ہے اور وہ عمرو پر اُتار دے) تو وصی کو اس حوالے کا
قبول کرنا درست ہے بشرطیکہ حوالہ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو۔ وصی اگر لڑکے کے
مال کو فروخت کرے یا اُسکے مال سے کچھ خریدے اور اُسمین کچھ نقصان ہو تو اگر اتنا نقصان
اس جیسے معاملات مین لوگون کو ہوجایا کرتا ہو تو وصی کی بیع و شرا درست ہوگی (اور اگر
بہت سا نقصان ہوگا تو بیع و شرا مذکور درست نہوگی) وارث بالغ کے پیٹھ پیچھے اگر وصی

اُسکی چیز بیچڈالے تو جائز ہے لیکن زمین اور عمارت کی بیع درست نہوگی ۔ وصی کو چاہیئے کہ موصی کے مال مین سوداگری نہ کرے ۔ لڑکے کے مال کے تصرف مین اُسکے دادا کی نسبت کراُس کے باپ کا وصی بہتر ہے (یعنے باپکے وصی کے ہوتے ہوئے دادا کو تصرف کرنا پوتے کے مال مین اچھا نہین) لیکن اگر باپنے کسیکو وصی نکیا ہو تو دادا اُس لڑکے کے مال مین تصرف کرنے مین باپ کے مانند ہے ۔

فصل

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیان مین ۔ بکر اور عمرو میت کے دو وصیون نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہمارے ساتھ مین وصی کیا ہے (یعنے تین شخصون کو وصی کیا ہے) تو یہ گواہی لغو ہوگی (تہمت کے باعث سے) لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے (اور بکر اور عمرو اُسکی گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا) اسیطرح اگر موصی کے دو بیٹے گواہی دین (کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہے اور زید وصی ہونیکا منکر ہو تو اُن بیٹون کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونے کا دعوی کرے تو البتہ گواہی اُن دونوںکی مقبول ہوگی) اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین کہ فلان مال صغیر سن کے وارث کا ہی یا یہ مال فلان وارث بالغ کا ہے (میت کے ترکے مین سے نہین تو یہ گواہی لغو ہوگی) اگر زید اور عمرو یہ گواہی دین کہ بکر و خالد کا قرضہ میت کے ذمے ہزار روپیے ہین اور بکر اور خالد یہ گواہی دین کہ زید اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمے ہزار روپیے ہین تو یہ گواہیان مقبول ہونگی اگر وصیت کے باب مین اسیطرح گواہیان ہون (مثلاً زید و عمرو گواہی دین کہ میت نے ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لیے کی ہی اور بکر اور خالد گواہی دین کہ زید اور عمرو کیلئے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہی) تو یہ گواہیان لغو ہونگی (اور مقبول نہونگی)

کتاب الخنثےٰ

اس مین خنثےٰ کا بیان ہے۔ خنثےٰ اسکو کہتے ہین جسکے مرد اور عورت دونون کی علامتین (یعنے ذکر اور فرج دونون) ہون۔ پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہے اور دوسرے مقام سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہے اور دونون مقامون سے پیشاب کرے تو جس مقام سے اول پیشاب نکلتا ہو ویسا ہی حکم ہوگا۔ اور دونون مقامون سے پیشاب برابر نکلتا ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے (اور نر و مادہ ہونیکی تمیز اسمین نہین ہو سکتی) اور ایک راہ سے بہت پیشاب کا نکلنا معتبر نہین (یعنے اس سے نر و مادہ کا حکم نہین ہو سکتا۔ اور یہ علامتین بالغ ہونے سے پیشتر کی ہین) اب بالغ ہونے پر اگر اسکے ڈاڑھی نکلی یا عورتون سے صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر چھاتیان اُبھرین یا چھاتیون مین دودھ آگیا یا حیض اسکو ہوا یا حمل رہ گیا یا اُس سے مرد صحبت کر سکتا ہے تو عورت ہوگی۔ اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہووے یا دونون علامتین نمود ہوئین تو خنثیٰ مشکل ہوگا۔ خنثےٰ مشکل نماز مین مردونکی صف کے پیچھے اور عورتونکے آگے کھڑا ہو اور اُسکے مال مین سے ایک لونڈی خریدی جاوے جو اُسکی ختنہ کرے اور اگر اُسکے پاس مال نہو تو بیت المال مین سے لونڈی خریدین اور ختنے کے بعد لونڈی بیچدیجاوے خنثیٰ مشکل کو بیٹے اور بیٹی کے حصے مین سے جونسا کم ہوگا وہ ملیگا مثلاً اگر ایک شخص مرے اور ایک بیٹا اور ایک خنثیٰ مشکل چھوڑے تو بیٹے کو دو حصے ملین گے اور خنثےٰ کو ایک حصہ

مسائل متفرقہ - گونگے کا اشارہ کرنا اور لکھنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع اور شرا مین اور قصاص مین مثل زبان کے بیان کے ہی مگر حد کے باب مین اُسکا اشارہ اور لکھنا معتبر نہین (مثلاً اگر کسیکو اشارے سے یا لکھنے سے زنا کی تہمت لگاوے تو اُسکو حد نہ مارینگے

اور اگر خون قصداً کرنے کا اقرار کریگا تو اُس سے قصاص لینگے) بخلاف اُس شخص کے
جسکی زبان گویائی کے بعد بند ہوگئی ہو (کہ اُسکا اشارہ اور لکھدینا مثل بیان زبانی
کے متصور نہوگا) اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہووین اور آپس
مین ملجاوین تو اُنمین اگر ذبح کی ہوئی بہت ہون تو دل سے اٹکل کرکے اُنمین سے کھالے اور
اگر مری ہوئی زیادہ ہون تو اُنمین سے نہ کھاوے۔ ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک پاک کپڑے
خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک کی تری اُس پاک مین آگئی مگر اتنی ہی کہ اگر اُسکو
نچوڑین تو کچھ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اُس تری سے ناپاک نہوگا۔ بکری کا سر خون مین
لتھڑا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اسپر سے جاتا رہے اور اُسکا شوربا تیار کیا جائے تو اُسکا
کھانا درست ہے نجاست کے دور کرنے مین جلا دینا مثل پانی کے دھو ڈالنے کے ہے
اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدے اور نہ لیا کرے تو درست ہے لیکن اگر پیداوار کا
عشر یعنے دسوان حصہ مالک کے لیے مقرر کردے تو درست نہوگا۔ اگر بادشاہ اپنے ملک کی
زمین کسی قوم کو دیدے کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہے۔ اگر ایک شخص نے روزہ قضا
رمضان کا رکھا اور یہ نہ نیت کی کہ فلان روزہ خاص کا ہے تو یہ روزہ قضا مین محسوب
ہوگا جیسے نماز قضا پڑھی اور یہ نیت نہ کی کہ یہ شروع کی نماز ہے یا پچھلی قضا نمازون مین کی
ہے اسیطرح اگر روزہ قضا رکھا اور نیت کی کہ دو رمضان کے دو روزون کا ہے
(تو ایک رمضان کے ایک روزے مین محسوب ہوگا) اگر روزہ دار کسیکا تھوک کھا
نگلجاوے تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ نہوگا
روزے کی قضا ہوگی۔ بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج کرنے والے کیلیے
اُس سال حج کو نہ جانے کیواسطے عذر ہے (اسلیے کہ راستہ مین امن شرط ہے) اگر کسی

کہا کہ تو زن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اُسنے جواب دیا کہ شدم یعنے ہوئی تو نکاح نہو گا اور اگر کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تو نے اپنے آپکو میری بی بی بنایا اور اُسنے جواب دیا کہ گردانیدم یعنی بنایا اور زوج نے پھر کہا کہ پذیرفتم یعنی مین نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ دختر خویش را بہ پسر من ارزانی داشتی یعنے تو نے اپنی لڑکی میرے بیٹے کو دی اور اُسنے کہا کہ داشتم یعنے دی تو نکاح نہو گا۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ شوہر اُسکے ساتھ ہی رہتا ہے تو نا فرمانی مین داخل ہے (عورت کے لیے نان نفقہ شوہر پر واجب نہو گا) اور اگر شوہر غصب کے مکان مین رہتا ہو اور اُسوقت عورت اُسکے پاس آنیسے رُکے تو نافرمان نہو گی (اُسکا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہو گا) عورت کا شوہر سے یہ کہنا کہ مین تیری لونڈی کے ساتھ نہین رہتی اور مکان علٰحدہ چاہتی ہون تو چاہیئے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ طلاق دہ یعنی طلاق دیدے اور اُسنے جواب مین کہا کہ دادہ گیر یا کردہ گیر یا دادہ باد یا کردہ باد یعنی دی ہوئی یا کی ہوئی سمجھ لے یا ہو جیو تو طلاق واقع نہو گی۔ لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کریگا تو ہو جائیگی اور اگر شوہر کہے کہ دی ہے اور کی ہے تو طلاق پڑ جاویگی خواہ نیت کرے یا نکرے اور اگر کہے کہ دی ہوئی جان یا کی ہوئی فرض کر تو نہ پڑیگی گو نیت طلاق کی کرے۔ اگر بی بی کے تذکرہ کے وقت شوہر کہے کہ وہ مجھے قیامت تک یا عمر بھر نہین چاہیئے تو طلاق بدون نیت کے نہ پڑیگی۔ شوہر نے اگر اپنی بی بی سے کہا کہ حیلۂ زنان کن یعنی تو عورتونکا حیلہ کر تو یہ تین طلاقون کا اقرار ہوا اور اگر یہ کہا کہ حیلۂ خویش کن یعنی اپنا حیلہ کر تو اُن کا اقرار نہو گا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجکو مہر بخشا مجھ سے ہاتھ اُٹھالے اور شوہر اُسی مجلس مین اُسکو طلاق دیدے تو اُسکا مہر ساقط ہو جاویگا

ورنہ ساقط نہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تھا جب طلاق نہوئی تو مہر بھی ساقط نہوا) اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ اے میرے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون تو وہ ان الفاظ سے آزاد نہونگے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہے کہ یہ کام نکرونگا تو اللہ تعالی کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یون کہا کہ مجھپر طلاق کی قسم ہے کہ یہ کام نکرونگا تو یہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا (اس شخص کو وہ کام نہ کرنا چاہیئے۔ اگر کرے گا تو اُسکی بی بی کو طلاق پڑجاویگی) اور اگر شوہر کہے کہ مین نے یہ جھوٹ کہا تھا تو اُسکا قول نہ مانین گے (طلاق پڑجاوے گی) اور اگر کہے کہ مجھے گھر کی قسم ہے کہ یہ کام نکرونگا تو یہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹا دے اور بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی اگر کسی نے یون کہا کہ بخارا مین جبتک مین ہون اگر فلان کام کردن تو ایسا ہو پھر بخارا سے چلا گیا اور دوبارہ آکر اُس کام کو کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر کسی نے گدھی فروخت کی تو اُسکا بچہ اُسکی بیع مین داخل نہوگا جس زمین کی بابتہ جھگڑا ہو اُسکو قبضے والے کے تصرف سے نکالنا نہ چاہیئے جب تک کہ مدعی اس بات کے گواہ نگذرانے کہ یہ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین قاضی کی حکومت کے ماتحت نہین اُسکے باب مین قاضی کو حکم کرنا نہ چاہیئے۔ جب دعوی صحیح ہوا اور گواہ ٹھیک ٹھیک ہون اور قاضی گواہ سُنکر کچھ حکم اس مقدمہ مین کردے پھر کہے کہ مین نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا مجکو پہلے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون کے دم مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کردیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہے تو معتبر نہوگا اور وہی پہلا حکم جو دیچکا ہے جاری رہیگا۔ اگر زید نے کچھ لوگونکو چھپا دیا اور پھر عمرو سے جو مدعا علیہ ہے کسی چیز کا سوال کیا اور عمرو نے اُسکا اقرار کردیا تو اگرچہ

لوگ عمرو کو دیکھتے ہون اور اُسکی گفتگو سنتے ہون اور عمرو اُنکو نہ دیکھتا ہو تو اُن لوگونکی گواہی عمرو کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کے کلام تو اُنہون نے سُنے مگر اُسکو دیکھا نہین تو اُسکے اقرار کی گواہی درست نہوگی۔ بالغ نے ایک زمین فروخت کی اور اُسکا کوئی رشتہ دار موجود ہے اور بیع کی اُسکو خبر ہے۔ پھر اُسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اُس زمین کا دعوی کریگا کہ میری ہے تو سُنا نہ جاویگا۔ ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا اور مر گئی پھر اُسکے وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر اپنے مرض موت مین بخشا تھا (یعنے وصیت کے حکم مین ہے) اور خاوند نے کہا کہ حالت صحت مین بخشا تھا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ زید نے عمرو کے قرض یا کسی اور چیز کا اپنے ذمے اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے تو جھوٹا اقرار کیا تھا تو عمرو سے یہ قسم لیجاویگی کہ زید اقرار مین جھوٹا نتھا اور مین اپنے دعوے مین باطل پہ نہین ہون۔ اقرار کرنا ملک کا سبب نہین ہوتا ہے (یعنی اگر کسی کے لیے کچھ مال کا اقرار کر دیا کہ واقع مین اپنے ذمہ پر نہین تو جسکے لیے اقرار کیا ہوگا اُسکو اُس مال کا لینا درست نہوگا اُس معاملہ مین جو اُسکے اور خدا تعالے کے درمیان ہے ہان اگر اقرار کرنے والا اپنی خوشی سے دیدے تو لے لے کہ یہ از سرِ نو مالک کرنا ہے) اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے اس چیز کے بیچنے کا تجکو وکیل کیا اور دوسرا اُسکر چپ ہو رہا (نہ اقرار کیا نہ انکار کیا) تو وکیل ہوجائے گا۔ اگر ایک شخص نے اپنی بی بی کو اُسی کے طلاق دینے کا وکیل کیا تو پھر شوہر کو اُس عورت کے معزول کرنے کا اختیار نہین زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب مین تجکو وکالت سے معزول کرون تب تو میرا وکیل ہے پس اس صورت مین اگر زید عمرو کو معزول

کرنا چاہے تو معزول کرنے کے الفاظ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا پھر اور معزول کیا (دوسری دفعہ معزول کرنے کو کہنا اسلیے ہے کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تھی وہ بھی برطرف ہوجاوے) اور اگر یون کہا کہ جتنی دفعہ مین تجھے معزول کرون اتنی ہی بار تو میرا وکیل ہے تو اُسکے معزول کرنے کو یون کہے کہ مین نے جو وکالت مشروط کی تھی اُس سے رجوع کیا اور جو وکالت اب ہے اُس سے معزول کیا جس صورت مین کہ صلح دین سے دین کے عوض مین ہو تو اس صورتمین (صلح کے جائز ہونیکے لیے جس دین پر صلح ہوئی ہو اُسکا) قبضہ کرنا شرط ہے (اُسی مجلس مین) ورنہ (صلح درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سے دوسرے اسباب معین کے عوض کی یا دین سے اسباب معین کے عوض کی تو ان صورتون مین (اُسی مجلس مین) قبضہ کرنا شرط نہین (دین سے دین کے بدلے صلح کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید کے ہزار روپیے عمرو پر آتے تھین اور عمرو نے انکار کردیا پھر حجت کے بعد دس اشرفیون پر دس روز کے وعدہ پر دونون نے صلح کرلی تو دس اشرفیان زید اگر اُسی مجلس مین لے لیگا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک بچے کے مکان پر دعوی کیا اُسکے باپ نے اس بچے کا کسیقدر مال مدعی کو دیکر صلح کرلی تو اگر مدعی کے پاس اُسکے دعوے پر گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گھر کی قیمت کے برابر یا کسیقدر زائد ہو کہ اتنے کی لوگ پرواہ نکرتے ہون تب تو یہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہونگے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی مدعی نے اول بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہین پھر گواہ پیش کیے یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی نہین ہے پھر گواہی دیدی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اگر بادشاہ نے امام کو حکومت

دی ہو تو امام کو اختیار ہے کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین دیدالے
بشرطیکہ راستہ چلنے والونکو ضرورت نہو۔ جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہو اور یہ
نہ کہا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اسکی بیع درست
ہوگی اور (اگر بادشاہ نے کہدیا ہو کہ اپنا مال بیچکر ڈنڈ ادا کر اور اس صورت مین
فروخت کرے تو یہ بیع درست نہوگی اس لیے کہ زبردستی سے ہوئی اسکی رضا سے
نہین ہوئی اور اگر اس صورت مین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کرے
تو درست ہوگی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نرہی) اگر اپنی بی بی کو مارسے ڈرایا
تاکہ وہ مہر بخشدے اور شوہر اسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اس صورتمین اگر بخشدیگی تو
یہ ہبہ درست نہوگا (کہ زبردستی سے ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہو اور وہ عورت مہر بخشدے
تو درست ہے اسلیے کہ زبردستی ثابت نہوئی) اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کی
تو طلاق ہوجاویگی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہوگا۔ ایک عورت کے ذمہ زید کا
کچھ قرض ہے اُسنے اپنے مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اُتار دیا پھر شوہر کو مہر بخشدیا تو
یہ ہبہ درست نہوگا۔ زید نے اپنی ملک مین کنوان یا پاخانے کا کھتا بنایا اُس سے
اُسکے ہمسایہ کی دیوار کو تری پہونچی اور ہمسایہ نے اُسکے ہٹائے جانے کی درخواست
کی تو زید پر اُسکے ہٹالینے کے لیے جبر نہ کیا جاویگا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر پڑے گی تو
زید پر اُسکا تاوان نہوگا۔ شوہر نے اپنی بی بی کے احاطے مین اپنے مال سے اُسکی
اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہ عمارت اُسکی بی بی کی ہوگی اور جو کچھ اسمین خرچ پڑا ہوگا وہ
عورت کے ذمے قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لیے بدون اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر کی
ہوگی اور اگر بی بی کے لیے مکان بدون اُسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی کا

ہوگا اور روپیہ جو عمارت مین لگا وہ سلوک کے طور پر ہوگا (یعنی عورت کے ذمے قرض نہوگا) اگر کسی قرض خواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے اُسکے ہاتھ سے قرضدار کو چھین کر چھوڑ دیا تو یہ چھوڑنے والا قرض کا ذمہ دار نہوگا کسی شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال ہے اور بادشاہ نے اُس سے کہا کہ یہ مال مجھے دیدے ورنہ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالے کردے تو اُس مال کا تاوان مالک کے لیے اُسکو نہ دینا آویگا۔ شکاری نے بسم اللہ کہکر برچھی گاڑدی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسرے دن آگر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو اُسکا کھانا درست نہین۔ حلال جانور کی یہ چیزین کھانی مکروہ ہین۔ اول شرمگاہ۔ دوم کپورے۔ سوم غدود۔ چہارم مُھکنا۔ پنجم پتا۔ ششم خون جاری۔ ہفتم آلہ تناسل۔ ہشتم پیٹھ کی ہڈی کا گودا۔ (واضح ہو کہ خونِ روان مطلق حرام ہے۔ اور باقی سات چیزین مکروہ ہین) غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور بڑے باپ کے مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار ہے (جسکو چاہے قرض کے طور پر دیدے) جس لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہو کہ اگر کوئی دیکھے تو ختنہ کیا ہوا جانے اور اُسکے ذکر کی کھال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو اُسکی ختنہ نکرنی چاہیئے اسیطرح اگر کوئی بوڑھا شخص مسلمان ہو اور تجربہ کار لوگ کہین کہ اسمین طاقت ختنے کی نہین تو اُسکی ختنہ بھی نکرین ختنے کے لیے مستحب وقت ساتوان سال ہے گھوڑدوڑ کرنی اور اونٹون کو آپس مین دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا ہے یا تیر چلانا کہ کسکا نشانے پر لگتا ہے درست ہے اور دونو طرف سے شرط بدنی حرام ہے (یعنی اگر زید اور عمرو گھوڑدوڑ کرین اور یہ بدین کہ زید کا گھوڑا آگے نکلے تو عمرو سو روپے دے اور عمرو کا نکلے تو زید سو روپیہ دے تو یہ حرام ہے) اور اگر شرط ایک ہی طرف سے ہو (مثلاً زید کا گھوڑا نکلجاویگا

توعمرو سے سنو لیے جاوینگے) یہ حرام نہین - پیغمبرون اور فرشتون کے سوا دوسرے
شخص پر درود و سلام بھیجنا نہ چاہیے لیکن اُنکے ساتھ مین مضائقہ نہین (مثلاً یون
نہ کہنا چاہیے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی فُلَانٍ یعنی الٰہی درود و سلام بھیج فلان
شخص پر بلکہ یون کہے تو درست ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
فُلَانٍ یعنے الٰہی درود و سلام بھیج اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص
پر) کافرونکے تیوہار (مثلاً نوروز اور مہرگان) کے نام سے (کہ شروع ماہ بیساکھ اور
کاتک کا نام ہے) کسیکو کچھ دینا جائز نہین - گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضائقہ
نہین - سیاہ کپڑے کا پہننا اور عمامے کا شملہ دونون مونڈھون کے درمیان
مین آدھی کمر تک رکھنا مستحب ہے - بوڑھے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا
بڑھکر چلنا جائز ہے - حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ چلّے مین ایک ختم کر لیا
کرے (یعنے پڑہنے مین جلدی نکرے)

کتاب الفرائض

اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان ہے (مردہ کے مال سے اول وہ
قرض ادا کرنا چاہیے جو اُس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھ روپیے کے عوض گرو
ہو اور اُسکا ترکہ اور کچھ نہو تو اول رہن کا روپیہ اُس مال سے ادا ہوگا بعد اسکے
وہ ترتیب ہے جو کتاب والا کہتا ہے) ترکہ میت سے اُسکے کفن و دفن کا سرانجام
پہلے کیا جاوے پھر جو کچھ بچے اُس سے اُسکا قرض ادا کیا جاوے پھر باقی مین
سے اُسکی وصیت پوری کیجاوے پھر جو بچے اُسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہیے اور
وارث تین طرح کے ہین - فرض والے اور عصبے اور ذوی الارحام -

کتاب الفرائض

فرض والونکا بیان

فرض والونکا بیان) فرض والے (وہ وارث) ہین جنکا حصہ کلام مجید مین (یا شریعت
مین) ٹھیر چکا ہے (اور وہ بارہ آدمی ہین اول میت کا) باپ ہے (اسکو) میت کے پسر
خواہ پوتے پڑپوتے (یعنے اولاد مذکر کے) ساتھ مین چھٹا حصہ ملتا ہے (اور اگر میت
کی بیٹی یا پوتی یا پڑپوتی یعنی مونث اولاد ہو تو چھٹا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والون
سے کچھ بچ رہے وہ بھی ملیگا اور اگر میت کے اولاد نہ مذکر ہو نہ مونث تو باپ عصبہ ہوگا)
۲ **دوسرا** صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سے بیان کرین تو اُس ناتے مین میت
کی مان نہ آوے (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا
حکم فرض مین ایک ہے (یعنے اگر باپ نہو تو دادا کے وہی تین حال ہین جو اوپر مذکور ہوئے)
لیکن (دو) باتون مین دادا اور باپ مین فرق ہے اول یہ کہ) اگر میت کے مان باپ اور
شوہر یا بی بی بچے ہون تو مان کو دونون صورتونمین شوہر کے حصے کے بعد جو باقی بچتا ہے
اُسکی تہائی ملتی ہے دادا کے ہوتے یہ صورت نہو گی (مثلاً ایک عورت مری اور اُسنے
شوہر اور مان باپ چھوڑے تو اسمین شوہر کو نصف ترکہ پہونچیگا اور مان کو نصف کا
تہائی یعنی چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اس صورتمین باپ کی جگہ دادا ہو تو نصف
ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی مان کو اور باقی بچا دادا کو ملیگا ایک مرد مرا اور اُسنے
ایک بی بی اور مان باپ چھوڑے اس صورتمین چوتھائی بی بی کو دیکر باقی کی تہائی
مان کو اور پھر جو کچھ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو مان کو کل ترکہ کی تہائی
ملتی ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنے دادی کو حصہ نہین
ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہین ہوتی (اور باتون مین باپ دادا
یکسان ہین چنانچہ بھائی بہنونکو دادا کے ہوتے ہوئے کچھ نہین ملتا (جیسے باپ کے ہوتے

ہوئے کچھ نہین ملتا (تیسری اہل فرض) میت کی مان (ہی اُسکو) میت کی اولاد خواہ اولاد کی اولاد کے ساتھ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور مذکر ہو یا مؤنث) اور نیز (میت کے) دو یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھ (خواہ حقیقی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی) نہ بھائی
جنکا باپ ایک ہو ۱۲ جنکی مان ایک ہو ۱۲
بہنونکی اولاد کے ساتھ (ترکے کا) چھٹا حصہ ملتا ہی اور میت کے باپ اور خاوند یا بیوی کے ساتھ تہائی اُسکا ملیگا جو خاوند یا بی بی کو دیکر بچے (چنانچہ اُسکی مثالین ابھی اوپر گذرین (چوتھی اہل فرض) میت کی جدہ صحیحہ (ہے) جسکا نانا میت سے بیان کرنے مین جد فاسد یعنے نانا میت کا نہ آوے (تو وہ دادی اور نانی اور پر دادی اور نانی کی مان وغیرہ ہوگی نانا کی مان یا دادی نہوگی اور جدہ) کو ایک ہو یا بہت ہون چھٹا حصہ ملیگا اور جس جدہ کی میت سے دو ناتے ہون اور جسکا صرف ایک ناتا ہو وہ دونون برابر ہونگی (دو ناتے اسطرح ہو سکتے ہین مثلاً دادا کی مان بھی وہی ہو اور نانی کی مان بھی وہی ہو مثلاً ہندہ کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہو اور پھر اُن دونونکا آپس مین نکاح ہوگیا تو اُنکی اولاد کا رشتہ ہندہ سے دو قرابت کا ہوگا) اور جس جدہ کا ناتا میت سے دور ہو وہ قریب کے ناتے والی سے محروم ہو جاویگی اور سب جدات خواہ دور کی ہون خواہ نزدیک کی مان کے ہوتے ہوئے محروم رہتی ہین (پانچوان اہل فرض) میت کا شوہر (ہے) اُسکو بی بی کے ترکے کا نصف ملتا ہی اور میت کی اولاد کے ہوتے ہوئے ترکے کا چہارم ملتا ہی خواہ اولاد کتنے ہی نیچے کی ہو (چھٹی اہل فرض میت کی بی بی (ہی اُس) کو شوہر کے مال مین سے چہارم ملتا ہی۔ اگر شوہر کے اولاد نہو اور اولاد کے ساتھ مین خواہ کتنے ہی نیچے کی ہو بی بی کو آٹھوان حصہ ملتا ہی (اگر بیبیان دو یا تین ہون تو اُنکا حصہ زیادہ نہوگا چوتھائی بے اولاد کے اور آٹھوان مع اولاد کے

سب آپس مین تقسیم کرلین (ساتوین فرض والی) بیٹی (ہے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ کا آدھا اُسکو ملیگا اور دو بیٹیان یا زیادہ ہون تو ترکے کی دو تہائیان پاوینگی۔ اور (اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونون ہون تو) بیٹونکے ساتھ (ملکر بیٹیان) عصبہ ہوجاتی ہین اور اس صورت مین بیٹی کو پسر کے حصے سے آدھا ملتا ہی (یعنی کوئی حصہ مقرری نہین رہتا بلکہ ایک پسر کا حصہ جسقدر ہو اُسکا آدھا بیٹی کو ملتا ہے (پوتا) میت کے بیٹے کے ہی جبکہ بیٹا نہو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھ نہین ملتا۔ اگر بیٹی پوتے کے ساتھ ہو تو جو نکہ قریب تر میت سے ہوگا اُسکو باقی ملیگا (یعنے آدھا بیٹی کو دیکر باقی پوتے کو ملیگا اس لیے کہ عصبہ ہے۔ اور کنز مین اقرب ذکور اسلیے کہا کہ ولد الابن پوتی کو بھی کہہ سکتے ہین مگر اُسکو باقی نہین ملتا اُسکا حال آگے آتا ہی (آٹھوین فرض والی) میت کی پوتی (ہے اُس) کو سگی بیٹی کے ساتھ چھٹا حصہ ملتا ہی تاکہ دو تہائی کامل ہوجاوین (کیونکہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے تو دو تہائی جو بیٹیونکا حق ہے وہ ان دونون کو ملیگا اسطرح کہ آدھا بیٹی کو دینگے اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونون ملکر دو تہائی ہوجاوین لیں) پوتی ایک ہو یا زیادہ (ایک بیٹی کے ساتھ مین چھٹا حصہ پاویگی) اور اگر بیٹیان ایک سے زیادہ ہون تو پوتیان محروم رہینگی لیکن اگر اس صورت مین پوتیونکے ساتھ مین یا اُن سے نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنے ساتھ والیون اور اوپر والیون کو سوائے فرض والی بیٹیونکے عصبہ کردیتا ہے اور مرد کو دونا حصہ عورت سے ملجاتا ہے اور جو اس سے نیچے ہون اُنکو کچھہ نہین پہونچتا (مثلاً اگر میت کے دو بیٹیان اور ایک پوتی اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہون تو بیٹیون کو دو ثلث ملینگے اور [illegible] تہائی ترکے کی جو بچی وہ پڑوتے کے سبب سے پڑوتی اور پوتی

اور پڑپوتے مین مرد کو عورت سے دونا تقسیم ہوجاویگی اور پوتے کی پوتی جو پڑپوتے
سے نیچے درجے مین ہے اسکو کچھ نہ ملے گا۔ حاصل یہ کہ پوتیونکی چھ حالتین ہین۔ اگر
انکے ساتھ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور اگر اونکے ساتھ
ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا۔ اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم ہونگی اور اگر انکے
ساتھ لڑکا ہو تو سوائے فرض والیونکے برابر اور اوپر والیونکو عصبہ کردیتا ہی
اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اُنمین تقسیم ہوتا ہی اور اگر میت کے بیٹا
ہو تو پوتیون کو کچھ نہین پہونچتا (نوین اہل فرض) میت کی حقیقی بہنین ہین انکا حال
بیٹیونکا سا ہے جس صورت مین کہ بیٹیان اور پوتیان نہون (یعنے بہن ایک ہو تو
آدھا مال پاویگی اور دو ہون تو دو تہائی) اور (بھائی اگر انکے ساتھ ہو تو مرد کو
عورت کی نسبت دونا حصہ ملے گا) بھائیونکے ساتھ مین عصبہ ہوجاتی ہین اور
اگر بہنونکے ساتھ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی تب بھی بہنین عصبہ رہنگی (اور فرض
والون سے بچتا مال پاوینگی دسوین فرض والی) علاتی بہنین (ہین) ان کا
حال پوتیون کا سا ہے (یعنے جو حال پوتیون کا) بیٹیون کے ساتھ (تھا وہ حال
علاتی بہنونکا سگی بہنونکے ساتھ ہے کہ اگر سگی بہنین نہون تب تو ایک علاتی
بہن کو آدھا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھ مین چھٹا حصہ خواہ
علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنونکے ساتھ مین کچھ نہین ملتا وہان
اگر ان کے ساتھ علاتی بھائی اس صورت مین ہو تو وہ انکو عصبہ کرتا ہی اور
عصبہ کے ساتھ مین انکو مرد کے حصے سے آدھا ملتا ہے) اور بیٹیون اور پوتیون
کے ساتھ مین علاتی بہنین بھی) عصبہ ہوجاتی ہین (اور اسوقت اہل فرض سے

جو مال بچتا ہے وہ اُنکو پہونچتا ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ (گیارہوین اہل فرض) میت کی اخیافی بہن (ہے) اور (بارہوین اہل فرض اخیافی) بھائی (ہے ان دونوکا یہ حال ہے کہ اگر) ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہے اور زیادہ ہون تو تہائی مال کی ملتی ہی اور انمین عورت مرد کا برابر حصہ ہے (یہ نہین کہ مرد کو عورت سے دونا ملے) بھائی اور بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پڑپوتے وغیرہ اولاد نر کے ہوتے ہوئے خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے کچھ نپاوینگے اور سگی بیٹی اور پوتی (یعنے میت کی اولاد مؤنث) صرف اخیافی بہن بھائی کو محروم کرتی ہے (سگی اور علاتی کو نہین کرتی)

عصبونکا بیان

(عصبونکا بیان) عصبہ اُس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوے اور اگر فرض والون کے ساتھ ہو تو باقی مال لیوے (جو اُن سے بچے۔ اور عصبہ دو قسم پر ہے) ایک نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کے۔ دوسرا عصبہ سبب کا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا نسبی عصبہ دوسرے سے میراث مین مقدم ہے) اور (ترتیب یون ہو کہ) سب سے زیادہ حقدار بیٹا ہی پھر پوتا پھر پڑپوتا پھر اُسکی اولاد نر کتنے ہی نیچے کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا کتنے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بھائی پھر علاتی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا (پھر میت کے چچے تائے پھر باپ کے چچے تائے پھر دادے کے چچے تائے بترتیب سابق یعنی سگے اور علاتی بعد ہونگے ان) عصبات نسبی کے بعد عصبہ سبب (یعنی آزاد کرنیوالا ہے میت (کا اُس) کے مال کا حقدار ہے اور اگر وہ نہو تو اُسکے عصبونکو اسی ترتیب سے پہونچیگا (یعنی اول اُسکی اولاد نر پھر باپ یا دادا پھر بھائی وغیرہ کو جیسا اوپر بیان ہوا) جو عورتین ایسی ہین کہ حصہ انکا آدھا اور دو تہائی ہی (یعنے بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین) وہ اپنے

بھائیوںکے ساتھ مین عصبہ ہوجاتی ہین اُنکے سوا اور عورتین اپنے بھائیونکے ساتھ
مین عصبہ نہین ہوتین (اور جب اُنکے ساتھ اُنکے بھائی ہوتے ہین تو مال اُنہین اس
طرح تقسیم ہوتا ہی کہ مرد عورت سے دونا پاوے بخلاف اخیافی بہنونکے جنکا حصہ آدھا
اور دو تہائی نہین تو اُن مین مال کی تقسیم مرد و عورت مین برابر ہے) جس شخص کا ناتا
میت سے کسیکے ذریعے سے ہوتا ہے وہ اُس ذریعے کے ہوتے ہوئے مال نہین پاتا (مثلاً پوتا یا
داداکہ اُنکا رشتہ میت سے بذریعہ بیٹے یا باپ کے ہی تو پسر کے ہوتے پوتا اور باپ کے
ہوتے دادا حصہ نپاویگا) مگر اخیافی بہن بھائی (اس قاعدے سے خارج ہین اُن کا
رشتہ میت سے بذریعہ مان کے ہے اور مان کے ہوتے ہوئے وہ محروم نہین ہوتے)
جو شخص محجوب ہو (یعنے کسی رشتہ دار قریب کی جہت سے ترکے سے محروم ہو) وہ دوسرےکو
محجوب کرسکتا ہی مثلاً اگر میت کا باپ اور مان اور دو بھائی یا دو بہنین ہون تو
(باوجودیکہ باپ کے ہونے سے بھائی بہنونکو کچھ نہ ملے گا مگر وہ) مان کے حصہ کو تہائی
سے چھٹا کردینگے (اگر یہ نہوتے تو مان کو تہائی ملتا انکے سبب سے مان کے
حصہ مین نقصان ہوگیا گو وہ خود محروم ہین) جو شخص غلام ہونیکی جہت سے یا میت کو اپنے
ہاتھ سے قتل کرنے کے باعث یا دین کے اختلاف کی جہت سے یا دار کے جدا ہونیکی
جہت سے محروم ہو وہ دوسرے کو محروم نہین کرسکتا (مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسرے کا غلام ہو
یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دارالحرب مین رہتا ہو تو میت کے اور وارثون مثلاً بھائی
بہن وغیرہ کو محروم نکریگا) ایک کافر دوسرے کافر کا وارث ہوتا ہی جسطرح ایک مسلمان دوسرےکا
وارث ہوتا ہی خواہ نسب کی جہت سے (مثلاً باپ بیٹا بہن بھائی ہونیکی جہت سے) یا سبب کے علاقے
سے (مثلاً شوہر اور بی بی ہونیسے) یا آزاد کرنیسے وارث ہو اور دو سببونسے بھی وارث

ہوتا ہی مثلاً شوہر اپنی بیوی کا آزاد کرنیوالا بھی ہو تو شوہر ہونیکی جہت سے اور آزاد کرنیکے سبب سے دونون سے وارث ہوگا) اگر کافر کی دو قرابتون مین سے ایک محجوب ہو اور ایک حاجب تو وہ حاجب کی قرابت سے میراث پاویگا نہ محجوب کی (مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سے نکاح کیا اور اُس سی لڑکا ہوا تو یہ لڑکا اُس کافر سے دو قرابت رکھتا ہی اُسکا بیٹا بھی ہی اور نواسا بھی مگر نواسہ ہونیکی قرابت محجوب ہی اور بیٹے کی قرابت حاجب تو اُس کافر کی میراث بیٹے ہونے کی جہت سی پاویگا نہ نواسے ہونیکے سبب سے) کافر اگر اپنی محرم سے نکاح کرلے (مثلاً مان سے یا بیٹی سے) تو شوہر ہونیکی میراث اُسکو نہ ملیگی حرام کی اولاد اور وہ بچہ جسکی جہت سے شوہر بی بی مین لعان ہوا ہو وہ مان ہی کی طرف سے میراث پاوینگے (یعنے مان کے ترکے مین سے اُنکو حصہ ملیگا باپ کے ترکہ مین سی نہ ملیگا کیونکہ باپ سے اُنکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہے) حمل کیواسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرلیا جاویگا (یعنی اگر میت کی جورو حاملہ ہی اور وارث خواہان تقسیم ترکہ ہون تو حمل کے لیے ایک پسر کا حصہ رکھ چھوڑینگے باقی مال بانٹ دینگے) پھر وہ بچہ آدھے سے زیادہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوکر اگر مر جاویگا تو وارث ہوگا اور اگر تھوڑا ہی سا نکلکر مر جاویگا تو وارث نہوگا۔ چند شخص اگر جل جاوین یا ڈوب کر مر جاوین تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہونگے ہان اگر یہ معلوم ہوجاوے کہ فلانا پہلے مرا اور فلانا پیچھے تو اُن مین وراثت جاری ہوگی۔

حرام کی اولاد باپ کا ترکہ نہین پاتی

ذوی الارحام کا بیان

(ذوی الارحام کا بیان) ذو رحم اُس رشتہ دار کو کہتے ہین جسکا حصہ شریعت مین مقرر نہو اور نہ وہ عصبہ ہو۔ ذو رحم کسی فرض والے اور عصبہ کے ساتھ مین وارث نہین ہوتا بجز شوہر یا بی بی کے ساتھ کے اسلیے کہ اُنپر مال رد نہین ہوتا (یعنی اگر شوہر یا بی بی کے ساتھ مین ذو رحم ہوگا تو باوجودیکہ یہ دونون صاحب فرض ہین مگر اُنکے ساتھ مین

وہ وارث ہوتا ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ شوہر یا بی بی کو بچتا مال دوبارہ نہین دیتے
بخلاف اور فرض والونکے کہ اگر اُنکے حصونسے کچھ مال بچتا ہی تو پھر وہ اُنہین حصہ رسد
دیا جاتا ہی پس جب شوہر یا بی بی کو دیکر کچھ بچے اور وہ اُنکو ہٹایا نہین جاتا تو اُسکا
وارث بجز ذورحم کے اور کون رہا اسلیے اُنکے ساتھ مین وارث ہوتا ہے ذوی الارحام
کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کے ہی (یعنی اول میت کے فروع یعنے بیٹیون پوتیون
کی اولاد گو نیچے کی ہون پھر اسکے اصول یعنی جد فاسد اور جدات فاسدہ کتنے ہی اوپر
کے ہون پھر اُسکے مان باپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا اخیافی بہن بھائیون کی اولاد
پھر اُسکے جد اور جدہ کی فروع یعنی ماموں خالہ پھوپھی تائی اور چچا کی لڑکیان پھر
باپ کے ماموں خالہ وغیرہ) ذوی الارحام مین درجے کے قرب سے ترجیح ہوتی ہی (یعنی
قریب کے رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور والے کو نہ ملیگا اگر قرب مین برابر ہون تو پھر
اس بات کو دیکھتے ہین کہ اُسکی اصل وارث ہی یا نہین اگر وارث ہو تو اسکو مقدم کرتے
ہین اُسپر جسکی اصل وارث نہو مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور ہمشیرزادی کا بیٹا اگر وارث رہین تو
مال برادرزادہ کی دختر کو ملیگا اسلیے کہ اُسکی اصل یعنے برادرزادہ عصبہ ہی اور ہمشیرزادی
کے پسر کو نہ ملینگے اسلیے کہ اُسکی اصل یعنی ہمشیرزادی وارث نہین ذورحم ہی) جسوقت
کہ ذوی الارحام کی جہت قرابت میت سے مختلف ہو تو جسکی قرابت باپ کیطرف سے ہوگی
اُسکو دونا ملیگا اور جسکی مان کیطرف سے ہوگی اُسکو ایک حصہ ملیگا (مثلاً اگر میت اپنے
باپ کا نانا اور مان کا دادا چھوڑے تو اول کو دو تہائی اور دوم کو ایک ملیگی) ذوی الارحام کی اصلین
اگر ایک سی ہون تو نر کے کو انکی گنتی پر تقسیم کرینگے (مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنونکی اولاد ہو تو
سب بھانجون بھانجیون کو شمار کرکے ترکہ برابر تقسیم کرین اگر سب مذکر ہون یا سب مونث اور اگر

کچھ مرد کچھ عورتین ہون تو مرد کو دونا حصہ عورتون کی نسبت دیوین) اور اگر اُنکے
اصول متفق نہون (یعنے بعضونکی اصل مرد ہو اور بعضونکی عورت) تو شمار شخصونکا
(اُسوقت بھی) اُنہین سے ہوگا مگر جس درجے مین کہ پہلے اختلاف ہوا ہے مرد و
عورت کا فرق اُس مین کرلیا جاویگا (مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک
نواسے کی بیٹی بچے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلیے کہ اول
جہان اختلاف ہوا ہے وہان ایک جانواسی ہے اور دوسری جانواسا اسلیے تہائی عورت
کے اعتبار سے اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے اور شمار پچھلون کے
بموجب ہوتی ہے یعنی مثلاً اگر پہلی صورت مین چار بیٹیان ہون اور دوسری مین
تین ہون تو پہلی صورت والیون کو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی مین تقسیم
کردیجاویگی اور دوسری صورت والیونکو دو تہائی تین جگہ تقسیم برابر کردیجاویگی
حصے (جو کلام مجید مین) مقرر (ہین وہ چھ ہین تین ایک قسم کے یعنی) آدھا چوتھائی
آٹھوان اور (تین دوسری قسم کے یعنے) دو تہائی تہائی اور چھٹا اور اُن کے
مخرج (یعنے ایسے عدد کہ اُن سے یہ حصے نکل سکین سات ہین) آدھے کیلیے
دو کا عدد ہے (پس جسکو نصف مال بہو پختا ہو چاہیے کہ مال کے دو سہام مقرر
کرلین اور چوتھائی کے لیے چار کا عدد ہے اور آٹھوین حصے کے لیے آٹھ کا عدد
ہے اور دو تہائی اور تہائی کے لیے تین کا عدد ہے اور چھٹے حصے کے لیے چھ کا
(اور ان دونون قسمون مین پچھلا عدد اپنے پہلے حصونکا بھی مخرج ہوسکتا ہے مثلاً چار
کا عدد آدھے کا بھی مخرج ہے اور آٹھ کا عدد چوتھائی اور آدھے کا مخرج ہے اور
چھ تہائی کا مخرج ہے) اور ایک دوسرے کے ملنے سے بارہ اور چوبیس مخرج ہوتے ہین

حصون
اور مخرجون
کا بیان

(یعنے ایک قسم کا حصہ جب دوسرے سے ملیگا خواہ سب حصون سے ملے خواہ ایک سے تو انکی صورتین تین ہین اول یہ کہ آدھا دوسری قسم سے ملے اسصورتمین چھ مخرج ہوگا دوسرے یہ کہ چوتھائی دوسری قسم سے ملے اسصورتمین بارہ مخرج ہوتا ہی تیسرے یہ کہ آٹھوان حصہ دوسری قسم سے ملے اسمین چوبیس مخرج ہوتا ہی) اور مخارج زیادہ ہوجاتے ہین حصونکے مخرج کے کمی کے باعث (یعنی جس صورت مین کہ عدد حصون کے مخرج کا کم ہو اور سہام اُسکے ملکر زیادہ ہوجائین تو کچھ مخرج مین زیادہ کردیا جاتا ہے تاکہ سب حصہ والونکو اُنکے سہام پہونچ جاوین اور اس بڑھانے کو عول کہتے ہین اور یہ بات تین مخرجون مین ہوتی ہے جو دونون قسمون کے ملنے سے پیدا ہوتے ہین) پس چھ کا عدد دس تک عول ہوجاتا ہی طاق اور جفت دونون (مثلاً ایک میت کا خاوند اور دو بہنین سگی بچین تو یہان خاوند کا نصف اور بہنونکا دوثلث ہے عدد چھ سے دونون نکل سکتے ہین لیکن چھ کا آدھا تین ہی اور دو تہائی چار مجموعہ سہامونکا سات ہوا تو چھ کو عول کرکے سات کردینگے جو طاق ہے اور ترکے کے سہام سات کرکے تقسیم کیے جاوینگے اور اگر مثال مذکور مین میت کی ماں بھی ہو تو چھٹا حصہ یعنی ایک اُسکو بھی ملنا چاہیئے تو سہام آٹھ ہوجاوینگے اس صورت مین چھ کا عول آٹھ کرینگے یہ عول جفت ہی اور اگر ایک بہن اخیافی بھی مثال مین ہو تو ایک سہام اُسکا ہوگا اور تعداد سہامونکی نو ہوگی اور یہ عول طاق ہوگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چھ کا عول دس ہونا چاہیئے) اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر طاق ہوتا ہے جفت نہین ہوتا یعنی تیرہ پندرہ سترہ مین عول ہوتے ہین مثلاً ایک میت کی بی بی اور دو بہنین علاتی اور ایک ماں وارث ہون تو یہان بی بی کا چوتھائی اور بہنونکا دو تہائی اور ماں

عول کا بیان

کا چھٹا حصہ ہے اور یہ سب حصے بارہ مین سے نکل سکتے ہین مگر بارہ کی چوتھائی ہین
اور دو ثلث آٹھ اور چھٹا حصہ دو ہین اور یہ کل تیرہ ہوئے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جائیگا
اور اگر ان وارثون مین ایک اخیافی بہن بھی ہو تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اسکو
بھی ملنے چاہئین تو اب پندرہ سہام ہونگے اور بارہ کا عول پندرہ کر لیا جاویگا اور اگر
دو بہین اخیافی ہون تو سہام سترہ ہونگے اور عول بھی سترہ اور ۲۴ کا عول صرف
ایک ہی ہوتا ہے یعنی ستائیس (اور اُسکی صورت یہ ہے کہ ایک میت کی بی بی اور دو بیٹیان
اور مان اور باپ وارث رہین یہان سب وارثونکے حصے ۲۴ سے نکل سکتے ہین مگر
اُنکے سہام یعنی تین سہام بی بی کے اور سولہ سہام بیٹیونکے اور چار چار مان باپکے
ملکر ستائیس سہام ہوتے ہین پس ۲۴ کا عول ۲۷ کر لیا جاتا ہے اور اس مسئلہ کو مسئلہ
منبریہ کہتے ہین اور یہ عول سب اعداد کی تلاش سے اتنے ہی نکلتے ہین) اگر ایک فرقہ کا
حصہ اُسکے شخصون یعنی مستحقون پر پورا نہ تقسیم ہو (مثلاً سہام حصے کے چار ہون اور
اُنکے لینے والے چھ) تو اگر دونون مین توافق کی نسبت ہو تو مستحقونکے شمار کا
وفق لے کر اصل مسئلے مین (جو مخرج سب حصونکا قرار دیا گیا تھا) ضرب کرینگے (جیسے
اوپر کی مثال مین چار اور چھ مین توافق ہے یعنے دونون نصف ہو سکتے ہین تو چھ کے
وفق تین کو مخرج اصلی مین ضرب کرینگے) اور اگر دونو نمین توافق نہو (بلکہ تباین ہو)
تو کل عدد مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور جو کچھ حاصلضرب ہوگا وہ مسئلے کا مخرج
ہوگا (اس سے سبکو پورا حصہ پہونچیگا) اور اگر کسر کئی جگہ ہو (یعنے وارث کئی فرقہ
ہون اور ہر فرقے پر اُسکے سہام ٹھیک نہ بٹین کسر پڑے) اور وہ فرقے آپسمین تماثل
رکھتے ہون (یعنی شمار مین برابر ہون) تو ایک فرقہ کی شمار کو اصل مسئلے مین ضرب

کر لینا چاہیئے اور اگر فرقے آپس مین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اُنکے
عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق کو
دوسرے مین ضرب کرین (اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور) اگر سب
فرقونکی تعداد آپس مین متبائن ہو تو ایک کی تعداد دوسرے کی تعداد مین (ضرب کرین اور
حاصلضرب کو تیسرے کی تعداد مین) اور حاصل (اخیر) کو اصل مسئلہ مین (ضرب دیکر تصحیح مسئلے
کی کرین) اور (اگر اصل مسئلہ) عول (رکھتا ہو تو عول) مین ضرب کرنا چاہیئے (واضح ہو کہ دو
عدد مین چار نسبتونمین سے ایک ہوا کرتی ہی تماثل یا تداخل یا توافق یا تبائن۔ تماثل
دونون عددونکے برابر ہونے کو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس۔ اور تداخل اُسکو
کہتے ہین کہ دو عددون مین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹجاوے کسر نہ پڑے یا یہ کہ اگر چھوٹے
کو اُسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دو بار یا زیادہ مین بڑا عدد ہو چکے مثلاً ۲۵ اور
پانچ مین تداخل ہی کہ پچیس پانچ پر پورا بٹجاتا ہی یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتے
جاوین تو پانچ دفعہ مین ۲۵ فنا ہو جاویگا۔ اور توافق اُسکو کہتے ہین کہ دو عدد دونکو کوئی
تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونون کو عدد چار فنا
کرتا ہی اور اس تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین اور ان دونون عددون مین
توافق بالربع کہلاتا ہی اور ایک کے ربع کو ضرب کرنا پڑتا ہی اور اگر تہائی مین موافق
ہون تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین اور علی ہذا القیاس اور تبائن اُسکو کہتے ہین کہ
کوئی تیسرا عدد بھی ان دونون کو فنا نکرے صرف عدد ایک کا دونونکو فنا کرے جیسے نو
اور دس ہین اور ترکیب ان تینون نسبتون اخیر کے معلوم کرنیکی یہ ہی کہ بڑے عدد کو
چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھ نرہے تو تداخل ہے اور اگر کچھ باقی

رہے تو باقی پر چھوٹے کو تقسیم کرین اور پھر بھی بچے تو دوسری باقی پر پہلی باقی کو تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچھ نرہے تو دیکھین کہ اُسکا مقسوم علیہ کیا ہے اگر دو ہو تو دونون عدد مین توافق بالنصف ہوگا اور اگر تین ہو تو بالثلث اور علی ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچ رہے تو اُن دونون عدد مین تبائن ہوگا) اور اگر وارثون کے سہام اصل مسئلے سے کم ہون اور اس جہت سے کچھ مال بچ رہے تو وہ مال اہل فروض کو موافق اُنکے حصون کے دیدینا چاہیے لیکن شوہر یا بی بی کو اس مقدار زائد مین سے کچھ نہ ملیگا (اور وارثون کو مال زائد اسطرح دیتے ہین کہ) جن وارثون پر رد ہو سکتا ہے اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلہ اُنکے شمار کے موافق کر لینگے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون (تو چونکہ اُنکا حصہ دو تہائی تھا اس جہت سے مسئلہ تین سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیون خواہ بہنونکو ملینگی اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بھی اُنپر ہٹا دینے کی ضرورت ہوئی اسلیے چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تھے اُنکے شمار کے موافق مال کے دو حصے کرکے ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس ہٹا دینے کو رد کہتے ہین) اگر جن وارثون پر رد ہو سکتا ہے وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اُنکے سہامونکے شمار سے ہوگا (یعنی اصل مسئلہ مین سے جسقدر سہام اُنکو پہونچے ہون اُنکو جمع کرکے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جاویگا) مثلاً اگر دو سدس جمع ہون (جیسے میت کی جدہ اور اخیافی بہن رہی تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور اسمین سے ایک ایک سہام دونون وارثون کو ملیگا اور دونون کا مجموعہ دو ہین) تو مسئلہ دو سے کیا جائیگا (اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون) تو مسئلہ تین سے ہوگا (جیسے جدہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ کو چھٹا حصہ اور دو

یا زائد اخیافی بہنونکو تہائی ملتا ہے اور دونونکے سہام اگر چھ سے نکالین تو تین ہوتے ہین
اسلیے مسئلہ تین سے ہوگا) اور اگر نصف اور سدس جمع ہون تو مسئلہ چار سے ہوگا
مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث ہون تو جدہ کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ہے اور چھ
مین سے دونونکے سہام ملکر چار ہین تو چار سے مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دینگے
اور اگر دو تہائی اور چھٹا حصہ جمع ہون یا نصف اور دو چھٹے حصے ہون یا نصف اور
ایک تہائی ہو تو ان تینون صورتون مین مسئلہ پانچ سے ہوگا (اول کی مثال دو سگی
بہنین اور ایک جدہ ہے کہ چھ مین سے چار بہنونکے اور ایک جدہ کا اور دونون ملکر
پانچ ہوئے اور دوم کی مثال جیسے مان اور بیٹی اور پوتی کہ چھٹا مان کا اور آدھا بیٹی
کا اور چھٹا پوتی کا اور چھ مین سے یہ سہام نکالین تو سب ملکر پانچ ہوتے ہین اور تیسری
کی مثال جیسے سگی بہن اور مان کی بہن کا نصف اور مان کا ایک تہائی ہے اور
چھ مین سے دونون کے سہامون کا مجموعہ پانچ) اور اگر وارث ایک جنس کے
ہون اور اُنکے ساتھ شوہر بی بی مین سے بھی کوئی ہو (جسکو مال رد نہین کرسکتے)
تو اس صورت مین شوہر یا بی بی کے حصے کا کمتر مخرج نکالکر اسکا حصہ اسمین سے دیدینا
چاہیئے اور باقی کو ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کردینا چاہیئے (اگر تقسیم ہوسکتی ہو)
جیسے میت کا شوہر اور تین بیٹیان ہون (تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہے مگر سہام
دونونکے گیارہ ہین اس لیے ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ چوتھائی تھا
اُسکا کمتر مخرج چار ہے اُسمین سے اُسکا حصہ ایک سہام اُسکو دیکر باقی تین سہام
جو بچے تین بیٹیون کو برابر ایک ایک پہونچ گیا) اور اگر باقی سہام ایک جنس کے
وارثون پر پورے نہ بٹین اور سہامونین اور اُنکے شمار مین [illegible] ہو تو شمار کے

وفق کو شوہر یا بی بی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلاً اوپر کی مثال مین بیٹیان چھ ہون تو تین سہام اُن پر پورے تقسیم نہونگے اور تین اور چھ مین تداخل ہی جسکو علم فرائض کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث ہو لیکے پس چھ کا وفق یعنی دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھ ہوئے انمین سے دو سہام شوہر کے اور چھ سہام چھون بیٹیونکے ہوئے) اور اگر سہامون مین توافق یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہیئے مثلاً مثال مذکور مین تعداد بیٹیونکی پانچ ہو (تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہے اسلیے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے بیس ہونگے بیس مین سے پانچ شوہر کو اور پندرہ بیٹیون کو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے) اور اگر شوہر یا بی بی کے ساتھ مین دو جنس کے وارث ہون تو جنپر رد ہو سکتا ہی (انکے مسئلے کے نکالنے کا طور اوپر گذرچکا ہے اس قاعدے کے بموجب سہامون سے) انکا مسئلہ نکال لینا چاہیئے پھر شوہر یا بی بی کو اقل مخرج سے اُسکا حصہ دیکر باقی کو اس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا چاہیئے (اگر بٹ سکے) مثلاً میت کی ایک بی بی اور چار جدات اور چھ اخیافی بہنین ہون (کہ اسصورت مین اقل مخرج بی بی کے حصہ کا چار ہے اسمین سے ایک اُسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی بہنون کا مسئلہ جو نکالا تو چھٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنونکا ہے اسلیئے انکا مسئلہ تین سے ہوا اس تین پر مخرج سے بچے ہوئے تین کو جو بانٹا تو پورا ہی یعنے ایک جدات کا اور دو بہنون کا حصہ ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کر لو یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہو سکتا نہ وہ چھ بہنون پر اسلیے اول حصون اور شمار حصہ دارون مین نسبت دیکھی تو چار جو شمار جدات کے انکے حصے کے سہام ایک مین تباین ہی اور چھ بہنون کی تعداد

اور دو مین جو انکے سہام ہین تداخل یعنی توافق بالنصف ہے تو چھ کا نصف لے لیا
تین ہوئے اب دونون تعداد دو مین جو نسبت دیکھی یعنی چار اور تین مین تو تباین پایا اسلیے
چار کو تین مین ضرب کیا بارہ ہوئے اور بارہ کو اصل مخرج چار مین ضرب کیا تو اڑتالیس ہوے
اس سے سبکو سہام پورے پہونچینگے یعنے بارہ بی بی کو اور بارہ چارون جدات کو یعنی
ہر ایک کو تین تین اور چوبیس چھئون بہنونکو یعنے ہر ایک کو چار چار اور تصحیح مسئلہ مین
اس قاعدہ کا یاد رکھنا چاہیے کہ اول سہامون اور تعداد مین نسبت دیکھتے ہین پھر
ہر جنس کی تعداد مین نسبت دیکھتے ہین اور تب بموجب مثال گذشتہ تصحیح کرتے ہین
اور اگر کمتر مخرج سے شوہر یا بی بی کے حصے کے بعد باقی بچا ہوا وارثان مختلف کے
سہامون پر پورا نہ بٹے تو جنپر رد ہو سکتا ہے انکے سہام کو شوہر یا بی بی کے فرض کے
مخرج مین ضرب کرنا چاہیے پھر ہر ایک کا حصہ دریافت کرنیکے لیے شوہر یا بی بی کے
سہام کو جنپر رد ہو سکتا ہے انکے مسئلے مین ضرب کرو اور انمین سے ہر فریق کے سہام کو
مخرج فرض شوہر یا بی بی کی باقی مین ضرب کرو جیسے اس مثال مین کہ میت کی چار بیبیان
اور نو لڑکیان اور چھ جدات ہون (کہ کل مسئلہ چوبیس سے ہوتا ہے مگر سہام تیئیس ہین اسلیے
مسئلہ اصل مخرج بیبیون سے یعنی آٹھ سے کرکے ایک انکو دیا اور سات جو بچے ان کو جو دیکھتے
ہین وہ لڑکیون اور جدات کے سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اسلیے پانچ کو
آٹھ مین ضرب دیا چالیس ہوے اب بیبیونکا سہام جو ایک تھا اسکو پانچ مین ضرب دیا پانچ
ہوئے یہ حصہ بیبیونکا ہوا اور پینتیس ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہے یعنی سات جدات کے
اور اٹھائیس لڑکیونکے) اب ہر فریق کے سہام جو اپنے مستحق پر پورے نہین ہوتے بموجب
قاعدہ سابق کے تصحیح مسئلے کی کرکے انکو پورا بانٹ دینگے (یعنے اول سہامون

اور تعداد اشخاص مین نسبت دیکھی سب جگه تباین پایا پھر بیبیون اور لڑکیون کی تعداد
مین نسبت دیکھی تو چار اور نو مین تباین پایا دونون کو آپس مین ضرب کر لیا چھتیس ہوئے
چھتیس اور جدات کی تعداد مین نسبت دیکھی تو تداخل پایا اس لیے چھتیس مین اصل
مسئلے یعنی چالیس کو ضرب دیا تو کل تصحیح ایکہزار چار سو چالیس ہوئے اب ہر ایک کے سہامونکو چھتیس
مین ضرب کر لو ہر ایک کا سہام ہو جائیگا مثلاً بیبیونکے سہام پانچ تھے انکو چھتیس مین ضرب دیا
ایکسو اسّی ہوئے یه حصه چارون زوجه کا ہوا ہر ایک پینتالیس پاویگی اور جدات کے سہام
سات تھے انکو چھتیس مین ضرب دیا تو دوسو باون ہوئے یه حصه چھون جدات کا ہوا ہر ایک کے
بیالیس ہونگے اور اٹھائیس جو سہام لڑکیونکے تھے انکو چھتیس مین ضرب دینے سے ایکہزار
آٹھ ہوئے یه حصه نو لڑکیونکا ہوا اور ہر ایک کو انمین سے ایکسو بارہ پہونچینگے) اگر مال کے
تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مرجاوے تو (مناسخه کرنا چاہیئے اور اسکی صورت یه ہے که
پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشته کے کرلین اور سہام ہر وارث کا اسمین سے دیدین
پھر دوسری میت کے مسئلے کی تصحیح کرین اور جو کچھ اسکو پہلی تقسیم سے سہام ملے ہون ان سہامون
مین اور دوسری تصحیح مین نسبت دیکھین اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پورے بٹجاوین تو
حاجت ضرب کی نہوگی دونون مسئلے تصحیح اول سے درست ہوجاوینگے (مثلاً ایک شخص مرے
اور ماں اور زوجه اور ایک چچا وارث چھوڑے اور پھر اسکی زوجه مرے اور ایک سگا بھائی
اور سگی بہن وارث رہین تو پہلے میت اول کے مسئلے کو جو دیکھا تو بارہ سے نکلتا ہے جسمین سے
چار سہام یعنی تہائی ماں کو اور تین زوجه کو اور باقی پانچ سہام چچا کو ملین گے اور
دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوئی جس مین سے دو اسکے بھائی کو اور
ایک بہن کو پہنچتے ہین اور تین ہی سہام زوجه کو تصحیح اول سے ملے تھے پس وہ تصحیح

مناسخه کا بیان

ثانی پر پورے تقسیم ہوگئے تو اب حاجت ضرب کی نہین مال کے بارہ سہام کرکے
چار میت کی مان کو اور پانچ چچا کو اور دو سالے اور ایک سالی کو دیدین) اور اگر دوسری تصحیح
کے عدد پر میت ثانی کے سہام پورے نہ بٹین تو ان دونون مین نسبت دیکھین اگر
دونون مین توافق ہو تو وہی وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرین (جیسے پہلی مثال
مین مان مرجاوے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلے
میت کی تصحیح تو بارہ سے تھی اُس مین سے چار ان کو ملے تھے اب اُس کے وارثون کی تصحیح
کی تو چھ سے ہوتی ہے جس مین سے تین اُس کی بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن کو
ملتا ہے اور اس چھ اور چار مین نسبت توافق بالنصف کی ہے اس لیے چھ کا وفق یعنے آدھا
لیکر تصحیح اول یعنے بارہ مین ضرب کرین گے تو چھتیس کل دونون مسئلون کی تصحیح
ہوجاوے گی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہامون مین تداخل ہو اور تصحیح ثانی کے
عدد زیادہ ہون تو اُس کو حکم توافق کا ہوگا یعنے بموجب سہام میت ثانی کے وفق تصحیح
ثانی کا نکال کر اُس کو مسئلہ اول کی تصحیح مین ضرب کرنا چاہیئے) اور اگر تصحیح دوم اور
میت دوم کے سہامون مین تباین ہو تو کل تصحیح اول مین ضرب کرنا چاہیئے (مثلاً
مثال گذشتہ مین چچا مرجاوے اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑے تو
اُس کی تصحیح چار سے ہوگی اور اُس کے سہام میت اول سے پانچ تھے اور ان دونون مین
تباین ہے تو کل چار کو تصحیح اول بارہ مین ضرب کرکے اڑتالیس کو دونون مسئلون کی تصحیح
کہین گے جب معلوم ہوجاوے کہ دونون مسئلون کی تصحیح یہ عدد ہوا تو) میت اول کے
وارثون کے سہام (بتاین کی صورت مین) تصحیح دوم کے کل مین ضرب کرو اور (توافق
کی صورت مین) اُس کی وفق مین (غرضکہ جس عدد مین تصحیح اول کو ضرب کیا ہو اُس مین

اُس کے وارثون کے سہام کو ضرب کرو حاصل ضرب وارثون کا حصہ ہوگا) اور میت
ثانی کے وارثون کے سہام کو (درصورت تباین اُس کے) کل ما فی الید مین (یعنے
جو سہام اُس کو میت اول سے ملے تھے اُن مین ضرب کرو) اور (درصورت توافق)
ما فی الید کے وفق مین (حاصلضرب وارثان میت ثانی کے سہام تصحیح کل مین سے ہونگے اور)
اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثون مین سے اُس عدد مین ضرب کرو جس مین
اصل مسئلے کو ضرب دیا ہے تو حاصلضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا (جاننا چاہیے کہ پہلے جو وارثونکے
سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہے اس سے مراد کل سہام کل وارثونکے ہین
اب اس بیان مین ترکیب ہر فرقہ کی علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنے کی بیان کی مگر
مناسخے مین کل سہامونکے دریافت کرنے کی چندان ضرورت نہین ہوتی لہذا ترکیب
دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی اسی طرح معلوم کرنا چاہیئے
کہ ہر وارث کے سہام کو کل ما فی الید یا اُس کے وفق مین ضرب دے لینا چاہیئے اب
ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین تو دیکھین کہ اصل مسئلہ سے
اُس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اُس کے سہام اصل مسئلے مین سے ہون اُن کو اس
فرقہ کے شمار سے نسبت لگا دین کہ ان سہامون سے ایک کو کتنا ملتا ہے جتنا حساب سے پڑے
اتنا ہی اس عدد مین سے جو اصل مسئلے مین ضرب ہوا ہے اُس کو دیدین (مثلاً مثال بالا مین
میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور چھ جدات تھین اُن کا اصل مسئلہ چالیس تھا اور اُسکو
چھتیس ۳۶ مین ضرب کر کے تصحیح کی تھی ایک ہزار چار سو چالیس اور چار زوجات کا حصہ
اصل مسئلے مین سے پانچ تھے اور پانچ مین سے چار کو دیکھا تو سوا سوا پہونچتا ہے
اگر چھتیس کو سوا کرین تو پینتالیس ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہے لیکن

سہل ترکیب یہ ہی کہ ہر فریق کے سہام بموجب بیان سابق دریافت کرکے انکو اس فریق کے شمار پر تقسیم کردین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکور مین چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب کیے ہوئے چھتیس مین ہین یعنی ایکسو اسی اور اسکو اگر چار پر تقسیم کردین تو خارج قسمت پینتالیس ہوتے ہین جو حصہ ایک زوجہ کا ہے۔ اور اگر مناسخہ مین دو سے زیادہ میت ہون تو دو میتونکی تصحیح بموجب بیان سابق کرکے اسکو بجاے میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجاے دوم اور وہی قواعد عمل مین لادین جو اوپر مذکور ہوئے) اگر میت کے ترکے کو وارثون

وارثون پر ترکے کی تقسیم کا بیان

مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیح مین سے جتنا ایک وارث کو پہونچے اسکو کل ترکے مین ضرب کرو اور حاصلضرب کو تصحیح پر بانٹ دو (خارج قسمت وارث مذکور کا حصہ ترکہ مین سے ہوگا مثلاً مثال گذشتہ بالا مین میت کی چار زوجات نو لڑکیان اور چھ جدات تھین اور تصحیح ایکہزار چار سو چالیس تھی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا پینتالیس اور لڑکی کا ایکسو بارہ اور جدہ کا بیالیس تھا اگر ترکہ میت کا نوے [90] روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ ہر وارث کا کیا حصہ ہوگا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی پینتالیس [45] اسکے سہام تھے اسکو کل ترکے یعنی نوے [90] مین ضرب کیا تو چار ہزار پچاس ہوئے اسکو تصحیح پر یعنی ایکہزار چار سو چالیس پر تقسیم کیا خارج قسمت دو ہوئے ایکہزار ایکسو ستر بچے انکے آنے کیے تو اٹھارہ ہزار سات سو بیس ہوئے انکو پھر ایکہزار چار سو چالیس پر بانٹا تو تیرہ خارج قسمت ہوئے اور کچھ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ دو روپیہ تیرہ آنے ہوئے ہین اور لڑکی کے حصہ ایکسو بارہ کو نوے مین ضرب دیا دسہزار اسی ہوئے انکو ایکہزار چار سو چالیس پر تقسیم کیا تو پورے سات نکلے معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات روپیے ہین اور جدہ کا حصہ بیالیس [42] ہے اُن کو نوے [90] مین ضرب دیا تو تین ہزار سات سو اسّی ہوئے اسکو ایکہزار چار سو چالیس پر بانٹا تو دو نکلے اور نو سو بچے اسکے آنے کیے چودہ ہزار چار سو ہوئے اور ایکہزار چار سو چالیس [illegible] بانٹنے سے دس آنے

خارج قسمت ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ ہر جدہ کا حصہ دو روپیہ دس آنے ہوتے ہین) اسیطرح (اگر) قرضخواہونکا مختلف قرضہ (میت کے ذمے ہو اور اسکا ترکہ سب کو وفا نکرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجائے تصحیح کرنا چاہیئے اور ہر شخص کے قرض کی مقدار کو بجائے ہر وارث کے سہامونکے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکے مین ضرب دیکر مجموع قرضون پر) بانٹ دینا چاہیئے (خارج کی تعداد اس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید کا قرضہ میت کے ذمہ چالیس روپیہ اور عمرو کا ستر روپیہ اور بکر کا اسی روپیہ اور خالد کا ایکسو دس روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل سو روپیہ تو اب کل قرضون کو جمع کرکے جو دیکھا تو تین سو ہوئے اسکو بجائے تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ یعنی چالیس کو ترکے مین یعنی سو مین ضرب دیا چار ہزار ہوئے اسکو تین سو پر تقسیم کیا تو تیرہ روپے پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علی ہذا القیاس اورونکا حصہ نکال سکتے ہین) اگر میت کے وارثون مین سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرلے تو اسکو ایسا سمجھ لو کہ گویا وارثون مین تھا ہی نہین اور ترکے مین سے وہ مال نکال ڈالو جسپر اوسنے صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثونمین تقسیم کردو (یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اس وارث کے کرنی چاہیئے پھر اسکے سہام تصحیح مین سے خارج کردینے چاہیئن تو گویا بعد نکالنے کے جتنے رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکے کو بقیہ وارثونمین بموجب قواعد مصرحہ بالا تقسیم کردینا چاہیئے۔ وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

ہوئی فقہی مسائل مین کتاب بنظیر احسن — نہو وے سیر جسکے دیکھنے سے نفس شائق کا
سن ختم اسکا [illegible] تو ہاتف غیب سے بولا — لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا

تمہید طبع بار دوم از محمد احسن صدیقی نانوتوی مترجم کتاب ہذا

جب اول بار یہ ترجمہ مطبع صدیقی بریلی مین چھپکر منتشر ہوا تو چند احباب نے فرمایا کہ بعض جا اس ترجمہ کی عبارت کنز الدقائق مطبوع حال سے مختلف ہے اسلیے مین نے اسدفعہ حرف بحرف کنز الدقائق مطبوعہ کے موافق اس ترجمہ کو کردیا اور بہت جگہ محو و اثبات کرنا پڑا جن لوگونکے پاس اول بار کا چھپا ہوا نسخہ ہو وہ اسکو اسدفعہ طبع کے موافق کرلین کہ یہ نہایت صحیح ہے اور عینی سے بھی مطابق کرلیا گیا ہے

اعلان

چونکہ راقم نے جملہ حقوق ترجمہ کتاب کنز الدقائق مسمی بہ احسن المسائل کے مولوی ہدایت یار خانصاحب خلف مولوی الہ یار خانصاحب سے باضابطہ خرید لیے ہین لہذا آیندہ سواے راقم الحروف کے کوئی دوسرا شخص اسکے طبع کا مجاز نہین جملہ حقوق محفوظ ہین

راقم

محمد عبد الاحد پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق مطبع مجتبائی دہلی مین احقر الانام محمد عبد الاحد کے اہتمام سے بماہ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ ہجری نبوی صلعم مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۰۹ء طبع ہوئی

اعلان

احسن المسائل

چونکہ احقر نے جملہ حقوق تالیف و ترجمہ کتاب ہذا کے مولوی ہدایت یار خان صاحب خلف مولوی الہ یار خان صاحب سے باضابطہ خرید لیے ہیں۔ لہذا آیندہ سوائے راقم الحروف کے کوئی دوسرا شخص اسکے طبع کا مجاز نہیں ؎

راقم۔ محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی

اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجۂ زمانہ کی تحقیق اور جائز و ناجائز کا بیان۔ مؤلفہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ ۳؍

ارکان اسلام۔ اردو مجتبائی مؤلفہ مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب انصاری اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور آخر میں ماں باپ استاد کے حقوق لکھے ہیں۔ بچوں کو سب سے پہلے اس کتاب کا پڑھنا ضروری ہے ؍

رفاہ المسلمین۔ ترجمہ اردو مسائل اربعین از مولانا محمد اسحق رحمۃ اللہ علیہ مسائل ضروری حالات ولادت سے تا وفات جو کچھ کرنا چاہیئے۔ وہ سب بصراحت لکھے ہیں۔ مجتبائی ۳؍

ضروری ترجمہ قدوری۔ مجتبائی۔ اردو با محاورہ ہے مترجم نے کم استعداد اور عام لوگوں کی تفہیم کے لیئے اس ترجمہ کو سوال و جواب کے پیرایہ میں ایک ایسی متانت اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے ادنی لیاقت کا آدمی بھی بلا مدد غیرے قدوری کے ہر ایک اور اہم مسائل کو نہایت سہولت و آسانی کے ساتھ بخوبی سمجھ سکتا ہے اور عام اردو خواں اس کا مطالعہ کرکے تمام فقہی مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں۔ قیمت عہ

تفسیر بیان القرآن مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اسکی بارہ جلدیں ہیں تین چھپ چکی ہیں۔ باقی علی الترتیب چھپ رہی ہیں علماء اور طلبا سب کے لیئے نہایت مفید ہے۔ جلد اول ؏ جلد دوم ؏ جلد سوم ؏

مجموعہ فتاوی امدادیہ۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب یہ فتاوی چار جلدوں میں زیر طبع ہے۔

حق السماع در تحقیق جواز و عدم جواز سماع بدلائل معقول و منقول و فروع و اصول از مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی اردو مجتبائی ار

شروط المذاہب۔ مجتبائی یہ ایک معتبر کتاب ہے مسائل صوم و صلوٰۃ کے متعلق چاروں اماموں کے مفتی بہ مسائل لکھے ہیں جسکے دیکھنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مسئلہ فلاں امام کے مذہب میں اس طرح ہے ؍

مجموعہ وظائف مشتمل بر سہ حصہ پہلے حصہ میں آمنت باللہ پانچوں کلمہ سید الاستغفار اسماء حسنی اسماء رسول مقبول درود تاج مع اسناد درود لکھی مع اسناد صلوٰۃ تنجینا مع اسناد درود معظم مع اسناد درود اکبر مع اسناد حاشیہ پر با محاورہ ترجمہ ۴ر

دوسرے حصہ میں ہشت سورۂ قرآن مجید یعنی سورۂ یٰسین مع فضائل سورۂ انا فتحنا مع فضائل سورۂ نبا مع فضائل سورۂ واقعہ مع فضائل سورۂ ملک مع فضائل سورۂ مزمل مع فضائل سورۂ رحمٰن مع فضائل سورۂ مع فضائل اور ہر کام کی مجرب دعائیں درود استغاثات مع دعای حاضری دعای مغنی مع فضائل خواص **تیسرے** حصہ میں قصیدہ مع اسناد قصیدۂ غوثیہ مع اسناد حزب البحر مع اسناد دعای سیفی مع اسناد دعائے سریانی دعائے حیدری مع ترکیب زکوٰۃ ۴ر

قیمت ہر سہ حصہ ۱۰ر مجلد ۱۲؍

المشتہر محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء